

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۲۵۹۷۱ / ۲-۲۲ Accession No. ۹۸

Author - محمد حسن

Title - الحجة والبرهان

This book should be returned on or before the date last marked below.

وَاللَّهُ لَذِي بُرْكَاتٍ وَعَظِيمٌ سُبْحَانَكَ يَا قُدُّوسُ

إِنِّي فِي هَذَا لَمَعَ الْقَوْمِ عَابِدِينَ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا

حِجَّةُ الْعُلَمَاءِ

جلد اول

مَدِينَةُ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

از قاضی محمد سلیمان صاحب دکان منضو پوری

ریاست پٹناله

۱۹۲۸ء

برسوم

کا شوق رام پریس لاہور میں چھپوایا

قیمت فی جلد ۵۰

سبیل الرشاد

فاضل اجل قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری مصنف
کتاب رحمۃ للعالمین کا سفر نامہ حجاز ہے

حریم کے تاریخی حالات ۔ احکام قرآنی ۔ فرمان نبوی صحف
سماویہ کی پیشینگوئیاں ۔ جغرافی اور ملکی واقفیت ۔ حج کے اسرار
و مقاصد ۔ حج کے صحیح احکام اور مناسک ۔ مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی
اور اطراف حرم پاک کے نہایت مستند واقعات ۔ عرب کی تمدنی ۔
جوگرافی ۔ ملکی حالت ۔ سفر مدینہ طیبہ کے واقعات کمال صحت
اور وضاحت سے کھکے گئے ہیں ۔ مضامین ایسے ضروری ہیں ۔ جن سے
وہ بھی بے خبر رہتے ہیں ۔ جو حج کر چکے ہیں ۔ لازم ہے کہ ہر ایک سلمان
کے گھر میں یہ کتاب پائی جائے ۔ اور ہر ایک اسلامیہ سکول اور کتب
میں اسے داخل تعلیم کیا جائے ۔ محدثین و فقہاء متکلمین و مورخین
برابر مستفید ہو سکتے ہیں ۔ الغرض یہ جو اہر بے بہا قیمت ۔ . . .

خليفة هدايت الله صاحب نيشتر ضلوع ازهر و منبر
رحمة للعالمين ثباليه يا است بنجاب و ستيا ب هو سكتا ب

لاہور میں سبیل الرشاد سے کتابیں مل سکتی ہیں ۔
کتاب دارالکتاب لاہور میں بھی دستیاب ہو سکتا ہے
کتاب دارالکتاب لاہور میں بھی دستیاب ہو سکتا ہے
کتاب دارالکتاب لاہور میں بھی دستیاب ہو سکتا ہے
کتاب دارالکتاب لاہور میں بھی دستیاب ہو سکتا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين، وسلام على المرسلين والصلوة والسلام
على عبده ورسوله محمد بن المصطفى، امام الانبياء وخاتم النبيين
وعلى آله واصحابه الطيبين
الطاهرين رضوان الله

عليهم اجمعين

امَّا بَعْدُ - سالہا سال سے میری یہ آرزو رہی ہے کہ حضرت سید و ولد
آدم محمد بن النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر تین کتابیں لکھ سکوں؛
مختصر؛

متوسط؛

مطول

۱۹۹۱ء میں مختصر کتاب لکھ کر فرائض کر چکا ہوں؛ اُس کا نام مہر نبوة ہے۔
متوسط کتاب کا نام رحمة للعالمین تجویز کیا گیا ہے؛ یہ کتاب تین جلدوں
میں ختم ہوگی؛ یہ پہلی جلد ہے جسے ناظرین مطالعہ فرما رہے ہیں دوسری جلد ۱۹۹۲ء
میں طبع ہوئی۔ تیسری جلد بھی انشاء اللہ جلد فرائض ہوگی۔ اُن کے بعد پھر
سیرت نبوی پر ایک کتاب پورے شرح و بسط سے لکھی جائیگی؛ (انشاء اللہ تعالیٰ)

میں جانتا ہوں کہ میری یہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامدو
محاسن کا اظہار اسی قدر کر سکتی ہے ؛ جس قدر کہ ذرّہ بمقدار آفتاب عالمتاب کے
انوار کو آشکارا کر سکتا ہے ؛ تاہم میں اس کتاب کے پیش کرنے کی جرأت صرف
اس لئے کرتا ہوں کہ شاید کسی ایک انسان ہی کو اس کے مضامین سے فائدہ
پہنچ سکے ؛ مضامین کتاب کی نسبت اس قدر عرض کر دینا ضروری ہے ؛
کہ میں نے صحیح روایات ہی کے اندراج کرنے میں پوری کوشش و سعی کی ہے ؛
اللہ تبارک و تعالیٰ سے بہ تضرّع و التجایہ دعا ہے ؛ کہ وہ میری اس ناچیز
محنت و عمل کو قبول فرما کر اس کا ثواب میرے والد ماجد حاجی مولوی
قاضی احمد شاہ مرحوم المتوفی ۲۸ محرم ۱۳۲۸ ہجری کے نامہ اعمال میں
ثبت فرمائے ؛ رَبَّنَا اقْبَلْ مَنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِیْمُ

المذنب

راجی شفاعت و غفران

قاضی محمد سلیمان عفی اللہ عنہ

سپیشل مجسٹریٹ و رجیٹر اول متوطن منصور پور علاقہ قریات پٹیلہ
جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي لم يتخذ ولداً ولم يكن له شريك في الملك
 ولهم يكن له ولي من الدال وكبرة تكبيراً، فله الحمد رب السموات
 ورب الأرض رب العالمين، والأكبرياء في السموات والأرض و
 هو العزيز الحكيم، وأشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له
 كلمة قامت بها الأرض والسموات وخلفت لاجلها جميع الموجودات
 وبها أرسل الله رسله وأنزل كتبه وشرع شريعته ولاجلها قضيت
 الموازين ووضعت الدواوين وأشهد أن محمداً عبده ورسوله الذي
 بعثه الله مكنوياً عندهم في التوراة والإنجيل يا مريمهم بالمحرف وبينهم
 عن المنكر ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم هم
 والأغلل التي كانت عليهم أرسله الله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدن
 كله شاهداً على الخلق أجمعين ونذيراً مبيناً ورحمة للعالمين
 ومبشراً للمؤمنين بأن لهم من الله فضلاً كبيراً، فصلّى الله تعالى بختيته
 آمينته على وجهه وخيرته من خلقه سيد المرسلين وحاتم النبيين
 امام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة المبعوث بالدين القويم والمبج

المستقیم و علی السابقین الاولین من المهاجرین والانصار والذین
یتبعوهم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

اھدی الیہ الھنامۃ تترأ دار الصلوة الزھر الخراء
والی معاشیر محبہ للعائین والال الکرام السادۃ الکبیرا
ما ھنزت الادرار من نفس العبا وتنفس الادرار بالاضواء

اما بعد کتاب رحمۃ للعالمین کی یہ جلد اول ہے جو ۱۹۱۲ء کے بعد
سہ بارہ بعد صحت چھپوائی گئی ہے۔ یہ ہم اشاعت سے اس کتاب کو مخفی نہیں ہو سکتا
اور باد و فضلہ دے جس محبت اور عزت سے دیکھا اور جس کثرت سے اس کے مفید
کو کتابوں رسالوں اور مضامین میں نقل کیا گیا اور جس شرف سے طالب علموں
واعظوں اور خطیبوں نے اس پر توجہ کی اور اقصالے نکات تک جس طرح اس کی
اشاعت ہوئی۔ صلحاً امت نے جس تواتر کے ساتھ اپنی اپنی رائے کا اظہار فرمایا
میں اس کے لئے اپنے مالک حکیم العلیم کے افضال عظیمہ و نعم تنکاثرہ کا نہایت در نہایت
تشکر گزار ہوں۔ جامع اوراق کو اس امر کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ یہ ناچیز محنت
اس طرح پرتوں کی جاویدگی و ربك یخلق ما یشاء و یختار ما کان لھم الخیرہ
سبحان اللہ و تعالیٰ عما یشرکون۔ ربك یعلم ما تکن صدورھم و ما یعلنون
وھو اللہ لا الہ الاھو۔ لا یحمد فی الارض و الاخرہ و لا بالحکم والیہ ترجعون
طبع سوم میں چند در چند معلومات کا اضافہ کر دیا گیا ہے اب دیکھئے کہ رب
العالمین بقیہ کتاب کے بھی جلد شائع ہو سکی تو فیق رفیق فرمائیے و ما ذلک علی اللہ العزیز

محمد سلیمان کان اللہ

ذیقعد ۱۳۳۲ھ

مطابق ماہ جون ۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۰	آنحضرت کے کام	۱	مقدمہ
۱۲۰۱۱	اسلام کے نمونے، مختلف طبقہ انسانی پر تعلیم	۱	مسیح کو دوسرا سال پہلے حضرت بلہم کی پیدائش
۱۳۰	اسلام کی تاثیریں	۱	حضرت ابراہیم کا مصر جانا
۱۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیمی معجزہ ..	۲	ہاجرہ شاہزادی مصر سے حضرت ابراہیم کا نکاح
۱۵۱۱۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مشہور واقعات کے ضروری اور شاندار نتائج :-	۳	توراة حضرت اسماعیل حضرت اسحق کی سلوۃ (حاشیہ)
۱۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مشہور انبیاء کی صفات کی جامع تھی :-	۳	حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند ان یاسیل و اسحق پر
۱۷	اسم پاک - محمد کے لغوی معنی (حاشیہ) :-	۴	شام و عرب کو تقسیم کیا
۱۹	حضرت ابراہیم قوموں کے باپ ہیں :-	۴	نبی اسماعیل اور نبی اسماعیل کے تعاون میں ہدیہ کی نمونے
۲۰	نبی بی باجرہ کا تقرب النبی :-	۴	حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے
۲۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء و دوصیاء :-	۴	ملک کی عجیب باتیں - (حاشیہ)
۲۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش :-	۵	حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے جو چار ازواج سے تھے :-
۲۱	سمت اور مسیحی تاریخوں میں تاریخی غلطیاں :-	۵	فرزندان ابراہیم کا بحر ہند و بحر احمر پر غلبہ
۲۱	یسعیاہ کی بشارت :- (حاشیہ)	۵	قصی کا ذکر - اور اسکی اصلاحات
۲۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یام رضاعت - بچوں کی تربیت میں آب و ہوا کا لحاظ رکھنا :-	۶	آنحضرت کے اجداد
۲۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کرمہ کا انتقال :-	۶	جزیرہ نمائے عرب
۲۲	ابوطالب کی تربیت :-	۶	قبل نبوت عرب پر مختلف سلطنتوں کا تسلط ..
۲۳	حجرہ راہب کی ملاقات پر تنقید :-	۷	قبل نبوت ہاشدگان عرب کی حالت
۲۳		۸	قبل نبوت عرب کے مذاہب
		۹	دنیا کے نقشہ پر عرب کا محل وقوع
		۱۰	ہدایت عامہ کے لئے عرب کو مرکز قرار دینے کی وجہ :-

۳۳	تبلیغ اسلام کا آغاز	۲۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارت پر مستوجہ ہونا
۳۳	قدیر علیؑ ابو بکرؓ زید رضی اللہ عنہم کا اسلام	۲۳	تجارت کیلئے سفر اُس کا تجربہ
۳۳	ابو بکرؓ اور چند مخلصین کا اسلام	۲۴	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح
۳۳	یہاڑ کی گھاٹی میں چھپ چھپ کر نمازیں پڑھنا	۲۴	قیام امن و محرفی حقوق عامہ کیلئے ایک انجمن
۳۴	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے مقاصد	۲۴	انگلستان میں نائٹ ہڈ کا آرڈر اس انجمن کے
۳۴	تبلیغ کے پنجگانہ مراتب	۲۵	بعد ہوا تصادم حاشیہ
۳۵ تا ۳۵	بخت نبوی کے وقت عالم کی حالت	۲۵	آنحضرتؐ کو ملک کی جانب سے ایمین و صادق کا لقب
۳۵	اپنے کتبہ میں آنحضرتؐ کی تبلیغ	۲۵	کعبہ کی تعمیر (حاشیہ)
۳۸	آنحضرتؐ کا پہاڑی کا وعظ	۲۵	بحر اسود (حاشیہ)
۳۸	تبلیغ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششیں	۲۶	عرب نے آنحضرتؐ کو حکم مقرر کیا
۳۹	وعظ نبوی کے ضروری مضامین	۲۶ تا ۲۶	مشافعات یحنا کی تبلیغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا
۳۹	مندیوں، میلوں پر تبلیغ نبوی		قرب زمانہ بعثت
۳۹	قریش کی مخالفت	۲۹	وحی سے پہلے کی روشنی
۴۰	اسلام کے خلاف قریش کی تدبیریں	۲۹	غار حرا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت
۴۰ تا ۴۰	اسلام لانے والوں پر قریش کے ظلم و ستم		بعثت و نبوت
۴۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کی بدولیت	۳۰	ابتدائے وحی کی تاریخ
۴۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اندازینے کی قاعدہ کیستیاں	۳۰	نزل وحی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت
۴۳	مستترین کی جماعت	۳۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق پر سب سے
	قرآن اور نبی کا براہ نام جو نیکوئے زمین دشمنوں کا	۳۰	تدبیرہ الکرہنے کی شہادت
۴۴	عاجز ہونا	۳۱	درجہ بن نفل ایک عیسائی عالم کا ذکر
۴۴	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دشمنوں کے زوہد		عیسائی عالم کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
۴۴	مخلصین کا پیش قدمی کی ہجرت کرنا	۳۱	نبوت پر
۴۵	حضرت عثمانؓ کی فضیلت	۳۲	نزل قرآن کی ابتداء
۴۵	قریش نے ہاجرین حبش کا تعاقب کیا	۳۲	نزل قرآن کی تاریخ کا تصدیق (حاشیہ)
۴۵	دوبارہ حبش میں جو حضرتؐ کی تقریر اسلام پر	۳۲	نماز کا آغاز

۶۸	ابو ذر غفاری کا اسلام	۶۸	لاحج کی تدبیر اور سردار مکہ عقبہ کی تقریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
۷۰	ابو ذر پر قریش کے ظلم	۶۹	قرآن مجید کا اثر عقبہ پر
۷۰	انبیاء بھرت	۷۰	قتل کی دھمکی قتل کا اعلان
۷۱	وہ بنی راعیل پر حنا	۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دھمکی کے جواب میں
۷۱	بھرت عقبہ اولیٰ اس کی شریطیں	۷۱	قریش کی مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تقریر
۷۲	اسلام کے معلم مصعب بن عمیر کا ذکر	۷۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کی سیح کے جواب سے مطالبہ
۷۲	عقبہ ثانیہ	۷۲	ابو جہل کی بدسلوکی اور امیر حمزہ کا اسلام
۷۳	اسید بن حصیر کا اسلام مدینہ میں	۷۳	حمزہ فاروقی کا جوش نجات اور اسلام
۷۳	سعد بن معاذ کا اسلام مدینہ میں	۷۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تین سال تک پہاڑ کی گھائی میں محصور رہنا
۷۴	تمام قبیلہ کا ایک دن میں سلمان ہونا	۷۴	چند مخالفین کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی
۷۵	سقام عقبہ پر عباس کی گفتگو	۷۵	ابو طالب و خدیجہ الیکبری کی وفات
۷۵	ہجرت پر انصاریوں کی گفتگو	۷۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغ کے لئے مختلف مقامات کی جانب سفر
۷۶	آنحضرت صبح کی طرح اپنے بارہ نقیب مقرر کئے	۷۶	کوہ طائف پر آنحضرت کے وعظ
۷۷	ایک نقیب کو قریش نے گرفتار کر لیا	۷۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عجیب دعا
۷۸	سلمانوں کو ہجرت کی اجازت ملی	۷۸	ایداہند گاہ کیلئے بدھا کر نیسے آنحضرت کا انکار
۷۸	صیب کی ہجرت کا ذکر	۷۹	سویہ بن صامت کا اسلام
۷۹	ام سلمہ کی مصائب ہجرت کے وقت	۷۹	ایاس بن معاذ کا اسلام
۸۰	حیاش کی مصائب بوجہ ہجرت	۸۰	ضاد اروی کا اسلام
۸۱	ہجرت نبوی	۸۱	سورج
۸۱	آنحضرت قتل پر سزاؤں کی کمیٹی کا جمع ہونا	۸۱	ظلیل دسی کا اسلام
۸۱	ان سرداروں کا انجام (حاشیہ)	۸۱	
۸۱	کمیٹی کے مشورے	۸۱	
۸۲	انسانی تدبیر اور الہی تدبیر	۸۲	
۸۲	علی اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کی خدمات	۸۲	
۸۳	اسامت ابو بکر پر ابو جہل کا ظلم	۸۳	

۱۰۲	مسلمانوں کے خلاف قریش کی سازش !	۸۲	خار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی
۱۰۳	مسلمانوں کے خلاف قریش کی دوسری سازش !	۸۲	اسلام کی قوت ایمانیہ !
۱۰۳	قریش کا حملہ مسلمانوں پر !	۸۵	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا بیٹا !
۱۰۳	قریش کی اور سازش !	۸۵	ام مہدی کی زبان سے علیہ مبارک علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۴	آنحضرت کا صحابہؓ سے مشورہ !	۸۵	مکہ میں نبوت کے ۱۳ سال پر غصہ نزل !
۱۰۴	حکم جہاد کی ضرورت !	۸۹	اشجارہ راہ ریز میں بریدہ اور ۷ کسک اسلام لانا !
۱۰۵	جہاد کا پہلا حکم (قرآن مجید) !	۸۹	قباء میں پہونچنا (اور یوم عید عاشورہ ہیود) !
۱۰۵	حکم بالائیں وجوہات سے گناہ !	۹۰	مسجد قباء کا بنانا !
۱۰۶	قریش کا دوسرا حملہ یا جنگ بدر !	۹۰	اسلام میں پہلا جموعہ !
۱۰۷	جنگ بدر کی پیشگوئی یسعیاہ نبی کی کتاب میں !	۹۳	اس جگہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ !
۱۰۷	قریش کی تیسری سازش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل !	۹۳	مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلہ اور حقوق کی
۱۰۸	ایک دشمن کی ماموری اُس کا اسلام !	۹۳	کی پیشگوئی !
۱۱۰	قریش کا تیسرا حملہ یا غزوۃ السویق !	۹۴	وہتران انصار کے اشعار خیر مقدم !
۱۱۰	قریش کا چوتھا حملہ یا جنگ احد !	۹۴	یسعیاہ نبی کی پیشگوئی (حاشیہ) !
۱۱۱	فاطمہ زہراؓ عایشہؓ کی خدمات جنگ احد میں !	۹۶	انصار کی نصرت اسلام !
۱۱۱	جنگ احد کے نقصانات !	۹۵	کتاب یسعیاہ میں ہجرت کا ذکر (حاشیہ) !
۱۱۲	عورت کے دل میں شہوہ کا درجہ !	۹۶	مکہ اور مدینہ کے حالات کا مقابلہ !
۱۱۲	بائی صفیہ کا استقلال !	۹۶	کتاب توراۃ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی !
۱۱۲	انس بن نضر کی صداقت و شہادت !	۹۷	یہود مدینہ میں موعود کے منتظر تھے !
۱۱۳	سعد بن سح کا پیغام بکامباز اہل اسلام !	۹۷	عیسائیوں مدینہ میں موعود کے منتظر تھے !
۱۱۳	عمارہ بن زیاد کی جان نشاری !	۹۸	اصول عیسویت پر ڈاکٹر پیر کی رائے (حاشیہ) !
۱۱۳	ابو جہازہ خطبہ علی مرتضیٰ طلحہ کی شجاعت مروی !	۹۸	ابن سہول !
۱۱۳	ایک عورت کی قوت ایمانی !		
۱۱۴	مردہ لعالمین کی درگزر معافی ظالموں کے لئے دعا !	۹۷	باب
۱۱۴	قریش کی چوتھی سازش ! واعظان اسلام کا قتل !	۱۰۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استحکام امن کے لئے
			بین الاقوامی معاہدے کئے !

۱۳۰	فتح مکہ کے نتائج: کثرتِ مسلمین۔	۱۱۴	حبیبہ اور زید کی گرفتاری۔
	اصحابِ نبیل کا ذکر: ایک فتح پر فیسر اور چالیس سال	۱۱۴	مسلمان کا کام غدر کرنا نہیں۔
۱۳۰	کی تحقیقات۔ رحاشہ۔	۱۱۵	جان اور محبت رسول کا موازنہ۔
۱۳۱	عبد مناف اور ابرہہ کی گفتگو۔	۱۱۶	حبیبہ کا صلیب پر لٹکایا جانا: ان کے اشد
	ہوازن: تقیف کے حملے کی دافعت: یا جنگ	۱۱۷	ایک اور سازش اور: عقیقین اسلام کی قتل
۱۳۲	حنین۔	۱۱۸	قریش کا پانچواں حملہ: عمر شکیبیہ یا فتح مکہ
۱۳۴	غصیت جنگ۔	۱۱۹	عمرو بن سالم انصاری کے اشعار۔
۱۳۴	جنگ حنین اور یرمیاہ نبی کی پیشگوئی رحاشہ	۱۱۹	شکر اسلام کی تعداد۔
۱۳۵	قیادیوں کی رہائی: بے نظیر فیاضی۔	۱۱۹	اس تعداد پر غول الغزالات کی پیشگوئی رحاشہ
۱۳۵	دختر دایہ کی عزت۔	۱۲۰	ابوسفیان بن الحارث: عبد اللہ بن ابیہ کا اسلام
۱۳۵	مخلصین کے اخلاص کے نمونے۔		نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہم جو کہ پہنچ جانا: ملائی
۱۳۶	یہود کی سردار تیں: عمدہ شکیبیہ اور حملے۔	۱۲۱	نبی کی کتاب کی پیشگوئی۔
۱۳۶	یہود کی پہلی شرارت بلوہ موتی: اشراج بنو قیس: اشراج	۱۲۲	فوج کیلئے ہدایات اور احکام رحم۔
۱۳۶	یہود کی دوسری شرارت: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے	۱۲۳	مکہ میں آنحضرت کا داخلہ۔
۱۳۷	قتل کی سازش یا جلاء بنو نضیر۔	۱۲۳	بنوں کا بیت اللہ سے نکالا جانا۔
۱۳۵	جلاء بنو نضیر: یسعیاہ نبی کی پیشگوئی۔	۱۲۳	کہیں میں زندہ رہتے نہ کہہ جانے کی پیشگوئی۔
۱۳۵	یہود کی تیسری سازش: امام بنو نضیر: یا جنگ	۱۲۳	عثمان بن ابی طلحہ پر ایک پیشگوئی کا غلو۔
۱۳۶	بنو نضیر کے اشعار: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھا	۱۲۴	دشمنانِ مانی و ایمانی سے نبی صلعم کا سلوک
۱۳۶	بنو نضیر کے اشعار: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھا	۱۲۵	حضور کی تقریر
۱۳۶	بنو نضیر کے اشعار: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھا		اسلام لانے والوں کو بیعت: بیعت کی شرائط
۱۳۷	بنو نضیر کے اشعار: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھا	۱۲۶	فدا کا بارادہ قتل نبی آنا: اور مسلمان ہونا
۱۳۷	بنو نضیر کے اشعار: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھا	۱۲۷	گشتی و گردن زدنی لوگوں کو معافی۔
۱۳۸	بنو نضیر کے اشعار: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھا	۱۲۸	مہاجرین گھروں کی قریش سے واپس نہ لایا جانا
۱۳۹	ایک عیسائی سردار سے جنگ۔		حضرت یوسف اور بنی صلیم کے حالاتِ مائت
۱۳۹	داعی اسلام کا انتقام: یا جنگ موتہ۔	۱۲۹	سودہ یوسف کی کی احوال نبی سے مطابقت۔

۸۴	خار بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی	۱۰۲	مسلمانوں کے خلاف قریش کی سازش
۸۴	اسماء کی قوت ایمانیہ	۱۰۳	مسلمانوں کے خلاف قریش کی دوسری سازش
۸۵	غیر مسلم مہاجر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا بیٹنا	۱۰۳	قریش کا حملہ مسلمانوں پر
۸۵	ام حبیبہ کی زبان سے علیہ مبارکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۳	قریش کی اور سازش
۸۵	مکہ میں نبوت کے ۱۳ سال پر مختصر نوٹ	۱۰۴	آنحضرت کا صحابہ سے مشورہ
۸۹	اشد راہ مدینہ میں میریدہ اور نئے کسٹ اسلام لانا	۱۰۴	حکم جہاد کی ضرورت
۸۹	قباء میں پہونچنا اور یوم عید عاشورہ (یہود)	۱۰۵	جہاد کا پہلا حکم (قرآن مجید)
۹۰	مسجد قباء کا بنانا	۱۰۵	حکم بالائیں وجوہات سے کاڈ
۹۰	اسلام میں پہلا جمعو	۱۰۶	قریش کا دوسرا حملہ یا جنگ بدر
۹۳ تا ۹۰	اس حبیب کے دن بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ	۱۰۷	جنگ بدر کی پیشگوئی یسعیاہ بنی کی کتاب میں
۹۳	مدینہ میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلہ اور حقوق بنی	۱۰۷	قریش کی تیسری سازش بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل
۹۳	کی پیشگوئی	۱۰۸	ایک دشمن کی ماموری اُس کا اسلام
۹۴	دختران انصار کے اشعار خیر مقدم	۱۱۰	قریش کا تیسرا حملہ یا غزوۃ السویق
۹۴	یسعیاہ بنی کی پیشگوئی (حاشیہ)	۱۱۰	قریش کا چوتھا حملہ یا جنگ اُحد
۹۴ تا ۹۵	انصار کی نصرت اسلام	۱۱۱	فاطمہ زہرا عائشہ حبیبہ کی خدمات جنگ اُحد میں
۹۵	کتا یا یسعیاہ میں ہجرت کا ذکر (حاشیہ)	۱۱۱	جنگ اُحد کے نقصانات
۹۶	کہہ اور دیرینہ کے حالات کا مقابلہ	۱۱۲	عورت کے دل میں شہر کا درجہ
۹۶	کتاب تورات میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی	۱۱۲	نابی صفیہ کا استقلال
۹۷	یہود مدینہ بنی موعود کے منتظر تھے	۱۱۲	انس بن نصر کی صداقت و شہادت
۹۷	عیسائیوں مدینہ بنی موعود کے منتظر تھے	۱۱۳	سعد بن مسیح کا پیغام بھانجنا اہل اسلام
۹۸	اقول عیسویت پر ڈاکٹر ڈیوید پر کی رہے (حاشیہ)	۱۱۳	عمارہ بن زیاد کی جان نشاری
۹۸	ابن رسول	۱۱۳	ابو جہازہ حنظلہ علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت مروی
		۱۱۳	ایک عورت کی قوت ایمانی
۹۹ تا ۱۰۰	بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے استحکام امن کے لئے	۱۱۴	رحمۃ للعالمین کی درگزر معافی ظالموں کے لئے دعا
۱۰۱	میں الاوامی معاہدے کئے	۱۱۴	قریش کی چوتھی سازش واعظان اسلام کا قتل

باب

۱۳۰	فتح مکہ کے نتائج: کثرتِ مسلمین:	۱۱۴	حبیبہؓ اور زینبؓ کی گرفتاری:
	استحبابِ فیل کا ذکر: ایک فرسخ ہر فیسر اور چالی شیعہ	۱۱۴	مسلمان کا کام غدر کرنا نہیں:
۱۳۰	کی تحقیقات: - (حاشیہ):	۱۱۵	جان اور محبت رسول کا موازنہ:
۱۳۱	غیر مناف اور ابرہہ کی گفتگو:	۱۱۶	حبیبہؓ کا صلیب پر لٹکایا جانا: ان کے شہداء:
	ہوازن: ثقیف کے حملے کی رافعت: یا جنگ	۱۱۷	ایک در سازش اور: یسعیین اسلام کی قتل:
۱۳۲	حنین:	۱۱۸	قریش کا پانچواں حملہ: عہد شکنی یا فتح مکہ:
۱۳۴	غنیمت جنگ:	۱۱۹	عمرو بن سالم انحرافی کے اشعار:
۱۳۴	جنگ حنین اور یرمیاہ بنی کی پیشگوئی (حاشیہ):	۱۱۹	شکر اسلام کی تعداد:
۱۳۵	قیدیوں کی رہائی: بے نظیر فیاضی:	۱۱۹	اس تعداد پر خول الغزالات کی پیشگوئی (حاشیہ):
۱۳۵	دختر دایہ کی عزت:	۱۲۰	ابوسفیان بن الحارث: عبد اللہ بن امیہ کا اسلام:
۱۳۵	مخلصین کے اخلاص کے نمونے:		بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہم جو کہ پہنچ جانا: ملاکی
۱۳۶	یہود کی ضرورتیں: عہد شکنی اور حملے:	۱۲۱	بنی کی کتاب کی پیشگوئی:
۱۳۶	یہود کی پہلی شہادت بلوہ مہم قتل: اخراج بنو قینقاع:	۱۲۲	قرعہ کیلئے ہدایات اور احکام رحم:
	یہود کی دوسری شہادت: بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے	۱۲۳	مکہ میں آنحضرتؐ کا داخلہ:
۱۳۷	قتل کی سازش یا جلاء بنو نضیر:	۱۲۳	بہنوں کا بیت اللہ سے نکالا جانا:
۱۳۵	جلاء بنو نضیر پر یسعیاہ بنی کی پیشگوئی:	۱۲۳	کہیں میں آئندہ بت نہ رکھے جانے کی پیشگوئی:
۱۳۵	یہود کی تیسری سازش: عام بغاوت: یا جنگ احزاب:	۱۲۳	عثمان بن ابی طلحہ ہر ایک پیشگوئی کا ظہور:
۱۳۶	بنی نضیر کے اشعار کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا:	۱۲۴	دشمنانِ جانی و ایمانی سے نبیؐ کا سلوک:
۱۳۶	بنو قریظہ یہودیان مدینہ کی بغاوت:	۱۲۵	حضورؐ کی تقریر:
۱۳۷	ابن دو کا علی رضی کے ہاتھ سے قتل ہونا:	۱۲۵	اسلام لانے والوں کی بیعت: بیعت کی شرائط:
۱۳۸	بنو قریظہ کا انجام:	۱۲۶	فدا کا بارادہ قتل بنی آنا: اور مسلمان ہونا:
۱۳۹	بنو قریظہ کے افراد پر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا رحم:	۱۲۷	گشتی و گردن زدنی لوگوں کو معافی:
۱۳۸	دیر اور توراہ کا سلوک دشمنوں سے (حاشیہ):	۱۲۸	مہاجرین گھر و ملک قریش سے واپس دلایا جانا:
۱۳۹	ایک عیسائی سردار سے جنگ:		حضرت یوسفؑ اور بنی صلیؐ کے حالاتِ مماثلت:
۱۳۹	داعی اسلام کا انتقام: یا جنگ موتہ:	۱۲۹	سورہ یوسفؑ کی احوالِ نبیؐ سے مطابقت:

۱۷۰	جیش عسرت یا سفر تبرک	۱۷۰	شہنشاہ ایران کے انٹھان ماسک طغیان اور انجام
۱۷۱	صحابہ کی جانب سے چنبے	۱۷۱	چند والیان ملک کا اسلام
۱۷۵	سفر تبرک کے مصائب	۱۷۵	باب - وفود کا آنا
۱۷۵	علی مرتضیٰ کی شہادت	۱۷۵	وفد ثقیف
۱۷۶	تبرک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ	۱۷۶	عرب میں کثرت زوجات کا رواج اسلام نے
۱۷۶	مکہ شغاف یوحنا اور تبرک (حاشیہ)	۱۷۶	اس میں اصلاح کی (حاشیہ)
۱۷۹	عبداللہ ذوالجہادین کا اسلام بجا دے موت	۱۷۹	طلاق کا رواج عرب میں اسلام نے طلاق کے
۱۵۱	واپسی از تبرک	۱۵۱	روکنے میں جوتہ ابیر کی دس (حاشیہ)
۱۵۱	سنا نقین کی جھڑپی ٹھہرتیں	۱۵۱	یورپ اور اسلامی ممالک طلاق میں بے رحم
۱۵۱	تین مخلصین کا ابتلاء	۱۵۱	کا فرماؤں کا اکرام
۱۵۲	مخلص کی کہانی اپنی زبان، یا سخت آزمائش	۱۵۲	جس میں میں نہیں اسیں کوئی خوبی نہیں
۱۵۵	سلیح کی تحقیق (حاشیہ)	۱۵۵	زنا حرام ہے
۱۵۵	جنگ اور اسلام	۱۵۵	شرائع اسلام پر عمل کرنے کی بات آنحضرت کی تدبیر
۱۵۵	اسیران جنگ اور اسلام	۱۵۵	سود حرام ہے
۱۵۵	باب مختلف مذاہب اور مختلف ممالک میں	۱۵۵	شراب کا استعمال حرام ہے
۱۶۰	دعوت اسلام	۱۶۰	وفد کی تدبیر قوم کو دعوت اسلام کے لئے
۱۶۰	موت محمدیہ تمام عالم کے لئے	۱۶۰	وفد عبد القیس
۱۶۳	بادشاہ حبش کے نام فرمان ہوئی	۱۶۳	عمل کرنے کی چار چیزیں اور بچنے پر چار چیزیں
۱۶۳	بادشاہ حبش کا عریضہ اور انھما اسلام	۱۶۳	وفد بنی ضیفہ
۱۶۳	شاہ بحرین کے نام فرمان	۱۶۳	سلیکہ کذاب اور اس کا انجام
۱۶۳	لک عثمان کے نام فرمان اور اس کا اسلام	۱۶۳	وفد طے
۱۶۹	حاکم دمشق کے نام دعوت	۱۶۹	وفد اشعرمیں
۱۶۹	حاکم یمامہ کو دعوت	۱۶۹	وفد ازد
۱۶۹	شاہ اسکندریہ و مصر کو دعوت اسلام	۱۶۹	وہان کی حقیقت اور بیس باقیں
۱۶۹	شہنشاہ قسطنطنیہ کے نام دعوت اس کی تحقیقات	۱۶۹	وفد دوس

۱۹۸	تہاؤں کی خدمت کیلئے کسی معتمد کا تقرر	۱۷۸	دعوت اسلام کرنے والوں کیلئے ضروری ہدایا
۱۹۸	اسلام پہلے کے سنگٹا ہوں کو مٹا دیتا ہے	۱۹۰	فرہ بن عمرو الجذامی کے سفر
۱۷۸	وقد صداء	۱۹۰	فرہ کا اسلام، اسلام کیلئے پھانسی پانا
۱۷۸	بیخبروں کو اسلام سکھنے کی بہت ضرورت ہے	۱۹۱	وقد ہمدان
۱۹۹	وقد غسان	۱۹۱	وقد طارق
۱۹۹	وقد بنو الحارث	۱۹۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم خدیج بن خویلد کو فتح اور حاکم
۱۹۹	مغلوب نہ ہونے کی باتیں	۱۹۳	وقد نجیب
۱۹۹	وقد بنی عیش	۱۹۳	مومن شاعت تعلیم کیلئے بیتاب ہوتے ہیں
۲۰۰	مسلمانوں پر ہجرت کا کرنا ضروری ہے یا نہیں	۱۹۴	اتماس دعاء
۲۰۰	وقد غامد	۱۹۴	وقد بنی سعد
۲۰۱	آنحضرتؐ شراٹھ اسلام کو لکھو دیتے تھے	۱۹۴	آدمی اسلام لاتے ہی مسلمان ہو جاتا ہے
۲۱۱	وقد نجع	۱۹۵	وقد بنو اسد
۲۱۱	چند خوالوں کی تعبیریں	۱۹۵	اسلام کا قبول کرنا خدا و رسول پر احسان نہیں بلکہ
۲۰۱	وقد بنی فزادہ	۱۹۵	خدا کے بندہ پر احسان ہے
۲۰۱	خدا کسی کی شفاعت نہیں کرتا	۱۹۵	جانوروں کی بولیوں سے فال لینا
۲۰۱	دعاء استقاء	۱۹۶	وقد بھلا
۲۰۲	وقد سلمان	۱۹۶	سہان نوازی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت
۲۰۲	اعمال میں افضل چیز کیا ہے	۱۹۶	وقد عذرہ
۲۰۲	یاقہ اٹھا کر دعا کرنا	۱۹۶	اہل قربت کی عزت افزائی
۲۰۲	وقد بخران	۱۹۷	کاہنوں سے سوال نہ کیا کرو
۲۰۲	نبی اکمیلؐ کی نبوت کے حوالے بائبل میں (حاشیہ)	۱۹۷	وقد خولان
۲۰۳	حضرت عیسیٰؑ مسیحؑ کی شخصیت پر قرآن	۱۹۷	زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجر و ثواب
۲۰۵	مقابلہ	۱۹۷	عمدیت پرستی کی ایک حکایت زبانی وقد
۲۰۵	مقابلہ کی کیا دکن مسائل میں ضرورت ہے (حاشیہ)	۱۹۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا نمونہ
۲۰۶	عیسائی رعایا کے حقوق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن	۱۹۸	وقد حارث

۲۰۷	ایک پادری کا اسلام؛	۲۰۷	عربی، اردو، انگریزی، زبور سے سبھی یکے کا ثبوت
۲۰۸	ایک راہب کا شوق تحقیقات اسلام؛	۲۰۸	زکوٰۃ؛
۲۰۸	مسجد نبوی کے اندر عیسائی نماز کی اجازت؛	۲۰۸	یورپ کے مختلف فرقوں کا ذکر؛
۲۰۸	حضرت ابراہیمؑ کی بابت قرآن مجید صلی اللہ علیہ وسلم؛	۲۰۸	حقیقت زکوٰۃ کے مقاصد؛
۲۰۹	مسلمانوں کا حضرت ابراہیمؑ سے قریب تر ہونا؛	۲۰۹	مصارف زکوٰۃ؛
۲۰۹	نبی خدا خلقت کو کسی تعلیم دے سکتا ہے کیسی نہیں؛	۲۰۹	آزادی غلامان کی بحث؛
۲۱۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرمان پادریوں کے حقوق؛	۲۱۰	رمضان؛
۲۱۱	جزیہ (حاشیہ)؛	۲۱۱	حقیقت صوم کے فوائد؛
۲۱۲	باب۔ مدینہ میں ۱۱ سال کے اہم واقعات؛	۲۱۲	رمضان آٹھ تہری مہینہ کیوں پسند کیا گیا؛
۲۱۲	تعمیر مسجد نبوی؛	۲۱۲	ولادت امام حسن؛
۲۱۵	مسجد نبوی میں ترمیمات پر نوٹ؛ (حاشیہ)؛	۲۱۵	شراب کی حرمت؛
۲۱۵	امام یحییٰ بن عبد اللہ بن سلام کا اسلام؛	۲۱۵	ولادت امام حسینؑ (ان کی شہادت)؛
۲۱۶	امام عیسیٰ بن صرہ بن ابی النس کا اسلام؛	۲۱۶	سردار نجد کا اسلام؛
۲۱۶	نماز میں دو رکعتوں کا اضافہ؛	۲۱۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانی دشمنوں کیلئے بھی
۲۱۶	نماز کی فلاسفی؛	۲۱۶	فائدہ کا بند کرنا پسند فرمایا؛
۲۱۸	آنحوت عامہ (مواعظ)؛	۲۱۸	صلح حدیبیہ؛
۲۱۸	اذان اور اسکی فلاسفی؛	۲۱۸	حضرت عثمانؓ کا سفیر بنایا جانا، بیعت رضوان؛
۲۲۱	سلمانؓ پارس کا اسلام؛	۲۲۱	صحابہ کے اوصاف سفیر کفار کی زبانی؛
۲۲۱	تحویل قبلہ؛	۲۲۱	شرائط صلح؛
۲۲۱	اہل کتاب سے موافقت فرمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ؛	۲۲۱	ابو جندل کا اسلام؛
۲۲۲	کعبہ کو قبلہ نماز قرار دینے کی بابت جوہر مبینہ قرآن؛	۲۲۲	اشی کس حملہ آوروں کی معافی؛
۲۲۲	یسیاہ نبی کی کتاب سے قبلہ کا ثبوت؛	۲۲۲	ابو جندل کے کارنامے بحالت قید؛
۲۲۲	عجی نبی۔ اردمکاشفات یوحنا کا حوالہ؛	۲۲۲	ابو بصیر کا قصہ (حاشیہ)؛
۲۲۵	نبی یروسلوٰی نیا نام؛	۲۲۵	صلح کا حقیقی فائدہ؛
۲۲۵		۲۲۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ آنا اور مکہ کے نتائج؛

۲۶۸	آنحضرت کا ہر ایک امتی کیلئے سلام	۲۶۶	تین اعلیٰ سرداران قریش کا اسلام
۲۶۸	شہداء اعداد و ترستان فوج کے لئے دعا	۲۶۶	سردار ملے عربی بن حاتم کا اسلام
۲۶۸	اور مرض	۲۶۸	بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق و تواضع کے نمونے
۲۶۹	ایام مرض میں تائید و توحید اور دشمن کے	۲۶۹	پیشگوئیوں کا پورا ہونا
۲۶۹	احکام	۲۶۹	ج
۲۶۹	موت سے تین روز پہلے کا وعظ	۲۶۹	احکام اسلام کا منشاء کیا ہے
۲۷۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی حالت	۲۷۰	مقاصد جمع کیا ہیں
۲۷۰	مسلمانوں کو نماز میں دیکھنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت	۲۷۰	سہ کا ج
۲۷۰	سب سے آخری نماز کا ابو بکر صدیق کے پیچھے	۲۷۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حج سنا
۲۷۱	اد افرانا	۲۷۱	یسعیاہ بنی کی پیشگوئی کی تطبیق (حاشیہ)
۲۷۱	نزع	۲۷۱	مکاشفات یوحنا کی تطبیق (حاشیہ)
۲۷۱	آخری نصیحت اور آخری لفظ	۲۷۱	جمع سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر
۲۷۱	قائم رہنا و ہائیشہ طیبہ کے الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارکہ پر	۲۷۱	استدلال (حاشیہ)
۲۷۱	وفات نبوی کا حدیث صحابہ پر	۲۷۱	امت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا الوداعی خطاب یعنی
۲۷۱	ابو بکر صدیق کا خطبہ وفات نبوی پر	۲۷۱	خطبہ یوم الوداع
۲۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی اور نبوت کے لام کا شمار (حاشیہ)	۲۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی تعلیم عمل پرست سے شہادت حاصل کرنا
۲۷۱	علی مرتضیٰ کی تقریر بوقت غسل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۱	مکاشفات یوحنا کی تطبیق (حاشیہ)
۲۷۱	آنحضرت کی نماز جنازہ کی دعا	۲۷۱	تکمیل دین - تمام نعمت کا اعلان
۲۷۱	یا سب خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۱	الہوم آج کی تفسیر (حاشیہ)
۲۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق	۲۷۱	قرآن مجید کی سات اور حدیث شریف کی ایک پیشگوئی کا انداز (حاشیہ)
۲۷۱	صحیح بخاری کی حدیث سے کتاب یسعیاہ	۲۷۱	یسعیاہ بنی کی پیشگوئی (حاشیہ)
۲۷۱	نبی کی مطابقت (حاشیہ)	۲۷۱	خطبہ خم غدیر
۲۷۱	سکوت و کلام نبوی	۲۷۱	سورہ اذاجاء کا نزول
۲۷۱	وہنا - رونا	۲۷۱	سفر آخرت کی تیلری
۲۷۱		۲۷۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نیک وعظ

۲۹۴	تجارتِ مکتبیٰ	۲۸۰	تذکرہ کے متعلق ہدایت
۲۹۴	مکھور و دور	۲۸۱	برص و مرص
۲۹۵	مردم شماری	۲۸۱	مستعدی امراض سے بچاؤ
۲۹۵	تعلیمات رسالت	۲۸۱	عیادت بیماروں
۲۹۵	خدا کا حق بندوں پر بندوں کا حق خدا پر	۲۸۲	خطبہ خوانی
۲۹۵	رحمت الہیہ	۲۸۲	صدقہ و ہدیہ
۲۹۶	خدمت والدین	۲۸۳	اپنی تعریف
۲۹۶	نصرت باہمی	۲۸۳	اٹھارہ عقیدت یا غرض عقیدہ پن کی اصلاح
۲۹۶	مسلمان کون ہے؟	۲۸۳	مصلحت عامہ کا لحاظ
۲۹۶	کمال ایمان	۲۸۴	بشریت و رسالت
۲۹۶	شیرینی ایمان	۲۸۵	بچوں پر شفقت
۲۹۷	پسندیدہ اعمال	۲۸۵	آربابِ فضل کی قدر و منزلت
۲۹۷	اعمال شاقہ سے ممانعت	۲۸۵	خادم کے لئے دُعا
۲۹۸	محنت کی تعریف	۲۸۵	آداب و تواضع
۲۹۸	کن لوگوں پر رشک کرنا چاہئے	۲۸۶	شفقت و رافت
۲۹۸	بہترین اخلاق کی تعلیم	۲۸۷	عدل و رحم
۲۹۸	اخلاقِ ردیل سے نبی کا رُخوت کا حکم	۲۸۸	رحم بر اعداء
۲۹۸	ہمسایہ اور حمان کا حق	۲۸۸	وجودِ کرم
۲۹۸	کلام اور خاموشی	۲۸۹	شرم و حیا
۲۹۹	نجات کے لئے رسول کی ضمانت	۲۸۹	صبر و حلم
۲۹۹	صبر و شکر کی تعلیم	۲۹۰	عفو و رحم
۲۹۹	پہلو ان کون ہے	۲۹۱	صدق و امانت
۲۹۹	مناہین اسلام کا فرض	۲۹۱	عفت و عصمت
۲۹۹	آخرِ محبت	۲۹۲	زہد
۲۹۹	قتیلوں، مسکینوں، بیماروں، بے برتاؤ کا حکم	۲۹۳	عورتوں کی اعانت و آسائش
۳۰۰	درخت لگانے کا ثواب	۲۹۴	اسیرانِ جنگ کی خبر گیری
		۲۹۴	مردانہ ورزشیں

۳۰۸	سندہ کے اعمال سے اللہ تعالیٰ کو کیا مطلوب ہے؟	۳۰۰	جوانان سے ہمدردی کا حکم؟
۳۰۸	شریعت سے مقصود انسان کی تکمیل ہے؟	۳۰۰	بڑائیوں کو تعلیم دینے کا ذکر؟
۳۰۸	نبی کے فرائض؟	۳۰۰	لوگوں کی تعلیم و ادب کا ذکر؟
۳۰۹	اعمال کی جزا و سزا دنیا میں؟ اور بعد موت؟	۳۰۱	منافق کون ہے؟
۳۰۹	سُننِ آئینہ میں تبدیلی نہیں؟	۳۰۱	تہاجر کون ہے؟
۳۱۰	انسان کی کوشش کامیابی کا ثمر ہے؟	۳۰۱	قیامت کے دن سایہ ربانی کن لوگوں پر ہو گا؟
۳۱۰	قبر و پرہیزگاری کا درجہ؟	۳۰۱	بادشاہ کی اطاعت کا حکم؟
۳۱۰	صبر کا ثمرہ؟	۳۰۲	سربراہ آوردہ لوگوں کو معاملات میں حصہ دینا؟
۳۱۰	قطع طبع؟	۳۰۲	سربراہ آوردہ لوگوں کا کام قوم کی نیابت کرنا ہے؟
۳۱۰	تہلکہ سے بچنا؟	۳۰۲	غیر مسلم زیر معاہدہ اقوام کی حفاظت؟
۳۱۰	افتراء قبولِ ایمان کی ضد ہیں؟	۳۰۲	ذہنیت کا درجہ؟ قدرِ زندگانی؟
۳۱۱	نقلی حرام چیزیں؟	۳۰۲	صحت اور فراخ دستی کا درجہ؟
۳۱۱	خدا کی عبادت الہی پست ہے؟	۳۰۲	آدائے قرض کی فضیلت؟
۳۱۱	تحریر و انشاء الہی کی تعریف؟	۳۰۳	دو قلمندی کی تعریف؟
۳۱۱	آرباب عقل و دانش کے لئے الہی نشانے؟	۳۰۳	مساوات عامہ؟
۳۱۱	قسم کھانے کی ممانعت؟	۳۰۳	رحم عامہ؟
۳۱۲	صلح کھلی کی دعوت؟	۳۰۳	داروں کیلئے ورثہ چھوڑنے کی فضیلت؟
۳۱۲	اصلاح ما بھی کا حکم؟	۳۰۳	عورت کی خصال اور اس سے گدماں کی ہدایت؟
۳۱۲	عفو و درگزر کی تعلیم؟	۳۰۳	عورت کا درجہ گھر میں؟
۳۱۲	پستی تعلیم کی صداقت خود بخود آشکارا ہو جاتی ہے؟	۳۰۳	ماہر قرآن کا درجہ؟
۳۱۲	حاکمان عدالت کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے؟	۳۰۴	اللہ کے نزدیک پسندیدہ کلام؟
۳۱۲	نقض امن کی ممانعت؟	۳۰۴	قرآن مجید
۳۱۲	ظلم باعثِ زوال ہے؟	۳۰۴	ذاتِ خداوندی کا عرفان؟
۳۱۲	محوکاری باعثِ قیام ہے؟	۳۰۴	پتے دین کی تعریف؟

۳۱۲	جنگ کے لئے تیار رہنا ہی جنگ کے بچنے کی تدبیر ہے۔	۳۱۲	حرام چیزیں طیب نہیں، طیب چیزیں حرام نہیں۔
۳۱۳	ارکان دولت کے مشورہ پر کاروبار کا ہونا۔	۳۱۳	طیب چیزوں کا ترک استعمال شیطانی کام ہے۔
۳۱۴	علم و حکمت کی باتوں کا مسئلہ غور کرنا۔	۳۱۴	بقیہ ہدایت اسی دنیا میں ملتی ہیں۔
۳۱۴	غیر اقوام سے اخذ علم۔	۳۱۴	ایمان کے ذریعہ ہر اعلیٰ منزلت کا حاصل ہوتا ہے۔
۳۱۴	دین کی دعوت دینے والی جماعت کا قیام۔	۳۱۴	چرمدہ پرند کا تمدن۔
۳۱۴	ہر ایک قوم کا شخص داعی دین بن سکتا ہے۔	۳۱۴	موجودات عالم انسان کے لئے ہیں۔
۳۱۴	جنس انانیت کی تعریف۔	۳۱۴	لوگ مختلف قلمیتوں سے مختلف کام انجام دیتے ہیں۔
۳۱۵	میںان چوہی کی تعریف۔	۳۱۵	سیاست دن کا قیام، مختلف طبقات۔
۳۱۵	میںان چوہی کے حقوق۔	۳۱۵	ان کا بقا و دوام۔
۳۱۵	کمال و برجہ کی محبت کو ایمان کہتے ہیں۔	۳۱۵	اسلاۃ حقوق اور عدل کی تاکید۔
۳۱۵	بقیہ درجات کا سبب ایمان اور علم ہے۔	۳۱۵	بہترین شخص کو ن ہے۔
۳۱۶	انسان کی فضیلت دیگر مخلوق پر۔	۳۱۶	اخوت کی بنیاد۔
۳۱۶	انسان کا اشرف ہونا رد فسرک کی دلیل ہے۔	۳۱۶	مال و دولت کی تعریف۔
۳۱۶	انسان کو ہر ادنیٰ ہستی سے سبق لینا چاہئے۔	۳۱۶	فقر و تنگ دستی کی بُرائی۔
۳۱۶	دیکھنے والے کے لئے ہر چیز میں نشان ہے۔	۳۱۶	اسراف و بخل کی بُرائی۔
۳۱۶	سیاحت فہم و علم کی ترقی۔	۳۱۶	سیاحت رومی۔
۳۱۶	اندھا وہ ہے جس کا دل اندھا ہے۔	۳۱۶	بھری تجارت۔
		۳۱۶	اللہ کے ہاں ہنر اور ہمیشہ ہنر والی چیزیں۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

حضرت مسیح سے قریباً دو ہزار سال پیشتر کا ذکر ہے کہ سلطنت بابل نہایت عروج پر تھی۔ سلطنت کی مالی حالت مستحکم اور فوجی طاقت زبردست تھی۔ دولت کثیر۔ امن مبیط نے بادشاہ کے دماغ میں نخوت و غرور اس قدر بھر دیا تھا کہ اس نے سلطنت کے بعد اعظم میں اپنی سوتے کی صورت رکھو اگر حکم دیا تھا کہ مخلوق اُسی کو سجدہ کرے۔ اور اُسی سے رحمت و ندر و نیا زمانگی جایا کرے۔

رب العالمین نے اُن کی ہدایت کے لئے ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ حضور کا سلسلہ نسب واسطے سے حضرت نوح سے جا ملتا ہے۔ بادشاہ کو توحید کی آواز پسند نہ آئی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے بادشاہ کو خدائی کے درجہ سے اتر کر بندہ بننا پڑتا تھا۔ اس لئے حضرت ابراہیم کا گھرانہ بھی جو بادشاہ رس تھا اپنے خاندان کے توہنوں سے ناراض ہو گیا۔ قوم اور سلطنت کی مخالفت دیکھ کر انہوں نے وطن چھوڑ دیا۔ سرخہ جو یہودی تھی اور لوط بن فاران جو ان کا برادر زادہ تھا۔ دونوں نے ہجرت میں اُن کا ساتھ دیا۔ حضرت ابراہیم نے اپنی گزران کے لئے بھیڑ بکریاں رکھ لی تھیں۔ خدائے اُن میں برکت دی اور وہ بڑھ کے بہت سے گلے بن گئے۔

اساک بارش سے دس ہزار میدان۔ جہاں اُنکے گلے رہتے اور پلتے تھے۔ جب کھدست بیابان بن گیا۔ تو حضرت ابراہیم وہاں سے آگے بڑھے۔ چلے گئے اور مصر پہنچ گئے۔

بصر پر اس وقت جو بادشاہ تھا۔ اُس کا نام رقیون تھا اور وہ دراصل بابل ہی کا باشندہ تھا اور ممکن ہے مصر جاتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے ہموطنی کے رشتہ کو وجہ تعارف خیال کر لیا ہو۔

بادشاہ مصر نے بی بی سرہ کو اپنی ملک کی خاتون سمجھ کر اپنے لئے پسند کیا۔ لیکن اُسے خدا نے جلد معلوم کرا دیا کہ وہ خدا کے برگزیدہ نبی کی بیوی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس نے نہا قدر و منزلت کی۔ اور جب وہ وہاں سے وطن کو واپس ہوئے تو اُس نے اپنی بیٹی ہاجرہؑ بھی ساتھ کر دی تاکہ اسی نیک خاندان میں اس کی تربیت ہو اور وہ اپنے ہی ملک کو قریب نسلی کے باشندوں میں بیابھی جائے۔ اپنے مہماں کو بادشاہ کی خوش آئند آرزو کے پورا کر سکی غرض سے حضرت ابراہیمؑ نے ہاجرہؑ سے نکاح کر لیا۔ خدا نے انہیں پہلوٹا بیٹا اس کے بطن سے عنایت کیا۔ اُس کا نام اسمعیل علیہ السلام رکھا گیا۔

بی بی سرہؑ سے دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ اُس کا نام اسحاق علیہ السلام رکھا گیا۔ اللہ جبارک و تعالیٰ نے اپنے دوست ابراہیمؑ کو بتلادیا تھا کہ یہ دونوں بیٹے بڑے بابرکت ہونگے اور بڑی بڑی قوموں کے جد اعلیٰ ہوں گے اور ان کی اولاد کثرت سے گنتی نہ جائیگی۔ اس لئے اپنے خدا کے حکم اور کنیہ انہوں کی درخواست پر ان کے لئے علیہ علیہ ملک تقسیم کر دئے تھے۔

۱۔ خطبات احمدیہ صفحہ ۱۰۹۔ ۲۔ دکتوری الادب حسن ابراہیم حسن مصری نے اپنی تالیف تاریخ مرمون العاص مطبوعہ مطبعۃ السعادیہ مصر جلد ۲ صفحہ ۸۲ میں اس بادشاہ کا نام قوطیس بن مالیا۔ اور اس کے دار الخلافہ کا نام صنف لکھا ہے۔ صفحہ ۸۲ پر قوطیس کو سلاطیس لکھا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رقیون اس کا اصلی نام اور قوطیس اس کا شاہی تھا۔ اس موضع نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی بادشاہ نے سیدہ ہاجرہؑ تک مصر کا غلہ پہنچانے کیلئے دریائے نیل سے بحرِ حمز تک نہر کالی تھی۔ جس کی بعد میں اور بان قیصر نیجوس۔ وارانے بھی تجوید کرائی۔ اور بالآخر عمر فاروق نے اسے از سر نو نکلوا یا تھا۔

۳۔ ہاجرہ کو صرف یہی شرف حاصل نہیں کہ وہ خنزادی ہیں بلکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے ہاں بھی ان کا درجہ بالاتر تھا۔ کتاب پیدائش ۱۱۴ آیت ۵ سے ظہور ہے کہ خدا کے سامنے خود آئے اور خدا کا حکم اُسے پہنچایا کرتے تھے۔ مگر سارہ بی بی کے سامنے کبھی کوئی فرشتہ نہیں آیا۔ کتاب پیدائش ۱۶ سے ثابت ہے کہ سارہ کو بیٹے کی بشارت فرشتہ نے حضرت ابراہیمؑ کی معرفت دی تھی۔ لہذا حضرت اسمعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا

شام کا ملک اسحق کو دیا کیونکہ بابل اس کے مشرق میں تھا اور اسحق کو اپنی تفصیلات سے قرب کا موقع ملا۔

عرب کا ملک اسماعیل کو دیا کیونکہ مصر اس کے مغرب میں تھا اور اسماعیل کو اپنے تفصیلات قریب تر رہنے کا موقع مل گیا۔ اور بائیں ہمد دونوں بھائی اس طرح آباد ہوئے کہ ان کے درمیان کوئی تیسرا ملک نہ تھا۔ تاکہ وقت پر ایک بھائی دوسرے کی امداد و اعانت کرتا رہے۔

اسمعیل کی شادی بنو جہم کے سردار رمضان کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ بنو جہم عرب کا قدیم حکمران قبیلہ تھا۔ اور رمضان اپنے علاقہ کا واحد فرمانروا تھا۔ اور اسحق کی شادی اپنی تفصیلات میں ہوئی تھی۔ اس طرح ایک ہی نسل کے بچوں میں جسمانی بُد بڑھتا رہا۔ لیکن رب العالمین قناتاً و قناتاً اس بُد کو دونوں قوموں کے باہمی ملاپ و معاشرت سے دور فرماتا رہا۔ حضرت موسیٰ نے فرعون کے خوف سے بھاگ کر عرب ہی میں پناہ لی تھی۔ اور چھوٹے وہ بنی اسرائیل کو مصر سے نجات دیکر لائے۔ تب بیابان عرب ہی میں انہوں نے چالیس سال پورے کئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) برابر کا درجہ اور برابر کی برکت مندرجہ ذیل حواجیات سے بخوبی ثابت ہے۔

(الف) فضل و دروغم کو سنانا۔۔۔۔۔	ہاجرہ کے۔۔۔۔۔ ۱۴ - ۱۱ کتاب پیدائش
	سارہ کے۔۔۔۔۔ ۱۸ - ۱۴ کتاب پیدائش
(ب) خدا نے نام رکھا۔۔۔۔۔	ہاجرہ کے فرزند اسمعیل کا۔۔۔۔۔ ۱۴ - ۱۱ کتاب پیدائش
	سارہ کے فرزند اسحق کا۔۔۔۔۔ ۱۶ - ۱۹ کتاب پیدائش
(ج) خدا نے برکت دی۔۔۔۔۔	ہاجرہ کے فرزند اسمعیل کو۔۔۔۔۔ ۱۶ - ۲۰ کتاب پیدائش
	سارہ کے فرزند اسحق کو۔۔۔۔۔ ۱۶ - ۱۹ کتاب پیدائش
(د) خدا سا ساتھ تھا۔۔۔۔۔	اسمعیل کے۔۔۔۔۔ ۲۱ - ۲۰ کتاب پیدائش
	اسحق کے۔۔۔۔۔ ۲۶ - ۲۴ کتاب پیدائش
(ه) قوموں اور پادشاہوں کا باپ بننا۔۔۔۔۔	اسمعیل۔۔۔۔۔ ۲۵ - ۱۴ کتاب پیدائش
	اسحق۔۔۔۔۔ ۱۶ - ۶ کتاب پیدائش

۱۔ پیدائش باب ۲۵۔ درس ۹ میں ہے کہ ابراہیم کو اس کے بیٹے اسحق اور اسمعیل نے دفن کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دونوں بھائی کس طرح کچھ سکھیں شریک رہتے تھے۔

۲۔ خلاصہ تاریخ العرب پر فیہ سرسید ص ۲۳۔

حضرت داؤدؑ بھی جب بادشاہ سمویل کے خوف سے بھاگ کر اپنے ملک سے نکلے
تھے تو عرب ہی میں آکر ٹھہرے تھے :

جب بنی اسرائیل کو بخت نصر نے تباہ کیا تھا تو انہیں معد بن عدنان نے
عرب ہی میں آرام اور عفت سے رکھا تھا :

حضرت اسحقؑ کی اولاد میں پیدا ہونے والے اہلبیاء نے بھی اپنے اہلکامات میں بنی
اسماعیل کی بابت بہت کچھ اشارے کئے ہیں :

اس جگہ میرا مقصود صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بابت کچھ لکھنے کا ہے :
حضرت ابراہیمؑ نے اُن کو اور اُن کی والدہ کو اس جگہ آباد کیا تھا۔ جہاں اب شہر مکہ
آباد ہے۔ مقدس باپ نے نامور بیٹے کی شہریت سے اس جگہ ایک مسجد بھی رکعب شکل کی بنا
دی تھی۔ اور خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مالک ملک اس سنسان جگہ میں آباد ہونے والی قوم کی
روزی کا خود سامان کہے انہیں کھانے کے لئے عمدہ عمدہ میوے۔ ترکاریاں ملتی رہیں اور
انکی ہدایت و رہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان رسول بھی اُسی مقام پر پیدا ہوئے

اسماعیلؑ کی اولاد میں بارہ بیٹے ہوئے۔ انہوں نے عرب کو آپس میں تقسیم کر لیا اور وہ
سب جو لوگ مکر جاتے ہیں۔ اُن کو دو بائیں بڑی عجیب معلوم ہوتی ہیں : (۱) زمین مکہ میں کوئی روئیدگی یا پیداوار
نظر نہیں آتی : (۲) مکہ کے بازار میں سب تو میوے۔ ترکاریاں بہت سستی اور بہتات سے ملتی ہیں۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو قبول کیا۔ اور اس سے دلیل پکلی جاتی ہے کہ خدا نے
دعا کے دوسرے جزو یعنی رسول پیدا کرنے کو بھی ضرور قبول کیا۔ بنی موعود کا حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے پیدا
ہونا تو رات کی کتا بابت شفاء علیہ السلام سے اور کرفاران سے ظاہر ہونا استثناء پہ سے ثابت ہے :
میں حضرت یعقوب بن اسحق علیہما السلام کے بھی بیٹے ہونے۔ بی بی لیاہ کے بطن سے چھ۔ روبن۔ ضمون۔
لاوی۔ یسوع۔ اشکارہ۔ نہون بی بی راعل کے بطن سے دو (یوسف بن یامین) زلفہ کے بطن سے جو بی بی لیاہ کی
لوڑی تھی دو (جد۔ آشر) کہہ کے بطن سے جو بی بی راعل کی لوڑی تھی دو (دان۔ نفتالی) پیدا کئے : (۲۹)
میں ہی بارہ کی اولاد سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ہیں۔ جنہیں حضرت یعقوبؑ۔ موسیٰ۔ داؤد۔ مسیح۔
یوحنا نے برکت یافتہ بتلایا ہے۔ اگر عیسائیوں کا یہ بیان صحیح سمجھا جائے۔ کہ بی بی ہاجرہ بھی بی بی لیاہ
کی لوڑی تھیں۔ جسے سارہ نے اپنے شوہر سے بیاہ دیا تھا۔ تب بھی بنی اسماعیل پر وہ کوئی اعتراض نہیں
کر سکتے۔ جیسے کہ وہ جد۔ آشر۔ دان۔ نفتالی پر اور اُن کی اولاد پر کوئی اعتراض نہیں رکھتے۔ جو کہ اور
زلفہ لوڑیوں کے بچے ہیں :

بہت جلد اس قدر پھیل گئے کہ مغرب کی طرف مصر سے جو ان کی انھیال تھا جا ملے اور جنوب کی طرف ان کے خیمے میں تک پہنچ گئے۔ جہاں باپ نے ان کے بھائیوں بنو قطورہ کو آباد کیا تھا۔ اور شمال کی طرف ان کی بستیاں شام سے جا ملیں۔ جہاں ان کے بھائی بنو سہیل آباد تھے۔

اس طرح ہر ایک ہی باپ کے فرزند بائبل اور مصر کے قدیم علم و تہذیب کے مالک ہو گئے اور بحیرہ ہند۔ و بحر احمر کے ایسے بندرگاہوں پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ جہاں سے اس وقت کی تمام متمدن دنیا کی تجارت ہر وہ اپنا قبضہ کر سکتے تھے۔ اور عرب کا اندرونی حصہ بھی ان کے پاس آ گیا جو غیر اقوام سے بچاؤ کے لئے ہمیشہ ناقابلِ شیعہ حصار ثابت ہوا ہے۔

حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں ان کا دوسرا فرزند قیدار نہایت نامور ہوا ہے۔ قیدار کی اولاد خاص تکمیل آباد رہی۔ انہوں نے اپنے باپ کی طرح اس مقدس مسجد کے حقوق کو ہمیشہ پورا کیا۔ جو دنیا کے لئے توحید کی پہلی درس گاہ تھی۔

قیدار کی اولاد میں ۳ پشت کے بعد عدنان اول نہایت اولو العزم شخص گذرا ہے اُس کے چھوٹے بھائی ملک نے یمن میں سلطنت قائم کر لی تھی۔

عدنان کے بعد اس قوم پر بنی جرہم کا قبیلہ غالب آ گیا۔ اگرچہ وہ ان کے ماموں ہی تھے۔ تاہم بنو جرہم نے ان کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ نکل دیا۔ کیونکہ بنو اسماعیل نے اب تک بنو جرہم کا بت پرستی میں ساتھ نہ دیا تھا۔

لیکن بعض نے جو عدنان دوم سے چند رہیں پشت میں رہے۔ پھر کہہ کر قبضہ حاصل کر لیا اور اس نے مکہ میں مشرکہ حکومت کی بنیاد ۴۳۳ء میں رکھ کر مندرجہ ذیل عہدے قائم کئے:-

(۱) رفاہہ ۱ (۲) سقایہ (۳) حجابہ ۱ (۴) قباوہ ۱

(۵) نیز قومی نشان بنایا جسے لوہا کہتے تھے۔

(۶) نیز قومی مجلس قائم کی۔ جسے نمودہ یا دارالندودہ کہتے تھے۔

نقشبندی کے بعد اس کا فرزند عبد مناف - پھر اس کا فرزند ہاشمؑ۔ اس کا فرزند عبد المطلبؑ (المولد ۶۱۰ء) اس کا فرزند ابوطالب اپنے اپنے وقت میں مکہ کے محترم سردار ہوتے رہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی سیرۃ پاک پر یہ متوسط کتاب لکھی گئی ہے۔ عبد المطلب کے پوتے تھے۔

مذکورہ بالا بیان سے آپ سمجھ گئے ہیں کہ عرب میں بسنے والے کون تھے۔ اور ان کا اپنی ہمسایہ ممالک کی قوموں کے ساتھ کیا تعلق تھا۔ لیکن ابھی ملک عرب کی نسبت مجھے کچھ اور بیان کرنا ضروری ہے۔

نقشبندی کچھنے سے معامد ہوتا ہے کہ عرب وہ جزیرہ نا ہے۔ جس کے مغرب میں بحر احمر اور جنوب میں بحر ہند۔ مشرق میں خلیج فارس۔ اور شمال میں ملک شام ہے۔ اسے شام سے وہ سلسلہ کوہ جدا کرتا ہے۔ جو اس کے شمال میں چلا گیا ہے۔ اور مصر سے بنا سوز جو چالیس برس بیشتر خاکناٹے سوز سے موسوم تھی۔ الگ کرتی ہے۔ ہندوستان اور عرب میں خلیج فارس حائل ہے۔

عرب وسعت میں مملکت فرانس سے تقریباً دو چند بڑا ہے۔ ملک کے مختلف حصے اپنی اپنی خاص خصوصیتوں کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ یمن کے وادی اور طائف کے پہاڑیے سرسبز ہیں۔ کہ ہندوستان کے بہترین حصوں کو رشک آتا ہے۔ انجیر کی پتھر ملی زمین اور وسط عرب کا وسیع ریگستان اس قدر بے آب و گیاہ ہے کہ صحرائے عظمیٰ افریقہ سے مقابلہ کھاتا ہے۔ ہم جس ستودہ صفات کے عہد سے اپنی کتاب کا آغاز کرنے والے ہیں ان کی

۱۔ عبد مناف کا نام مفید تھا۔ پیدائش کے بعد ان کو مناف بت کے مند رمیں لے گئے تھے۔ اس لئے عبد مناف مشہور ہو گئے تھے۔

۲۔ ہاشم کا نام بھی تھا۔ یشور بابین دینی کے لکھے بھگو کر غریبوں کو کھلایا کرتے تھے۔ اس لئے ہاشم نام پڑ گیا۔

۳۔ ان کا نام شیبہ تھا۔ جب پیدائش کے دوسرے چند سال بنید تھے اس لئے ماں نے ان کا نام شیبہ رکھ دیا تھا۔ کہنا مطلب ان کا چچا تھا جس نے تیبی کے نوز میں انہیں پالا تھا۔ اس شکر گلدی میں یہ تمام عرب عبد المطلب کو کھاتے۔

پیدائش کے وقت عرب کی ملکی اور اخلاقی حالت کا یہ حال تھا۔

کہ اس کے جنوب پر سلطنت حبش کا اور مشرقی حصہ پر سلطنت فارس کا اور شمالی اقطاع پر روم کی مشرقی شاخ سلطنت قسطنطنیہ کا قبضہ تھا۔ اندرونی ملک بزرگ خود آزاد تھا۔ لیکن ہر ایک سلطنت اس پر قبضہ کرنے کے لئے سعی تھی۔

اندرونی ملک کے باشندوں پر خود مختاری نے بہت بُرا اثر ڈالا تھا۔ ان میں خود مختاری سے خود سری پیدا ہو گئی تھی۔ انہوں نے اپنی شجاعت و جرات کا نشانہ اپنے ہی بھائیوں کو بنا رکھا تھا۔ ریکاری اور کاپلی نے جو آب و شراب کی عادت پیدا کر دی اور طبیعت ثانی بنا دی تھی۔ مالک غیر سے الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے انکی زبان اور لہجہ بیشک کھری تھی۔ لیکن فصاحت کا استعمال وہ زیادہ تر خود ستانی یا دوسری قوموں کی تحقیر میں کیا کرتے تھے۔ یا اپنے فحش کارناموں کو مشتہر کرنے کے لئے زبان کی ساری طاقت خرچ کر کے اپنے ساتھ اپنی معشوقہ کی بھی خوب تشویر کیا کرتے تھے۔ الگ تھلگ رہنے نے مصاہرت کی بُرائی ان کے ذہن میں قائم کر دی تھی۔ اور مدعیان شرافت بڑی دلیری اور فخر سے اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیا کرتے تھے۔

جمالت نے اُن میں بُت پرستی رائج کر دی تھی۔ اور بُت پرستی نے انسانی دل و باغ پر قابض ہو کر ان کو توہم پرست بنا دیا تھا۔ فطرت کی ہر ایک چیز پر پتھر۔ درخت۔ چاند۔ سورج۔ پہاڑ۔ دریا وغیرہ کو وہ اپنا معبود سمجھنے لگ گئے تھے۔ اور اس طرح ہر وہ خدا کی عظمت و جلال کے فراموش کر دینے کے ساتھ ساتھ خود اپنی قدر و قیمت کو بھی بھول چکے تھے۔ اس لئے انسانی حقوق کے لئے نہ کوئی ضابطہ تھا۔ اور نہ ایسے حقوق کو صحیح مہر کو پر لانے کے لئے کوئی قانون تھا۔ قتل انسان۔ رہبرنی۔ جیس۔ بے جا تعزف ناجائز و فحلت بجا۔ غورتوں کو جہر یا پھسلاوٹ سے بھگا لیجانا۔ بیٹیوں کو زندہ پیوند خاک کر دینا اسی

۱۷ تاریخ العرب پر ڈیوسیدوس صفحہ ۱۱۱

شجر کے ٹکڑے تھے۔ کہ بت پرستی نے اُن کی نگاہ میں سب سے زیادہ حقیر سستی انسان ہی کو بنا دیا تھا۔

برسوں بلکہ نسلوں اور صدیوں کے جمود نے اُنکے دل و دماغ میں یہی نقش کر دیا تھا کہ اُن کی حالت سے بہتر کوئی حالت۔ اور اُن کے تمدن سے بہتر کوئی تمدن اور ان کی تدبیر سے بہتر کوئی تدبیر ہو ہی نہیں سکتا۔

عرب کے مختلف اطراف میں مختلف حکومتوں اور سلطنتوں کے تعلق کی وجہ سے تمام ملکوں میں مختلف مذاہب اور بھی پائے جاتے تھے۔ یہودی۔ عیسائی۔ صابی ایسے مذاہب ہیں جن کے نام نہ کرنا واقعہ شخص و صو کا کھا سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں میں ان مذاہب کی عہدگیوں کے نمونہ بھی پائے جاتے ہو گئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو مذہب سے درست کرنے کی بجائے مذہب کو اپنی وجہ سے خراب کر دیا تھا۔ اگر موسیٰ عیسیٰ و شعیب و صالح علیہم السلام پیغمبروں کو ان کے دیکھنے کا موقع ملتا۔ تو وہ ہرگز نہ پہچان سکتے۔ کہ یہ ہمارے ہی اصول پر چلنے والے لوگ ہیں۔

عام عیسائی ایک مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں۔ لیکن عرب کے عیسائی مریم کو خدا کی جود اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بھی کہا کرتے تھے۔ اور بت پرست تو لات و عزیٰ کو مؤنث خدا لات مؤنث ہے الہ کا۔ اور عزیٰ مؤنث ہے عزیز کا بھی کہا کرتے تھے۔

اس زمانہ کے عام یہودی حضرت عزیر کو توریت کے ازہر لکھ دینے سے ابن اللہ کہا

سے یہودیوں کو جب یونانیوں اور سریانیوں نے اپنے علاقہ سے نکالا۔ تو وہ عرب کی طرف آئے اور بنو امییل نے (اپنے ان چچا زاد بھائیوں کا) خیر مقدم کیا۔ اور ان کے مذہب کے جواز اور فوائے خیر و مدینہ میں اچھی افہامت پائی (از کتاب خلاصہ تاریخ العرب صفحہ ۴۸)۔

۳۳۰ عیسائیت کو ۳۳۰ء میں بنو نضار نے قبول کیا۔ اور پھر عراق عرب۔ بحرین اور صحرائے فاران و دوسرے بچند افرات و دجلہ کے دھار میں یہی مذہب پھیل گیا۔ اور اس دین کی اشاعت میں بخاشی اور قیصرے باہم مل کر کوشش کی تھی۔ ۳۹۰ء میں اس کی اشاعت پر ہزاروں روگیا تھا۔ اور یمن میں اناجیل بخت پھیل گئی تھیں۔ (از القضا صفحہ ۳۹)۔

کرتے ہیں۔ مگر عرب کے یہودی اپنی قوم کے سب زن و مرد کو خدا کے بیٹے۔ بیٹی۔ پیارے پیاری کہا کرتے تھے۔

آتش پرست غالباً بیٹی۔ بہن کو گھڑ میں ڈال لیا کرتے تھے۔ مگر عرب کے لہو لہنی حقیقی والدہ کو چھوڑ کر اپنے باپ کی تمام جوڑوں کو اپنی لونڈیاں بنالیا کرتے تھے۔ عرب کی جملہ اقوام بائبل کے بعض فرقوں لکھنے پڑھنے سے بیخبر۔ علوم سے بے بہرہ فنون سے عاری۔ تمدن سے ناواقف مصالحت اور معافی سے نا آشنا تھے۔

لمحہ اور دھڑپے بھی عرب میں آباد تھے۔ وہ حیات اور موت کو اتفاق اور وقت سے موسوم کر کے دنیا کے ہر انقلاب کو دور زمانہ سے منسوب کیا کرتے تھے۔ خدا کی ہستی کا اقرار اور جزا و سزا کا تصور۔ نیک و بد افعال پر نیک و بد نتائج مرتب ہونا ان کے نزدیک قابل تسخر خیال تھا۔

ان جگہ پر یہ کہ جسے عرب کی جملہ مذاہب اور تخیلات کی بُرائیوں کا مجموعہ تھا۔ اگر ہم عرب کو کُرد ارض کے نقشہ پر دیکھیں۔ تو اس کے محل وقوع سے یہی معلوم ہوتا ہے

۱۔ کُرد ارض پر آباد دنیا کو دیکھو کہ جنوب میں زیادہ سے زیادہ ۴۰ درجہ عرض البلد اور شمال میں زیادہ سے زیادہ ۸۰ درجہ تک آبادی ہے جو فوں کا مجموعہ ۱۲۰ اور نصف ۶۰ ہو گا۔ جب ۶۰ کو ۸۰ درجے شمالی سے تفریق کریں تب ۲۰ رہ جاتے ہیں اور جب ۶۰ میں سے ۴۰ درجہ جنوبی کو تفریق کریں۔ تب بھی ۲۰ درجہ شمالی رہ جاتے ہیں اور اگر مسئلہ ۱۲۰ درجے پر آباد ہے اسلئے کل کُرد ارض میں یہی وسط ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مکہ کا نام لغات کی کتابوں میں نائف زمین ہے۔ انسان کے جسم میں نائف بھی ٹھیک وسط میں نہیں ہوتی۔ بلکہ قریباً وسط میں ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عرض بلد میں مگر بھی وسط حقیقی کے قریب قریب واقع ہوا ہے۔ ڈیڑ درجہ کا جو تفاوت ہے وہ اسلئے ہے کہ مکہ نائف زمین ثابت ہوا۔

(ب) آپ اس طرح سمجھو کہ مکہ عرب ۱۵ سے ۴۵ درجہ ہائے عرض بلد شمالی پر واقع ہے۔ اور ان ہی خطوط کے اندر دنیا کی تمام مشہور نسلیں اس طرح مقیم ہیں کہ مشرق میں آریا و منگول اور مغرب میں عشی و ہامان و نسلِ علم اور ریڈ انڈینز (امریکہ کے اصلی باشندے) ہیں۔ اور جب کل قوموں میں تبلیغ کا پہلا چٹانہ نظر ہو۔ تو عرب ہی اس کام کے زور و باجاسکتا ہے۔ غالباً اس لئے بھی قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:-

وَجَعَلْنَا كُم مِّنْ أُمَّةٍ وَسَطًا لَّتَكُونُوا شُهَدَاءَ لِّلْعَالَمِينَ (ترجمہ) ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا ہے تاکہ تم قوموں کے سامنے تم خدا کی شہادت ادا کرو۔ نقطہ

ہے کہ خدا نے اسے ایشیا و یورپ و افریقہ کے بڑے غظلوں کے وسط میں جگہ دی ہے۔ اور وہ خشکی و تری (دو ذوں راستوں) سے دنیا کو اپنے چہنہ اور بائیں ہاتھ سے ملا کر ایک کر رہا ہے۔ اس لئے ایسے ملک میں دنیا کے جملہ مذاہب کا پہنچ جانا۔ اور جہالت کی حکومتِ اعلیٰ کے زیر اثر ہو کر سب ہی کا بگڑ جانا بخوبی وہن نشین ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اگر تمام دنیا کی وراثت کے واسطے ایک واحد مرکز قائم کرنے کے لئے ہم جگہ کا انتخاب کرنا چاہیں۔ تو عرب ہی اس کے لئے موزوں ہے۔ خصوصاً اُس زمانہ پر نظر کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب افریقہ اور یورپ اور ایشیا کی مین بڑی سلطنتوں کا تعلق عرب سے تھا۔ تو عرب کی آوازاں بڑے غظموں میں بہت جلد پہنچ جانے کے ذرائع بخوبی موجود تھے۔

رب العالمین نے (جہاں تک میں سمجھتا ہوں) اسی لئے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں پیدا کیا۔ اور اُن کو بندہ رنج قوم اور ملک اور عالم کی ہدایت کا کام سپرد فرمایا۔

ناظرین اس کتاب کو پڑھ کر معلوم کر سکیں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کس قدر مشکل تھا۔ اور اُنہوں نے اس فرض کو کیسی خوش اسلوبی۔ صبر و حلم۔ استقامت اور تحمل سے شروع کیا۔ کیونکہ تمدن و تمدن اور علم و اخلاق کو پھیلایا۔ کیونکہ قوموں اور ملکوں کو ایک بنایا۔ کس طرح انسان کا درجہ بلند کیا۔ کس طرح توحید کی اشاعت کی۔ اور انسان کے دل پر عظمت و کبریائی ربانی کا نقش قسائم کر دینے کے بعد کس طرح جملہ اشیاء و اسباب کا خادم انسان ہونا ثابت کر دیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح پر نسل اور قومیت کی خصوصیتوں اور ملک و مقام کی حالتوں اور امیری و غربی کے امتیازوں اور فاحش و مفتوح کے تفاوتوں مختلف زبانوں۔ مختلف رنگتوں کے مابہ امتیازوں سے قطع نظر کر کے کسی خوش اسلوبی

حق اللہ علیہ وسلم کے لئے کام

مذہب و ملت

سے سب کو دین واحد کے رشتہ سے متحد و متفق۔ یکساں و مساوی۔ ہم سطح و ہم خیال۔
ہم اعتقاد و ہم آواز بنایا۔

اور جب وہ اس عظیم الشان کام کو انجام دے چکے۔ بندوں کو خدا سے نزدیک
اور قوموں کو قوموں سے قریب بنا چکے۔ نفرت و عداوت کی جگہ نصرت و اخوت کو
بٹھلا چکے۔ ظلمت اور جہالت کو نکال کر ان کے دل و دماغ پر نور صداقت و علم کو شعلن
کر چکے۔ تب کیسی فارغ البالی۔ کشادہ پیشانی۔ اور مسرت کے ساتھ اس دنیا سے
سدا رہ گئے۔

✖ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان کام کا اندازہ کرنے کے لئے دیکھو کہ اسلام
کا بیج کیسے پاک قلوب میں بویا گیا تھا۔ جو اس کا نیک پھل لائے تھے۔

نباشی ملک حبشہ۔ جیفر ملک عمان۔ اکیدر شاہ دومۃ الجندل۔
نجد کے حبشی۔ تہامہ کے بدو۔ اور یمن کے مسکین کے دوش بدوش کھڑے
ہونے پر نازاں ہو رہے ہیں۔

عبداللہ بن سلام یہودیت اور درقہ بن نوفل عیسائیت اور عثمان بن طلحہ
ابراہیمیت کی مسند ہائے امامت چھوڑ کر اسلام کے خادم شمار کئے جانے پر مفتخر ہیں۔

یہودیوں کا زر خرید غلام سلمان پارسی۔ مثنیٰ اہل البیت کے درجہ پر فائز ہو جاتا
ہے۔ اور ثبت پرستوں کے زر خرید غلام بلال حبشی کو فاروق اعظم بھی جس کی سطوت و
ہیبت سے قیصر و کسریٰ کے انعام پر لرزہ تھا۔ سید سید راقا آقا کہہ کر بچار رہا ہے۔
رنگتوں کا اختلاف۔ زبانوں کا تباہی۔ قومیت کا تفرقہ۔ ملکی خصوصیات کا امتیاز سب
کچھ جاتا رہا ہے۔ حسب و نسب کی شرافت کا زبان پر لانا کینگی کی دلیل بن گیا ہے
دین واحد نے سب کو ملت واحد بنا کر ایک ہی دلولہ و لوں میں۔ ایک ہی جوش ملیح
میں۔ ایک ہی خیال و دماغوں میں۔ ایک ہی آوازۂ توحید زبانوں پر جاری کر دیا ہے۔

دشمن دوست بن گئے ہیں۔ اور جان سستان۔ جان فشار ثابت ہوئے ہیں۔ وہ عمرو بن عاص جو حبش میں نجاشی کے پاس قریش کا سفیر بن کر گیا تھا۔ کہ مسلمانوں کو بطور اسٹراڈیشن مجرموں کے حاصل کرے۔ چند سال کے بعد وہی عمان کے پادشاہ کے پاس داعی اسلام بن کر جاتا ہے۔ اور ہزاروں اشخاص کے مسلمان ہو جانے کی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتا ہے؛

وہی خالد بن ولید جو جنگ اُحد میں بُت پرستوں کے رسالہ کی کمانڈ کرتا ہوا مسلمانوں کو تباہ کرنا اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد حاضر ہوتا ہے لات وعز نے کے مندروں کو اپنے ہاتھوں سے گراتا۔ اور اسلامی فتوحات میں گرم جوش جنرل کا درجہ پاتا ہے۔ وہی عروہ بن مسعود۔ جو حدیبیہ میں آنحضرت کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے قریش کا سفیر بن کر آیا تھا۔ خود بخود مدینہ میں حاضر ہوتا اپنی قوم میں دعوت اسلام کی اجازت حاصل کر کے اسی خدمت میں اپنی جان قربا کر دیتا ہے۔ وہی سہیل بن عمرو جو معاہدہ حدیبیہ میں بُت پرستوں کی جانب سے کشن معاہدہ تھا۔ اور جس نے عہد نامہ میں ام پاک صحت کے ساتھ لفظ رسول اللہ لکھے جانے پر انکار کیا تھا۔ وفات نبوی کے بعد بیت اللہ میں کھڑے ہو کر اسلام کی صدا اور مزین الہی کی تائید میں ایسی زبردست تقریر (خطبہ) کرتا ہے۔ جو سینکڑوں دلوں میں سکینہ اور ایمان بھردیتی ہے۔ وہی عمر بن خطاب جو لیکر گھڑے سے آنحضرت کا ستر قلم کرنے کے لئے نکلا تھا۔ وفات نبوی کے دن شیر برہنہ لے کر کہہ رہا ہے۔ کہ جو کوئی کہیگا۔ کہ آنحضرت نے وفات پائی۔ اُس کا قہر سلم کر دیا جاوے گا۔ وہی وحشی جس نے ہجرہ کو مارا۔ کلیجہ نکالا۔ اعضاء کاٹے۔ جنازہ بے حرمت کیا تھا؛

کچھ دنوں کے بعد مسلمان ہو جاتا شرم و خجالت سے مُنہ سامنے نہیں کرتا اور بالآخر میلہ جیسے کتاب کے قتل کو اپنی حرکت سابقہ کی تلافی سمجھتا ہے؛

وہی ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب۔ جو حقیقی چچا کا بیٹا ہو کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھج میں متواتر اشعار کہا کرتا تھا۔ جذبہ توفیق سے خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور جنگ حنین کے میدان میں وہی اکیلار کا بنبوئی تھا مے نظر آتا ہے۔

وہی ابوسفیان بن حرب۔ جو سات برس تک برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں فوجیں لاتا رہا۔ اور مسلمانوں کے خلاف سارے ملک میں آتش فساد بھڑکاتا رہا۔ اسلام لاتا۔ اور بخران کے عیسائی علاقہ پر اسلامی حاکم بنا کر بھیجا جاتا۔ وہ طفیل دوسی۔ جو مکہ میں رومی کی ڈاٹ کا نون میں رگا کر پھرتا تھا۔ کہ محمد کی آواز کا میں نہ پہنچے۔ بالآخر اپنے وطن میں گھر گھر پھرتا۔ اور محمد کی آواز کو پہونچاتا تھا۔ وہ عبد یلیل نقفی جس نے طائف میں غلاموں بچوں کو پتھرو کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگادیا تھا۔ آخر مدینہ حاضر ہوا۔ اور وہاں سے اپنی قوم کے پاس جو اہر ایمان وایقان لایا تھا۔ وہی بریدہ بن الحصیب سلمی جو قریش سے شوشتر سرخ کے انعام کا وعدہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے ستر سواروں کی دوش لے گیا تھا۔ چند گھنٹہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبرار بن گیا۔ ان فرض ایسی مثالوں کے لئے ایک دہتر درکار ہے۔

یہ سب کرشمے اس پاک تعلیم کے تھے۔ جو اہستہ آہستہ دلوں کو فتح کرتی جاتی تھی ہذا اکثر انبیاء علیہم السلام نے معجزے دکھلائے۔ لاکھی۔ سانپ۔ پتھر۔ دریا۔ آگ کی قلب ماہیت یا سلب خاصیت کا نظارہ دیکھنے والوں کو نظر آیا۔

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی و اُمی) نے عظیم الشان معجزہ یہ دکھلایا کہ دلوں کو بدل دیا۔ اور روح کو پاکیزہ بنا دیا۔ انسان اور لاکھی۔ انسان اور سانپ۔ انسان اور پتھر میں جتنا تفاوت ہے۔ وہی تفاوت اس معجزہ اور دیگر معجزات میں بھی ہے۔

اور یہی وہ چیز ہے۔ جو آج تک اُن سب دماغوں کی حیرت و محبت کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (باوجود مخالفتِ مذہب) کچھ کہنا یا کچھ لکھنا چاہا ہے۔

کاش مسلمان اس پاکیزہ تعلیم کی قدر کریں۔ کاش وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مقصد سے آگاہی حاصل کریں۔ کاش وہ اسلام کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھیں۔ کاش وہ اسلام کی بقا کو اپنی جانوں۔ اپنے بچوں۔ اپنے باپ۔ پیر بزرگوں کی حیات و بقا سے زیادہ ضروری سمجھنے لگیں۔ و ما ذکرت علی اللہ یغفر ذنوبہ

ناظرین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں یہ عجیب خصوصیت ہے کہ اُس سے ہر طبقہ کا شخص ہدایت پاسکتا ہے۔

آنحضرت دنیا کی ہوا میں سانس لینے سے پیشتر یتیم ہو چکے تھے۔ اس لئے مسکینی و غربت ایسے اوصاف ہیں۔ جو حضور کے توأم ہیں۔

عمر کے ابتدائی سال دیہاتی زندگی میں بسر ہوئے تھے۔ اس لئے سادگی و بے تکلفی نے حضور کے ساتھ ساتھ نشو و نما پائی تھی۔ لڑکپن کا زمانہ ایسے وقت میں گزرا تھا۔ جب کہ قوم حرب الفجار و غیرہ لڑائیوں میں مصروف تھی۔ اس لئے امن بسط اور بہدردی عامہ کی قدر و منزلت شروع ہی سے حضور کے خاطر نشین تھی۔

۲۵ سال کی عمر تک حضور نے شادی نہیں کی۔ ہجر و کاہ زمانہ جو عین غفلت و شباب کا عالم تھا۔ کمالِ نفع و عصمتِ شرم و حیا سے بسر ہوا۔ دیکھنے والوں کی شہادت موجود ہے کہ حضور پر وہ نشین کنواری لڑکیوں سے بڑھ کر بافہم و باجانتھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاش کے لئے تجارت کو پسند فرمایا تھا اور اس طرح اُن بلند حوصلہ لوگوں کے لئے جو مہات و استقلال۔ معاملہ فہمی و ضرورت شناسی۔ حلم اور بردباری سے تشف ہوں۔ ہدایت فرمائی۔ کہ تجارت سے بہتر

ہجرت نبوی کی خصوصیات و خصوصیات نبوی کے گونا گوں حالات

اور کوئی معاش نہیں۔

مردانہ جمال میں کمال حسین۔ حسب و نسب میں عالی خاندان ہونے پر بھی ایک بیوہ عورت سے جو عمر میں حضور سے پندرہ سال زیادہ تھی۔ پہلا نکاح کیا۔ اور اس سے عقدہ بیوگان کی ضرورت اور غلطی پر نہایت شاندار نمونہ قائم فرمایا۔ نیز واضح کر دیا کہ مشابہ زندگی میں بھی ہم کیونکر شہوانی خیالات کے قہید سے آزاد رہ سکتے ہیں۔

یہ بیوی نہایت متمول تھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قانغانہ طبیعت اور زراہدانہ سیرت کی وجہ سے اپنے آپ کو اپنی بیوی یا اپنے خاندان کی امداد مالی سے ہمیشہ مستغنی ثابت کیا۔ اور اس طرح اپنی مدد آپ کرنے والوں کی سہراہ ایک مثل روشن فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غھوڑے ہی عرصہ میں اپنی صادقانہ وسعت و زندگی کا اثر خونخوار عرب پر پھیلا دیا تھا۔ اور سب کے دلوں میں اپنے لئے عزت و محبت کے ساتھ جگہ بنائی تھی۔ اور اس طرح ہر رستبانوں کے لئے ایک رشتہ مثال قائم فرمادی۔ کہ کیونکر نیکی اور صداقت کی طاقت ظلم اور جہالت کو مغلوب کر سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاون و تمدن کی برکات اور طاقت کو سمجھا اور حلیف الفضول کے قائم کرنے سے قیام امن اور حفاظت نوع انسانی کی جدید سڑک تیار کر دی اور ان متغلبین کو جو پچھلے دل سے کسی ملک کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ اُسی ملک کے باشندوں کو شریک انتظام کر لینے کے زریں اصول کا سبق دیا۔

حجر اسود کے نصب کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا کہ مختلف

اغراض اور مختلف مقاصد کے لوگ ایک جگہ فراہم ہو جائیں۔ تو ان کو کیوں کر مرکز واحد پر لا سکتے ہیں۔ نیز ثابت فرمادیا۔ کہ نندشہ جنگ کے ملا دینے اور امن کو مستحکم رکھنے کے لئے جنگی طاقت کی نہیں بلکہ اعلیٰ دماغی قابلیت کی ضرورت ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں جملہ انبیاء کی شان نظر آتی ہے۔
 آپ مسیح علیہ السلام کی طرح جھٹلائے اور ستائے گئے۔ پھر بھی صابر و شاکر ہی پائے گئے۔

آپؐ نے یحییٰ علیہ السلام کی طرح بیابانوں اور بیٹیوں میں خدا کی آواز کو پہنچایا۔
 آپؐ نے عیسیٰ رسول اللہ کی طرح خدا کے گھر کی عظمت و حرمت کو از سر نو زندہ فرمایا۔
 آپؐ نے ایوب علیہ السلام کی صبر و شکیبائی کے ساتھ گھاٹی میں تین سال تک محصوری کے دن کاٹے۔ اور پھر بھی آپ کا دل خدا کی ثنا گزاری سے لبریز اور زیبا ستائش گوئی سے زمرہ منبج رہی۔

آپؐ نے نوح علیہ السلام کی طرح قوم کے برگشتہ بخت لوگوں کو خفیہ اور علانیہ۔ خلوت اور جلوت میں۔ میلوں اور جلسوں۔ گزرگاہوں اور راہوں پر۔ پہاڑوں اور میدانوں میں اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ اور لوگوں کو ان کے افعال بد سے نفرت دلائی۔
 آپؐ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرح نافرمان قوم سے علمدگی اختیار کی۔ اور وطن کو چھوڑ کر شجرہ طیبہ اسلام کے لگانے کے لئے پاک زمین کی تلاش میں رہے اور وہ ہوئے۔

آپؐ شہب بھرت کو داؤد علیہ السلام کی طرح دشمنوں کے نرغہ سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

اور یونس علیہ السلام کی طرح (جنہوں نے تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہ کر پھر نینوئے میں اپنی منادی کو جاری کیا تھا) غار ثور کے قسقم میں تین دن رہ کر پھر ورنہ

طیبہ میں کلمۃ اللہ کی آواز کو بلند فرمایا۔

آپ اپنے موئے علیہ السلام کی طرح جنہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون مصر کی غلامی سے آزاد کرایا تھا، شمالی عرب کو شاہ قسطنطنیہ کی بند ملکیت سے اور شرقی عرب کو کسرے ایران کے حلقہ غلامی سے اور جنوبی عرب کو شاہ حبش کے طوق بندگی سے نجات دلائی۔

آپ نے سلیمان علیہ السلام کی طرح مدینہ میں خدا کے لئے ایک گھر بنایا جو ہمیشہ کیلئے خدا کی یاد کرنے والوں سے معمور اور ضیاء توحید سے پُر نور رہا ہے۔ جسے کوئی بخت نصر جیسا سیاہ بخت ویران نہیں کر سکا۔

آپ نے یوسف علیہ السلام کی طرح اپنے اہل راساں و ستم پیشہ برادرانِ مکہ کے لئے نجد سے رتوسط فہامہ بن اثال اغلہ ہم پہنچایا۔ اور بالآخر فتح مکہ کے دن لایا تَنْزِيلَ عَلَيْنَا لَكَ الْيَوْمَ كَمَا مَرَدُّهُ مُنْكَرًا - اَنْتُمْ الطَّاقَاءُ كَمَا مَرَدُّهُ مِنْكُمْ سے انہیں پابندِ ممت و احسان بنایا۔

وقتِ واحد میں آپ موسیٰ کی طرح صاحبِ علومت تھے۔ اور ہارون کی طرح صاحبِ امامت بھی۔

ذاتِ مبارک میں فوج علیہ السلام کی سی سرگرمی۔ ابراہیم علیہ السلام جیسی نرم دلی۔ یوسف علیہ السلام کی سی درگزر۔ داؤد علیہ السلام کی سی فتوحات۔ یعقوب علیہ السلام کا صاحبِ سلیمان علیہ السلام کی سی سطوت عیسیٰ علیہ السلام کی سی فاعلاری۔ یحییٰ علیہ السلام کا سازبہ تمغیل علیہ السلام کی سی بیک روحی کامل ظہورِ بخش تھی؛

حضرت دہم لیں ہمدردی کے کہ برتخت سیادت زائر لجا داری

آنچہ نوبان ہمدارند تو تنہا داری

خورشید رسالت میں اگرچہ تمام مقدس رنگ موجود تھے۔ لیکن جزء اللہ تعالیٰ کا

وہ در تھا کہ جس نے تمام رنگتوں کو اپنے اندر لے کر دنیا کو ایک برگزیدہ و چیدہ
ایضاد نقیہ، روشنی سے منور کر دیا ہے!

ذرا بہمقدار کی کیا تاب کہ خورشید عالم افروز کی جلوہ نغائی میں آئینہ داری
کرے۔ اس لئے سادہ و مختصر حالات پیش کر دیتا ہوں۔ خداوند کریم میری سُنّت
پر نظر فرما کر میرے زلات کو عفو فرمائے، اور برادران اسلام میری کئی بضاعت
کو ملحوظ رکھ کر تقصیرِ خدمت کو معاف فرمائیں!

نور شمس
علیہ السلام

خاکسار
”محمد سلیمان“

دعوتِ اسلامی

شاہدِ بکر زبانی

نور اللکھنؤ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

و
أُصَلِّيَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہمارے نبی ہیں۔ دادا نے آنحضرت کا نام محمد اور ماں نے خواہش میں ایک فرشتے سے بشارت پاکر احمد رکھا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام و ابوالانبیاء کی اولاد سے ہیں جو ہاجرہ بی بی کے بطن سے ہوئی۔ ہاجرہ بادشاہ مصر: قیون کی بیٹی تھی۔ خدا کے ہاں ان کا نام محمد ہے۔ محمد سے اسم کا مطلب ہے یعنی مضاعف سے بہانہ لیتے ہیں۔ اور احمد بھی حمد سے واقع علی المفعول ہے اسم حمد سے حمد کی کثرت و کثرت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے: وَشَقَّ لَدُنَّ مِنْ إِسْمِهِ لِيَجْعَلَ: نَدَا وَالْعَرْشِ تَحْتَهُ وَهَذَا مُحَمَّدٌ نَدَا اس کی غلط ظاہر کرنے کے لئے اس کا نام اپنے نام سے شق کیا تاکہ کرب العرش و محمود ہے اور آنحضرت محمد ہیں، واضح ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد سے خاص مناسبت ہے۔ حضور کا نام محمد و احمد ہے اور حضور کے مقام شفاعت کا نام محمود ہے۔ امت محمدیہ کا نام مخلدون ہے۔ اور آنحضرت کی لود کا نام ہود و محمد ہے والحمد لله على ذلك حمد كثير

اس حدیث میں ہے کہ زمین پر میرا نام محمد اور آسمان پر احمد ہے۔ قریت میں اسم مبارک محمد اور انجیل میں احمد ہے۔

سیدہ آمنہ بی بی کو نام رکھنے کی بشارت فرشتے کی معرفت ایسے ہی ملی تھی۔ جیسے کہ فرشتے کی بشارت ہاجرہ بی بی نے و اسماعیل کا نام ربیعہ نش ۱۱، اور مریم نے یسوع کا نام رکھا اباب ۳۱ دوسرا رکھا تھا۔ انھوں نے حضرت یونس کا نام شرع میں برم تھا۔ خدا نے یونس کا نام رکھا، اس کے لئے قوموں کا باپ۔ پس ربیعہ نش ۱۱، اباب ۳۱، ابنی اسماعیل یعنی اسماعیل و یونس و یونس و یونس کی لود میں پادری صاحبان جو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی زبان پر رکھتے ہیں وہ خود کریں کہ ان کے قول کے مطابق حضرت ابراہیم و قیون کا باپ کیونکر ثابت ہوئے۔

ایسا درجہ تھا کہ خدا کے فرشتے انکے سامنے آیا کرتے۔ اور خدا کے پیغام پہنچایا کرتے تھے۔

باجرہ بنی بنی کے فرزند کا نام اسمعیل ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ کے پھوٹے بیٹے ہیں
 باپ نے ان کو وادی میں اس جگہ آباد کیا تھا۔ جہاں اب مکہ معظمہ ہے۔ خدا نے اسمعیلؑ کے
 لئے زمزم کا چشمہ ظاہر کیا تھا۔

حضرت اسمعیلؑ کو خدا نے بارہ بیٹے دئے تھے۔ ان میں سے قیدار بہت مشہور
 ہیں۔ قورات میں ان کا ذکر بکثرت آیا ہے۔

قیدار کی اولاد میں عدنان اور عدنان کی اولاد میں قصی بہت مشہور ہیں جو پیر
 واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کا نام آمنہ ہے۔ جو وہب کی بیٹی ہیں۔ وہب قبیلہ بنو
 زہرہ کا سردار تھا۔ ان کا سلسلہ نسب فرما لفظ بہ قریش کے ساتھ ہا ملتا ہے۔
 اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوھیال اور نہیال میں عرب کے بہترین قبیلہ۔
 بہترین قوم اور شاخ میں سے ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہینہ ہمارے دو شنبہ کے دن ۹ ربیع الاول ۱۲۰۰ قمری

۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری

۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری

۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری
 ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری
 ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری
 ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری

۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری
 ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری
 ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری
 ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری

۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری ۱۲۰۰ قمری

مطابق ۲۲ اپریل ۱۸۵۵ء مطابق یکم چیتھ سنہ ۱۲۷۵ ہجری کو مکہ معظمہ میں۔ بعد از صبح صادق و قبل از طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے۔ حضور اپنے والدین کے اکلوتے بچے تھے؛ والد بزرگوار کا آنحضرت کی پیدائش سے پہلے انتقال ہو گیا تھا۔

عبدالمطلب آنحضرت کے دادا نے خود بھی تنہی کا زمانہ دیکھا ہوا تھا اپنے چوبیس سالہ نوجوان پیارے فرزند عبداللہ کی اس یادگار کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی گھر میں آئے۔ اور بچے کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور دعا مانگ کر واپس لائے۔ ساتویں دن قربانی کی اور تمام قریش کو دعوت دی۔ دعوت کھا کر لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بچے کا نام کیا رکھا۔ عبدالمطلب نے کہا ”محمد“ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے نام رکھا گیا۔ قوم نے اس سبب متوجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا۔ کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا بھر کی ستائش اور تعریف کا شایاں قرار پائے؛

۱۸۵۵ء ۲۲ اپریل گرگورین رول کے مطابق ہے جس پر تمبر سنہ ۱۲۷۵ء سے انگریزی تقویم کا حساب شروع ہوا ہے، لیکن قاعدہ قدیم کے مطابق ۹ ربیع مطابق ۱۹ اپریل سنہ ۱۲۷۵ء جوین کے تھے۔ اور گریگورین نے اس ۱۹ کو ۲۰ اپریل سنہ بروئے حساب قدیم قرار دیا۔ نقطہ واضح۔ ۱۲۳ شمسی سال کی جمع مقدار ۳۶۵ دن ۵ گھنٹہ ۴۸ منٹ ۴۶ سکنڈ ہے۔ گرجت پرورشہ کے جاری کردہ اونس ۲۳ منٹ ۲۳ سکنڈ کی مقدار اس سے زیادہ تجزی کی۔ اس زیادتی کی وجہ سے سمت پرورشہ نے عیسوی کے مقابلہ میں ۲۳ منٹ ۲۳ سکنڈ کی تاخیر سے شروع ہوتا ہے سمت پرورشہ سنہ کا آغاز یوم یکشنبہ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۲۷۵ء جوین، ہوا تھا یعنی ابتدائی ربعی ۹۵ یوم پہلے گرجت پرورشہ کا آغاز ۲۲ مارچ سنہ کو ہوا تھا یعنی ابتدائی ربعی سو ایک دن بعد۔ اور ہمارے زمانہ میں سنہ ۱۹۵۵ء پرورشہ ۱۲ اپریل سنہ کا شروع ہوا ہے یعنی ابتدائی ربعی ۲۳ یوم بعد۔ ۲۳ پرورشہ میں اتنی سیب یہ فرق ہوتا ہے کہ ابتدائی ربعی ۶۱ سال کے بعد سمت کا شروع ایک دن موخر ہوتا ہے کہ غرض سمت پرورشہ میں جو غلطی متعلق مقدار سال شمسی کے ابتدائے قاضی سمت مذکور موجود ہے۔ اسی کی وجہ سے سنہ ۱۲۷۵ء پرورشہ کا چوتھم مطابق ۲۲ اپریل سنہ تھا۔ اور سنہ ۱۲۷۵ء پرورشہ کا چوتھم مطابق ۲۲ اپریل سنہ ۱۲۷۵ء کے ہے۔ ۱۲۷۵ یوم ولادت باسعادت کو مکہ معظمہ میں صبح سلوک کا طلوع ۴ بجکر ۲۰ منٹ اور صوب گھڑی کے گھنٹوں کے حساب سے ۱۹ بجکر ۵ منٹ و حساب مروجہ حال کے ہوا تھا۔ اور آفتاب اس وقت برج حمل سے ۳۴ درجہ ۲ دقیقہ پر تھا۔ اور تاریخ یکم چیتھ کے شروع ہونے پر ۱۳ گھنٹے ۱۹ منٹ گزر چکے تھے۔

۱۲۷۵ بیعاہ ۴ میں ہے۔ ہذا ایک خطا ہے۔ یہ نشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو حضرت سید کی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انیس مئی سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کی اور بھی بنیں اور بھائی تھے۔ اور وہ مریم کے اکلوتے بچے نہ تھے؛

صہ ابو اللہ صفحہ ۱۱۰ نیر یہ بیعاہ ۴ وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب۔

شرفاء ملک کا دستور تھا۔ اپنے بچوں کو جبکہ وہ آٹھ دن کے ہو جاتے تھے۔ دودھ پلانے والیوں کے سپرد کر کے کسی اچھی آب و ہوا کے مقام پر باہر بھیج دیا کرتے تھے۔ ایام رضاعت اسی دستور کے موافق آنحضرت کو بھی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا، وہ ہر چھٹے مہینے لاکرائی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھلا جاتی تھیں۔ دو برس کے بعد آپ کا دودھ چھٹایا گیا۔ مائی حلیمہ آپ کو لیکر حضرت آمنہ کے پاس آئیں۔ حضرت آمنہ نے اس خیال سے کہ وہاں کی آب و ہوا حضور کے خوب موافق تھی اور شاید تکہ کی آب و ہوا موافق نہ ہو۔ پھر مائی حلیمہ ہی کے سپرد کر دیا۔

والدہ مکرمہ کا انتقال جب آنحضرت کی عمر چار برس کی ہوئی۔ تو والدہ مکرمہ نے آنحضرت کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آنحضرت کی عمر چھ برس کی ہوئی۔ تو والدہ کا انتقال ہو گیا اور دواؤں نے آپ کی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لے لی۔ جب آنحضرت کی عمر آٹھ برس۔ ادا کی ہوئی۔ تو آپ کے دوا و عبد المطلب نے ۸۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔

ابوطالب کی تربیت ابوطالب آنحضرت کے چچا تھے۔ اور آپ کے والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی۔ اب وہ آنحضرت کی نگرانی اور تربیت کے ذمہ دار بنے۔ بحیرہ صائب کی ملاقا: اکثر کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت جب بارہ سال کے ہوئے۔ تو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ جبکہ وہ تجارت شام کو جاتے تھے سفر میں گئے۔ بصری میں بحیرہ راہب نے آنحضرت کو پہچان لیا۔ کہ نبی موعود یہی نوجوان ہے چچاے کہا کہ اسے ۷۰ دیوں کے ملک میں نہ لیجاؤ وہ اسے پہچان کر کہیں گزند پہنچاں شفیق چچا نے آنحضرت کو بصری سے واپس کر دیا۔

لے اخذ از خطبات احمدیہ مصنفہ سرید احمد خاں المتوفی ۱۳۱۵ھ ہجری ذوالحجہ ۱۲۵۰ھ زوالہ المعافہ ۱۲۵۰ھ پوری صاحبان اسی بات پر کہ بحیرہ قمرانی ملا تھا یہ شاف و ہرگ اور بھی لکھا ہے کہ ۴۰ سال کی عمر کے بعد جو تعلیم آنحضرت نے ظاہر کی تھی وہ اس اب کی تعلیم کا حصہ تھا میں کہتا ہوں کہ اگر آنحضرت نے تعلیم

«اس بارہ میں جو حدیث ترمذی وغیرہ میں ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ چھاپے ہوئے کرتے وقت آنحضرت کے ساتھ بلالؓ کو بھیجا تھا۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ صریح غلطی ہے۔ اول تو اُس وقت بلالؓ نہ ابوطالب کے پاس تھا۔ نہ ابوبکرؓ کے پاس۔ دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اُن دنوں موجود بھی نہ ہوئے۔

(۲) قرآن مجید کی آیت وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِمْ سَنَابِت ہے کہ یہودی رسول موعود کے انتظار میں رہا کرتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ اُس کے آنے پر یہودیوں کو کافروں پر فتح و نصرت ہوگی۔ یہ اعتقاد اُن کا اس وقت تک رہا۔ جینک کہ حضورؐ کی بعثت نہ ہوئی اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بحیرہ راہب کا قول غلط تھا۔ کیونکہ اگر یہودی اس لحاظ میں آنحضرتؐ کو پہچان لیتے۔ تو اپنے اعتقاد کے مطابق حضورؐ کو اپنی فتح و نصرت کا دیوتا سمجھ کر نہایت خدمتگزاری کرتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ راہب کی داستان ناقابل اعتبار ہے۔

تجارت کا خیال جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے۔ تو آپ کا خیال پہلے تجارت کی طرف ہوا۔ مگر گھر کا روپیہ پاس نہ تھا۔ لہٰذا میں نہایت شریف خاندان کی ایک بیوہ عورت خدیجہ تھی۔ وہ بہت مالدار تھی۔ اپنا روپیہ تجارت میں لگا لٹے رکھتی تھی۔ اُس نے آنحضرتؐ کی خوبیاں اور اوصاف سُن کر۔ اور آپؐ کی سچائی و دیانتداری۔ سلیقہ شعاری کا حال معلوم کر کے خود درخواست کر دی کہ اُس کے روپے سے تجارت

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور کفار و کاذبوں کے صلیب پر جان دینے کا بظلال۔ اس راہب کی تعلیم ہی سے کیا تھا تو اب عیسائی اپنے اُس بزرگ کی تعلیم کو قبول کیوں نہیں کرتے؟ (محمد سلیمان)

لے ناو۔ معترف علامہ ابن القیمؒ واللتونی ۲۳۔ رجب ۸۵۰ھ (صفحہ ۱۷)

۱۷ یہ لوگ نبی کے آنے سے پیشہ کافروں پر فتح اس کے ذریعہ پانے کی آرزو میں رہا کرتے۔ جب نبیؐ نظر ہوا اور انہوں نے پہچان بھی لیا تب اُس سے منکر ہو بیٹھے۔

تجارت کریں۔ آنحضرتؐ اُس کا مال لیکر تجارت کو گئے۔ اس تجارت میں بہت نفع ہوا۔
 اُس سفر میں خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھا۔ اُس نے آنحضرتؐ
 کی اُن تمام خوبیوں اور برائیوں کا ذکر خدیجہؓ کو سنایا جو سفر میں خود دیکھی تھیں۔ اُن
 اوصاف کو سن کر خدیجہؓ نے درخواست کی کہ آنحضرتؐ کے ساتھ نکاح کر لیا جا تاکہ
 خدیجہؓ اس سے پہلے بڑے بڑے سرداروں کی درخواست نکاح کو رد کر چکی تھی۔
نکاح جب یہ نکاح ہوا۔ تو آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہؓ بی بی کی عمر ۴۰ سال
 کی تھی۔ آنحضرتؐ کے نکاح میں ۲۵ سال تک زندہ رہیں۔ آنحضرتؐ اُن کے
 مرجعہ کے بعد بھی اکثر اُن کا تجسس ذکر کیا کرتے۔ اور اُن کی سیلیوں سے بھی عزت
 اور شفقت کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔

اِس شادی کے بعد آنحضرتؐ کا تمام وقت خدا کی عبادت اور نبی آدم کی پیروی
 وغیرہ نشی میں پورا ہوا کرتا تھا۔

قیام امن و گرامی حقوق انہی دنوں میں آنحضرتؐ نے اکثر قبیلوں کے سرداروں اور
 انجمن کا انعقاد سمجھ دار لوگوں کو ملک کی بے امنی۔ راستوں کا خطرناک ہونا۔
 مسافروں کا لٹنا۔ غریبوں پر زبردستوں کا ظلم بیان کر کے ان سب باتوں کی اصلاح
 پر توجہ دلائی۔ آخر ایک انجمن قائم ہو گئی جس میں بنو ہاشم۔ بنو المطلب۔ بنو ہمد
 بنو ہرہ۔ بنو تمیم شامل تھے۔

اس انجمن کے ممبر مندرجہ ذیل عہد و اقرار کیا کرتے تھے۔

(۱) ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے۔

(۲) ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے۔

(۳) ہم غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔

(۴) ہم زبردست کو زبردست پر ظلم کرنے سے روکا کریں گے۔

یہ اعلان نینٹ پڑھاؤ اور جس کے ممبر بنائے اقرار کیا کرتے تھے۔ اس انجمن کا کئی صدیوں تک ہند قائم رہا تھا۔

اس تدبیر سے بنی آدم کے جان و مال کی بہت کچھ حفاظت ہو گئی تھی۔ آنحضرتؐ اپنے نبوت کے زمانے میں بھی فرمایا کرتے۔ کہ اگر آج بھی کوئی اُس انجن کے نام سے کسی مرد کے لئے بلاتے۔ تو میں صبح پہلے اُس کی امداد کو تیار پایا جاؤں گا۔

ملک کی طرف سے صادق ایسے ہی نیک کاموں کی وجہ سے اُن دنوں میں لوگوں کے دامن کا نام آنحضرتؐ ملتا۔ دلوں پر آنحضرتؐ کی نیکی اور بزرگی کا اتنا اثر تھا۔ کہ وہ آنحضرتؐ کو نام لیکر نہیں بلاتے تھے۔ بلکہ انصاف۔ یا الامین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

آنحضرتؐ کی عمر ۳ سال کی تھی۔ جب قریش نے کعبہ کی عمارت کو جسکی دیواریں سیلاب کے سدے سے پھٹ گئی تھیں، از سر نو تیار کیا۔

عمارت کے بنانے میں تو سب ہی شامل تھے۔ مگر جب حجر اسود کے قائم کرنے کا موقع آیا۔ تو سخت اختلاف ہوا۔ کیونکہ ہر ایک یہی چاہتا تھا۔ کہ یہ کام اُسی کے ہاتھ سے سرانجام پائے۔ چاروں تک برابر ہی جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر ابو امیہ بن مغیرہ نے جو

لے کعبہ کی اول تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مع حضرت اسماعیلؑ کی تھی۔ پھر بنی حرم بنو علقمہ تھی اور قریش نے اس کی تجدید کی تھی۔ تجدید عمارت کی ضرورت مرد و زنانہ کے اثر یا سد رسیلاب وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتی تھی کسی غیر قوم کے قبضہ کر کے گرا دینے۔ منہدم کرنے کا وہ تو اس عمارت کعبہ کے ساتھ یا پانچ سو سال سے کبھی نہیں ہڑا جیسا کہ بیکل یزدلم کے ساتھ بارہا ایسے واقعات پیش آئے اور شدہ بارہا ہوتے رہے اور یہ ایسا شرف ہے کہ دنیا کے کسی عبادت خانہ کو حاصل نہیں۔

۱۱۔ حضرت ابراہیمؑ اور انکی اولاد کا دستور تھا کہ میدان میں جس جگہ کو عبادت گاہ مقرر کرتے۔ وہاں ایک لمبا بن گھڑا پتھر ستون کی طرح کھڑا کرتے تھے۔ جیسے اب بھی سلمان کھلی جگہ میں غار پڑھتے ہوئے اپنی چھڑی وغیرہ گاڑ دیا کرتے ہیں۔ جسے زمرہ کہتے ہیں اس کا ثبوت کتاب پیدائش باب ۱۲ اور ص ۷۰ باب ۱۳۔ دس ۱۸۔ باب ۲۵۔ دس ۲۵۔ باب ۲۸۔ دس ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۲۔ و کتاب خروج باب ۲۵۔ دس ۴ سے بخوبی ملتا ہے۔

حجر اسود بھی اسی قسم کا پتھر ہے۔ اور یہ بھی ایک شہادت اس امر کی ہے کہ کعبہ بنائے ابراہیمؑ جس کا کہنے میں لکھا ہے کہ بعد یہ اتنا کام دیتا ہے۔ کہ طواف کا شروع و ختم اس جگہ سے کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں جو درجہ اس کا ہے وہ اس کے نام حجر اسود دلا پتھر سے ظاہر ہے۔ ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے لوگوں کے منانے کے لئے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ تو ایک پتھر ہے۔ نہ کسی کو فتنہ نہ ضرر دے سکتا ہے۔ صحیح بخاری عن عائشہ بن۔ بیہ۔ باب ما ذکر فی الحج الا اسود۔

آنحضرت کا جلد قبائل کی قریش میں سب سے بڑھ کر بڑی عمر کا تھا۔ یہ رائے دی کہ کسی کو حکم طرز سے حکم مقرر نہ ہوتا بنا کر اس کے فیصلے پر عمل کریں۔ اس رائے کو مانا گیا۔ اور قرار

دیا گیا کہ جو کوئی اب سب سے پہلے حرم میں آئیگا۔ وہی سب کا حکم سمجھا جائیگا۔

اتفاقاً آنحضرت تشریف لے آئے۔ آنحضرت کو دیکھنا تھا۔ کہ ہذا الامین رضینا کے نعرے لگ گئے۔ (امین آگیا۔ ہم اس کے فیصلے پر سب رضا مند ہیں)۔

۱۔ ہم کچھ چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے لوگ نبوت سے پہلے صادق و امین کہہ کر بلایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر بھی انہوں نے الامین ہی حضور کو کہا ہے۔ اب پہلے نبیوں کے پاک نوشتے سے اس نام کی تصدیق ہوتی ہے۔ بائبل کے سب سے آخر میں کاشفات یوحنا کی کتاب ہے۔ اس کتاب کے شروع میں یہ درس ہے: "یسوع مسیح کا مکاشفہ جو بدلے اُسے دیا۔ تاکہ اپنے بندوں کو بے باتیں جن کا جلد ہونا ضرور ہے دکھا دے۔" اور اس سے یہ ثابت ہے کہ مکاشفات میں ان باتوں کا ذکر ہے۔ جو لوہا کے بعد دنیا میں ہونیوالی تھیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ سینٹ یوحنا حضرت مسیح کا حواری ہے۔ جس نے یہ مکاشفہ حضرت مسیح کے دینا پر سے جلیسے بعد دیکھا تھا۔ اور یوحنا کو کتاب ہے۔ ۱۱ پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا۔ اور دیکھ کر (الف) ایک نقرئی گھوڑا۔ اور اس کا سوار (ب) انساندار اور سچا کہلاتا ہے۔ (ج) اور وہ راستی سے عدالت کرتا۔ (د) اور (تا ہے ۱۱:۱۳) اور اسکی آنکھیں لگ کے شعلے کی مانند (و) اور اس کے سر پر ہرست تاج۔ (ز) اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا۔ (ح) ۱۳-۱۷ اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا۔ (ط) اور اس کا نام کلام خدا ہے ۱۷-۱۸ اور وہ نوے نوے جو آسمان میں ہیں صاف اور سفید اور کتانی لباس پہنے ہوئے نقرئی گھوڑوں کے سوار اس کے پیچھے ہوئیں۔ ۱۵-۱۶ اور اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے کہ وہ اُس سے توہوں کو مارے (ل) اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکمرانی کریگا۔ (م) اور وہ خود قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کا بھی گے کو لھو میں روندنا ہے۔ ۱۶-۱۷ (ن) اور اس کے لباس اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہے بادشاہ کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔ مکاشفہ ۱۹ باب ۱

اب میں نہایت اختصار سے اس کی تفسیر کروینا چاہتا ہوں:

(الف) نقرئی گھوڑا، اور اس کے سوار کا ذکر مکاشفہ ۶-۲ میں بھی ان الفاظ سے ہے۔ ۲-۶ دیکھو ایک نقرئی گھوڑا اور وہ جو اُس پر سوار تھا۔ کمان لٹے ہے۔ اور ایک تاج اُسے دیا گیا۔ اور وہ فتح کرتا ہوا اور تختہ ہونے کو نکلا۔ مکاشفہ ۱۹-۱۱ میں نقرئی گھوڑے کے سوار کی نام کی اور مکاشفہ ۶-۲ میں اُس کے صفا کمان اور صاحب فتح ہونے کی علامت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ علامات آنحضرت ہی پر صادق آتی ہیں۔ (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں بھی نقرئی گھوڑا تھا۔ جس کا نام تاجر تھا۔ (دیکھو کتاب طہر السجاد)

سروار کو کہا کہ چادر کو پکڑ کر اٹھائیں۔ اسی طرح اس پتھر کو وہاں تک لائے۔ جہاں قائم کرنا تھا۔ آنحضرتؐ نے پھر اسے اٹھا کر کوئے پر اور طواف کے سرے پر لگا دیا۔

آنحضرتؐ نے اس مختصر تہہ بیر سے ایک خونخوار جنگ کا اشداد کر دیا۔ ورنہ اس وقت کے اہل عرب میں سر یوڑ کے پانی پلانے۔ گھوڑوں کے دوڑانے۔ اشعار میں ایک قوم کے دوسری قوم کو اچھا بتانے جیسی ذرا ذرا سی باتوں پر ایسی جنگ ہوتی تھی کہ سیسیوں برس تک ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔

بشیرہ حاشیہ صفحہ گزشتہ، وقت ایسا ہی گزرا کہ تمام جسم مبارک پتھر کھانے کھاتے لہو لہان ہو گیا تھا۔ اور لباس ٹوٹ کر جسم کا خون بہہ کر ایسا جم گیا کہ وضو کیلئے جو تہہ نارنا مشکل ہو گیا تھا۔ اور چونکہ اس سفر میں آنحضرتؐ تنہا تھے اسلئے یسبہ ۶۳ بھی آنحضرتؐ پر ہی صادق رہتا ہے۔

۱۔ کلام خدا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ علامت حضرت منیٰ نے اپنے سر پہ آخری وعظ اکتاب بار ویت اور حضرت عیسیٰ نے اپنی آخری وعظ و حنا ۱۱ میں خصوصیت کے بیان کی تھی۔ اب یوحنا حواری نے بھی بیان کی جس کے معلوم ہوا کہ یوحنا کے رکاشف تک کلام خدا الی علامت کا پورا ہونا باقی تھا۔ پس یہ قرآن ہی جس کی بابت خدا خوف فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ تو کلام خدا ہے جو اس پر نازل کیا گیا ہے۔

۲۔ فرشتوں کا اور ملکوتی طاقتوں کا آنحضرتؐ کے ساتھ ہونا قرآن مجید میں بھی ہے وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ذٰلِحِيْنَ اَیْنِے فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں۔ فرشتوں کے صافی سفید کپڑے نبی صلعم کے اتباع میں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس ہی محبوب تھا۔ آپ کے نشان و علم کا رنگ بھی سفید تھا۔ استناع جنگ اور قیام صلعم کے لئے بھی سفید پھیرا ہی اُڑایا کرتے ہیں۔

۳۔ اس کے منہ سے تیر تلواریں نکلتی ہیں۔ یہ جہاد ہے۔ اور جن لوگوں پر جہاد کیا گیا ان کا ناکہ بھی اسی کاشفہ ہوا ہے۔ اسے ۲۱ تک بیان کر دیا گیا ہے۔

۴۔ اُن کے عصا سے عمرانی کر بکھڑ زبور ۲۰ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ رکاشف میں زبور کے الفاظ دہرانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان الفاظ کا جو کوئی مصداق ہے۔ وہ یوحنا کے بعد آئے والا ہے۔ پس وہ یقیناً محمد رسول اللہ ہیں۔ کیونکہ پھر کوئی بھی حضور کے سوا جی۔ نبوت اور سلطنت محکم کا جامع نہیں ہوا۔ ۱۴۔ وہ تادریظن کے قہر کے کریم میں روند تلے سرکش قبائل کا تباہ و خراب ہونا۔ قیصر و کسے کو نافرمانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا لعنا خدا کے تہری سے تھا۔

۵۔ ان اس کے لباس روان پر پادشاہوں کا پادشاہ۔ خداوندوں کا خداوند لکھا ہو گا۔ آنحضرتؐ کے القاب میں سے امام الانبیاء و رسل المرسلین بھی ہیں۔ اور نبی مراد رکاشف کے الفاظ کی ہے۔ محمد سلیمان۔

”قرب زمانہ بعثت“

بعثت سے سات برس پہلے ایک روشنی اور چمک سی نظر آنے لگی تھی۔ اور آنحضرتؐ اس روشنی کے معلوم کرنے سے خوش ہوا کرتے تھے۔ اس چمک میں کوئی آواز یا صورت نہ ہوتی تھی۔ بعثت کا زمانہ جس قدر قریب ہوتا گیا۔ آنحضرتؐ صلعم کے مزاج میں غار میں عبادتیں کرنا خلوت گزینی کی عادت بڑھتی جاتی تھی۔ آنحضرتؐ انفریانی اور ستوئے کرشہر سے کئی کوس پرے سنسان جگہ کوٹھڑا کی ایک غار میں جس کا طول ۷۰ گز عرض پونے دو گز تھا۔ جا بیٹھے۔ عبادت کیا کرتے۔ اس عبادت میں تحبکہ و تقدیس الہی کا ذکر بھی شامل تھا۔ اور قدرت الہیہ پر تدبر و تفکر بھی۔ جب تک پانی اور ستونو ختم نہ ہو جاتے شہر میں نہ آیا کرتے۔

اب آنحضرتؐ کو خواب نظر آنے لگے۔ خواب ایسے سچے ہوتے تھے۔ کہ جو کچھ را کو خواب میں دیکھ لیا کرتے۔ دن میں دینسا ہی ظہور میں آجاتا۔

بعثت و نبوت

جب آنحضرتؐ کی عمر کے چالیس سال قمری پر ایک دن اوپر ہوا۔ تو ۹ ربیع الاول

۱؎ معین عن ابن عباس ؓ

۲؎ سفر السعادت مشرع مطبوعہ افضل المطابع کلکتہ چاپ ۱۲۵۲ھ صفحہ ۳۱

۳؎ اب اسے جیلن ڈوکتے ہیں۔ مفصل حال ہمارے سفرنامہ جہاز میں ہے

۴؎ سفر السعادت جہاز احوال ۱؎ معین عن عائشہ ؓ معین عن عائشہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳

۵؎ مجمع بخاری عن ابن عباس باب سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کو بھی ۴۰ سال پورا ہونے پر نبوت ملی تھی۔ دیکھو کتاب اعمال شمولہ انجیل۔

۶؎ زاد المعاد صفحہ ۱۸۵ ربیع الثانی ۱۸۵۲ھ کے دن اتفاق ہو۔ چونکہ درشتی کا دن ۹ ربیع الثانی ہے۔ ۹ ربیع

۱۲ میلادی۔ مطابق ۱۲ فروری ۱۲ء کو بروز دوشنبہ روح الامین خدا کا حکم نبوت لیکر آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ اُس وقت آنحضرتؐ غار حرا میں تھے۔

روح نے کہا۔ محمدؐ۔ بشارت قبول فرمائیے۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں جبریل ہوں۔

اس واقعہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوراً گھر میں آئے۔ اور لیٹ گئے۔ بیوی سے کہا کہ مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ جب طبیعت میں ذرا سکون ہوا۔ تو بیوی سے فرمایا کہ میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں۔ کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے۔

خدیجۃ الکبریٰ کی شہادت

آنحضرتؐ کے اعلیٰ اخلاق پر ہوں۔ کہ آپ اقربا پر شفقت فرماتے۔ سچ بولتے۔ راندوں

یتیموں۔ یتیموں کی دستگیری کرتے۔ مہمان نوازی فرماتے۔ اصل مصیبت زودوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ خدا آپ کو کبھی اندوہ نہیں نہ فرمائے گا۔

اب خدیجۃ الکبریٰ کے کو خود بھی اپنے اطمینان قلب کی ضرورت ہوئی۔ اس لئے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کے اپنے رشتے کے چچیرے بھائی ورتہ بن نفل کے پاس گئی۔

اس کتاب کے مقدمے میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ کہ نجاشی اور قیصر کی کوششوں سے عیسائیت عرب میں آچکی تھی۔ اس لئے بعثت محمدیؐ کے قریب عرب میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو علمائے یہود و نصاریٰ سے بہت سی معلومات کا استفادہ کر چکے تھے۔ اور دین جاہلیت کو چھوڑ کر یہ خبریں دیا کرتے تھے۔ کہ عنقریب ایک رسول ظاہر ہونے والا ہے جو ابلیس اور اس کے لشکر پر غالب ہوگا۔ ان اشخاص میں عثمان بن حریث

۱۵ سفر التعاود مشرح صفحہ ۳۵

۱۶ اس فقرے سے حضور کا مطلب مشکلات نبوت کا بیان تھا۔

۱۷ معین عن عائشہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۱

بعید زید بن عمر۔ اور ورقہ بن نوفل کے نام خصوصیت سے مشہور ہیں۔

زید بن عمرو جو عمر فاروقؓ کے چچا تھے۔ وہ بزرگوار ہیں۔ جنہوں نے رسول موعودؐ کی تلاش میں دور دور کے سفر کئے تھے۔ اور آخر یہ معلوم کر کے کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے۔ اسی مبارک انتظار میں رہ کر انتقال کر چکے تھے۔

میسائی عالم ورقہ بن نوفل کی شہادت آنحضرتؐ کی نبوت پر انہیں حضرت خدیجہ کی درخواست پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ورقہ بن نوفل کے سامنے جبریلؑ کے آنے بات کہنے کا واقعہ بیان فرمایا۔ ورقہ جھٹ بول اٹھا۔ یہی ہے۔ وہ ناموس جو موسیٰ علیہ السلام پر اتر اٹھا۔ کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جب قوم آپ کو نکال دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کیا تو مجھے نکال دیگی؟ ورقہ بولا۔

ہاں۔ اس دنیا میں جس کسی نے ایسی تعلیم پیش کی۔ اُس سے (شروع میں) عداوت ہی ہوتی رہی کاش میں ہجرت تک زندہ رہوں۔ اور حضورؐ کی نمایاں حدیث رسولؐ کچھ دنوں کے بعد پھر فرشتہ آیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہوں نے آپؐ کو لکھا پڑھنا سیکھا تھا خدا کا وہ پاک نام اور پاک کلام پڑھایا جو سارے علموں کی کنجی اور ساری حقیقتوں کا خزانہ ہے۔ روح الامین نے ان آیات کو پڑھا تھا۔

خلاصہ تاریخ العرب پر ونیسر سید یو۔

۱۱۵۰ مسیحین میں مالطہ منقولہ ۵۱۲ھ ورقہ مرحوم اس واقعہ سے چند دنوں بعد ہی مر گیا تھا۔ وہ نہایت ضعیف اور ناقہ البصر ہو گیا تھا۔ بزرگوار ورقہ نے ہجرت کا ذکر سپہ ماہ ۴۲ باب میں پڑھا ہوگا۔

۱۱۵۰ علماء کا اتفاق ہے کہ ولادت با سعادت ماہ ربیع الاول ہوئی۔ نیز اتفاق ہے کہ اجداد وحی الہی الیوسین سال کے شروع میں ہی۔ اس کے نکلنا ہے کہ ابتداء وحی بھی ماہ ربیع الاول ہوئی۔ مگر آنجید کو ثابت ہے کہ قرآن مجید کا نزول رمضان المبارک میں ہوا۔ پس نتیجہ یہ ہو کہ ابتداء نزول قرآن ماہ رمضان ہے۔ بعد دنوں کے مراد اس عرصہ کا رمضان فی فاصلہ قریباً چھ ماہ ہے جس میں وہ روئے صادق آتے رہے۔ جو نوٹ چھیا الیوسین ۲۳ سال عمر نبوت کا چھیا الیوسین چھ ماہ ۹۰ھ امام طبری نے نزول قرآن کی تاریخ ۱۸ رمضان روایت کی ہے۔ چونکہ ماہ رمضان نبوت کو یوم جمعہ تھا مطابق ۱۸ اگست ۱۱۵۰ھ کے نزول قرآن مجید شب جمعہ ۱۸ رمضان کو تھا۔

ذکرِ نبی کریم ﷺ شروع ہوا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اِنَّمَا بِاِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ بِاِقْرَبُ
وَرَبُّكَ اَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ
بِالتَّحْلِيمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

شروع ہوا اللہ کے نام سے جو کمالِ رحمت و انصاف میں والا ہے
پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے سب کچھ پیدا کیا ہے
انسان کو پانی کے کیڑے سے پیدا کیا۔ یہاں پڑھنا چاہا جاتا ہے
پروردگار تو بہت کرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی
جسے انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

نار کا آغاز اس کے بعد روح الامین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دامن کوہ میں لایا نبی مسلم کے
سامنے خود وضو کیا۔ ادا آنحضرتؐ بھی وضو کیا۔ پھر دونوں نے ملکر ناز پڑھی روح الامین پڑھائی
تبلیغ کا آغاز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر بیٹھ کر تبلیغ شروع کر دی۔ غدیرہ جو یومی اہل بھائی
عمر آٹھ سال۔ ابو بکر دوست زید بن حارثہ مولے پہلے ہی دن مسلمان ہو گئے۔

ان اشخاص کا ایمان لانا جو آنحضرتؐ کی چالیس سالہ ذرا فاسی حرکات و سکنات تک کے
واقف تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ صداقت اور راستبازی کی قوی دلیل ہے۔

ہلال۔ عمرو بن عبسہ۔ و خالد بن سعد بن عاص بھی چند روز ہی کے بعد مسلمان ہو گئے۔
ابو بکر بڑے مالدار تھے۔ تجارت کرتے تھے۔ مکہ میں ان کی دکان نزاری کی تھی۔

لوگوں سے انکا بہت میل ملاپ تھا۔ انکی تبلیغ سے عثمان غنی۔ زمیر۔ عبدالرحمن بن عوف
طلحہ۔ سعد بن ابی وقاص مسلمان ہوئے۔ پھر ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن الجراح
جن کا لقب بعد میں امین الائمہ ہوا۔ عبد الاسد بن ہلال۔ عثمان بن مظعون۔ عامر بن۔

اسے اس خوبی کو دیکھے کہ اللہ کا کلام جو انسان کی ہدایت کے لئے اتمہ انسان کی ابتدائی حالت ہی
سے شروع ہوتا ہے۔ اور جسے پہلے انسان کے لئے تعلیم کی ضرورت کا اظہار کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتلاتا
ہے کہ نبی کو خود خالق نے تعلیم دی۔ مالاہد یحلم سے آنحضرتؐ کا ان پڑھ ہونا ظاہر ہے۔ کتاب
سیاحہ ۱۱ میں ہے۔

”ان پڑھ کو کتاب دیجی۔ کہ اسے پڑھنے قرآن مجید کے لفظ و متکلام الہی سونے کیلئے دیکھو و تشناہ۔ تاہدوس ماہاب
۱۱ علماء اختلاف رہے کہ علی مرتضیٰ پہلے اسلام لائے یا ابو بکر صدیق۔ میں نے اس بحث کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ
بحث ابو بکر صدیق یا علی مرتضیٰ کی سیرت میں ہونی چاہئے نہ۔

حائضہ الامین کے قصہ نام

نہیرہ ازدی۔ ابو حذیفہ بن عتبہ۔ سائب بن عثمان مطلقون اور ارقم مسلمان ہوئے۔

..... عورتوں میں خدیجہ اُمّ المؤمنین کے بعد

نبی صلعم کے چچا عباس کی بیوی ام الفضل۔ اسماء بنت عمیس۔ اسماء بنت ابوبکر۔ اور فاطمہ خواہر عمر فاروق نے اسلام قبول کیا۔

اُن دنوں مسلمان پہاڑ کی گھاٹی میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ابتدائی تین سال تک لوگوں کو چپکے چپکے

سمجھایا کرتے تھے۔ اور پتھروں۔ درختوں۔ چاند اور سورج کی پوجا سے ہٹا کر خدا کی بندگی سکھلایا کرتے تھے۔

اب خدا کا حکم پہنچا۔

عَلَانِيَةً بَلِّغْ كَا حُكْمٍ | يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ

اے درست کرنے والے (عالم کے) اٹھو

رگندے اعمال والوں کو، ڈراؤ۔ اور

اپنے پروردگار کی بزرگی کو پھیللاؤ۔ اور

پاکدامنی اختیار کرو (مخلوق پرستی کی)

سجاست سے علم کی اختیار کرو۔ احسان اس نیت سے نہ کرو۔ کہ لوگوں سے

اس کا فائدہ حاصل کیا جاوے۔ اپنے پروردگار کے لئے رسالت کرتے ہوئے

ہر ایک امتحان اور تکلیف میں، استقلال رکھو۔

اِن آیات سے ظاہر ہے۔ کہ نبی صلعم کی رسالت اور نبوت کے مقاصد

مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) نافرمانوں کو انکی خطرناک حالت سے آگاہ کرنا۔ اور انجام سے ڈرانا۔

لے اذ شر الطائر تد فیما درست ساخت طائر آرمشیاہ خود را۔ نسی لارب۔ باب دث۔ ر

علامہ ابو السعد اپنی تفسیر جلد ششم صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ مژمہ ۱۷ الذی ذکرہ الامام اعظم عصب بہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مقصد (۲) اللہ کی ربوبیت اور کبریائی اور عظمت و جلال کا آشکار کرنا۔

(۳) لوگوں کو مختلف اذوار و اعمال اور اخلاق کی ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک پہننے کی تعلیم دینا۔

(۴) پاکیزگی۔ صفائی اور پاک کہ اسنی سکھانا۔

(۵) الہی تعلیم مفت دینا۔ نہ اُن پر احسان جتنا نہ ان سے اپنے کسی فائدہ کی توقع رکھنا۔
(۶) اس کام میں جس قدر بھی مصائب اور شنائید جھیلنی پڑیں سب کی برداشت کرنا۔
جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے حالات پر غور کرے گا۔ اُسے معلوم ہو جائے گا کہ آنحضرتؐ نے کیسی خوبی سے ان سب مقاصد کو پورا کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا کام بدعت ذیل آہستہ آہستہ وسعت پکڑتا رہا
تبلیغ کے پنجگانہ مراتب | اول۔ قریب کے رشتہ دار اور خاص خاص احباب

دوم۔ قوم اور شہر کے سب لوگ۔

سوم۔ مکہ کے اطراف و جوانب کے قبیلے۔

چہارم۔ عرب کے جملہ حصص اور قبائل۔

پہنجم۔ دنیا کی جملہ تمدن اقوام۔ اور جملہ مشہور مذاہب۔

حضرت انسؓ تبلیغ کے لئے نہایت استحکام۔ کمال استقلال۔ اور کشادہ پیشانی و تربیت

خاطر سے ہر قسم کی مصائب برداشت کرنے میں ثابت قدمی فرمائی تھی۔ اور اپنی تعلیم کو دلائل متین اور براہین محکم سے ثابت کر دکھایا تھا۔

ناظرین اس کتاب میں تبلیغ کی ان پنجگانہ مراتب کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مساعی کا ذکر معلوم کر سکیں گے۔

بُعثِ وقت عالم کی حالت | یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ عالم

کے لئے مبعوث ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ تمام عالم پر جہالت کی تاریکی چھا رہی تھی۔ و
دورِ مذہبی کا دنیا پر تسلط تھا۔ انسانیت جہدِ مباحِ خلاق کے نام شاید ان کتابوں
میں نظر آسکتے تھے۔ جن کا دلوں پر کوئی اثر نہ رہا تھا۔

رالف، بنی اسرائیل تو مسیح سے بھی پہلے سانپ اور سانپ کے بچے کہلاتے
کے مستحق ٹھہر چکے تھے۔ اب مسیح کی لعنت سے ظاہری شکل و صورت کے سوا
ان میں آدمیت کا ذرا بھی نشان باقی نہ رہا تھا۔ اور ہمسایہ قوموں کے اثر سے ان
میں بُت پرستی قائم ہو چکی تھی۔

(ب) یورپ میں جہالت و وحشت کا دور دورہ تھا۔

انگلستان میں برٹن اور سیکسن وحشی تو ہیں آباد تھیں؛

نارٹھ لینڈ۔ ٹرلینڈ۔ کونٹینر۔ نارفوک۔ سوفوک۔ سائیکس (اضلاع انگلستان)
میں درڑن بُت کی پستش ہوتی تھی؛

فرانس۔ برن ہلڈ۔ سگ برٹ۔ فرے دی گوٹن دی۔ مل ہے رک۔ نصف پر

افسانہ زمانہ میں تھا۔ جبکہ پادریوں کے ایماء سے بہت سی یہود گیاں روا رکھی جاتی
تھیں؛

فرانس ہمیشہ سیکسن قوم سے دریا غے الب پر معرکہ آرا رہتا تھا۔ یہ لڑائی

سلسلہ کے بعد تک جاری رہی۔ جبکہ ساڑھے چار ہزار سیکسن قیدی نہایت پیرچی

سے شہر ورڈون میں ہلاک کئے گئے۔ ہنگری ان دنوں انتہا درجہ کی وحشی و ناشائستہ

آوارہ قوم کے ہاتھوں میں تھا۔ جس کو وحشیانہ اور ظالمانہ وسائل سے اپنے مذہب میں
لایا گیا تھا۔

(ج) ایران پر مشرک کیہ کا زور تھا۔ جنہوں نے زن۔ زر۔ زمین کے وقف عام کر دیے

لے بول اینڈ ملری گوٹ سورنہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۹ء۔ ایڈیٹوریل نوٹ؛

سے اخلاق اور انسانی ترقیات کو لیا میٹ کر دیا تھا۔
 (د) ہندوستان میں پُرانوں کا زمانہ شروع ہو گیا تھا۔ اور بام بارگی فرقہ قابو
 یافتہ تھا۔ وہ اپنے گندے اصولوں کی طرف بندگانِ خدا کی رہبری کرتے تھے۔ مندر نہیں
 زنِ مرد کی برہنگی کی مثالیں بنا کر رکھی جاتی تھیں۔ اور انہی کی پرستش کی جاتی تھی۔
 عبادت خانوں کے درو دیوار پر ایسی سرپاٹش تصویریں کندہ کی جاتی تھیں جن
 کے تصور سے ایک مرتد شخص کو نفرت آنی چاہئے۔

رہ جین کے باشندوں نے اپنے ملک کو آسمانی فرزند کی بادشاہت سمجھ کر
 خدا سے منہ موڑ لیا تھا۔ ہر کام کے بُت بُدا بُد مقرر تھے۔ کوئی بارش کا کوئی اولاد کا
 کوئی جنگ کا۔ کوئی امن کا اور ہر ایک بُت کو سزا دینا بھی بادشاہ ہی کے اختیار
 میں تھا۔

کافیوش کو جین کا مصلح سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت تک اُس کا بھی ظہور
 نہ ہوا تھا۔

(و) مصر میں عیسائیت زوروں پر تھی۔ مسیح علیہ السلام کی شخصیت اور انبیت
 کی تعریف و تحدید۔ توحید و تفریق کے متعلق روز روز نئے اعتقادات پیدا ہوتے۔ نئے
 نئے فرقے بنتے تھے۔ ایک فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا۔ اپنے مخالف کو قتل کرنے اور آگ
 میں جلانے سے بھی دریغ نہ کرتا تھا۔

یہ مختصر حالت اُن ممالک کی ہے۔ جو زبردست حکومتوں اور شریعتوں کے زیر اثر
 تھے۔ اور جن میں سے ہر ایک کو بجلئے خود علم و تہذیب کے بڑے بڑے دعوے تھے
 (ز) عرب کا قیاس انہی ممالک پر کر لیجئے۔ اور قیاس کرتے ہوئے یہ بھی ملحوظ رکھئے
 کہ یہ ایسا ملک تھا۔ جہاں صدیوں سے نہ کسی بادشاہ کا تسلط ہوا تھا۔ نہ کوئی اثر قانون

نے ڈالا۔ نہ کوئی ہادی انکی ہدایت کیلئے پہنچا تھا۔ اس حیوانی آزادی پر بے علمی۔ جہالت اور اقوام متذہبہ سے علیحدگی اور اجنبیت نے انکی حالت کو اور بھی زیادہ تباہ کر دیا تھا۔
اس بدترین حالت ہی نے ان کو زیادہ تر و اجبا رحم ٹھہرایا۔ اور رب العالمین نے اصلاح عالم کا آغاز اسی جگہ سے ہونا پسند فرمایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ربانی کے موافق تبلیغ عام کا کام شروع فرمادیا۔
اپنے کنیئیں تبلیغ قریبی رشتہ داروں کو سمجھانے کا حکم قرآن مجید میں خصوصیت سے نکلا۔
وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ فَالْمَوَدَّةُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ يَوْمَئِذٍ وَكَانَ زَيْدٌ رَّبُّ زَيْنَبَ وَكَانَ النَّبِيُّ يَوْمَئِذٍ فَحَمَلَ الْبِرَّ
جمع کیا۔ یہ سب بنی ہاشم ہی تھے۔ انکی تعداد چالیس یا ایک کم زیادہ تھی۔ اس روز ابولہب کی بجواس کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اسلئے دوسری شب پھر انہی کی دعوت کی گئی۔ جب سب لوگ کھانا کھا کے۔ دودھ پی کے۔ فارغ ہو گئے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

پنہ گھڑے گے لوگوں! اے حاضرین! میں تم سب کے لئے دنیا اور آخرت کی بہبودی لیکر میں آنحضرت کی تقریر آیا ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ عرب بھر میں کوئی شخص بھی اپنی قوم کے لئے اس سے بہتر اور افضل کوئی شے لایا ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کو اس کی دعوت دوں۔ بتلاؤ۔ تم میں سے کون میرا ساتھ دیگا؟
یہ سنکے سبکے سب چپ رہ گئے۔ حضرت علیؑ نے اٹھ کر کہا۔ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ تم اس کی بات مانا کرو۔ اور جو کھا کرے۔ سنا کرو۔ یہ فقرہ سن کر جمع خوب کھل کھلا کر ہنسا۔ اور ابوطالب سے مسخر کرنے لگا۔ دیکھو! محمدؐ تہیں کہہ دیا ہے۔ کہ آج سے تم اپنے فرزند کا حکم مانا کرو۔

لہذا انسانی آزادی وہ ہے جو قانون اور مذہب کی پابندی کے تحت میں ہر شخص کو حاصل ہے اور حیوانی آزادی وہ ہے جو قانون اور مذہب کے اثر کو باطل ٹھہرا کر حاصل ہوئی ہو۔ اے ابوالدار صغیر! ۱۸

پہاڑی کا وعظ اور اہل
مکہ کو عام تبلیغ
ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو پکارنا
شروع کیا۔ جب سب جمع ہو گئے۔ تو نبیؐ نے فرمایا۔ تم مجھے بتلاؤ
کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا مانتے ہو؟

سب نے ایک آواز سے کہا۔ ہم نے کوئی بات غلط یا یہودہ تیرے منہ سے نہیں
سُنی۔ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ تو صادق اور امین ہے۔

نبیؐ نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوں۔ اور تم اس کے نیچے ہو۔ میں
پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں، اور اُدھر بھی نظر کر رہا ہوں۔ اچھا۔ اگر میں یہ کہوں
کہ رہزموں کا ایک مسلح گروہ دور سے آتا نظر آ رہا ہے۔ جو تم پر حملہ آور ہو گا۔ کیا تم اس
کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا۔ بیشک۔ کیونکہ ہمارے پاس تیرے جیسے رہتبار آدمی کے جھنڈائے
کی کوئی وجہ نہیں۔ خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا
ہے۔

نبیؐ نے فرمایا۔ یہ سب کچھ سمجھانے کے لئے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ
موت تمہارے سر پر آ رہی ہے۔ اور تم اپنے خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور میں عالم
آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسا کہ دنیا پر تمہاری نظر ہے۔

اس دلنشین وعظ سے مطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ بتوت کیلئے ایسا مثال پیش
کریں کہ کس طرح ایک شخص عالم آخرت دیکھ سکتا ہے جبکہ ہزاروں اشخاص اُسے نہیں دیکھ سکتے۔
تبلیغ میں آخرت کی خوشنیں | اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو عام طور پر سمجھانا شروع کیا
ہر ایک مجلس میں۔ ہر ایک میلے میں۔ ہر ایک گلی کو چے میں جا جا کر لوگوں کو توحید کی خوبی
بتلاتے۔ بتول۔ پتھروں۔ درختوں کی پوجا سے روکتے۔ بیٹیوں کے مار ڈالنے سے

لے دیکھو۔ کاشف ۱۱ +

نبوت کے لئے قیام

آپ کے عظمیٰ بڑی بڑی باتیں ہٹاتے۔ زنا سے منع کرتے۔ جوا کھیلنے سے لوگوں کو روکتے

تھے۔ ناپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگ اپنے جسم کو نجاست سے کپڑوں کو میل کچیل سے۔ زبا کو

گندی باقوں سے۔ دل کو جھوٹے اعتقادوں سے پاک و صاف رکھیں۔ وعدہ اور اقرار

کی سخت پابندی کریں۔ لین دین میں کسی سے دغا نہ کریں۔ خدا کی ذات کو نقص سے

عیسے آلودگی سے پاک بھیں۔ اس بات کا پختہ اعتقاد رکھیں کہ زمین۔ آسمان۔ چاند۔ سورج

چھوٹے بڑے۔ سب کے سب خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ دعا کا

قبول کرنا۔ بیمار کو صحت مند بنانیلہم دیو پوری کرنا۔ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ کی مرضی

اور حکم کے بغیر کوئی بھی کچھ کر نہیں سکتا۔ فرشتے اور نبی بھی اسکے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے۔

منڈیوں درمیلوں میں عرب میں عکاظ اور یثعینہ۔ اور ذی الجواز کے نیلے بہت مشہور تھے۔

آنحضرت کا تبلیغ فرمانا دور دور سے لوگ وہاں آیا کرتے تھے۔ نبی سلم ان مقامات پر جاتے،

اور میلے میں آئے ہوئے لوگوں کو اسلام۔ اور توحید کی دعوت فرمایا کرتے تھے۔

قریش کی مخالفت مغرور قریش کو جو عرب میں اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھتے تھے۔ جیسے سمندر

میں دِل مچلی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ پسند نہ آیا۔ اسکی چند جوہات تھیں۔۔

(۱) وہ نبوت کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھے۔ اور بعید سمجھتے تھے۔ کہ خدا کے حکم سے

کوئی انسان۔ انسانوں کے سمجھانے کے لئے آئے۔

(۲) وہ جن امور پر اعمال کے قائل نہ تھے۔ اسلئے تعلیم کہ موت کے بعد اعمال کی

جواب دہی ہوگی۔ ان کے نزدیک بالکل قابل تنسیخ تھی۔

(۳) وہ خاندان اور شرفیت بزرگیاں پر نہایت مغرور تھے۔ اور انہیں اسلامی

مسافات اور اسلامی انوث کا قبول کرنا ایک قسم کی حقارت اور ذلت محسوس ہوتی تھی۔

(۴) ان میں اکثر قبائل بنو ہاشم سے مخالفت رکھتے تھے۔ اور دشمن قبیلے کے ایک

شخص کی تعلیم پر چلنا انہیں عار معلوم ہوتا تھا۔

رہا وہ بُت پرستی پر بالکل قانع تھے۔ اور اس سے برتر کسی مذہب میں کسی خوبی کا امکان بھی ان کے تصور میں نہ آتا تھا۔

(۶) وہ زنا، جوار، رہنری، قتل، عہد شکنی، آوارگی ہر ایک قانون و قاعدہ کی بنڈ و قید سے رہنے، بیشمار عورتوں کو گھر میں ڈال رکھنے کے عادی تھے۔ اور اسلام کا قانون ان کو اپنی پیاری عادات کا دشمن معلوم ہوتا تھا۔

اسلئے انہوں نے آنحضرت کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اور اسلام کا نام و نشان مٹا دینے

کا فیصلہ کیا۔

اسلام کے خلاف تدبیریں **اول**۔ تدبیر یہ اختیار کی گئی کہ اسلام لانے والوں کو سخت اذیت دی جائے تاکہ جو مسلمان ہو چکے ہیں واپس جائیں۔ اونٹے لوگ اسے اختیار نہ کریں۔ قریش نے اسلام لانے والوں پر جو مظالم کئے۔ انہیں حق تکالیف اور اذیتیں دیں۔ ان کا منفصل بائیں شواربے۔ مختصر طور پر ان کے عذاب ہی کے طریقوں اور چند بزرگواروں کا حال مذکور ہوتا ہے۔

اسلام لانے والوں پر **۱**۔ بلال رضی اللہ عنہ حبشی تھے۔ مابہ بن خلف کے غلام تھے۔ جب اُمریتنے قریش کے جو رستم **۲**۔ سنا کہ بلالؓ مسلمان ہو گئے ہیں۔ گونا گون عذاب اُنکے لئے ایجاد کئے گئے۔ **۳**۔ رات گرون میں رسی ڈال کر لٹا کوکے ہاتھ میں۔ بجاتی۔ اور وہ مکہ کی پہاڑیوں میں نہیں لئے پھرتے۔ رسی کا نشان گردن پر نمایاں ہو جاتا۔ **۴**۔ وادی مکہ کے گرم ریت پر انہیں لٹا دیا جاتا۔ اور گرم گرم پتھر انکی چھاتی پر رکھ دیا جاتا۔ **۵**۔ مشکین باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا۔ **۶**۔ دھوپ میں بٹھلایا جاتا۔ **۷**۔ بھوکا رکھا جاتا۔ حضرت بلالؓ ان سب حالتوں میں **۸**۔ اخذ اخذ کے نعرے لگاتے رہتے۔ ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید لیا۔ اور خدا کے لئے آزاد کر دیا۔

لے دمشق میں ۱۰۰ کو حجر ۳۰ سال قات پائی

(۲) عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ انکی والدہ سیمہؓ مسلمان ہو گئے۔ تھے۔ ابو جہل نے انہیں گونا گون عذاب پہنچائے۔ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مار کھاتے عذاب سستے دیکھا۔ فرمایا۔ اَصْرُوْا يَا اِلٰہِ یَا سِرِّ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمْ الْجَنَّةَؓ یا سر و الوصبر کرو۔ تمہارا مقام جنت ہے۔ کجخت ابو جہل نے بی بی سیمہ کے اندام نہانی میں نیزہ مارا۔ اور اُسے جان سے مار ڈالا۔

(۳) ابو لکھ جن کا نام افلح تھا کے پاؤں میں رستی باندھ کر انہیں پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا۔

(۴) خباب بن ارتؓ کے سر کے بال کھینچے جاتے۔ گردن مروڑی جاتی۔ گرم پتھر سے بارہا آگ کے ٹکڑوں پر لٹایا گیا۔

(۵) یعینہ۔ زمرہ۔ نہدیہ اور ام عبیس بچاری لونڈیاں تھیں۔ اور ان کے سنگدل اہقان کو ایسی ہی سخت وحشیانہ سزا میں دیا کرتے تھے۔

قریش کا یہ سلوک غلاموں اور ضعیفوں کے ساتھ بھی نہ تھا۔ اپنے فرزندوں اور عزیزوں کے ساتھ بھی وہ ایسی ہی سنگدلی کا برتاؤ کیا کرتے۔

(۶) عثمان بن عفانؓ کے اسلام لانے کی خبر ان کے چچا کو ہوئی۔ تو وہ کجخت حضرت **خنان** کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر باندھ دیتا۔ اور نیچے سے دھواں دیا کرتا۔

(۷) مصدب بن عمیرؓ کو ان کی ماں نے گھر سے نکال دیا تھا۔ اسی جرم میں کہ وہ اسلام لے آئے تھے۔

(۸) بعض صحابہ کو قریش گائے اونٹ کے بچے چڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے۔ بعض کو وہے کی زرہ پہنا کر جلتے جلتے پتھروں پر گر دیا کرتے تھے۔

۱۔ جنگ صفین میں ۶۳۷-۶۳۸ سال شہید ہوئے ۵۔ تاریخ النبوة جلد ۲ صفحہ ۵۰

۲۔ عجزا لتنزیل صفحہ ۵۳ ۳۔ مدینہ میں ۶۳ سال ۱۹ کو وفات پائی ۴۔

۵۔ عجزا لتنزیل صفحہ ۵۳ ۶۔ جنگ احد میں شہید ہوئے ۷۔

غرض ایسی وحشیانہ سزائیں دیتے تھے۔ کہ صرف اسلام کی صداقت ہی ان کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ پہلی امتوں نے تو کھوٹے پوچھے لیکر انبیاء کو گرفتار اور قتل تک کرادیا تھا۔
آنحضرت کے ساتھ قریش کی بدسلوکیاں [بسا اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے۔ تاکہ رات کی اندھیاری میں آپ کے پاؤں زخمی ہوں۔ گھر کے دروازے پر غفوتیں بھینکی جاتیں۔ تاکہ صحت و جمعیت خاطر میں خلل پیدا ہو۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر فرما دیا کرتے۔ کہ فرزند ان عبد مناف! حق ہمسائیگی خوب ادا کرتے ہو!]

ابن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا چشم دید بیان ہے۔ کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیطہ یا اس نے اپنی چادر کو لپیٹ ڈیکر رشی جیسا بنایا۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے۔ تو چادر کو حضور کی گردن میں ڈال دیا۔ اور پیچ پر پیچ دینے شروع کئے۔ گردن مبارک بہت بھینچ گئی تھی۔ تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی اطمینان قلب سے سجدہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اتنے میں ابو بکر صدیقؓ آئے۔ انہوں نے دھکے دیکر عقبہ کو ہٹایا۔ اور زبان سے یہ آیت بھی پڑھ کر سنائی۔
اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اِنْ يَقُولَ كَيْفَ
اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
اور تمہارے پاس اپنی روشن دلائل بھی سنے کر آیا ہے۔

چند شریر ابو بکر صدیق کو لپٹ گئے۔ اور ان کو بہت زد و کوب کیا۔
ایک دوسری دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔ قریش بھی صحن کعبہ میں جا بیٹھے تھے۔ ابو جہل بولا کہ آج شہر میں فلاں جگہ اونٹ ذبح ہو رہا ہے۔ اور پڑی ہوئی ہے۔ کوئی جائے اٹھا لائے۔ اور اس رنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر دھروے شیعی عقبہ
لے زاد المعاد۔ جلد ۱ صفحہ ۲۶۴ تا ۲۶۵ صحیح بخاری عن ابن عمر بن العاصؓ باب النبی من الشہر

اٹھا۔ بنجاست بھری اوجھڑی اٹھا لایا۔ جب بنی سلمہ سجدہ میں گئے تو پشت مبارک پر رکھ دی
آنحضرت تورب انحضرت کی جانب متوجہ تھے۔ کچھ خبر بھی نہ ہوئی۔ کفار ہنسی کے مارے ہوئے
باتے تھے۔ اور ایک دوسرے پر گرے جاتے تھے۔

ابن مسعود صحابی بھی موجود تھے۔ کافروں کا ہجوم دیکھ کر انکا تو حوصلہ پڑا مگر مصمم
سیدہ فاطمہ زہراؑ اٹگیں۔ انہوں نے باپ کی پشت سے اوجھڑی کو پرے پھینک دیا۔ اور
ان سنگدلوں کو سخت مسست بھی کہا۔

بیزار سانی کی باقاعدہ کیٹیاں [قریش مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر جو چور و ستم ہو رہے تھے
اُسے ہنوز ناکافی سمجھا۔ اسلئے بجائے متفرق کوششوں کے اب باقاعدہ کیٹیاں بنانی لگیں۔

متخزنین کی جماعت [ایک کمیٹی قائم ہوئی جس کا میزبانی ابوہریرہؓ اور مکہ کے ۲۵ سردار اس کے
ممبر تھے۔

اس کمیٹی میں حل طلب سوال ایک یہ بھی تھا کہ جو لوگ دور دراز سے مکہ میں آتے ہیں انہیں
محمدؐ کی نسبت کیا کہا جائے تاکہ وہ لوگ اسکی باتوں میں پھنسیں اور اسکی عظمت کے قائل نہوں
ایک نے کہا۔ ہم بتلایا کریں گے۔ کہ وہ کاہن ہے۔

ولید بن مغیرہ (جو ایک خراٹ بڑھا تھا) بولا۔ میں نے ہتیرے کاہن دیکھے ہیں۔ لیکن
کہاں تو کاہنوں کی ٹمک بندیاں۔ اور کجا محمدؐ کا کلام۔ ہکو ایسی بات نہ کہنی چاہئے۔ جس سے
قبائل عرب یہ سمجھ لیں۔ کہ ہم جھوٹ بھی بولتے ہیں۔

ایک نے کہا۔ ہم اُسے دیوانہ بتایا کریں گے۔

ولید بولا۔ محمدؐ کو دیوانگی سے کیا نسبت ہے ؟

ایک بولا۔ اچھا ہم کہیں گے۔ وہ شاعر ہے۔

ولید نے کہا۔ ہم جانتے ہیں کہ شعر کیا ہوتا ہے۔ اصناف سخن ہکو بخوبی معلوم ہیں۔

۱۵ صحیح بخاری عن ابن مسعود۔ کتاب الجہاد والسیر صحیح مسلم۔

محمدؐ کے کلام کو شعر سے ذرا مشابہت نہیں۔

ایک بولا۔ ہم بتایا کریں گے۔ کہ وہ جادوگر ہے۔

ولید نے کہا جس لطافت و نفاست کے محمدؐ رہتا ہے۔ وہ جادوگروں

میں کہاں ہوتی ہے۔ جادوگروں کی محسوس صورتیں اور خُص عادتیں الگ ہی ہوتی ہیں۔

دشمنوں کا بجز آنحضرتؐ اب سب عاجز ہو کر کہا بچا تم ہی بتلاؤ۔ کہ پھر کیا کہا جائے۔

کے تو صیف سے [وید نے کہا۔ سچ تو یہ ہے کہ محمدؐ کے کلام میں عجب خیر مبینی ہے۔ اسکی

گفتگو نورسِ عداوت ہے۔ کہنے کو تو بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس کا کلام ایسا ہے۔ جس

سے باپ بیٹے۔ بھائی بھائی۔ شوہر و زن میں جدائی ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس سے

پرہیز کرنا چاہئے۔

آخر اس کمیٹی نے مندرجہ ذیل ریزولوشن پر اتفاق کیا۔

دشمنوں کے ریزولوشن [محمدؐ کو ہر طرح سے دق کیا جائے۔ بات بات میں اسکی نفی ٹائی جائے۔

آنحضرتؐ کے خلاف [تمسخر اور ایذا سے اسے سخت تکلیف دی جائے۔ محمدؐ کے سچا سمجھنے

والوں کو اتہاد درجہ کی تکالیف کا شکار کیا جائے۔

ہجرت حبش

جب کفار نے مسلمانوں کو ہجرتِ انار شروع کیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اجازت

دیدہ کہ جو کوئی چاہے۔ وہ اپنی جان و ایمان کے بچاؤ کے لئے حبش کو چلا جائے۔

اس اجازت کے بعد ایک چھوٹا سا قافلہ ۱۲ مرد۔ ۴ عورتوں کا لاسطہ کی

تاریکی میں نکلا۔ اور بندر گاہِ شعیبہ سے جہاز میں سوار ہو کر حبش کو روانہ ہو گیا۔

حضرت عثمان کی فضیلت اس مختصر قافلہ کے سرور حضرت عثمانؓ بن عفان تھے۔ سیدہ

رقیہ (بنت البنتی صلعم) اُن کے ساتھ تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوط و ابراہیم علیہما السلام کے بعد یہ بھلا بھلا ہے جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی ہے (رواہ حاکم)

قریش نے مسلمانوں کا حبش تک قنائب کیا اُن سے پیچھے اور بھی مسلمان (۸۳ مرد و ۸ عورتیں) مکہ سے

نکلے۔ اور حبش کو روانہ ہوئے۔ ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی جعفر طیار بھی تھے۔ قریش نے سمندر تک ان کا تعاقب کیا مگر یہ کشتیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو چکے تھے۔

حبش کا بادشاہ عیسائی تھا۔ مکہ کے کافر بھی اُس کے پاس تحفے تحائف لیکر گئے۔ اور جا کر کہا کہ ان لوگوں کو جو ہمارے ملک سے بھاگ کر آئے ہیں۔ ہمارے سپرد کر دیا جائے مسلمان دربار میں بلوائے گئے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ نے دربار میں یہ تقریر کی :-

دربار حبش حضرت جعفرؓ اے بادشاہ۔ ہم جہالت میں مبتلا تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ نجات

کی تقریر سلاہیر میں آلودہ تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بیہودہ بکا کرتے تھے۔ ہم میں

انسانیت اور سچی ممانداری کا نشان نہ تھا۔ ہمسایہ کی رعایت نہ تھی۔ کوئی قاعدہ و قانون تھا

ایسی حالت میں خدائے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا۔ جسے حسب نسب سچائی

دیا۔ تدریسی۔ تقویٰ پاکیزگی سے ہم خوب واقف تھے۔ اُس نے ہم کو توحید کی دعوت دی۔

اور سمجھایا کہ اُس اکیلے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں۔ اُس نے ہم کو پتھروں کی

پوجا سے روکا۔ اُس نے فرمایا کہ ہم سچ بولا کریں۔ وعدہ پورا کیا کریں۔ رحم کریں۔ گناہوں

سے دور رہیں۔ بُرائیوں سے بچیں۔ اُس نے حکم دیا کہ ہم نماز پڑھا کریں۔ صدقہ دیا کریں۔

اور رونے رکھا کریں۔ ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑ بیٹھی ہے۔ قوم سے جہاں تک سکھ

ہم کو ستایا۔ تاکہ ہم وصفِ لاشریک کی عبادت کرنا چھوڑ دیں۔ اور لکڑی اور پتھر کی مورتوں

کی پوجا کرنے لگ جاویں۔ ہم نے انکے ہاتھوں بہت ظلم و تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اور جب مجبور

ہو گئے۔ تب تیرے ملک میں پناہ لینے کے لئے آئے ہیں۔“

پادشاہ نے یہ تقریر سن کر کہا۔ مجھے قرآن سناؤ۔ جعفر لیٹا رہے اسے سورہ مہم سنانی پادشاہ پر ایسی تاثیر ہوئی کہ وہ رونے لگ گیا۔ اور اس نے کہا کہ۔ محمد تو وہی رسول ہیں جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔ پھر پادشاہ نے کہہ کے کافروں کو دوبار سے نکلوا دیا۔

۴) جب مکہ کے کافروں نے دیکھا کہ جہش تک جانے کا بھی کچھ فائدہ نہ نکلا۔ تو انہوں نے کہا۔ آؤ۔ محمد کو پھٹے تولا لیں دیں۔ پھر دھکی دیں۔ کسی طرح تو مان ہی جائیگا۔ یہ شورہ کر کے مکہ فاش ہو رہا کہ اس سردار جس کا نام غتبہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے یوں تقریر کی۔

میرے بھتیجے محمد! اگر تم اس کارروائی سے مان دولت جمع کرنا چاہتے ہو۔ تو ہم خود ہی تیرے پاس اتنی دولت جمع کر دیتے ہیں کہ تو مال مال ہو جائے۔ اگر تم عزت کے بھوکے ہو۔ تو اچھا۔ ہم سب تم کو اپنا رئیس مان لیتے ہیں مگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم تم کو بادشاہ عرب بننا دیتے ہیں۔ جو چاہو۔ سو کرنے کو حاضر ہیں۔ مگر تم اپنا یہ طریق چھوڑ دو۔ اور اگر تمہارے دماغ میں کچھ خلل آ گیا ہے۔ تو بتلا دو کہ ہم تمہارا علاج کر لیں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کچھ تم نے میری بابت کہا۔ وہ ذرا بھی صحیح نہیں۔ مجھے مان۔ عزت۔ دولت۔ حکومت کچھ درکار نہیں۔ اور میرے دماغ میں خلل بھی نہیں۔ میری حقیقت تم کو قرآن کے اس کلام سے معلوم ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيعُوْا اَمْرَ اللّٰهِ اَطِيعُوْا اَمْرَ الرَّسُوْلِ	یہ فرمان خدا کی حضور سے آیا ہے۔ وہ بڑی
حُرْمَتٍ وَّالَا اُوْرْنَہَا بِرَحْمِہِہٖ وَاَلَا ہِہٖ بِہٖ بَرَابَرٌ	حرمت والا اور نہایت رحم والا ہے۔ یہ برابر ہی
کِتَابٍ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنَ لَعَلَّہٗ یُبَیِّنَ	جانبو الی کتاب ہو۔ عربی زبان میں سمجھدار لوگوں

يَقُومُ يَحْلَتُونَ هَ بَشِيرًا وَنَذِيرًا
فَاَعْرِضْ اَلْكَرْهُم - نَهْمُ حَلَا
يَسْمَعُونَ هَ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِى الْغَلَّةِ
مِمَّا تَدْعُونَا اِلَيْهِ

کے لئے اس میں سب باتیں کھلی کھلی سچ ہیں
جو لوگ خدا کا حکم مانتے ہیں۔ اُنکے واسطے
اس فرمان میں بشارت ہے۔ اور جو نہ مانتے ہیں
اُن کو خدا کے عذاب سے ڈرانا ہے۔ تاہم ہر سے

لوگوں نے اس فرمان سے منہ موڑ لیا ہے۔ وہ اسے سنتے ہی نہیں مانتے ہیں کہ اس کا ہمارے
دل پر کوئی اثر نہیں۔ اور ہمارے کان اس کے شنوائی نہیں۔ اور ہم میں اور تم میں ایک طرح کا
ہر وہ بڑا ہے۔ تم اپنی تدبیر کرو۔ ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔ اُسے نبی، اُن لوگوں کا دیکھئے۔
میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں۔ مگر تجھ پر وحی آتی ہے۔ اور خدا کے فرشتے نے یہ عمل دیا ہے
کہ سب لوگوں کا عبود صرف ایک ہے۔ اسی کی طرف متوجہ ہونا۔ اور اُسی سے گناہوں کی قضا
مانگنا لازم ہے۔ اُن لوگوں پر افسوس ہے۔ جو شرک کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں نہیں دیتے۔ اور
آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ خدا پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے نیک کام
اُن کیلئے آخرت میں بڑا اجر ہے۔“

کلام پاک کے سننے سے عقبہ پر ایک محویت کا عالم طاری ہو گیا۔ وہ ہاتھ پر
سہارا دے کر دُن پُشت پر ڈالے ہوئے سُنتا رہا۔ اور با آخِ حُجُب چاپ اُٹھ کر چلا گیا۔
قریش جو نتیجہ ملاقات معلوم کرنے کے مشتاق بیٹھے تھے۔ سردار عقبہ کے پاس جمع ہو گئے
پوچھا۔ کیا دیکھا۔ کیا کہا۔ کیا سنا۔

عقبہ بولا۔ معشر قریش میں ایسا کلام سُنا کر آیا ہوں۔ جو نہ کہانت ہے۔ نہ شعر ہے۔ نہ
جاد ہے۔ نہ منتر ہے۔ تم میرا کہا مانو۔ میری رائے پر چلو۔ محمدؐ کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ لوگوں
نے یہ رائے سُنا کر کہا۔ لو عقبہ پر بھی محمدؐ کی زبان کا جادو عمل گیا۔
جب الحج کی تدبیر چلی۔ تب سارے قبیلوں کے سردار اکٹھے ہوئے۔ اور نبی

کے چچا ابوطالب کے پاس آ کر یوں تقریر کی :-

”ہم نے آپ کا ہر ادب کیا۔ آپ کا جتنی جہاد ہمارے ٹھاکروں اور تہوں کو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے آئے اتنا سخت سست کرنے لگا ہے۔ کہ اب ہم صبر نہیں کر سکتے۔ آپ اسے سمجھا کر چپ رہنے کی ہدایت کر دیں۔ ورنہ ہم اسے جان سے مار ڈالیں گے اور تم اکیلے ہم سب کا کچھ نہیں کر سکو گے۔“

سارے ملک کی عداوت کو دیکھ کر چچا کا دل درد اور غربت سے بھر گیا۔ اُس نے نبی صلعمؐ کو بلایا اور سمجھایا کہ بت پرستی کا رد کیا کرو۔ ورنہ میں بھی تمہاری کچھ حمایت نہیں کر سکتا گا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”چچا اگر یہ لوگ سوچ کو میرے دہنے ہاتھ پر لاکھیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر تب بھی میں اپنے کام سے نہ ہٹوں گا۔ اور خدا کے حکم میں سے ایک حرف بھی کم و بیش نہ کر دے گا۔ اس کام میں خواہ میری جان بھی جاتی رہے۔“

”اس ناکامی کے بعد قریش مکہ نے مشورت کی کہ محمد کو قوم کے سامنے بلا کر سمجھانا چاہئے۔ اس مشورت کے بعد انہوں نے نبی صلعمؐ کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ سرداران قوم آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ اور کعبہ کے اندر جمع ہیں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش خوش وہاں گئے۔ کیونکہ حضورؐ کو اُنکے ایمان لے آئے کی بڑی ہی رزق تھی۔ جب آنحضرتؐ وہاں جا بیٹھے۔ تو انہوں نے گفتگو کا آغاز اس طرح کیا۔

اے محمدؐ ہم نے تجھے یہاں بات کرنے کے لئے بلایا ہے۔ بخدا ہم نہیں جانتے کہ کوئی شخص اپنی قوم پر اتنی مشکلات لایا ہو۔ جس قدر تو نے اپنی قوم پر ڈال رکھی ہیں۔ کوئی غلوپی ایسی نہیں جو تیری وجہ سے ہم پر نہ اچلی ہو۔ اب تم یہ بتلاؤ کہ اگر تم اپنے اس نئے دین سے مال جمع کرنا چاہتے ہو۔ تو ہم تیرے لئے مال جمع کر دیں۔ اتنا کہ ہم میں سے کسی کے پاس اتنا روپیہ نہ نکلے۔ اور اگر شرف و عزت کے خواہند گار ہو تو ہم تجھے اپنا سردار بنالیں۔“

اور اگر تم سلطنت کے طالب ہو تو مجھے اپنا بادشاہ مقرر کر لیں۔ اور اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ جو چیز تمہیں دکھائی دیتی ہے۔ وہ کوئی جتن ہے جو غالب آ گیا ہے۔ تو ہم ٹوٹنے لڑائیوں کیلئے مال صرف کریں۔ تاکہ تم تندرست ہو جاؤ۔ یا قوم کے نزدیک معذور سمجھے جاؤ۔“

رسول اللہ نے فرمایا تمہیں جو کچھ کہا میری حالت کے ذرا بھی مطابق نہیں۔ جو تعلیم میں لیکر آیا ہوں وہ نہ طلب مال کے لئے ہے۔ نہ جلب شرف یا حصول سلطنت کے واسطے ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ خدا نے مجھے تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے پر کتاب اتاری ہے۔ مجھے اپنا بشیر و نذیر بنایا ہے۔ میں نے اپنے رب کے پیغام تم کو پہنچا دیئے ہیں۔ اور تمہیں بخوبی سمجھا دیا ہے۔ اگر تم میری تعلیمات کو قبول کر لو گے تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے۔ اور اگر رد کرو گے تب میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا کہ وہ میرے لئے اور تمہارے لئے کیا حکم بھیجتا ہے۔“

قریش نے کہا۔ اچھا محمد! اگر تم ہماری ان باتوں کو نہیں مانتے۔ تو ایک اور بات سنو۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہم کس قدر سختی و تنگی سے دن کاٹ رہے ہیں۔ پانی ہمارے پاس سب سے کم ہے۔ اور گزران ہماری سب سے زیادہ تنگ۔ اب تم خدا سے یہ سوال کرو۔ کہ ان پہاڑوں کو ہمارے سامنے سے ہٹا دے۔ تاکہ ہمارے شہر کا میدان کھل جائے۔ نیز ہمارے لئے ایسی نہریں جاری کر دے۔ جیسی شام و عراق میں جاری ہیں۔ نیز ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر دے۔ ان زندہ ہونے والوں میں قصی بن کلاب ضرور ہو۔ کیونکہ وہ ہمارا سردار تھا۔ اور سچ بولا کرتا تھا۔ ہم اس سے تیری بابت بھی پوچھ لیں گے۔ اگر اُس نے تیری باتوں کو سچ مان لیا۔ اور تو نے ہمارے دوسرے سوالوں کو بھی پورا کر دیا۔

اسے منکران کہ تو صرف کہے پہاڑوں کو پچھے ہٹا کر اپنا معین کھلوانا چاہتے تھے۔ لیکن ان دلوں کے لئے جو اللہ سے لیکر کوہ قاف تک کوئی پہاڑ بھی روک نہیں سکا اور تمام زمین گھبراہٹ میں گیا۔ اسے آنحضرت کا دو اعتداف کے الگ تمام ہے جس نے جو جہم کو مکہ سے نکالا۔ اور قریش کے قبیلوں کو پھراٹھا کر کہیں آباد کیا۔ اور رقادہ۔ دیت۔ تغلبہ۔ تو۔ سفارت۔ حجابہ۔ نازلہ کی عدت کو قیام کیا تھا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ

تب ہم بھی تجھے سچا جان لینگے۔ اور مان لینگے کہ ہاں خدا کے ہاں تیرا بھی کوئی درجہ ہے اور اُس نے فی الحقیقت تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ تو کہہ رہا ہے؛

(رسول اللہ نے فرمایا: میں ان کاموں کے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ میں تو اس تعلیم کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور میں نے خدا کے پیغامات تمہیں سناوئے ہیں؛ اگر تم اس تعلیم کو قبول کر لو گے۔ تو یہ تمہاری دنیا و آخرت کیلئے سراپہ ہے۔ اور اگر رد کر دو گے تو میں حکم خدا کا انتظار کروں گا؛ جو کچھ اُس نے میرا اور تمہارا فیصلہ کرنا ہو گا۔ فرمائے گا؛ قریش نے کہا: اچھا۔ اگر تم ہمارے لئے کچھ نہیں کرتے۔ تو خود اپنے ہی لئے خدا سے سوال کرو۔) کہ وہ ایک فرشتے کو تمہارے ساتھ مقرر کر دے۔ جو یہ کہتا رہا کرے کہ یہ شخص سچا ہے۔ اور ہم کو تیری مخالفت سے منع بھی کر دے۔

(۲) ہاں تم اپنے لئے یہ بھی سوال کرو۔ کہ بائع لگ جائیں۔ بٹھے بٹھے محل بن جائیں خزانہ میں سونا۔ چاندی جمع ہو جائے۔ جس کی تجھے ضرورت بھی ہے۔ اب تک خود ہی بازار میں جانا اور اپنی معاش تلاش کیا کرتا ہے۔ ایسا ہو جانے کے بعد بھی ہم تیری فضیلت و شرف کی پہچان حاصل کر سکیں گے اور تجھے خدا کا رسول سمجھ سکیں گے۔

رسول اللہ نے فرمایا: میں ایسا نہ کروں گا۔ اور خدا سے بھی ایسا سوال نہ کروں گا۔ اور ان باتوں کے لئے میں مبعوث بھی نہیں ہوا۔ مجھے تو اللہ نے بشیر و نذیر بنایا ہے۔ تم مان لو تو تمہارے لئے ذخیرہ دارین ہے۔ ورنہ میں صبر کروں گا۔ اور خدا کے فیصلہ کا انتظار نہ ہوں گا۔ قریش نے کہا: اچھا تم آسمان ہی کا ٹکڑا توڑ کر ہم پر گرادو۔ کیونکہ تمہارا زعم یہ ہے کہ اگر خدا چاہے۔ تو ایسا کر سکتا ہے۔ پس جب تک تم ایسا نہ کرو گے۔ ہم ایمان نہیں

لے۔ دینی ثروت و امارت۔ محل و بستان سوا و غیرہ جن کو اہل مکہ نے صداقت کا نشان ٹھہرایا تھا۔ وہ نشان ایمان والوں کے ساتھ خدا نے پورے کئے اور معلوم ہو گیا۔ کہ آنحضرت کی تعلیم فی الحقیقت دنیا کی بستی کیلئے بھی سراپہ ہے جیسا کہ آخرت کیلئے وہ بالضرور ذخیرہ ہے؛

نہیں لائے کے“

رسول اللہ نے فرمایا: یہ خدا کے اختیار میں ہے، وہ اگر چاہے۔ تو ایسا کرے۔
قریش نے کہا: محمدؐ یہ تو بتاؤ کہ تیرے خدا نے تجھے پہلے سے یہ نہ بتلایا کہ ہم تجھے
بلائیں گے۔ ایسے ایسے سوال کریں گے۔ یہ یہ چیزیں طلب کریں گے۔ ہماری باتوں کا یہ جواب
ہے۔ اور خدا کا منشاء ایسا ایسا کرنے کا ہے؟

چونکہ تیرے خدا نے ایسا نہیں کیا۔ اسلئے ہم سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے سنا ہے۔
وہ صحیح ہے۔ کہ یا میں ایک شخص رہتا ہے۔ اس کا نام حزن ہے۔ وہی تجھے ایسی باتیں
سکھلاتا ہے، ہم تو حزن پر کبھی ایمان نہیں لانے کے۔ محمدؐ! دیکھو! آج ہم نے اپنے سب
عذرات سنا دیئے ہیں سب ہم تجھ سے قسم یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تجھے اس تعلیم کی
اشاعت کبھی نہ کرنے دیں گے حتیٰ کہ ہم مر جائیں۔ یا تو مر جائے؟

یہاں تک بات چیت ہوئی تھی کہ ایک اُن میں سے بولا کہ ہم ملائکہ کی عبادت
کرتے ہیں جو خدا کی بیٹیاں ہیں، دوسرا بولا: محمدؐ! ہم تیری بات کا یقین نہیں کریں گے
جب تک کہ خدا اور فرشتے ہمارے سامنے نہ آجائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری بات سن کر اٹھ کھڑے ہوئے، نبی کے ساتھ عبداللہ
بن ابوامیہ بن مغیرہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی دعا تکبیرت عبدالمطلب کا
بیٹا تھا۔ اس نے کہا: محمدؐ! دیکھو! ہماری قوم نے اپنے لئے کچھ چیزوں کا تم سے سوال کیا
وہ بھی تو سننے نہ مانا پھر انہوں نے یہ چاہا کہ تو خود اپنے ہی لئے ایسی علامات کا اظہار کرے

۱۔ جس عذاب کی درخواست ان لوگوں نے کی تھی۔ جنگ بدر کے دن وہ اپنے کرتار اور اٹھارے لوگوں کو
تسخیر کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچا۔

۲۔ خدا کے جو اسماء حسنہ اسلام نے بتلائے ہیں۔ اُن میں حزن ایسا نام ہے جس سے عرب ہرگز واقف نہ تھے
اسلئے وہ خدا کے نام حزن سے بت چڑا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے کہ یہ کسی مکناٹم شخص کا نام ہوگا۔ حزن حزن
سے مبالغہ کا معنی ہے یعنی کمال محنت والا۔

جس کے تیری قدر منزلت کا ثبوت ہو سکتا ہو۔ اُسے بھی تو نے قبول نہ کیا۔ پھر انہوں نے اپنے لئے تھوڑا سا وہ عذاب بھی چاہا۔ جس کا خوف تو دلا کر رہا ہے۔ تو نے اس کا بھی اقرار نہ کیا۔ بس اب میں تجھ پر کبھی ایمان نہیں لائے گا۔ ہاں۔ اگر تو میرے سامنے آسمان کو زینہ لگا کر اوپر چڑھ جائے۔ اور میرے سامنے اس نینے سے اترے۔ اور تیرے ساتھ چار فرشتے بھی آئیں۔ اور وہ تیری شہادت بھی دیں۔ تب ایمان لاسکتا ہوں اور اگر ایسا بھی ہو گیا۔ میں تو تب بھی تجھ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس رد و انکار پر بھی برابر قریش کو اسلام کی ہدایت کیا کرتے۔ اور فرمایا کرتے کہ میری تعلیم ہی میں سب کچھ تمہارے لئے موجود ہے۔ جن دشمنوں نے ایمان قبول کیا اور تعلیم نہ توئی پر کار بند ہوئے۔ انہیں اُس سے بھی زیادہ معارفِ فوہ حاصل ہو گئے۔ جس کا سوال کفار نے کیا تھا۔

ہم کو اس موقع پر انجیل کا وہ مقام یاد آتا ہے جس میں مسیح کی آزمائش کے لئے فیضانِ کئی سوال کئے۔ اور مسیح نے اُن سب کا جواب انکار میں دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے برگزیدہ رسول اپنی صداقت کے ثبوت میں اپنی تعلیم کو پیش کیا کرتے ہیں۔ معجزہ یا خرقِ عادت کو پیش نہیں کیا کرتے۔ کیونکہ پھر صفتِ ایمان بالغیب کی غویٰ باقی نہیں رہتی۔ اگر کچھ دیگر اوقات میں کسی ضرورت کیلئے اُن سے معجزات کا صدور بھی کثرت ہوتا رہتا ہے۔ تب تو کچھ برس کا ذکر ہے کہ ایک روز ہمارے نبیؐ کو وہ صفا پر بیٹھے ہوئے تھے۔

۱۰۔ سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۰۱: اُنہی نے دیکھا کہ اسلام کی علویں عبد اللہؐ کتنا سناوت ہے۔ لیکن چند سال گزرنے پائے تھے۔ کہ نفعِ مکہ سے پیشتر ہی عبد اللہؐ بخیر توفیقِ ربانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اسلام لایا۔ اہلِ دانش جان سکتے ہیں کہ ایسے شخص کا گزیدہ اسلام ہو جانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا معجزہ ہے جو آسمان پر زینہ لگا کر اوپر چڑھ جانے۔ فرقہ لائے۔ فرشتوں کی شہادت دینے سے بھی بڑا کر ہے۔ کیونکہ فرقہ وہ باتیں ہیں۔ جن کے دیکھ لینے کے بعد بھی عبد اللہ ایمان نہیں لاتا چاہتا تھا۔

۱۱۔ انجیل متی ۴۔ باب ۱۲ آیت ۱۱ اور ۱۲

ابو جہل وہاں پہنچ گیا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے تو گالیاں دیں اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم گالیاں سن کے چُپ رہے۔ تو اس نے ایک پتھر حضورؐ کے سر پر پھینک مارا۔ جس سے خون چلنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہؓ کو خبر ہوئی۔ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے قرابت کے جوش میں ابو جہل کے پاس پہنچے۔ اور اس کے سر پر اس زور سے کمان کھینچ ماری کہ وہ زخمی ہو گیا۔ حمزہؓ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور کہا: "بھتیجے۔ تم یُنکر خوش ہو گے۔ کہ میں نے ابو جہل سے تمہارا دل لے لیا۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا۔" ہاں تم مسلمان ہو جاؤ۔ تو مجھے بڑی خوشی ہو۔" حمزہؓ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ امیر حمزہؓ سے تین دن پہلے عمر بن خطابؓ مسلمان ہوئے۔ یہ بڑے دلیر اور بہادر تھے قریش کی طرف سے بیرونی ممالک کی سفارت کا کام اُن سے تعلق تھا ایک دن عمنؓ اپنی بہادری کے بھروسے پر نبیؐ کے قتل کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے۔ مہن پر سب ہتھیار سجا رکھے تھے۔ راستے میں اُن کو تیر لگا کہ بہن اور بیٹوں دو فوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ یُنکر بہن کے گھر گئے۔ اور ان دونوں کو خوب مارا، انکی بہن فاطمہؓ نے کہا: "عمر! تم پہلے کتاب سن لو جسے نیکے ہم ایمان لے آئے ہیں مگر وہ تم کو اچھی نہ لگے۔ تو ہکو مار ڈالنا۔" عمر نے کہا: "اچھا! اس وقت اُنکے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی بھی تھا۔ جو عمر کے آجانے سے چھپ گیا تھا۔ اس نے قرآن مجید (طہ کا پہلا رکوع) سنا یا۔ عمر قرآن سن رہا تھا۔ اور بے اختیار رو رہا تھا بغرض عمر اسی وقت سے نبیؐ پر اور قرآن پر ایمان لے آیا۔ جو گھر سے قاتل بن کر نکلا تھا وہ جان نثار بن گیا۔ آگے چل کر ان کا لقب "فاروق" ہوا۔

اس وقت تک مسلمان نماز اپنے گھروں میں چھپ چھپ کر پڑھا کرتے تھے، اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔ کافر یہ دیکھ کر اور بھی زیادہ جلع۔ اور مسلمانوں کو یہ تکلیف

اے فاطمہؓ! خطابؓ خواہ عمر فاروقؓ اور زیدؓ جو سعید بن زیدؓ میں سعیدؓ و بشرہؓ میں سے ہیں۔ نہ جہن نگین الاولین میں سے ہیں۔ سعیدؓ کے والد زیدؓ وہ ہیں جنہوں نے دین الہی کی تلاش میں شام و فلسطین کا سفر کیا تھا۔ بالآخر حدود نجد کی کوہ بشارت پاکر کنبی آخر القومان تک میں برے۔ مکہ میں گئے تھے۔ ۱۲

دینے لگے۔ اور نبی صلعم کے ساتھ بھی گستاخی سے پیش آتے تھے۔

نبی اپنے قبیلہ بنی تین برائے تک جب کفار نے دیکھا کہ ایسی اذیتوں اور تکلیفوں پر بھی

بہاڑی کھائی کے اندر محصور ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تعلیم پر قائم ہے۔ اور بے نظیر

جرات اور اتھک منہ کے اپنا کام کئے جاتا ہے۔ تو باہر محرم کسمہ نبوت انہوں نے کہا کہ

”ہو ہاشم جو نبی کا قبیلہ ہے۔ اگر یہ مسلمان نہیں ہوؤا۔ پھر بھی نبی کا ساتھ نہیں چھوڑنا

آؤ ان سے ناٹہ رشتہ کرنا چھوڑ دو۔ انہیں گلی بازار میں پھرنے نہ دو۔ ان کو کوئی

چیز مول بھی نہ دو۔“

اس بات کا معاہدہ لکھا گیا۔ اور کعبہ پر لٹکایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا قبیلہ مجبور ہو گئے۔ گھر بار چھوڑ کر بہاڑی کھائی

میں محبوس محصور ہو کے رہنے لگے۔ قریش نے اجناس خوردنی کا جانا بھی بند کر دیا

ہاشم کے بچے بھوک کے مارے اس قدر رویا کرتے کہ انکی آواز کھائی کے باہر تک نہ دیتی۔

تین برس تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاندان نے اسی طرح کاٹے۔ اور جو مسلمان

تھے وہ بھی اپنے گھروں میں قیدی بن کے رہنے لگے۔ حج کے دنوں میں جب کافر بھی من سے

رٹنا حرام جانتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کھائی سے باہر نکلا کرتے تھے اور لوگوں

کو خدا پر ایمان لانے کا وعظ سنایا کرتے تھے۔ کم بخت الوارب۔ صبح سے شام تک نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے پھرتا اور کھاتا کرتا۔ لوگو یہ دیکھتا ہے۔ اس کی بات

نہ سنو۔ جو کوئی اس کی بات سنے گا اور مانتے گا۔ وہ تباہ ہو جائے گا۔

تین برس تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سختی کو نہایت صبر و استقلال سے برداشت

کیا۔ جب ان کافروں نے کھائی پر سے ہرے اٹھائے اور ویکٹے ان کے معاہدہ کے کاغذ

کو کھالیا۔ جو کعبہ پر لٹکایا تھا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے۔ اور پھر وعظ کا

سلسلہ شروع کر دیا۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ وہاں مشرک ہر دو بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو جہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور تمخر سے کہا: ”عبد مناف والو! دیکھو تمہارا نبی آگیا۔“

عقبہ بن ربیعہ بولا: ”ہمیں کیا انکار ہے۔ ہم میں سے کوئی نبی بن بیٹھے۔ کوئی قریش کھلائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ باتیں سن کے لوٹے اور انکے پاس آئے۔“
پہلے عقبہ سے فرمایا: ”عقبہ! تو نے خدا و رسول کی حمایت کبھی بھی کی۔ تو اپنی ہی بات کی کچھ پر اڑا رہا۔“

پھر ابو جہل سے فرمایا: ”تیرے لئے وہ وقت بہت قریب آ رہا ہے۔ دور نہیں رہا ہے۔ کہ تو تھوڑا ہنسنے کا۔ اور بہت روٹیک کا۔“
پھر قریش سے فرمایا: ”تمہارے لئے وہ ساعت نزدیک آ رہی ہے۔ کہ جس دین کا تم انکار کرتے ہو۔ آخرش اُسی میں داخل ہو جاؤ گے۔“

ناظرین اسی کتاب میں دیکھیں گے کہ یہ پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی۔
ابوطالب کا انتقال: سنہ نبوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا جو علی رضی اللہ عنہ والد تھے۔ انتقال ہو گیا۔ ابوطالب نے لڑکپن سے نبی کی تربیت کی تھی۔ اور جب آنحضرتؐ نے نبوت کی دعوت اور منادی شروع کی تھی۔ وہ برابر مددگار رہا تھا۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مرنے کا صدمہ ہوا۔

ان سے تین دن پیچھے نبی کی پیاری بیوی طاہرہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے خدیجہ الکبریٰ کا انتقال انتقال فرمایا۔ اس بیوی نے اپنا سارا مال و زینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی پر قربان اور راہِ خلاص صرف کر دیا تھا۔ سب سے پہلے سلام لائی تھی۔ جبریلؑ نے اس بیوی کو خدا کا سلام پہنچایا تھا۔ اس بیوی کے گزر جانے کا رنج نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کو بہت ہوا

اب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تر ستانا شروع کر دیا۔ ایک نے فدا ایک
شریر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کچر پھینک دی۔ آنحضرتؐ اس طرح گھر میں داخل
ہوئے۔ نبیؐ کی بیٹی اٹھی۔ وہ سر و صلائی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی انہی نے فرمایا پیاری
بیٹی! تم کیوں روتی ہو۔ تیرے باپ کی حفاظت خدا خود فرمائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختلف اگرچہ اوطال کا سہارا جاتا رہا اگرچہ حدیجہ جیسی بیوی
قبائل کی جانب سفر فرماتا جو مصیبتوں اور تکلیفوں میں نہایت نکل سار تھی۔ جدا ہو گئی

مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اب زیادہ جوش سے وعظ کا کام شروع کر دیا۔

چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد نبی اللہ مکہ سے نکلے۔ اور بیرہ و نجات کے وعظ کو تشریف

لیگئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سفر میں زید بن حارثہ تھے۔ مکہ اور طائف کے

درمیان جتنے قبیلے تھے۔ سب کو وعظ سناتے۔ توحید کی منادی کرتے ہوئے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم پیادہ پا طائف پہنچے۔ طائف میں بنو ثقیف آباد تھے۔ سرسبز ملک اور سردہا

پر رہنے کی وجہ سے ان کے غرور کی کوئی حد نہ تھی۔ عبد یاکیل۔ مسعود۔ حبیب تینوں بھائی

وہاں کے سردار تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ان ہی سے ملے۔ اور انہیں اسلام کی دعوت

فرمائی۔ ان میں سے آیات بولا۔ میں کعبہ کے سامنے ڈال دے گا منڈاؤں۔ اگر تجھے اللہ سے

رسول بنایا ہو۔ دوسرا بولا۔ کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی بھی رسول بنانے کو نہ ملا جسے

چڑھنے کو سواری بھی میسر نہیں۔ اس نے رسولؐ بنانا تھا۔ تو کسی حاکم یا سردار کو بنایا ہوگا۔

تیسرا بولا۔ میں تجھ سے کبھی بات ہی نہیں کرنے کا کیونکہ اگر تو خدا کا رسول ہو جیسا

تو کہتا ہے۔ تب تو یہ بہت خطرناک بات ہے۔ کہ میں تیرے کلام کو رد کروں۔ اور اگر تو

خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔ تو مجھے شایاں نہیں۔ کہ تجھ سے بات کروں۔

نبی اللہ نے فرمایا۔ اب میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات اپنی ہی پاس رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خیالات دوسرے لوگوں کے ٹھوکر کھانیکا سبب بن جائیں۔
 نبی اللہ نے وعظ کنا شروع فرمایا۔ ان سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے لوگوں کو سکھلا دیا۔ وہ لوگ وعظ کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضور لہو میں تر رہ جاتے۔ خون بہہ کر جوتے میں جم جاتا۔ اور وضو کیلئے پاؤں سے جوتا نکالنا مشکل ہو جاتا۔

ایک دفعہ بدعاشوں اور باشوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں، تا لیاں بجائیں، چپچیں لگائیں کہ خدا کے نبی صلعم ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہوئے، یہ جگہ عقبہ و شبیہ فرزندان ربیہ کی تھی، انہوں نے دور سے اس حالت کو دیکھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ترس کھا کے اپنے غلام عداس کو کہا کہ ایک پلیٹ میں انگوڑ رکھ کر اس شخص کو دے آؤ۔ غلام نے انگوڑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوڑوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور زبان سے فرمایا ”بسم اللہ“ اور پھر انگوڑ کھلنے شروع کئے۔

عداس نے حیرت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا۔ اور پھر کہا: یہ ایسا کلام کہ یہاں کے باشندے نہیں بولا کرتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہاں کے ہو۔ اور تمہارا مذہب کیا ہے؟
 عداس نے جواب دیا: یہ میں عیسائی ہوں۔ اور زینوی کا باشندہ ہوں۔
 نبی نے فرمایا: کیا تم مرو صالح یونس بن متی کے شہر کے باشندے ہو؟
 عداس نے کہا: آپ کو کیا خبر ہے۔ کہ یونس بن متی کون تھا اور کیسا تھا؟
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میرا بھائی ہے۔ وہ بھی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں۔
 عداس یہ سنتے ہی جھک پڑا اور اس نے نبی کا سر ہاتھ۔ قدم چوم لئے؟

عقبہ و شبیہ نے دور سے غلام کو ایسا کرتے دیکھا اور آپس میں کہنے لگے۔ وہ غلام تو ہاتھوں سے بیکل گیا۔ جب عداس اپنے آقا کے پاس نوٹ کر گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ بھتہ بھتہ کیا ہو گیا تھا کہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں سر جو منے لگ گیا تھا۔
 عداس نے کہا۔ "حضور عالی! آج اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی بھی نہیں! اس نے مجھے ایسی بات بتلائی جو صرف نبی ہی بتلا سکتا ہے۔"

انہوں نے عداس کو ڈانٹ دیا کہ خضر را! کہیں اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا تیرا دین تو اُس کے دین سے بہتر ہے۔

اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے خدا کے رسول کے اتنی چوٹیں لگیں۔ کہ حاضر بیہوش ہو کر گر پڑے؛ زبرد نے اُن کو اپنی پیٹھ پر اٹھایا، آبادی سے باہر لے گئے پانی کے پھینے دینے سے ہوش آیا۔

اس سفر میں اتنی تکلیفوں اور لپٹاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج اور صدمہ کے وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خدا کی عظمت اور محبت سے بھر پور تھا اس وقت جو دعا حضور نے مانگی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:-

اَللّٰہِ اِنِّیْ کَـمُزَوْرٍ یَّہْدِیْ سَـوْا مَـنِیْ لَـوْ لَوْ لَوْسَ کِی تَحْیَیْ کِی	اَللّٰہُمَّ اِنِّکَ اَشْکُو ضَعْفَ قُوَّتِیْ
بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں۔ تو سب رحم	وَقِلَّةَ حِیَلَتِیْ وَهُوَ اَرْحَمُ عَلَی النَّاسِ
کر دینا لوں گی زیادہ رحم کر دینا لا ہے۔ دروازہ عاجزون	یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَنْتَ رَبُّ
کا مالک تو ہی ہے۔ اور میرا مالک بھی تو ہی ہے	لِلْمُسْتَضْعِفِیْنَ وَاَنْتَ رَبُّیْ اَلِیْ مِنْ
مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے کیا بیگانہ تر شر کے	تَکَلِّفِیْ اِلَیْ بَعِیْدَ یَجْهَمْنِیْ اَوْ اِلِیْ
یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے لیکن جب	عَدُوْ مِلَکَّتْہِ اَمْوِی۔ اِنْ لَاحِیْکَ

لے جی رہی ہے۔ لفظ بعید روایت کیا ہے جس کا ترجمہ بیگانہ کیا گیا ہے۔ ابن ہشام وابن ابی نعیر نے

لفظ بعید روایت کیا ہے۔ جس کے معنی دوست کے ہو سکتے ہیں:-

على غضب فلا أبالي ولكن
عافيتك هي أو سعلى اعوذ
بنور وجهك الذى انشرف
له السموات و الصلح عليه
امر الدنيا والاخرة - من
ان ينزل بى غضبك أو
يجعل على سخطك لك
العتبى حتى ترضى و لا حول
ولا قوة الا بك

مجھ پر تیرا غضب نہیں، تجھے اس کی کچھ پروا
نہیں کیونکہ تیری عافیت میرے لئے زیادہ
وسیع ہے میں تیری اس کے ذریعہ پناہ پاؤں گا
جس کو ستاریاں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور دنیا
و دین کے کام اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں کہ تیرا
غضب مجھ پر اترے۔ یا تیری ناراضماندی مجھ
پر وارد ہو۔ مجھے تیری ہی رضامندی، اور خوشنودی
درکار ہو۔ اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت
مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپس ہوتے ہوئے یہ بھی فرمایا میں ان لوگوں
کی تمنا ہی کے لئے کیوں دعا کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے۔ تو کیا ہوگا امید ہے
کہ انکی آئندہ نسلیں ضرور ایک خدا پر ایمان لانے والی ہو گئی ہوں

مختلف مقامات پر نبی صلعم
کا تبلیغ کے لئے جانا
تکرم میں واپس آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اب ایسا کرنا شروع کیا کہ
مختلف قبیلوں کی سکونت گاہوں میں تشریف لے جاتے یا مکہ سے

باہر چلے جاتے اور جو کوئی مسافر آتا جاتا مل جاتا۔ اسے ایمان اور خدا پرستی کا وعظ فرماتے
انہی ایام میں قبیلہ بنو کنندہ میں تشریف لے گئے۔ سردار قبیلہ کا نام لمیح تھا۔ نیز قبیلہ بنو عبد اللہ
کے ہاں بھی پہنچے۔ ہمیں فرمایا کہ تمہارے باپ کا نام عبد اللہ تھا۔ تم بھی اسم با ستمے
ہو جاؤ۔ قبیلہ بنو ضیفہ کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے سارے عرب میں
سب سے بدتر طریق پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کے پاس گئے
سردار قبیلہ کا نام بنو عمرو بن قحاص تھا۔ اس نے دعوت اسلام سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

صلی صلیع سلم عن عائلة ر م ام المومنین

بھلا اگر تم تیری بات مان لیں گا اور تو مخالفین پر غالب جائے تو کیا تو یہ وعدہ کرتا ہے کہ میرے بعد یہ امر مجھ سے متعلق ہو گا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہے لگا دے اور اُسے مقرر کرے گی۔ بخیرہ بولا۔ عرب اس وقت تو عرب کے سامنے سینہ سپر ہم نہیں۔ اور جب تمہارا کام بن جائے تو مزے کوئی اور اڑائے جاؤ ہم کو تیرے سے کچھ سروکار نہیں۔ قبائل کے سفر میں حضور کے رفیق طریق ابو بکر صدیق تھے۔

سوید بن صامت کا ایمان لانا انہی ایام میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوید بن صامت ملے اس کا لقب اپنی قوم میں کامل تھا بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعوتِ اسلام فرمائی۔ وہ بولا شاید آپ کے پاس وہی کچھ ہے جو میرے پاس بھی ہے۔ بنی صلعم نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے۔ وہ بولا حکمت لقمان بنی نے فرمائی بیان کرو اس نے کچھ عمدہ اشعار اپنے سنائے۔ بنی نے فرمایا یہ اچھا کلام ہے لیکن میرے پاس قرآن ہے۔ جو اس سے افضل ہے اور ہدایت و نور ہے۔ اس کے بعد بنی صلعم نے اسے قرآن سنایا اور وہ بے تامل اسلام لے آیا۔ جب یثرب ٹوٹ کر گیا تو قوم خزرج نے اسے قتل کر ڈالا۔

سفارت یثرب میں تبلیغ فرماتا انہی ایام میں ابو الحیثمہ انس بن رافع مکہ آیا اس کے ساتھ ایاس بن معاذ کا راہ یا بنی ناس بن معاذ بھی تھا۔ یہ لوگ قریش کے ساتھ بنی قوم خزرج کی طرف سے معاہدہ کرنے آئے تھے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور جا کر فرمایا۔

”میرے پاس ایسی چیز ہے جس میں تم سب کی یہودی ہے۔ کیا تمہیں کچھ رغبت ہے؟“ وہ بولے ”ایسی کیا چیز ہے؟“ فرمایا ”میں اللہ کا رسول ہوں۔ مخلوق کی طرف مبعوث ہوں۔ بندگانِ خدا کو دعوت دیتا ہوں کہ خدا ہی کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں۔ مجھے خدا نے کتاب نازل کی ہے۔“ پھر ان کے سامنے اسلام کے اصول بیان فرمائے۔ اور قرآن مجید بھی پڑھا۔ سنایا ایاس بن معاذ جو ابھی تو حمان تھا سنتے ہی بولا اے میری قوم بخدا تمہارا

لئے اس مقصد سے بہتر ہے جس کے لئے تم یہاں آئے ہو۔
 انس بن رافع نے کنکریوں کی ٹٹھی بھر کر اٹھائی اور ایاس کے منہ پر پھینک دی
 اور کہا: بس چُپ رہ۔ ہم اس کام کے لئے تو نہیں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر
 چلے گئے۔ یہ واقعہ جنگ بعاث سے جو اُس و خرزج میں ہوئی۔ پہلے کا ہے۔ ایاس
 واپس جا کر چند روز کے بعد مر گیا۔ مرتے وقت اس کی زبان پر تسبیح و تحمید۔ تہلیل و
 تکبیر جاری تھی۔ مرحوم کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی وعظ سے اسلام کا بیج بویا
 گیا تھا۔ جو مرتے وقت پھل پھول لے آیا تھا۔

انہی ایام میں ضما و ازوی مکہ میں آیا۔ یہ یمن کا باشندہ اور عرب کا مشہور افسانہ گو تھا
 جب اُس نے سنا کہ محمد پر جنات کا اثر ہے۔ تو اُس نے قریش سے کہا کہ میں محمد کا علاج
 اپنے منہ سے کر سکتا ہوں۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: محمد! آؤ تمہیں
 منتر سناؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے مجھ سے سُن لو پھر آنحضرتؐ سے سُنایا۔
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَخَدَّاهُ وَكُنْتُ عَيْنَهُ
 مَنْ يَهْدِيهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ
 وَمَنْ يُضِلِّهِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ
 وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاشْهَدُ
 اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 اَمَّا بَعْدُ

سب تعریف اللہ کے واسطے ہے ہم اس نعمتوں کا
 شکر کرتے ہیں۔ اور ہر کام میں اسی کی اعانت چاہتے
 ہیں۔ جسے خدا راہ دکھاتا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں
 کر سکتا۔ اور جسے خدا ہی رستہ دکھلائے اسکی
 کوئی رہبری نہیں کر سکتا میری فرمائدت یہ ہے
 کہ خدا کے سوا عبادت کے لائق کوئی بھی نہیں۔ وہ کہتا
 ہے اس کا کوئی شریک نہیں میں بھی ظاہر

کر تا ہوں کہ محمد خدا کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے بعد مدعا یہ ہے۔

ضمیمہ نے اسی قدر سنا تھا بول اٹھا کہ انہی کلمات کو پھر سنا دیجئے۔ دو تین دفعہ
 اس نے انہی کلمات کو سنا۔ اور پھر بے اختیار بول اٹھا میں نے بہتر سے کاہن دیکھے۔

وساغر دیکھے۔ شاعر نے۔ لیکن ایسا کلام تو میں کسی سے بھی نہ سنا۔ یہ کلمات تو ایک انتہاء
سمندر جیسے ہیں؛ محمدؐ انداز اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں اسلام کی بیعت کر لوں؛

معراج

۲۷۔ رجب ۱۲ نبوت کو معراج ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
ملکوت السموات والأرض کی سیر کرائی؛

اول مسجد الحرام سے بیت المقدس تک تشریف لگئے۔ وہاں امام بن کر جماعت انبیاء
کو نماز پڑھائی پھر آسمانوں کی سیر کرتے۔ اور انبیاء سے اُن کے مقامات پر ملتے ہوئے
سُدرۃ المنتہیٰ اور بیت معصور تک پہنچے اور وہاں سے قرب حضورِی خاص حاصل ہوا
اور گونا گوں وحی سے مشرف ہوئے؛
شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں؛

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ تک پھر سُدرۃ
المنتہیٰ تک رجباً تک کہ خدا نے چاہا۔ سیر کرائی
گئی۔ یہ سب کچھ جسم کے ساتھ بیداری میں تھا

واسری بہ الی المسجد الاقصی
ثم الی سدرۃ المنتہیٰ والی
ما شاء اللہ وکل ذلک یحسدہ

۱۔ علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ و حواہؓ و امام حسنؓ و عسریؓ سے مروی ہے کہ اسیریؓ روح مبارک کو بڑا انتہاء
اور جسم مبارک اپنی جگہ پر نہیں مقفود ہوا۔ انتہاء علامہ موصوف کہتے ہیں کہ اسراءؓ روحی میں اور خواب میں بہت تعلقات تھے۔
اسراءؓ روحی سے مراد تو یہ ہے کہ روح مبارک کو ان جملہ مقامات کی سیر کرائی گئی۔ اور خواب میں یہ بات نہیں ہوتی۔ یہ روح
اقیم و اکس الشرف و اعلیٰ ہے۔ علامہ نے جسم و روح کا قول ہے کہ اسراءؓ بدن و روح کے ساتھ عقد تلو المعاد صفحہ ۳۰۔
واضح ہو کہ عروج جسدی کا اتحاد و جمل کے فلسفہ خشک کی بنیاد پر فصول ہے۔ کیونکہ جس تاد و رطلی نے اجرام
سماویہ کے بھاری بھر کم اجسام کو خلا میں تھام رکھا جو۔ وہ جسم انسانی کے صغیر جسم کو خلا میں لیجانے کی ہم قدرت
رہتا ہے۔ آج کل نیزہ و جن کی طاقت سمجھائی جانا زائد و اجازوں کے اندر آدمی اڑ رہا ہے۔ اسلئے خداوند پریم کا
لیٹے نئی کریم کو ہوساری برقی رجب برقی سو شتی اور الکترونی کی طاقت غیب کی جانب اشارہ کن ہے، حکومت المعنوی
کی سیر کرنا کچھ بھی مستعید نہیں۔ بلکہ انتہاء یہ کہ معراج جسم کے ساتھ اور کائنات بیداری تھی۔ علامہ سلیمانؒ نے جملہ
البانہ صفحہ ۲۷۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْقَظَتِهِ
وَلَكِنْ ذَلِكَ فِي مَوْطِنٍ هُوَ بَرَزْ
بَيْنَ الْمَثَالِ وَالشَّهَادَةِ جَامِعِ
الْأَحْكَامِهَا. فَظَهَرَ عَلَى الْجَسَدِ
أَحْكَامُ الرُّوحِ وَتَمَثَّلَ الرُّوحُ وَالْمَعَانِي
الرُّوحِيَّةُ أَجْسَادًا وَذَلِكَ بَانَ لِكُلِّ
وَاقِعَةٍ مِنْ تِلْكَ الْوَقَائِعِ تَعْبِيرٌ
أَمَّا شِقُّ الصَّدْرِ وَعِلَالَةُ إِيْمَانِنَا
فَحَقِيقَتُهُ غَلِيَّةُ الْأَوَارِ الْمَلِكِيَّةِ وَ
الْظُّفَاءُ لِهَبِ الطَّبِيعَةِ وَخُضُوعُهَا
لِتَأْيِيفِضِ عَلَيْهَا مِنْ خَطِيئَةِ الْقَدَسِ
وَأَمَّا رُكُوبُهُ عَلَى الْبَرَقِ فَحَقِيقَتُهُ
اسْتَوَاءُ نَفْسِهِ النَّظْمِيَّةِ عَلَى تَسْمِيَّتِهِ
الَّتِي هِيَ الْكَمَالُ الْحَيَوَانِي. فَاسْتَوَى
رَاكِبًا عَلَى الْبَرَقِ كَمَا غَلِبَتْ أَحْكَامُ
نَفْسِهِ النَّظْمِيَّةِ عَلَى الْبَهِيمِيَّةِ
وَسَلَّطَ عَلَيْهَا

وَأَمَّا سِرَائِلُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَنْصَى
فَلَا نَهَ مَحَلَّ ظُهُورِ شَعَائِرِ اللَّهِ
وَمُتَعَلِّقِ هَمِّهِ الْمَلَاءِ الْأَعْلَى
وَمُطَمَحِ انْظَارِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

لیکن یہ ایک مقام ہے جو مثال اور شہادت کے
درمیان برزخ ہے۔ اور ہر دو عالم نہ کورسے
احکام کا جامع ہوتا ہے۔ پس جسم پر روح کے
احکام ظاہر ہوئے۔ اور روح اور معانی نے
جسم قبول کر کے تمثیل اختیار کیا۔ اسی نے
ان واقعات میں سے ہر واقعہ کی ایک حقیقت
ہے۔

راہِ صدر کا پاک کرنا۔ اُسے ایمان سے بھر دینا۔
اس کی حقیقت ہے انوارِ ملکیت کا غلبہ ہو جانا۔ اور
شعلہ طبعیت کا بجھ جانا اور جو کچھ خفیہ اللہ سے
طبیعت کو فیضان ہوتا ہے۔ اس کیلئے سطح بن جانا
(۲) براق پر سوار ہونے کی حقیقت یہ ہے۔ کہ
نفسِ ناقصہ شمر پر جو کمال حیوانی ہے۔ غالب
آجائے۔ پس غمضتِ براق پر ایسی ہی خوبی
سے سوار ہوئے۔ جیسا کہ حضور کے نفس
انسانی کے احکام قوتِ بہیمہ پر غالب و
مسلط تھے۔

۳) مسجدِ اقصیٰ تک میرا سلئے ہے۔ کہ وہ شعائر
الہیہ کے ظہور کا محل ہے۔ ملائکہ کی ہمتیں
اس سے شعلت پھیں۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام
کے نگاہوں کی نظر گاہ ہے۔ گویا وہ ملکوت کی

فكانه كوة الى الملكوت -

واما ملاقاته مع الانبياء
صلوات الله عليهم ومفاخرته
معهم فحقيقتهما اجتماعهم
من حيث ارتباطهم بحظيرة
القدس وظهور ما اختصاص به
من بينهم من وجوه الكمال
واما رقيه الى السموات سماء
بعد سماء فحقيقته الانسلاخ
الى مستوى الرحمن منزلة
بعد منزلة - ومعرفته حال
الملئكة الموكله بها ومن لحق بهم
من افاضل البشر والتدبير الذي
اوحاه الله فيها والاختصاص الذي
يحصل في ملائكتها

واما بقاء موسى فليس بجسد
ولكن مثال لفقد عموم الدعوة
وبقاء كمال لم يحصله مما هو
في وجهه

واما السدرة المنتهى فشجرة
الكون وترتب بعضها على بعض

جانب ایک روزن ہے۔

۱۴) انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ملاقات اور
مفاخرت کی حقیقت یہ ہے -

کہ حظیرۃ القدس سے اُن کو اجتماعی ربط و ضبط
حاصل ہوا اور پھر ان اجتماعی امور کی خصوصیات کا
نہایت کاملیت اور خصوصیت کے ساتھ
بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور ہوا ہے۔

۱۵) آسمانوں پر یکے بعد دیگرے چڑھنے کی حقیقت
درجہ بدرجہ تعلقات طبعی سے نکل کر ستویں
رحمن کی طرف جانا ہے۔ نیز احوال ملائکہ کی نسبت
جو اس مقام سے خصوصیت رکھتی ہیں نیز ملائکہ درسل
انسانی کے اُن برہگوں کے احوال کی شناخت
جو ملائکہ سے ملے ہوئے ہیں نیز اُس تدبیر کلیہ کی
۱۶) کی معرفت جو مقام مذکور میں جی تانی سوتانی گئی -
نیز اُن امور کی شناخت جن پر ملائکہ سابقہ کیا کرتے ہیں

۱۷) واضح ہو کہ گریہ موسیٰ سے حسد کا اظہار
مرد نہیں۔ بلکہ اظہار اس امر کا ہے کہ انکی رست
تمام نیا کیلئے عام نہ تھی۔ اور سطح ایک کمان باقی
تھا جو حضرت موسیٰ کو حاصل نہ تھا۔

۱۸) سدرۃ المنتہی درخت عالم ہے کہ
ایک وجود دوسرے وجود پر مقرر ہے۔ اور

وانجماعها فی تدبیر واحد کاجماعت
الشجر فی النادیة والنامیة ونحوهما
ولم یتمثل حیوانا لان التدبیر
الجمالی الاجمالی لشبهة للسياسة
الکلی افراة وانما اشبه الاشياء به
الشجرة دون الحيوان فان الحيوان
فيه قوی تفصیلیة والا ارادة فيه
اصرح من سنان الطبيعة

پھر سب کے سب بے پروا کے اندر جمع ہیں۔
یسا کہ درخت کا بھی غذا و نمونیں ہی مل جاتی ہیں
واضح رہے کہ کسی حیوان کے اسکی تمثیل نہیں کی گئی
کیونکہ وہ تدبیر کلیہ جائزہ سیاست کلیہ سمجھا
رکھتی ہے وہ بھی مفرد ہے اور اسی لئے بہترین
مشابہت اسکی درخت میں پائی جاتی رہے گی کہ
ہی تنہ مختلف شاخیں، ڈالیاں، ٹہنیاں،
اور پتے ہوتے ہیں اور غذا و نمونیں برابر سب

مستفیض ہیں، ہر حیوان میں یہ مشابہت پائی نہیں جاتی، کیونکہ حیوان میں تو تفصیلیہ
بھی ہیں اور قوۃ ارادہ بھی ہے اور سینن طبیعیہ سے زیادہ صریح ہیں۔

واما الانصار فی اصلها رحمة
فانتم فی الملکوت حد والشهادة
وحیوة رائے فلذلك تعین هذا
بعض الامور النافعة فی الشهادة
کا لیل والفرات

۱۰) دریاؤں کی اصل وہ حیرت فائض ہے جو
عالم شراوت کے محاذی عالم ملکوت میں ہو جو
نیز حیات اور قوہ بھی اسی اصل میں ملتی ہیں
اسی لئے ظاہر اچھا سا بناؤش نزل و غفر
کا تعین کیا گیا ہے۔

واما الانوار الٹی غشینہا
فتدلیات الیمیة وتدابیرات
رحمانیة تلعلعت فی الشهادة
حیثما استعدت لها

۱۱) رہے وہ انوار جنہوں نے اُسے ڈھانپ لیا
تھا یہ وہ تدلیات رحمانی اور تدبیرات الہیہ ہیں
جو عالم ظہور میں جلوہ گستر اور ہرگز جہاں
اس عالم میں انکی استعداد پائی جاتی ہے۔

واما البیت المعمر ونحقیقته
التجلی بالالهی الذی یتوجه الیہ

۱۲) بیت المعمر کی حقیقت وہ الہی تجلی ہے جس
کی طرف بندگان خدا کی عاؤں و رعبہوں کا

سجدة البشیر وضرعاً تھا
 یتمثل بیتاً علی حد وماخذنا هم
 من الکعبة وبيت المقدس
 قد انی باناء من لبن وانا
 من خمر فاختار اللبن۔ فقال
 جبریل ہدیت للفطرة ولو
 اخذت الخمر اخوت امتک
 فكان هو صلی اللہ علیہ وسلم
 جامعاً امنه ومنشاء ظهورهم
 وكان اللبن اختیارهم الفطرة
 والخمر اختیارهم لذات الذنبا
 واما خمس صلوات بلسان
 التجوز لانها خمسون باعتبار
 الثواب ثم اوضح ان الله مراد
 تدریجاً ليعلم ان الحجج مدفوع
 وان النعمة كاملة وتمثل هذا المعنى

نسخ ہوتا ہے۔ اور وہ نماز کعبہ بیت المقدس کے محل
 میں جیسا کہ لوگوں کا ان ہر دو کی بابت اعتقاد
 ہے۔ ایک گھر کا مثل ایسا ہونے لگا ہے۔
 (۱۱) شرب معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک
 برتن دودھ کا۔ ایک برتن شراب کا پیش کیا گیا
 اور آنحضرت نے دودھ کو پسند فرمایا۔ اور جبریل نے
 بتلادیا کہ آپ فطرۃ سلیمہ پسند فرمایا۔ اگر شراب کا
 برتن آپ لیتے۔ تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔ دیکھو
 نبی سلم اپنی امت کو فطرۃ پر جمع کرنا چاہتے تھے۔
 اور دودھ ہی مراد یہی ہے کہ امت فطرۃ کو پسند کرے
 اور خمر سے یہ مراد تھی کہ لذات دنیا کو پسند کرے۔
 (۱۲) پانچ نمازوں کا اقرار بھی زبان تجویزی سے ہوا
 یہ پانچ ثواب میں سچاس کے برابر ہیں گویا رب
 کریم نے آہستہ آہستہ یہ سمجھایا ہے کہ ثواب تو
 ۱۰ کے برابر کا کامل ہے۔ اور حج اور مرج
 اٹھا دیا گیا ہے۔ یہ مطلب حضرت موسیٰ

سے اکثر مصنفین نے معراج کا ذکر بعد از واپسی طائف کیا ہے گویا نام طبری نے اپنی کتاب معراج المثل
 والامم میں ابتداء نبوت سے دوسرے دن ہی معراج کا ہونا تحریر کیا ہے۔ انکی تائید اس میں سیجی ہوئی
 ہوتی ہے کہ جب فرضیت نماز کا حکم شب معراج میں ہوا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسلمانان
 اس وقت سے ہی برابر نماز پڑھتے تھے۔ تو نماز کی فرضیت کا حکم گیارہ سال تک کیونکر متاخر
 ہو سکتا ہے۔ لیکن حسب بیان شاہ عبدالحی محمد دہلوی متوفی ۱۱۸۵ھ رمندرجہ شرح سفر معلوم
 صفحہ ۳۶ کہ پہلے صرف در نمازیں فجر و عصر کی فرض ہوئی تھیں۔ اور شب معراج کو پانچ نمازیں
 فرض ہوئیں۔ کوئی اشکال نہیں رہ جاتی۔

مستنداً الی موسیٰ علیہ السلام
فانہ اکثر الانبیاء محاجة للامة
ومعرفته بسیا سھلاً

علیہ اسلام کی سند سے متشل کیا گیا ہو۔ کیونکہ جناب
مدوح امت کی صلاح و درستی اور اصول سیاست
امت کی شناخت میں اکثر انبیاء سے بڑھے ہوئے
ہیں۔

طفیل بن عمروسی کا ایمان لانا

انہی دنوں طفیل بن عمرو مکہ میں آیا۔ یہ قبیلہ دؤس کا سردار تھا۔ اور نواحی مین
میں انکے خاندان میں زمینانہ حکومت تھی۔ طفیل بذات خود شاعر و دانشمند شخص تھا۔ اہل مکہ
نے آبادی سے باہر جا کر اس کا استقبال کیا۔ اور اعلیٰ پیمانے پر اسکی خدمت اور تواضع کی
طفیل کا اپنا بیان ہے کہ ”مجھے اہل مکہ نے یہ بھی بتلایا کہ یہ شخص جو ہم میں سے نکلا ہے۔
اس سے ذرا بچنا۔ اسے جا دو آتا ہے۔ جا دو سے باپ بیٹے۔ شوہر و زن۔ بھائی بھائی میں
جدا لئی ڈال دیتا ہے۔ ہماری جمعیت کو پریشان اور ہمارے کام اتر کر دیتے ہیں۔ ہم نہیں
چاہتے۔ کہ تمہاری قوم پر بھی ایسی ہی کوئی مصیبت پڑے۔ اسلئے ہماری زور سے یہ نصیحت ہے
کہ نہ اس کے پاس جانا۔ نہ اس کی بات سننا۔ اور نہ خود مات چیت کرنا۔“

یہ باتیں انہوں نے ایسی عمدگی سے میرے ذہن نشین کر دیں کہ جب میں کعبہ میں
جانا چاہتا۔ تو کانوں کو روٹی نہ نبھا۔ اسے بند کر لیتا۔ تاکہ محمد کی آواز کی ہنک بھی میرے کان
میں نہ پڑ جائے۔ ایک روز میں صبح ہی خانہ کعبہ میں گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے
تھے چونکہ خدا کی مشیت تھی۔ کہ اُن کی آواز میری سماعت تک ضرور پہنچے۔ اس لئے
میں نے سنا کہ ایک نہایت عجیب کلام وہ پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت میں اپنے آپ کو ملاہت
کرتے لگا کہ میں خود شاعر ہوں۔ با علم ہوں۔ اچھے بُرے کی تمیز رکھتا ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے؟

اور کونسی روک ہے کہ میں اسکی بات نہ سنوں۔ اچھی بات ہوگی۔ تو انوں گادور نہ تھیں
 ناؤں گا میں یہ ارادہ کر کے ٹھہر گیا۔ جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم واپس گھر کو چلے۔ تو میں
 بھی پیچھے پیچھے ہویا۔ اور جب مکان پر حاضر ہوا۔ تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا واقعہ
 مکہ میں آنے۔ لوگوں کے ہر کانے پنہ در گوش رہنے اور آج حضور کی زبان سے کچھ سن
 پانے کا کہہ سنایا اور عرض کیا کہ مجھے اپنی بات سنائے: بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن
 پڑھا۔ بخدا میں نے ایسا پاکیزہ کلام کبھی سنا ہی نہ تھا۔ جو اس قدر نیکی اور انصاف
 کی ہدایت کرتا ہو۔

الغرض طفیل اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ جسے قریش بات بات میں مذہم و مطاع
 کہتے تھے۔ وہ بات کی بات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل و جان سے خادم اور مطہج بن گیا
 قریش کو ایسے شخص کا مسلمان ہونا نہایت ہی شاق اور ناگوار لگتا۔



ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے شہر شرب ہی میں تھے کہ انہوں نے بھی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے متعلق کچھ اڑنی سی خبر سنی۔ انہوں نے اپنے بھائی سے کہا۔ تم جاؤ۔ مکہ میں اس شخص سے
 مل کر آؤ۔ اور پھر مجھے بتاؤ۔

آئیں۔ برادر ابوذر ایک مشہور فصیح شاعر زبان آور تھا۔ وہ مکہ میں آیا بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ملا۔ پھر بھائی کو جا بتلایا کہ میں نے محمد کو ایک ایسا شخص پایا۔ جو بیکسوں
 کے کرنے کا اور شر سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔

ابوذر بولے۔ اتنی بات سے تو کچھ تسلی نہیں ہوتی۔ آخر خود ہیدل تل کر کہہ چکے
 حضرت ابوذر کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت نہ تھی اور کسی سے دریافت کرنا بھی ہنس دینے

تھے۔ زمزم کا پانی پی کر کعبہ ہی میں لیٹ رہے۔ علی مرتضیٰ آئے۔ انہوں نے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ یہ تو کوئی سافر معلوم ہوتا ہے۔ ابوذر بولے ہاں۔ علی مرتضیٰ نے کہا۔ اچھا میرے ہاں چلو۔ یہ رات کو وہیں رہے۔ نہ علی مرتضیٰ نے کچھ پوچھا۔ نہ ابوذر نے کچھ کہا۔ صبح ہوئی ابوذر پھر کعبہ میں آگئے۔ دل میں آنحضرتؐ کی تلاش تھی۔ مگر کسی سے دریافت نہ کرتے تھے۔ علی مرتضیٰ پھر آ پہنچے۔ انہوں نے فرمایا۔ شاید تمہیں اپنا ٹھکانہ نہ ملا۔ ابوذر بولے۔ ہاں علی مرتضیٰ پھر ساتھ لے گئے۔ اب انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ اور کیوں یہاں آئے ہو۔ ابوذر نے کہا۔ راز رکھو۔ تو میں بتلا دیتا ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا۔

ابوذر نے کہا میں نے سنا تھا کہ اس شہر میں ایک شخص ہے۔ جو آپ اپنے کو نبی اللہ بتلاتا ہے۔ میں نے پہلے بھائی کو بھیجا تھا۔ وہ یہاں سے کچھ تسلی بخش بات لے کر نہ گیا۔ اس لئے خود آیا ہوں۔

علی مرتضیٰ نے کہا۔ تم خوب آئے۔ اور خوب ہو۔ کہ مجھ سے ملے۔ دیکھو۔ میں انہی کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔ میں پہلے اندر جا کر دیکھ لوں گا۔ اگر اس وقت ملنا مناسب نہ ہوگا تو میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ گویا جوتا کو درست کر رہا ہوں۔

الغرض ابوذر علی مرتضیٰ کے ساتھ خدمت نبویؐ میں پہنچے۔ اور عرض کیا کہ مجھے بتلایا جائے کہ اسلام کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بابت بیان فرمایا۔ اور ابوذر اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوذر تم ابھی اس بات کو چھپائے رکھو۔ اور اپنے وطن کو پہلے جاؤ۔ جب تمہیں ہمارے ظہور کی خبر مل جائے۔ تب آ جانا ابوذر بولے۔ بخدا۔ میں تو ان دشمنوں میں اعلان کر کے جاؤں گا۔ اب ابوذر کعبہ کی طرف آئے۔ قریش جمع تھے۔

انہوں نے سب کو مناکر آوارہ لٹکے شہادت پڑھا۔ قریش نے کہا۔ اس بے دین کو مارو۔ لوگوں مار ڈالنے کیلئے مجھے مارنا شروع کیا۔ عباسؓ آگئے۔ انہوں نے بچے جھک کر دیکھا۔ کہا۔ کبیتویہ تو قبیلہ غفار کا آدمی ہے۔ جہاں تم تجارت کو جاتے۔ اور بھجوریں لاتے ہو۔ لوگ ہٹ گئے۔ اگلے دن انہوں نے پھر سب کو مناکر کلمہ پڑھا پھر لوگوں نے مارا اور عباسؓ نے ان کو چھڑا دیا۔ اور یہ اپنے وطن کو چلے آئے۔

اسباب ہجرت

ﷺ کے موسم حج کا ذکر ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی تاریکی میں شہر مکہ سے چٹا میں پرے مقام عقبہ پر کچھ لوگوں کو باتیں کرتے سنا۔ اس کو دیر خدا کا نبیؐ ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ یہ چھ آدمی تھے۔ اور شیرب سے آئے تھے۔ ان کے سامنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی عظمت و جلال کا بیان شروع کیا۔ انکی محبت کو خدا کے ساتھ گرمایا۔ بتوں سے ان کو نفرت دلانی۔ نیکی و پاکیزگی کی تعلیم دیکر گناہوں اور برائیوں سے منع فرمایا۔ قرآن مجید کی تلاوت فرما کر ان کے دلوں کو روشن فرمایا۔ یہ لوگ اگرچہ بت پرست تھے لیکن انہوں نے اپنے شہر کے یہودیوں کو بارہا یہ ذکر کرتے سنا تھا۔ کہ ایک نبی عنقریب ظاہر ہونے والا ہے۔ اس تعلیم سے وہ اُسی وقت ایمان لے آئے۔ اور جب اپنے وطن کو لوٹ کر گئے۔ تو دین حق کے سچے سنا دین گئے۔

لے صحیح بخاری عن ابن عباس کہ کتاب المناقب و ارج النبوة میں ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ قرینا ایک ماہ تک آپؐ مزم ہی پر رہے۔ اس پانی نے پانی اور غذا کا کام کیا۔ ان کی تو نہ نکل آئی۔
لے یہ مقام آجھرا۔ اور تخی کے درمیان واقع ہے۔
لے ابو امامہ سعد بن زرارہ عوف بن الحارث۔ رافع بن مالک۔ قطیبہ بن عامر بن عبیدہ۔ عبیدہ بن عامر بن ثعلبی۔ سعد بن ربعی۔ الاستیعاب

وہ نبیؑ وہ ہر ایک کو یہ خوشخبری سناتے تھے کہ وہ نبی جس کا تمام عالم کو انتظار تھا آگیا ہمارے کانوں نے اُس کا کلام سنا۔ ہماری آنکھوں نے اُس کا دیدار دیکھا اور اُس نے ہم کو اُس زندہ ہونے والے خالص ملا دیا ہے کہ دنیا کی زندگی و موت اب ہمارے سامنے بیچ ہے۔

بیعت عقبہ اولیٰ

ان لوگوں کی بشارت لی جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ شریک گھر گھر میں آنحضرتؐ کا ذکر ہونے لگا۔ اور اگلے سال ۱۲ ہجرت کو شریک کے ۱۲ باشندے مکہ میں حاضر ہوئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے دولت ایمان حاصل کی۔

ان لوگوں نے جن باتوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ وہ یہ ہیں :-
بیعت کی شرطیں (۱) ہم قصائے واحد کی عبادت کیا کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

(۲) ہم چوری اور زنا کاری کبھی نہیں کریں گے۔

(۳) ہم اپنی اولاد و رڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے۔

(۴) ہم کسی پر جھوٹی شہادت نہیں دلائیں گے۔ اور نہ کسی کی چغلی کیا کریں گے۔

اس ناظرین لفظ ”وہ نبی“ کا مطلب سمجھنے کے لئے بخیل و حبابہ اول کو ۱۹ سال اور ۲۸ برس تک پڑھیں۔ یہ حضار بخیل نے اقرار کیا کہ میں سچ نہیں ہوں ۲۱۔ انہوں نے پوچھا کیا تو ایلاس ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو ”وہ نبی“ ہے۔ اُس نے جواب دیا نہیں۔ اس سے مطالب نکلا کہ علمائے یہود اُس زمانہ میں تین انبیاء کی آمد مفسور کے منتظر تھے (۱) ایلاس (۲) مسیح (۳) وہ نبیؑ بخیل سے ثابت ہے کہ یہ منائے یسوع کو سچ بتا دیا اور سچ نے یوحنا کو ایلاس کہا۔ اب تیسرے کا طور باقی تھا۔ جو کتب سابقہ میں وہ نبی اور مسلمانوں کی زبان پر ”آنحضرتؐ“ کے خطاب سے یاد کئے گئے ہیں۔ اگر ”آنحضرتؐ“ وہ نبیؑ نہیں۔ تو پادری بتلائیں۔ کہ سننے کے بعد ”وہ نبی“ کسلا نے دلا کون ہوا ؟

اسے ابوامایہ مخوف بن الحارث : رافع بن مالک : عتبہ بن عامر : عقبہ بن عامر : معاذ بن ثعلبہ : ذکوان بن عبدیس : خالد بن محمد : عباد بن صامت : عباس بن عبد وہاب : ابوالثیم : عوف بن سارہ :

رقہ ہم تہی کی اطاعت ہر ایک۔ اچھی بات میں کیا کہیے؟
 جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو آنحضرتؐ انکی تعلیم کے لئے مصعب بن عمیرؓ
 مصعب بن عمیرؓ کو ساتھ کر دیا۔ مصعب بن عمیرؓ امیر گھرانے کے لاٹے بیٹے تھے۔ جب گھوڑے
 پر سوار ہو کر نکلتے۔ تو آگے پیچھے غلام چلا کرتے تھے۔ بدن پر دوسو روپیہ سے کم کی پوشاک
 کبھی نہ پہنتے۔ مگر جب ان کو اسلام کے طفیل رومانی عیش حاصل ہوا۔ تب ان جسمانی آرائشوں
 اور نمایاں کو انہوں نے بالکل چھوڑ دیا تھا۔ جن دنوں یہ مدینہ میں دین حق کی منادی کرتے
 اور اسلام کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ان دنوں ان کے کندھے پر صرف کبیل کا ایک چھوٹا سا
 ٹکڑا ہوتا تھا جسے اگلی طرف سے کیکر کے کانٹوں سے اٹکایا کرتے تھے۔

بَعِثَ عَقَبَةَ ثَامِيَةَ

مصعبؓ اپنے میں اسعد بن زرارہ کے گھر جا کر اترے تھے۔ اور انکو مدینے والے
 المقرئؓ پر پڑھانے والا استاد کہا کرتے تھے۔ ایک دن مصعبؓ واسعدؓ اور چند مسلمان
 بیہرمق پر جمع ہوئے۔ یہ غور کرنے کے لئے کہ بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر میں کیوں کر
 اسلام کی منادی کی جائے۔

اسعد بن معاذؓ اور اسید بن حصیرؓ قبائیل کے سردار تھے۔ اور ابھی مسلمان نہ ہوئے
 تھے۔ انہیں بھی خبر ہوئی۔ اسعد بن معاذؓ نے اسید بن حصیرؓ سے کہا

”تم لس غفلت میں پڑے ہو۔ دیکھو یہ دونوں ہمارے گھروں میں آکر ہمارے بیوتوں
 کو بہکانے لگے ہیں۔ تم جاؤ۔ انہیں جھڑک دو۔ اور کہہ دو کہ ہمارے مکلوں میں پھر کبھی نہ
 آئیں میں خود ایسا کرتا۔ مگر اس لئے خاموش ہوں۔ کہ اسعد میری خالہ کا بیٹا ہے۔“

اسید بن حصیر اپنا ہتھیار لیکر روانہ ہوا۔ اسعد نے مصعبؓ کو کہا۔ دیکھو یہ قبیلے کا سردار رہا ہے۔ خدا کرے۔ کہ وہ تیری بات مان جائے۔ مصعبؓ نے کہا۔ اگر وہ اکر بیٹھ گیا۔ تو میں اس سے ضرور کلام کروں گا۔ اتنے میں اسید آ پہنچا۔ اور کھڑا کھڑا گالیاں دیتا رہا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ تم ہمارے احمق نادان لوگوں کو بھسلانے آئے ہو۔ مصعبؓ نے غصہ پڑ سید کا ایمان لانا مصعبؓ نے کہا۔ کاش۔ آپ بیٹھ کر کچھ سن لیں۔ اگر میں آئے تبیل فرمائیں۔ ناپسند ہو تو سے چھوڑ جائیں۔ اسید نے کہا۔ خیر کیا مضائقہ ہے۔ مصعبؓ نے سمجھا یا کہ سلام کیا ہے۔ اور پھر اسے قرآن مجید بھی پڑھ کر سنایا۔ اسید نے سب کچھ چُپ چاپ سنا۔ بالآخر کہا۔ ہاں یہ تو بتلاؤ۔ کہ جب کوئی تمہارے دین میں داخل ہونا چاہتا ہے تو تم کیا کرتے ہو۔

انہوں نے کہا۔ نہلا کر۔ پاک کپڑے پہنا کر۔ کلمہ شہادت پڑھا دیتے۔ اور دُور کعت نفل پڑھوا دیتے ہیں۔ اسید اُٹھا۔ کپڑے دھوئے۔ کلمہ شہادت پڑھا۔ اور نفل ادا کئے۔ پھر کہا۔ میرے پیچھے ایک دشمن ہے۔ اگر وہ تمہارا پیرو ہو گیا۔ تو پھر کوئی تمہارا مخالف رہیگا۔ اور میں جا کر ابھی تمہارے پاس سے بھیج دیتا ہوں۔ اسید یہ کہہ کر چلا گیا۔ اُدھر سعد بن معاذ اس کے انتظار میں تھا۔ دو سے چہرہ دیکھتے ہی بولا۔ دیکھو اسید کا وہ چہرہ نہیں جو جاتے وقت تھا۔ جب اسید آ بیٹھا۔ تو سعد نے پوچھا۔ کہ کیا ہوئی؟ اسید بولا۔ میں نے انہیں سمجھا دیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تمہاری فشا، کے خلاف کچھ نیکے نگر وہاں تو ایک حادثہ پیش آیا۔ جو عارفہ وہاں آ گئے تھے۔ اور وہ اسعد بن زرارہ کو اسلئے قتل کرنے پر راہ دہیں۔ کہ وہ تیرا بھائی ہے۔ یہ سنکر سعد بن معاذ غصہ میں بھر گیا۔ اور مصعبؓ نے غصہ پڑ سید بن سعد بن اپنا حربہ بنجال کے کھڑا ہو گیا۔ اسے ڈر تھا۔ کہ جو عارفہ اس کے بھائی معاذ کا ایمان قبول کرنا۔ کو مارنے ڈالیں اس نے چلتے وقت یہ بھی کہا۔ کہ اسید! تم تو کچھ بھی کام نہ بنا کر آئے۔ سعد وہاں پہنچا۔ دیکھا کہ مصعبؓ و اسعد دونوں بالہینان بیٹھے

ہوئے ہیں۔ سعد سمجھا کہ اسید نے مجھے ان کی باتیں سننے کے لئے بھیجا ہے۔ یہ خیال آتے ہی انہیں گالیاں دینے لگا اور اسعد کو یہ بھی کہا کہ اگر میرے تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی۔ تو تمہاری کیا مجال تھی کہ ہمارے محلے میں چلے آتے۔ اسعد نے مصعب سے کہا دیکھو۔ یہ بڑے سردار ہیں۔ اور اگر ان کو سمجھا دو تو پھر کوئی دوا آدمی بھی تمہارے مخالف نہ رہ جائیگا۔ مصعب نے سعد سے کہا۔ آئے۔ بیٹھ جائیے۔ کوئی بات کریں۔ ہماری بات پسند آئے۔ تو قبول فرمائے۔ ورنہ انکار کیجئے! سعد حبرہ رکھ کر بیٹھ گیا۔ مصعب نے اس کے سامنے اسلام کی حقیقت بیان کی۔ اور قرآن مجید بھی سنایا۔ آخر سعد نے بھی ہی سوال کیا۔ جو اسید نے کیا تھا۔ الغرض سعد اٹھا۔ نہایا۔ کپڑے دھوئے۔ کلمہ پڑھا۔ نفل ادا کئے۔ اور ہتھیارے کر اپنی مجلس میں واپس آیا۔ آتے ہی اپنے قبیلے کے لوگوں کو پکار کر کہا۔

اے بنی عبدالاشہل تم لوگوں کی میرے بارے میں کیا رائے ہے؟
 سب نے کہا۔ تم ہمارے سردار ہو۔ تمہاری رائے۔ تمہاری تلاش۔ ہمت اور اعلیٰ ہوتی ہے
 سعد بولا۔ سنو۔ خواہ کوئی مرد ہے یا عورت۔ میں اُس سے بات کرنا حرام سمجھتا ہوں
 جب تک کہ وہ خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے۔

تمام قبیلہ ایک دن میں مسلمان ہوا اس کہنے کا اثر یہ ہوا کہ بنی عبدالاشہل میں شام تک کوئی عورت۔ کوئی مرد اسلام سے خالی نہ رہا۔ اور تمام قبیلہ ایک دن میں مسلمان ہو گیا۔
 مصعب کی تعلیم سے اسلام کا چرچا اسی طرح انصار کے تمام قبیلوں میں پھیل گیا۔
 اور اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال ۳ ہجرت کو ہمدانہ غزو میں شریکے قافلہ میں مل کر
 مکہ آئے اُن کو فیر کے اہل ایمان نے اس لئے بھیجا تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دیں۔ اور بنی اسے منظور کی حاصل کریں۔
 یہ راستبازوں کا گروہ اُسی متبرک مقام پر جہاں دو سال سے اس شہر پر کچے

مشتاق حاضر ہوا کرتے تھے۔ رات کی تاریکی میں پہنچ گیا۔ اور خدا کا برگزیدہ رسولؐ بھی اپنے چچا عباس کو ساتھ لئے ہوئے وہاں جا پہنچا۔

حضرت عباس نے رجا بھی مسلمان نہ ہوئے تھے، اس وقت ایک بات کام کی کسی امانوں نے کہا: لوگو تمہیں معلوم ہے کہ قریش مکہ محمدؐ کے جاتی دشمن ہیں۔ اگر تم ان سے کوئی عہد و اقرار کرنے لگے ہو۔ تو پہلے سمجھ لینا کہ یہ ایک نازک اور مشکل کام ہے۔ مجھ سے عہد و پیمان کرنا۔ سرخ و سیاہ لڑائیوں کو دعوت دینا ہے۔ جو کچھ کرو۔ سوچ سمجھ کر کرو۔ ورنہ ہنتر ہے۔ کہ کچھ بھی نہ کرو۔

ان راستبازوں نے عباس کو کچھ بھی جواب نہ دیا۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ حضور کچھ ارشاد فرمائیں:

عقبتاً یہ پر آنحضرت کا وعظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو خدا کا کلام جو خدا کا پیغام انسان کی طرف سے پڑ کر سنایا، جسکے سننے سے وہ ایمان و ایقان کے نور سے بھر پور ہو گئے:

اب سب لوگوں نے عرض کی۔ کہ خدا کا نبی ہمارے شہر میں چل کر بسے تاکہ ہمیں پورا پورا فیض حاصل ہو سکے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے کیا تم دین حق کی اشاعت میں میری پوری پوری مدد کرو گے؟

(۱۲) اور جب میں تمہارے شہر میں جا بسوں۔ کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی

حایت اپنے اہل و عیال کی مانند کرو گے؟

ایمان والوں نے پوچھا۔ ایسا کرنے کا ہم کو معاوضہ کیا ملیگا؟

سے طبری صفحہ ۲۴۲:

سے سرخ لڑائی سے مراد سخت خونریز لڑائی اور سیاہ لڑائی سے تاریک انجام والی لڑائی مراد ہوتی ہے۔

سے دیکھو بطرس کا سوال نیچے سے۔ سنی ۱۹-۲۷:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت (جو نجات اور خدا کی خوشنودی کا محل ہے) ایمان والوں نے عرض کیا اے خدا کے رسولؐ۔ یہ تو ہماری تسلی فرما دیجئے کہ حضور ہم کو کبھی چھوڑ تو نہ دیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں۔ میرا جینا۔ میرا مرنے کا وقت میرے ساتھ ہوگا۔ اس آخری فقرے کا سننا تھا کہ عاشقانِ صداقت عجب سرور و نشاط کے ساتھ جان شاری کی بیعتِ اسلام کرنے لگے! براہِ بنِ معرور وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس شبِ سب سے پہلے بیعت کی تھی۔

ایک شیطان نے پہاڑ کی چوٹی سے یہ نظارہ دیکھا اور چغ کر اہل مکہ کو پکار کر کہا۔ لوگو آؤ۔ دیکھو کہ محمدؐ اور اس کے فرقے کے لوگ تم سے لڑائی کے مشورے کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس آواز کی پرواہ نہ کرو۔ عباس بن عبدہ نے کہا۔ اگر حضورؐ کی اجازت ہو تو ہم کل ہی مکہ والوں کو اپنی تلوار کے جوہر دکھا دیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ نہیں مجھے جنگ کی اجازت نہیں!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ۱۲ اشخاص کا انتخاب کیا کہ ۱۲ انقیب اور ان کا نام انقیب رکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس طرح عیسیٰ بن مریم نے اپنے لئے ۱۲ اشخاص کو چن لیا تھا اسی طرح میں تمہیں انتخاب کرتا ہوں۔ تاکہ تم اہل شہر میں جا کر دین کی اشاعت کرو۔ مکہ والوں میں میں خود یہ کام کروں گا۔ ان کے نام یہ ہیں:-

قبیلہ خزرج کے ۹۔ سعد بن زرارہ۔ رافع بن مالک۔ عبدہ بن صامت۔ رزینوں عقبہ اولیٰ میں بھی تھے) سعد بن ربیع۔ منذر بن عمرو۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ براہ بن معرور۔

لہوہ فوسشتہ پورا ہوا کہ فوراً تاریکی میں چمکتا ہے۔ انجیل پوچھا باب ۱۰۔

لے زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۳۰۴۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام۔ سعد بن عبادہ

قبیلہ اوس کے تین۔ انسید بن حصیر۔ سعد بن نثیمہ۔ ابوالثیمہ بن میہمان

قریش کو دن نکلنے کے بعد کچھ بھڑک سی معلوم ہوئی۔ وہ اہل شیرب کی تلاش میں نکلے

قریش نے شیرب کے ڈڈ لیکن انکا قافلہ صبح ہی روانہ ہو چکا تھا۔ قریش نے سعد بن عبادہ

مسلمانوں کو گرفتار کیا اور منذر بن عمرو کو وہاں پایا۔ منذر تو بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آیا

مگر سعد بن عبادہ کو انہوں نے پکڑ لیا۔ اسکی سواری کے اوٹ کا تنگ کھول کر اس کی

مٹکیں باندھ دیں۔ مکہ میں لا کر سے مارتے۔ اور اسکے سر کے لمبے لمبے بالوں کو کھینچتے تھے

یہ سعد بن عبادہ وہی ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ۱۲ اشخاص میں سے ایک لقب

ٹھہرایا تھا۔ انکا اپنا بیان ہے کہ جب قریش انہیں زود کو بک رہے تھے۔ تو ایک سرخ و

سفید شیرب شامل شخص انہیں اپنی طرف آتا ہوا نظر آیا۔ میں نے پٹنوں میں کہا کہ اگر

اس قوم میں کسی شخص سے مجھے بھلائی ہو سکتی ہے۔ تو وہ یہی ہوگا۔ جب وہ میرے پاس آ گیا

تو اس نے نہایت زور سے منہ پر پٹیا پٹھ لگایا۔ اس وقت مجھے یقین آ گیا کہ ان میں کوئی بھی

ایسا شخص نہیں جس سے امید خیر کی جاسکے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے میرے حلق

تہ میں کھایا اور کہا۔ کیا قریش کے کسی بھی شخص کے ساتھ تجھے حق ہمسائیگی حاصل نہیں

اور کسی سے بھی تیرا عداوت پیمان نہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ

جو عبد مناف کے پوتے ہیں۔ وہ تجارت کیلئے ہمارے ہاں جایا کرتے ہیں۔ اور میں نے بارہا

انکی حفاظت کی ہے۔ اس نے کہا کہ پھر دینی دونوں کے نام کی دہائی تجھے دینی اور اپنے

تعلقات کا اعلان کرنا چاہئے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہی شخص ان دونوں کے پاس

پہنچا اور انہیں بتلایا کہ خریج کا ایک آدمی پٹ رہا ہے۔ اور وہ تمہارا نام لے لے کر کہیں

پکار رہا ہے۔ ان دونوں نے پوچھا وہ کون ہے۔ اس نے بتلایا۔ سعد بن عبادہ۔ وہ کو

ہاں۔ اس کا ہم پر احسان بھی ہے۔ انہوں نے اگر سعد بن عبادہ کو چھڑا دیا اور یہ ثابت قدم بزرگ شیرب کو سدھار گیا۔

مسلمانوں کو ترک وطن عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمانوں کو جو باہمی کہنے کی اجازت ملگئی سے باہر نہ گئے تھے لیکن جن پر اب اتنے ظلم و ستم ہونے لگے تھے۔ کہ پیارا وطن ان کے لئے آگ کا پہاڑ بن گیا۔ شیرب چلے جانے کی اجازت فرمادی۔ ان ایمان والوں کو گھر بار، خوشی، آقا رب۔ باپ بھائی، زن و فرزند کے چھڑنے کا ذرا غم نہ تھا۔ بلکہ خوشی یہ تھی کہ شیرب جا کر خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت پوری آزادی سے کر سکیں گے!

ہجرت کرنے والوں۔ اور گھر چھوڑ کر چلنے والوں کو قریش مکہ کی سخت مزاحمت کا مقابلہ ہجرت میں دشواریاں کرنا پڑتا تھا۔

آٹا صہیب رومی رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے جانے لگے۔ تو کفار نے انہیں لگھیرا کہلہ صہیب۔ جب تو مکہ میں آیا تھا۔ تو مفلس و تلاش تھا۔ یہاں ٹھہر کر تو نے ہزاروں کمائے آج یہاں سے جاتا ہے اور چاہنا ہے کہ سب مال و زر لیکر چلا جائے۔ یہ تو کبھی نہیں ہونے کا!

صہیب نے کہا۔ اچھا۔ اگر میں اپنا سارا مال متاع تہیں دیدوں۔ تب مجھے تہاں دو گئے!

قریش بولے۔ ہاں

حضرت صہیبؓ نے سارا مال انہیں دیدیا۔ اور شیرب کو روانہ ہو گئے بنی صلی اللہ علیہ وسلمؐ

اے سعد بن عبادہؓ کے حال سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کیا سبق ملتا ہے؟ کہ اسلام کے ساتھ ہی خدا کی طرف سے آزمائش شروع ہو جاتی ہے۔ چھوٹا پیاس کی آزمائش، قوم و ملک کی عداوت کی آزمائش، ضرر و فتنہ مالی کی آزمائش وغیرہ وغیرہ۔ اور جب کوئی شخص ان آزمائشوں میں پورا اُترتا ہے۔ تب وہ خدا کے اُس ابدی وعدہ کا مستحق ٹھہر جاتا ہے جو قرآن و تہذیب و تمدن میں مومنین سے کیا گیا ہے۔ کہ اس کی دنیا بھی عمدہ ہوگی، کیا کوئی شخص ان بزرگوں کی نسبت جیسا ہی آزمائشوں کے بعد اسلام کے شیریں ثمر ثبات ہوئے! یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ بزرگ شمشیر مسلمان کئے گئے تھے۔ یا یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسے بزرگ کسی دوسرے کو بزرگ و شمشیر مسلمان کیا کرتے تھے؟

یہ قہقہہ سنکر فرمایا کہ اس سودے میں صبرِ ثبے نفع کیا آیا۔

(۲۲) حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں: میرے شوہر ابوسلمہ نے ہجرت کا ارادہ کیا۔ مجھے اونٹ پر چڑھایا میری گود میں میرا بچہ سلمہ تھا۔ جب ہم چل پڑے۔ تو بنو نضیر نے آکر ابوسلمہ کو گھیر لیا کہا تو جا سکتا ہے، مگر ہماری لڑکی کو نہیں لے جا سکتا۔ اب بنو عبد الاسد بھی آگئے، انہوں نے ابوسلمہ سے کہا کہ تو جا سکتا ہے مگر بچہ کو جو ہمارے قبیلہ کا بچہ ہے۔ تو نہیں لے جا سکتا۔ غرض انہوں نے ابوسلمہ سے اونٹ کی مہار لیکر اونٹ بٹھا دیا، بنو عبد الاسد تو گود کے بچہ کو ماں سے چھین کر لے گئے، اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے آئے۔ ابوسلمہ یو دین کے لئے ہجرت کرنا فرض سمجھتا تھا۔ زن و بچہ کے بغیر روانہ ہو گیا،

ام سلمہ روزِ شام کو اُسی جگہ جہاں بچہ اور شوہر سے وہ الگ کی گئی تھی پہنچ جاتی گھنٹوں رو دھو کر واپس آ جاتی۔ ایک سال اسی طرح بچے چلاتے گزر گیا۔ آخر ان کے ایک چچیرے بھائی کو حرم آیا اور ہر دو قبائل سے کہہ سنکر ام سلمہ کو اجازت دلا دی کہ اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔ بچہ بھی ان کو واپس دیدیا گیا۔ ام سلمہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کو تن تنہا چل پڑیں!

ایسی ہی مشکلات کا سامنا تقریباً ہر ایک صحابی کو کرنا پڑا تھا!

(۲۳) حضرت عمر فاروقؓ کا بیان ہے کہ عیاش اور ہشام صحابی بھی ان کے ساتھ مدینہ چلنے کو تیار ہوئے تھے۔ عیاش بن ابی رہیعہ توروانگی کے وقت جانے مقررہ پر پہنچ گئے مگر ہشام بن عاصی کی بابت کفار کو خبر لگ گئی، ان کو قریش نے قید کر دیا! عیاش مدینہ جا پہنچے تھے کہ ابو جہل معا اپنے برادرِ حرث کے مدینہ پہنچا عیاش ان کے چچیرے بھائی تھے۔ اور تینوں کی ایک ماں تھی!

ابو جہل حرث نے کہا کہ تمہارے بعد والدہ کی بُری حالت ہو رہی ہے۔ اُس نے

لے سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۸، صبیح شوال ۱۳۳۵ھ میں ہجرت، سال مدینہ میں تپانی نے سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۵

قسم کھالی ہے کہ عیاش کا منہ دیکھنے تک نہ سر میں کنگھی کرونگی! نہ سایہ میں بیٹھوں گی! اس لئے بھائی تم چلو اور ماں کو مشکین دیکر آجانا!

عمر فاروق نے کہا: عیاش مجھے تو یہ فریب معلوم ہوتا ہے تمہاری ماں کے سر پر کوئی جوں پڑ گئی تو وہ خود ہی کنگھی کر لیگی! اور مکہ کی دھوپ نے ذرا جھری! تو وہ خود ہی سایہ میں جا بیٹھے گی میری رلے تو یہ ہے کہ تم کو بانا نہیں چاہئے!

عیاش بولے: نہیں میں والدہ کی قسم پوری کر کے واپس آجاؤنگا! عمر فاروق! اچھا! اگر یہی رلے ہے تو سواری کے لئے میری ناقہ لے جاؤ! یہ بہت تیز رفتار ہے۔ اگر راستہ میں تمہیں ذرا بھی ان سے شبہ گزرے۔ تو تم اس ناقہ پر آبسانی ان کی گرفت سے بچ کر آ سکو گے!

عیاش نے ناقہ لے لی یہ تینوں چل پڑے۔ ایک روز راہ میں (مکہ کے قریب) ابو جہل نے کہا: بھائی ہمارا اونٹ تو ناقہ کے ساتھ چلتا چلتا رہ گیا! بہتر ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ سوار کراؤ! وہ عیاش بولا: بہتر جب عیاش نے ناقہ بٹھلائی۔ تو دونوں بھائیوں نے اُسے پکڑ لیا۔ مشکین کس لیں! اور مکہ میں اسی طرح لیکر داخل ہوئے!

یہ دونوں بڑے فخر سے کہتے تھے کہ دیکھو! بیوقوفوں۔ احمقوں کو یوں سزا دیا کرتے ہیں۔ اب عیاش کو بھی ہشام بن عاصی کے ساتھ قید کر دیا گیا!

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم، مینہ منورہ پہنچ گئے۔ تب حضور کی تمنا پوری کرنے کے لئے ولید بن مغیرہ، مکہ میں آئے۔ زندان خانے سے دونوں کو خاشاکاں کر لے گئے!

ان ہر تہہ حکایات سے ناظرین یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ہجرت کے وقت بھی مسلمانوں کو کیسی سخت مصیبتوں پر غالب آنا پڑتا تھا۔ گھر چھوڑنا بھی بلا خاص جرم و جہاد اور ابتلا و امتحان کے آسان نہ تھا!

ہجرت

جب مسلمان مکہ میں گنتی کے رہ گئے۔ اور مشہور صحابہ میں سے صرف ابو بکرؓ و علیؓ ہی باقی رہے! تو قریش مکہ نے کہا کہ اب محمدؐ کے قتل کر دینے کا اچھا موقع ہے۔

آنحضرتؐ کو قتل کرنے کیلئے قریش نے ہند بھرتی پر غور کرنے کے لئے دارالندوہ میں خفیہ اجلاس سرداروں کی کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ دارالندوہ کو قصی بن کلاب نے قائم کیا تھا۔ یہ گویا قریش کا ایران پارلمینٹ تھا اس اجلاس میں نجد کا ایک تجزیہ کار یوڑھا شیطاں بھی اکثر شامل ہوا تھا اور قریش کے مشہور مشہور قبائل میں سے مندرجہ ذیل مشہور مشہور سردار و جوتھے!

۱) ابو عبد شمس میں سے۔ شیبہ و عقبہ۔ فرزند ابن ربیعہ! اور ابوسفیان بن حرب!

۲) بنو نوفل میں سے۔ طہیمہ بن عاری۔ جمہیر بن عظم۔ حارث بن عامر!

۳) بنو عبد الدار میں سے۔ نصر بن حارث بن کلدہ!

۴) بنو اسد بن عبد العزیٰ میں سے۔ ابو البختری بن ہشام۔ زمعہ بن اسود حکیم بن خثام!

۵) بنو مخزوم میں سے۔ ابو جہل بن ہشام!

۶) بنو سہم میں سے۔ بنیہ و متیہ فرزندان جملج!

۷) بنو نجع میں سے۔ امیہ بن خلف!

حاصل طلب سوال یہ تھا کہ محمدؐ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے!

ایک بولا اسے پکڑ کر گلے میں طوق و زنجیر ڈال کر ایک مکان میں قید کر دو۔ اور لوگوں کا

کا دو روزہ تیغہ کر دو تاکہ یہ بھی زہر و نا بھ شاعروں کی موت کا مارچ چکھتا ہوا مر جائے!

یوڑھا بخدی بولا۔ نہیں یہ ٹھیک نہیں۔ محمدؐ کے قید ہونے کی خبر باہر نکلے بغیر نہ ہوگی!

لے تو انجمن میں سے کچھ لوگ اٹھ کر آیا کیا کیا۔ قتل الکافرین اعلیٰ و اذہ تدبیر کرتے ہیں، خدا بھی تمہیں کرتا ہے۔ اے نبی! آپ بن کوزئی و امیہ کی سے چھوڑ دے۔ اس آیت کے ساتھ ان ۷ سرداروں کا اجماع آپ دیکھئے کہ کیا وہ سردار ایک دن میں (جنگ بدر) قتل ہوئے تھے۔ اور تین ابوسفیان بن حرب دیکھئے بن عظم و حکیم بن عرم جو قتل سے بچے۔ وہ بالآخر مسلمان ہو گئے تھے۔

مسلمان اسے بھی چھڑنے جائینگے۔ اور طاقت پا کر تمہیں بھی فنا کر دیں گے۔
دوسرا بولا۔ ایک سرکش اونٹ پر بٹھلا کر ہم اسے یہاں سے نکالیں۔ ہماری
طرف سے کہیں جانے۔ کہیں رہے۔ جتنے خواہ مرے۔

دو طرحا نجدی بولا۔ نہیں یہ رائے بھی ٹھیک نہیں۔ کیا تم محمدؐ کی دلاویز باتوں کو
بھول گئے ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ جس سے بات کرتا ہے اُسی کو اپنا بنا لیتا ہے۔ وہ
دلوں پر کیسی آسانی سے قابو پالیتا ہے۔ جہاں جائیگا وہیں کے باشندے اُس کے ساتھ
لگ جائینگے۔ اور وہ بالآخر تم سے اپنے بنی کا بدلے کے چھوڑیں گے۔

نبی کے قتل کی تدبیر | آخر ابو جہل نے ایسی تدبیر بتلائی جسے تمام جلسے بالاتفاق منظور
قائم کیے انتخاب کا طریق | کر لیا۔ تجویز اور تدبیر یہ تھی۔

(۱) اعراب کے ہر ایک مشہور قبیلہ سے ایک ایک جو افراد انتخاب کیا جائے۔
(۲) یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں محمدؐ کے گھر کو گھیر لیں۔

(۳) جب محمدؐ صبح کی نماز کے لئے باہر نکلے اُس وقت یہ سب بہادر اپنی اپنی تلوار
سے اُس پر وار کریں۔ اور اس کی بوٹی بوٹی کر دیں۔

اس تدبیر کا یہ فائدہ بتلایا گیا کہ جس قتل میں تمام قبیلے شامل ہونگے۔ اس کا بدلہ
تو محمدؐ کا قبیلہ لے سکیگا اور نہ محمدؐ کو سچا ماننے والے کچھ شر و فساد اٹھا سکیں گے۔

انسانی تدبیر کے مقابل میں الہی تدبیر | انسانی تدبیر کے مقابلے میں اب آپسی طاقت اور باہمی حمایت
کو دیکھئے۔ کہ جب رات کو ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر آگیا۔ اُس وقت خدا کے نبی
نے پیارے بھائی علیؑ سے فرمایا۔ تم میرے بستر پر میری چادر لے کر سو رہو۔ ذرا فکر نہ کرنا
کوئی شخص تیرا مال سیکانہ کر سکے گا۔ حضرت علیؑ تو ان تواروں کے سائے میں نہایت
بے فکری سے مزے کی نیند سو رہے اور خدا کا رسولؐ خدا کی حفاظت میں باہر نکلا۔
اور ان کے اندھوں کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہوا اور سورہ کیش پڑھتا ہوا صاف

محل گیا کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے نہ دیکھا یہ واقعہ ۲ صفر ۳۱ھ ہجرت
روز پنجشنبہ ۱۲ ستمبر ۶۱۲ء کا ہے۔

خدا کا نبی پیارے دوست ابو بکرؓ کے گھر پہنچا۔ انہوں نے جلدی سے سفر کا
ضروری سامان درست کیا۔ ابو بکرؓ کی بیٹی اسماءؓ نے اپنا کمر بند کاٹ کر سنتوں کے قلیل
کاٹنہ باندھا۔ اسی شب کی تاریکی میں دونوں بزرگوار چل پڑے۔ مکہ سے چار پانچ میل کے
فاصلہ پر کوہ ثور ہے۔ اسکی چڑھاٹی سر توڑ ہے۔ راستہ سنگلاخ تھا۔ تکیلیے پتھر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے نازک کو زخمی کر رہے تھے۔ اور بٹھو کر لگنے سے بھی تکلیف ہوتی تھی۔ ابو بکرؓ نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔ آخر ایک غارت تک پہنچے۔ ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر اٹھا
خود اندر جا کر غار کو صاف کیا۔ تن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے روزن بند کئے۔ اور
پھر عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لے آئیں۔

صبح ہوئی حضرت علیؓ نے محسوس ہوا کہ بیدار ہوئے۔ قریش نے قریب جا کر
انہیں پہچانا۔ پوچھا محمدؐ کہاں ہے علیؓ نے جواب دیا مجھے کیا خبر۔ کیا میل پر وہ تھا۔ عتہ
لوگوں نے انہیں نکل جانے دیا۔ اور وہ نکل گئے قریش غصہ اور ندامت سے علیؓ پر چل پڑے
اگوار اور غارت کعبہ تک پہنچ گئے۔ اور تھوڑی دیر تک جس بیجا میں رکھا۔ آخر چھوڑ دیا۔
اب وہ ابو بکرؓ کے گھر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اسماءؓ نے ابو بکرؓ کو باہر نکلی۔ ابو جہلؓ نے
پوچھا لڑکی تیرا پاپ کدھر ہے۔ وہ بولی۔ بخدا مجھے معلوم نہیں۔

ہزبان و درشت خود ابو جہلؓ نے ایسا تپا تپہ کھینچ کر ایک اسماءؓ کے کان کی ہالی
بچے گر گئی۔

لے خدا کے برگزیدہ داؤد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت ملنا وہ دیکھ کی سے بھاگ کے بچ رہا۔ یہ محل نے
ایک پتلا ٹنڈک پر لٹا رکھا۔ اور بکریوں کی کھال تکیہ کی جگہ۔ اور اوپر سے چادر اوڑھادی۔ اور جب ساتوں نے
ہر کار سے داؤد کے پیکٹے کو بھیجے تو یہ بولی کہ وہ بیمار ہے۔ لہذا اس کتاب میں اس باب ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-

یہ چاند اور سورج دونوں تین روز تک اُسی غار میں رہے۔ رات کی تاریکی میں اسما بنت ابوبکرؓ گھر سے روٹی دے جاتی۔ عبد اللہ بن ابوبکرؓ اہل مکہ کی باتیں سُنا جاتا؛ عامر بن نفیرہ جو حضرت عائشہؓ کے بھائی کا غلام تھا۔ اور جس کے پاس ابوبکرؓ کا ریوڑ تھا۔ وہاں غلام کا قیام [بکریاں لے آتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دودھ بقدر ضرورت لے لیتے۔ اور وہ پھر ریوڑ سے آنے والوں کے نقش قدم کو تمام راستے سے مُشاہدیتاً]

مُراد نے ابوبکرؓ کے اس صدق و خلوص کا یہ اجر دیا۔ کہ اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ فَارَکَ حَسْبُ مَعِیْتٍ
الہی میں نبی واصل تھے؛ اسی میں ابوبکرؓ کو بھی شامل کر دیا

فار سے رہائی [چوتھی شب ابوبکرؓ کے گھر سے دواؤں نینیاں آگئیں۔ جن کو اسی سفر کے لئے خوب خرچہ اور تیار کیا گیا تھا۔ ایک پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ دوسری پر عامر بن نفیرہ اور عبد اللہ بن ارقیطہ جسے رستہ بتانے پر فخر رکھ لیا گیا تھا، سوار ہوئے۔ اور مدینہ کی جانب یکم، بیع الاول روز و شب (۱۶ ستمبر ۶۱۰ء) کو روانہ ہوئے۔]

ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء سابقین کی سنت کو پورا کیا۔ حضرت ابراہیمؑ جلیل الرحمن اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤد علیہم السلام کی ہجرت کے واقعات بائبل میں جو ہیں۔ نبی کریمؐ کے ساتھ ہجرت کے بعد نصرت الہی کی معیت کا ظہور ہوئے جیسا کہ پہلے نبیوں کے ساتھ بھی ہوتا رہا تھا۔

ایک لڑکی کی ایمانی قوت [ہجرت کے متعلق ایک چھوٹی سی بات قابل ذکر ہے۔ اسماء بنت ابوبکرؓ کہتی ہیں کہ میرے والد جاتے ہوئے گھر سے نقد روپیہ سب اٹھالے گئے تھے۔ یہ پانچ یا چھ ہزار روپے تھے۔ والد کے چلے جانے کے بعد میرے دادا ابو قحافہؓ نے کہا۔ بیٹی۔ میں سمجھتا ہوں

میں یزمن نبی نے داؤد کو کہا۔ جب تیری غیر حاضری پر تین دن گزر جائیں تو وہاں... جائیو ہمیں نبی و رسولؐ
۱۰۰۰ ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ بخاری عن عائشہ کتاب المغازی صفحہ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ باب ہجرت
۱۰۰۰ ابو قحافہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے دن یہ مسلمان ہوئے تھے۔ ابوبکر صدیق کے خاندان
کو جلد صحابہ میں یہ خاص خصوصیت حاصل ہے کہ ان کے خاندان کی چار نسلیں صحابی ہیں۔

کہ ابو بکرؓ نے تم کو دوسری تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ وہ خود بھی چلا گیا۔ اور نقد و مال بھی ساتھ لے گیا۔

اسماء بولی۔ نہیں دادا جان۔ وہ ہمارے لئے کافی روپیہ چھوڑ گئے ہیں۔
اسماء نے ایک پتھر لیا۔ اس پر کپڑا پسینا اور جس گٹھے میں روپیہ بڑا کرتا تھا وہاں رکھ دیا اور پھر دادا کا ہاتھ پکڑ کر لے گئی۔ ابو قحافہؓ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں کہ دادا جان ہاتھ لگا کر دیکھو کہ مال موجود ہے۔ بوڑھے نے اُسے ٹٹولا۔ اور پھر کہا

غیر جب تمہارے پاس سرمایہ کافی ہے۔ تو اب ابو بکرؓ کے جانے کا چنداں غم نہیں۔
یہ ابو بکرؓ نے اچھا کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے لئے کافی انتظام کر گیا ہے۔

اسماء کہتی ہیں کہ یہ تدبیر میں نے بوڑھے دادا صاحب کے امینان قلب کیلئے کی تھی۔ سو والد بزرگوار تو سب کچھ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے) ساتھ لے گئے تھے۔

غار سے نکل کر پہلے ہی دن اس مبارک قافلے کا گزر خیبر ام مسجد پر ہوا۔ یہ عورت تو مخرامہ سے تھی۔ مسافروں کی خبر گیری اور ان کی تواضع کے لئے مشہور تھی۔ سر راہ پانی پلایا کرتی تھی۔ اور مسافروں پر بھرا بھرا کر سستایا کرتے تھے۔

یہاں ٹھہر کر بوڑھیلے سے پوچھا کہ اس کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ وہ بولی شین اگر کوئی شے موجود ہوتی۔ تو دریافت کرنے سے پہلے میں خود عاجز کر دیتی۔

خیبر ام مسجد پر آنحضرتؐ کا آرام لینا [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے گوشہ میں ایک بکری دیگی، پوچھا یہ بکری کیوں کھڑی ہے؟ ام مسجد نے کہا: بکری وہ ہے۔ ریوڑ کے ساتھ نہیں چل سکتی۔]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجازت ہے کہ ہم اسے دوہ لیں۔

ام مسجد نے کہا: اگر حضور کو دوہ معلوم ہوتا ہے تو وہ لیجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہہ کر بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگا لیا۔ برتن مانگا۔ وہ

ایسا بھر گیا کہ دودھ اچھل کر زمین پر بھی گر گیا۔ یہ دودھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ہونٹ پی لیا! دوسری دفعہ پھر کمری کو دھوا گیا۔ برتن بھر گیا۔ یہ بھی ہمارے ہونٹ پیاتے سری دفعہ پھر برتن بھر گیا اور وہ ام مجد کے لئے چھوڑ دیا! اور آگے کو روانہ ہو گئے!

کچھ دیر کے بعد ام مجد کا شوہر آیا! خیمہ میں دودھ کا بھر برتن دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ کہاں سے آیا ام مجد نے کہا کہ ایک بابرکت شخص یہاں آیا تھا۔ اور یہ دودھ اُس کے قدم کا نتیجہ ہے، وہ بولا کہ یہ تو وہی صاحب قریش معلوم ہوتا ہے جس کی مجھے تلاش تھی اچھا تم ذرا اسکی توصیف تو کرو۔

ام مجد بولی۔

حُلِیْ مُبَارَکِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ موند توند بھلی ہوئی، نہ چندیا کے بال گرے ہوئے، نہ زیبا صاحب جال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے!

آواز میں بھارا پن، بلند گروں، روشن مردوں سرگین شیم، باریک پیوستہ ابرو، سیاہ گھٹکڑیاں، بال، خاموش وقار کے ساتھ!

گویا دل بستی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیندہ و دلفریب، قریب سے نہایت شیریں، دکنال حسین، شیریں کلام و فصیح الفاظ کلام کئی بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی

ظاہر الوضوءۃ۔ ابلح الوجہ حسن المخلق۔ لم تعقب شجلاً ولم تر ذبہ صعلۃ و سیم قییم فی عینہ دج۔ و فی شعارہ و طف

و فی صوتہ محل موفی عتقہ سطح احور۔ انحل۔ از جہا قرن۔ شدید سواد الشعار۔ ذ اصمت علاہ الوتار و آن تکلم علاہ الیہا۔ اجمل الناس و ابجہم من یجد۔ و احسنہ و احلاہ من قریب حلوا المنطق۔ فصل۔ لا تر۔ ولا ہذر۔ کان منطقہ

ام مجد آنحضرت کا طرز و بیان

خزائنہ نظم یُحَدِّثَنَّ رُبْعَةً
لَا یَقْعُرُ عَیْنَ مَنْ قَصَرَ وَلَا یَشْنَأُ مَنْ
طَوَّلَ عَصَمَ بَیْنَ غَضَبَیْنِ - فَهُوَ
النَّصْرُ لثَلَاثَةِ مَنْظَرًا وَاحْسَنَهُمْ قَدْرًا
لَهُ رَفَاءٌ یَحْفَونَ بِهِ اِذَا اِقَالَ سَمِعُوا
لِقَوْلِهِ وَاِذَا اَمَرَ تَبَادَرُوا اِلَى اَمْرِهِ -
مَحْفُودٌ مَحْشُودٌ لَا عَایِسٌ وَلَا مُنْتَدٍ

لڑی جیسی ہر دلی ہوئی، میانہ قدر کہ کوتاہی سے
حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اُسکی نفرت
کرتی، نہ زیندہ نہ مال کی تازہ خراج نہ زیندہ نہ منظر و آلا
رفیق ایسے کہ ہر وقت اسکے گرد و پیش رہتے ہیں۔
جب کہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں جب
کلمہ دیتا ہے تو تعمیل کے لئے چھپتے ہیں۔ مخدوم
مطاع۔ نہ کوتاہ سخن۔ نہ فضول گو۔

یہ صفت سنکر وہ بولا کہ یہ توفیر صاحب قریش ہے۔ اور میں اُسے ضرور جا کر ملوں گا

نبوت کے تیرہ سال مکہ میں

سابقین و اولین کی شان [جس طرح گویے، اُن کا مختصر حال یہ تھا۔ جو لکھا گیا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔

کہ اس عرصہ میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد چند سینکڑوں سے زیادہ نہیں بڑھی تھی لیکن
یہ بھی عجیب کامیابی تھی۔ کہ ان ایمان لانے والوں میں:

۱) اعلیٰ ابو بکر عثمان۔ عمرؓ کی شان کے بزرگوار تھے؛ جنکی علمی فضیلت، عملی کشش و

طاقت، روشن ضمیر اور برترین قابلیت کے اور۔ افسے چار دانگ عالم کی رہنمائی کی۔

(۲) یاسد بن ابی معیط طیارؓ۔ اور ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ کی سنی اعلیٰ استعداد کے تھے

جنہوں نے شرب و منہ و خمران کو عظ کے ذریعے سے مسلمان کر لیا۔

۳) ابی عبد اللہ بن مسعودؓ و عبد الرحمن بن عوفؓ کے منصب کے تھے۔ جن کی علمی و ادبی

سینکڑوں علمی نکات کی مخزن ہیں۔

۵) زاد المعاد صفحہ ۳۰۔ جلد اول۔ کہتے باہر ہدی غیر ملکیاں یہ آنحضرتؐ کو لوگ صاحب قریش کہتے تھے۔

اثناءِ راہ میں بریدہ اور
شخصوں کا مسلمان ہونا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یثرب کو جا رہے تھے کہ اثنائے راہ

میں بریدہ اُسلی ملا، یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ قریش نے آنحضرت
کی گرفتاری پر ایک سواونٹ کا انعام منہر کیا تھا۔ اور بریدہ اُسی انعام کے لالچ سے
آنحضرت کی تلاش میں نکلا تھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا، اور حضور سے
ہم کلام ہونیکا موقع بھی ملا، تو بریدہ ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ اپنی پگڑی اُتار کر
نیزہ پر باندھ لی، جس کا سفید پھریرہ ہوا میں لہراتا اور بشارت سُناتا تھا، کہ اس کی بادشاہ
صلح کا حامی، دنیا کو عدالت اور انصاف سے بھرپور کر نیوالات شریف لا رہا ہے۔

راستہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زبیر بن العوام ملے، یہ شام سے آ رہے تھے
اور مسلمانوں کی تجارت پیشہ گروہ بھی ان کے ساتھ تھا، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو بکرؓ کے لئے سفید پارچات پیش کیئے۔

قبائیں پہنچنا ۸ ربیع الاول ۳۱ھ نبوت روزِ دو شنبہ (۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) مطابق ۱۲ شری

۳۱ھ یومِ یومِ اقصیٰ کہ خدا کا نبی قبائیں پہنچ گیا، اہل یثرب نے جب سُنا تھا کہ آنحضرتؐ
مکہ چھوڑ دیا ہے، روزِ صبح سرِ راہ پہنچے چشمِ بکڑ ٹھیک جاتے اور جب تک ٹھیک دوپہر نہ ہو
جاتی بیٹھے رہتے، یہ بند گوارا بھی واپس ہی گئے تھے کہ حضورؐ پہنچ گئے، اور ایک شخص
پکارنے سے سب جمع ہو گئے، اور خیرِ مقدم، اللہ اکبر کے ترانے لگاتے ہوئے، آفتاب
رسالت کو گرد اگر دُور خیرِ شفاعوں کی طرح جمع ہو گئے، اکثر مسلمان ایسے تھے جنہوں
نے ہنوز دیدارِ پرِ انوارِ سی چشمِ ظاہرین کو روشن نہ کیا تھا، انیس نبی اللہ اور حضور کے
رفیق ابو بکرؓ شقیق کی شناخت میں اشتباہ ہو جاتا تھا، حضرت صدیقؓ اس ضرورت
کو تاڑ گئے اور سرِ مبارک پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔

۱۵ بخاری عن عہدِ ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵ سرورِ المہزون شاہِ دنی اللہ محدث
دہلوی المتوفی ۱۴۷ھ ۱۵ صبح بخاری، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کا رسول پختہ تک یاں ٹھہرا، اور اس سہ روزہ قیام ہی میں سب سے پہلا کام یاں یہ کیا، کہ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کے لئے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔

اسی جگہ شیر خدا علی مرتضیٰ بھی مکہ سے پیادہ پا سفر کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ چند روز تک مکہ میں حسب الارشاد نبوی صلعم اسلئے ٹھہر گئے تھے کہ جن لوگوں کی امانتیں آنحضرتؐ کے گھر میں ہو جو وہ تھیں، وہ انکوں کو واپس کر دیجادیں۔

۱۲۔ ربیع الاول سہ ہجرت کو جمعہ کا دن تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے سواہر ہو کر بنی سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا، یاں تنو آدمیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا، یہ اسلام میں پہلا جمعہ تھا۔

خطبہ

<p>خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا جمعہ کا وسلم فی اول جمعہ جمعہ بالمدینۃ فی بنی سالم بن عوف۔ الحمد لله احمداً واستعينه واستغفره واستهد به وامن به ولا كفره۔ واعادى من كفره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً عبده ورسوله۔ امرسله بالهدى والنور</p>	<p>رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا جمعہ کا خطبہ جو مدینہ پہنچ کر کے بنی سالم بن عوف میں حضور نے پڑھا تھا۔ حمد و ستائش خدا کیلئے ہو، میں اسکی حمد کر رہا ہوں مد بخش اور ہدایت اُسی سے چاہتا ہوں، میرا اکیلے اُسی پر ہے، میں اسکی نافرمانی نہیں کرتا۔ اور نافرمانی کرنا اولوں کی عداوت رکھتا ہوں، میری شہادت یہ ہے کہ خدا کے سوا عبادت کے لائق کوئی بھی نہیں۔ وہ کیسا بڑا اسکا کوئی شریک نہیں۔ محمد اسکا بندہ اور رسول ہے اُسی نے محمد کو ہدایت۔ نور اور نصیحت کیسا تھا</p>
---	--

۱۔ تفسیر غلام ابی السعود صفحہ ۱۵۲ جلد ۸، مگر صحیح بخاری میں بعض عشریہ لکھا ہے۔

۲۔ مطابق ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء۔ زاد اللہ ما و صفحہ ۲۵ میں ۱۲۔ ربیع کو دو شبہ لکھا ہے۔ یہ غلط ہے۔

والموعظة على فترة من الوصل و
 قلة من العلم وضلالة من الناس
 وانقطاع من الزمان ودنو من
 الساعة وقرب من الاجل -
 من يطعم الله ورسوله فقد
 رشد ومن يعضمها فقد غوى و
 فرط وصل ضل ولا بعيداً - و
 اوصيكم بتقوى الله فاتخير كما وصي
 به المسلم المسلم ان يحضه على
 الآخرة وان يامر به بتقوى الله -
 فاحذروا ما حذركم الله من
 نفسه ولا افضل من ذلك
 نصيحة ولا افضل من ذلك ذكرا -
 وان تقوى الله لمن عمل على وجل
 ومخافة من ربه عون صدق عني
 ما تبغون من الامر الآخرة ومن
 يصلح الذي بينه وبين الله من امره
 في السر والعلانية - لا ينوي بذلك
 الا وجه الله يكن له ذكرا في عاجل
 امره وذخرا في ما بعد الموت يحين

ایسے زمانے میں بھیجا ہے، جبکہ مقولہ کو کوئی
 رسول نہ نیا پہنچا تھا۔ علم گھٹ گیا اور اگر ابھی
 بڑھ گئی تھی، اُسے آخری زمانے میں قیامت کے
 قرب اور موت کی نزدیکی کے وقت بھیجا گیا ہے
 جو کوئی خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہے، وہی
 راہِ یاس ہے۔ اور جس نے انکار کیا، وہ بھٹکا
 گیا، درجہ گر گیا، اور سخت گمراہی میں غنچس گیا ہے
 مسلمانو! میں تمہیں اللہ و تقویٰ کی وصیت کرتا
 ہوں۔ بہترین میت جو مسلمان مسلمان کو کر سکتا ہے
 یہ ہے کہ اُسے آخرت کیلئے آمادہ کرے، اور اللہ تقویٰ
 کیلئے کہے۔ لوگو! جن باتوں سے خدا تمہیں پرہیز کرنے
 کو کہا ہے ان سے بچتے رہو۔ اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت
 ہے، لہٰذا اس سے بڑھ کر کوئی ذکر ہے۔
 یاد رکھو کہ امور آخرت کے بارے میں اس شخص کیلئے
 جو خدا سے ڈر کر کام کر رہا ہے، تقویٰ بہترین
 مدد ثابت ہوگا۔ اور جب کوئی شخص اپنے اور
 خدا کے درمیان کا معاملہ خفیہ و ظاہر میں درست
 کر لے گا، اور ایسا کرنے میں اسکی نیت خالص ہوگی
 تو ایسا کرنا اُسکے لئے دنیا میں ذکر اور موت کو بعد
 (جبکہ انسان کو اعمال کی ضرورت و قدر معلوم ہوگی)

لے تقویٰ۔ اس انسانی لکھکا نام ہے، جو انسان کو منہیات و منکرات سے روکتا ہے۔ از محیط المحیط +

يفتقر المرء الى ما قدم -

وما كان سوء ذلك - يودّو

ان بينه وبينها املاً بعيداً - ويحدّ

كماله نفسه والله رؤف بالعباد

والذي صدق قوله وانجز

وعده لا خلف لذلك فانه

يقول عز وجل - ما يبدل القول

لدني وما انا بظالم للعبيد

فاتقوا الله في عاجل امركم والجله

في السر والعلا نية فانه من يتق الله

يلق من عند سيئاته ويعظم له اجرا

ومن يتق الله فقد فاز فوزاً عظيماً

وان تقوى الله يوفى مقته ويوفى

عقوبته ويوفى سخطه -

وان تقوى الله يبيض الوجه

ويرضى الرب ويرفع الدرجة

خذوا حظكم ولا تفرطوا في

جنب الله - قد علمكم الله كتابه

ونحى لكم سبيله ليعلم الذين

صدقوا ويعلم الكاذبين فاحسنوا

كما احسن الله اليكم وعادوا واعبدوا الله

ذخيره بخائے گا -

لیکن اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو اس کا ذکر اس بیت میں ہے

انسان پسند کرے گا کہ اس کا حال اس سے دور ہی کچھ جاوے

خدا انکو اپنی طرف سے ڈرائے گا اور خدا تو اپنی بندوں پر نہایت

مہربان ہے اور جس شخص نے خدا کے حکم کو سچ مانا

اور اس کے وعدوں کو پورا کیا تو اسکی بابت ایسا

الہی موجود ہے تمہارے ہاں بات نہیں بدلتی

اور ہم اپنے ناچیز بندوں پر ظلم نہیں کرتے

مسلمانو اپنے موجودہ اور آئندہ ظاہر و خفیہ

کاموں میں اللہ سے تقویٰ کو ہمیشہ نظر رکھو کیونکہ

تقویٰ والوں کی بدیاں چھوڑ دی جاتی ہیں اور اجر

بڑھایا جاتا ہے - تقویٰ والے وہ ہیں جو بہت

بڑی سزا کو بچنے کی خاطر مانگتے - یہ تقویٰ ہی ہے جو

اللہ کی بیناری، عذاب اور عفتہ کو دور کرتی ہے

یہ تقویٰ ہی ہے جو چہرہ کو درخشاں - پروردگار

کو خوشنود اور درجہ کو بلند کرتا ہے

مسلمانو احتیاطاً اور حقوق الہی میں فرغ نہ

کرو - خدا نے اسی کو تمکو اپنی کتاب کھلائی اور اپنا

رشتہ کھلایا کہ استباز اور کاذبوں کو الگ الگ

کر دیا جائے - لوگو! خدا تمہارے ساتھ عزت رکھتا ہے

بھی لوگوں کے ساتھ ایسا ہی کرو اور جو خدا کے دشمن،

وجاهدوا فی اللہ حق جہادہ
ہو اجتباکم وسماکم للمسلمین۔

لیہلک من ہلک عن
بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ
ولا قوۃ الا باللہ فاجتہوا
ذکر اللہ واعملوا لما بعد الیوم
فانہ من یصلح ما بینہ و
بین اللہ یکفر اللہ ما بینہ و
بین الناس ذلک بان اللہ
یقضی علی الناس ولا یقضون
علیہ ویملک من الناس ولا
یملکون منہ۔ اللہ اکبر
ولا قوۃ الا باللہ العظیم

ہیں انہیں دشمن سمجھتے اور اللہ کو مستے میں پڑھتے
اور تو میری کوشش کرو۔ اسی تکویر گزیدہ بنایا اور
تمہارا نام مسلمان رکھادی تاکہ ہلاک ہو نیوالا بھی بدشمر
دلائل پر ہلاک ہو اور زندگی پائیوالا بھی بدشمر
دلائل پر زندگی پائے۔ اور سبکیاں اللہ کی مدد میں
لوگوں اللہ کا ذکر کرو، اور آئینہ زندگی کیلئے عمل کرو گو
جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان کا معاملہ درست کر
لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکے اور لوگوں کے درمیان
کے معاملے کو درست کر دیتا ہے۔ ہاں خدا
بندوں پر حکم چلاتا ہے، اور آپس میں کا حکم
نہیں چلتا، خدا بندوں کا مالک ہے، اور بندوں کو آپس
کچھ اختیار نہیں خدا سب سے بڑا ہے، اور ہم کو
(نیک کر نیکی) طاقت اسی عظمت الہی ملتی ہے

مدینہ کا داخلہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پشرب کے جنوبی جانب
سے شہر میں داخل ہوئے۔ اور کج ہی سے شہر کا نام مدینۃ النبی ہو گیا، جسے مختصراً
مدینہ کہا جاتا ہے۔

داخلہ عجب شاندار تھا لگی کوچے تحمید و تقدیس کے کلمات سے گونج رہے تھے
مرد۔ عورت۔ بچے۔ بوڑھے نور خدا کا جلوہ دیکھنے کیلئے سراپا چشم بن گئے تھے
تشریف آوری کے اس شکوہ و افتشام کو دیکھ کر اہل کتاب کے عالم سمجھ گئے کہ حقوق
نبی کی کتاب باب ۳۴ درس ۳ کا مطلب آج کھلا۔

”اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا۔“

اسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اُس کی حمد سے

معمور ہوئی۔“

انصار کی معصوم لڑکیاں پیار سے لہجہ اور پاکہ زبانوں سے اُس وقت یہ چند اشعار گارہی تھیں:-

اُن پہاڑوں کی جویں سو جنوب
چودھویں کا چاند ہے ہم پر چٹھا
کیسا عمدہ دین اور عیالیم ہے
شکر و اہمیت ہے ہمیں اللہ کا
ہے اطاعت فرض و حاکم کی
سچیتے والے سہتے میرا کب سوا

أَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَحَّجَ اللَّهُ دَاعِ
إِلَيْهَا الْمَبْعُوثُ فَمِنَا
جِئْتُ بِالْأَمْرِ الْمَطَاعِ

۱۵۔ ہجرتِ مابین میں جس قدر کتابیں پہلے انبیاء کی ہیں اُن میں کہ کا نام فاران ہے۔ کیونکہ اس جگہ پر فاران بن عوفؓ نے میرے اپنا قبضہ کیا تھا۔ تواتر کی کتاب پیدائش ۱۱ باب ۲۱ درس میں ہے۔ واکمیل فاران کو کیا بان میں رہا۔ قرآن مجید پر ثابت ہے کہ اولہم واکمیل خاص زبان میں ہے سچہ تعمیر کی جواب کعبہ کے نام سے مشہور ہے۔ پس تواتر و قرآن ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہوئے ثابت کرتے ہیں کہ فاران کہ کا نام ہے۔ فاران کا ذکر تواتر کی کتاب اعداد ۱۰ باب ۱۲ درس اور کتاب استثناء ۲۲ باب ۲ درس میں بھی آیا ہے۔ اور ان سب حوالہات سے تصریح ثابت ہے کہ فاران کہ کا نام ہے۔

۱۶۔ کتاب یسعیاہ ۴۲ باب ۱۱ درس میں ہے کہ سلع کے باشندے ایک گیت گائینگے۔ دینہ کا نام انبیاء سابق کی کتابوں میں سلع ہے۔ مورخ طبری کے بیان و ثنابت ہے کہ جنگ خندق میں مسلمانوں نے جس جگہ خندق کھودی تھی وہاں ایک ٹیلہ کوہ کا ہے جس کا نام اہل مدینہ کی زبان پر سلع ہے۔

۱۷۔ ثنیتات جمع ہے ثنیتہ کی۔ ثنیتہ ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ سفر ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنیتہ البو ثنیتہ الجاہر ثنیتہ مروان سے عبور فرمایا تھا۔ ثنیتہ دواع دینہ کے قریب ایک ٹیلہ ہے۔ اہل مدینہ دوست کو یہاں تک چھوڑے یا کر کے تھے۔ اس لئے اس نام سے مشہور ہوا۔ ان ثنیتات کا ذکر یسعیاہ ۴۲-۱۱ میں ہے۔ سلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے لٹکائیں گے۔“

یہ انصار جن کی لڑائیوں نے یہ ترانہ سنجی کی ہے، وہی ہیں، جنہوں نے ۱۲۱ھ و ۱۲۲ھ نبوت میں مکہ معظمہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یاد رہے جو مصعب بن عمیر یا ابن ام مکتوم جی اللہ عنہما کی ہدایت سے اور تعلیم سے مدینہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔

بزرگ انصار کچھ شیعہ الدار یا صاحبہ ثروت یا کسی بڑی جاگیر دار ملک کے مالک نہ تھے مگر ان کے لیے غنی اسلام کے لیے فدائی مسلمان بھائیوں پر اتنے ترکان تھے کہ جب کوئی مسلمان مہاجر تنگی تواریوں کیچھی ہوئی کہ ان کی جان بچا کر بھوکا پیاسا مدینہ ۱۲۱ھ انصار کے معنی مددگار ہیں۔ اسلام میں یہ لفظ بال اہل مدینہ کا ہے۔ مہاجر کے معنی ہجرت کرنے والے کے ہیں۔ اسلام میں یہ لقب اہل مکہ کا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ گئے تھے۔ یہ مسلمانوں کی کتاب ۲۱ باب میں ہجرت کا ذکر ہے۔ اولیٰ ہم اس کتاب کے دس نقل کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعض الفاظ کی صراحت کریں گے۔

۱۳۰۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تمہرات کو ٹوٹ گئے۔ اسے دو اینوں کے قافلوں۔
 ۱۳۱۔ پانی کے لیے پیسے کا استقبال کرنے اور شہر کی سڑکیں کا بندوبست دیکھنے والوں کو کھلو۔
 ۱۳۲۔ کیونکہ اسے تواریوں کی سنانے کی سبب سے اور پھر وہی کمان پر اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔
 ۱۳۳۔ کیونکہ خداوند نے بھگا دیا ہندو ایک اس میں ہندو کے پر آب ٹھیکے میں قیدار کی ساری قوم بھائی ہوئی۔
 ۱۳۴۔ اور تیر اندازوں کی جو باقی ہے۔ قیدار کے بہادر نوک گفت جاتیں گے۔ کہ خداوند اس راہ میں خود اپنے ہوں فرمایا۔
 سندرجہ بالا آیات میں آیت ۱۵ میں مہاجرین کا ذکر ہے جو ظالم قریش کے سامنے سے جان و ایمان بچا کر بھاگے تھے۔ اور مدینہ گئے تھے۔ آیت ۱۳ میں دو اینوں اور ۱۴ میں تیمار والوں کو حکم ہے کہ ان کا استقبال کریں اور وہی باقی سے انکی تواضع کریں۔ واضح ہو کہ دو این نام ہے حضرت ابولہب کے پوتے۔ نقصان کے بیٹے۔ سب کے بھائی کا سب اور دو این کی اولاد کا سب میں مل کر باد ہوئی تھی۔ سبیل عزم کے آفسہ سے قبائل متفرق ہوئے۔ اس وقت خراج کے قبائل جو انصار کہلاتے ہیں انہیں میں ہیں۔ سونج ابن خلدون نے اسے صراحت سے بیان کیا ہے۔ اس میں یہ ہیں جیسا کہ پیش گوئی کی کہ مہاجرین کی ہجرت قریش کی تواریوں اور کمانوں کی وجہ سے ہوئی۔ ایسے ہی پیش گوئی ہے کہ ان کو انصار نسل دو این کے ہونے جیسا کہ ہوا۔ تیمار نام ہے حضرت اسماعیل کے آٹھویں نسل کا بھائی اولاد مدینہ کا عقیدہ آیا ہوئی۔ اہل مدینہ و حوالی مدینہ کو نصرت و تائید کا حکم دینے کے بعد آیت ۱۶ اور ۱۷ میں ان ظالموں کا انجام بتلایا ہے یعنی قریش کا انجام اس جنگ قریش کو قیدار والہ بتلایا ہے۔ قیدار حضرت اسماعیل کے دوسرے نسل کا نام ہے۔ قریش انہی کی نسل میں سے ہیں۔ بتلایا گیا ہے کہ اس واقعہ ہجرت کے ایک سال بعد قیدار کے بہادر کمان انداز ٹھٹھ جاتیں گے اور انکی شوکت کم ہو جائیگی چنانچہ ہجرت کے ایک ہی سال کے بعد جنگ بدر کا وقوع ہوا جس میں قریش کو نامی سوار شہر بہادر باغی اہل ایران کو دھب داب جہنم و عزت کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ جملہ آیات میں صاف صاف نام بتا کر پیش گوئی کی گئی ہے +

میں جا پہنچا تھا تو ہر ایک انصاری یہ چاہتا تھا کہ وہ مہاجر اُسی کے پاس ٹھہرے۔ آخر قرعہ اندازی
 ہوتی تھی اور جسکو نام پر قرعہ نکل آتا۔ وہ مہاجر بھائی کو اپنے گھر لیجاتا۔ مکان۔ اسباب۔ روپیہ زمین
 مویشی غرض جو کچھ اسکی ملک میں ہوتا اسکا آدھا حصہ اُسی دن تقسیم کر کے دیدیتا۔ اور پھر اس
 دن اُس کی خدمت کے لئے مستعد رہتا۔ اپنی خوش قسمتی پر شکر کرتا کہ خدا نے دیکھ کر ایک بھائی کو اُس
 کا حصہ دار بنایا ہے۔

== مکہ اور مدینہ کے حالات کا مقابلہ ==

مکہ میں صرف ایک قوم قریش کا نور اور حکومت تھی۔ اور سب کا مذہب بھی (زیادہ)
 بت پرستی تھا، مدینہ مختلف اقوام اور مذاہب کا مجموعہ تھا، وہاں بت پرست بھی تھے اور
 یہودی بھی۔ اور کم تعداد میں عیسائی بھی۔ یہودیوں کے کئی زبردست قبیلے بنو نضیر
 بنو قنیقاع، بنو قریظہ تھے جو اپنے جداگانہ قلعوں میں ہار کرتے۔ تجارت اور سود خواری کی
 وجہ سے بہت مالدار تھے۔

جب خدا کی برکات یہ نبی ہوسے علیہ السلام نے اپنے وعظ میں یہود کو یہ بشارت کی تھی

۱۔ کتاب التنبیہ ۱۸ باب کا ۱۵ اور سچ ہے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ تیرے لئے تیری ہی درمیان ہو۔ تیرے ہی بھائیوں
 میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ اسی باب کے ۱۸ و ۱۹ میں زیادہ صاف ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ۱۸۔ میں ان کے لئے
 ان کے بھائیوں میں سے مجھ سے ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اُن کے من میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔
 وہ سب ان ہی کے کہے گا۔ ۱۹۔ اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو نہیں سمجھتا وہ میرا نام لیکے کہے گا۔ نہ میں اسے
 میں اس کا حساب اس کو لوں گا۔ ان آیات کے قریب تک سوسے مسلمانوں کا استدلال یہ ہے۔ ۱۔

(الف) کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں۔ (دیکھو کتاب پیدائش باب ۶۔ ۱۲ و باب ۲۵۔ ۱۸)۔
 (ب) بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں ہوا (دیکھو کتاب التنبیہ باب ۳۲۔ ۱۰)۔
 اسکو یہ پیش گوئی ہے کہ بنی اسماعیل کے لئے صاف ہے۔ حضرت کا یہ یہ دیا گیا ہے کہ اپنا کلام اُس کے من میں
 ڈالوں گا۔ یہ پتہ آنحضرت کا ہی خاص ہے کیونکہ قرآن مجید کے سوا۔ باقی کوئی کتاب (تورہ۔ انجیل) ایسی نہیں
 جس میں کلام الہی کے الفاظ محفوظ رہے ہوں جسکی وحی لفظاً و معنیاً پہنچی ہو۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو اقوال
 اور احکام نہیں کہ وہی کے دلی حکام کو سوا اور کوئی عبارت تورہ کی خدا کے لفظوں میں محفوظ نہیں۔ اور موسیٰ کے سوا
 دوسرا نبی، کو صحیفوں میں خصوصاً انجیل میں آسمانی وحی کو لے کر آئے۔ خدا کے الفاظ نہیں۔ اس قرار کے بقدر
 انبیاء میں صرف حضرت موسیٰ ہی رہ جاتے ہیں۔ جبکہ کلام کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مالکیت ہے۔
 ہمارے نبی اور حضرت موسیٰ میں باہمی مماثلت و مشابہت ہو میں جو مثلاً دونوں کا صاحبِ ہجرت صاحب

یہود مدینہ نبی موعود کے منتظر تھے۔ کہ خدا موعودؑ کے بھائیوں میں سے موعودؑ جیسا نبی پیدا کریگا اس وقت سے یہود امید کئے ہوئے اور اسی امید پر مدینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہ بنی اسماعیلؑ میں پیدا ہونے والا نبی۔ یہود کے ادبار قومی کو دور کرنے والا۔ انکی گزشتہ شان و شوکت، حکومت و سلطنت کو دوبارہ زندہ کرنے والا ہو گا۔ اور جب یہود کو شام سے نکال دیا گیا اور ذلت و غلامی کے گڑھے میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس وقت سے بنی موعود کے طور پر ان کی آنکھیں اور بھی زیادہ لگی ہوئی تھیں۔

اب تکلیفی بنی کا مدینہ میں تشریف لانا ان کے یہودی بالخصوص بہت خوش ہوئے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ توسع کو استبداد ٹھہراتا۔ اسکی تعلیم کو پتہ بھلا تا مسیح پر ایمان لانے کو اسلام کا ضروری و لاینفک جزو قرار دیتا۔ اور اسکی بزرگی کے یہودیوں کی انصاف و ملزم ٹھہرتا ہے تو اس سبب سے ہمارے بنی کے دشمن ہو گئے۔ جسے خدا کے برگزیدہ بندہ جیسے مسیح نے سب آخری عطا فیہ سے تہ تیغ کر دیا ہے۔

جیسا بنی مدینہ نبی موعود کے منتظر تھے [کے آنے کی خبر دی تھی جو دنیا کے ساتھ ہمیشہ رہے گا اور جو دنیا کو سب چیزیں سکھلائے گا۔ اور عیسائیوں کو اس کے حکم پر چلنے کی تاکید کی تھی۔]

شریعت صاحب جہاد ہونادونوں کو انکا ایسویں سال کے شروع میں نبوت ملنا اور یہ امور وہ ہیں جو حضرت موعودؑ کے بعد مجموعی طور پر بنی اسرائیل کے کسی بنی میں نہیں پائے جاتے۔ مگر ہمارے بنی میں پائے جاتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن اس جگہ صرف ایسی حالت پر غور نہ کرنا چاہئے۔ جسے کتاب متفقہ نے خود بیان کیا ہے۔ قرآن مجید اسکی تصدیق یوں کرتا ہے۔

وما یطق عین الہوی۔ ان ہوا لا وخی یوحی عما یخیر الخواشش نہیں بول رہا ہے یہ تو وہ کلام ہے جو خدا نے اُس کے پاس بھیجا اور اُس کی ناطقہ پر جاری ہوا۔

آپ جہود قدیم ہمدان کے تمام کتابوں کو دیکھ جائیں۔ قرآن مجید کے سراسر پیشگوئی کا کسی نے بھی حوالہ نہیں دیا۔ اور دلیل نہیں پکڑی۔ بیشک یہ صفت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بہت ہی خاص ہے۔ ۱۲۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ درس میں لفظ تیسرے ہی درمیان سے الحاقی ہیں اس کیلئے تین روشنی لائل ہیں۔ درونانی قواعد میں یہ لفظ موجود نہیں۔ (۱) اسی بجائے درس ۱۱ میں کل پیشگوئی کو ذکر کیا گیا ہے اس میں یہ لفظ موجود نہیں۔ (۲) اس میں اسی آیت کو اعمال ۳ باب ۳ میں درج کیا ہے اور اُس میں یہ ہے سی درمیان کو کے الفاظ نہیں لکھے۔

لے وہ دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا۔ وہ میری نمرگی کرے گا۔ تمہیں لے کر سچائی لگی راہ بتلا دے گا۔ ۱۳۔ ۱۴۔ باب ۱۶۔ انجیل یوحنا ۷۔

مسیحیوں کی بھی اس نبی کا انتظار کر رہے تھے۔ جو یہود سے انکے ظلموں کا بدلہ لینے والا عیسا مہیلا کو بلال بخشنے والا مسیح کی صداقت ظاہر کرنے والا ہو۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے نحو و ساختہ مسائل۔ انبیت۔ تثلیث۔ کفارہ۔ رہبانیت اور پرچے ایسی اقتادات کا رد کیا: تب بھی ہمارے نبی کے دشمن ہو گئے!

مہینے کی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے ناظرین کو عبد اللہ بن ابی بن سلول کے طالع پر بھی ایک مختصر نظر ڈال لینا ضروری ہے۔ یہودیوں کے سوا مہینہ کا ممتاز ذی اثر شخص یہی تھا۔ اُس و خروج کے قبیلوں پر اس کا پورا رعب تھا۔ اور اس کو توقع تھی کہ ان طاقتور قبیلوں کی مدد سے مہینے کی سب سے اعلیٰ طاقت میں ہی بن جاؤں گا۔ جب اُس نے دیکھا کہ اُس خیزج مسلمان ہو رہے ہیں تو خود بھی (بعد از جنگ بدر) ظاہر حال مسلمانوں سے مل گیا۔ لیکن حجاب

سے ڈاکٹر سپرنس نے اپنی کتاب سومذ مذہب و سائنس میں لکھا ہے کہ عیسائی مذہب اپنی ابتدا میں سالہا سال تک تین اصولوں پر عمل پیرا رہا، حق اللہ یعنی انسان کو چاہئے کہ خدائے بزرگ و برتر کی تعظیم کرے، حق الذات یعنی انسان کو چاہئے کہ ذاتی طور پر نیک رہے، حق العباد لازم ہے کہ انہائے جنس کے ساتھ بھلائی کرے۔ اس کے بعد ڈاکٹر موتوف نے لکھا ہے کہ ان ترمیمات و اصلاحات کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے جو مذہب عیسوی میں بیرونی عناصر کی آمیزش سے پیدا ہوئے اور جن کا قائم ہیں۔ اول ٹریٹن کی تحریروں پر مبنی ہے جو اس نے قیصر سیویرس کے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں پر طرح طرح کے ظلم ہو رہے تھے۔ بمقام رومائیندگی کی تھی اس تحریروں میں تخلیق کا ذکر نہیں ہے۔ اور کفارہ کا تو یہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں جو نے انسان کے اعمال حسنہ و شیکہ کے لحاظ سے جزا و سزا مقرر کی ہے جو نیک ہو گئے۔ انہیں لذت و جاودانی عطا فرمایا گیا۔ اور جو بد ہو گئے۔ انہیں ابدی شعلوں میں جھونک دیا۔ ڈاکٹر مذکور نے پھر لکھا ہے کہ قیصر قسطنطین کے عہد میں عیسائیت میں بت پرستی شامل ہوئی اور پادریوں کی پہلی کونسل اس کی ہدایت سے مسیح میں قائم ہوئی۔ پھر کرسنوں کے انعقاد کی رسم پڑ گئی۔ ہر ایک کو نسل مذہب اور اعتقاد میں نئی نئی ترمیمات و اصلاحات عمل میں لانے لگی۔ اسلئے ہم نے جو متن میں فقط عیسائیوں کے خود ساختہ مسائل ذکر کیا ہے بالکل صحیح ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے جن مسائل میں اصلاح فرمائی تھی۔ آہستہ آہستہ اور جزا جزا مختلف طور پر عیسائیوں کے مختلف فرقوں نے بھی ان اصلاحات کو قبول کر لیا ہے۔ اور اپنے مذہب کا جو بد بنایا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی تک اپنے اس سچے معنی مہم دہی صمد کے خنجر گزرا نہیں ہے۔ شاید انہیں کوئی دیکھنے۔ کہ وہ مسیح کو ابن اللہ تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ فرقہ اسلام کے بعد پیدا ہوا جو رہبانیت اور پرچے آہی آہی اور سخت منتشر ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جب اُس نے دیکھا کہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو گئے ہیں، تو اُس نے چاہا کہ یہودیوں پر بھی اس کا پہلا اثر قائم رہے، اور مسلمان ہوجانے والے قبائل بھی بدستور زیر اقتدار رہیں اسلئے اُس نے یہ رویت اختیار کیا کہ مسلمانوں میں بیٹھ کر ان سے اپنی رفاقت کا اقرار کرتا اور دیگر اقوام کے سامنے اُن کے ساتھ اپنے اتحاد و صداقت کا دعویٰ کیا کرتا۔

اور چونکہ وہ فی الحقیقت اسلام کو اپنی آرزوؤں کا پامال کنندہ سمجھتا تھا۔ اسلئے جو قبضہ ملتا، تو مسلمانوں کی ضرر رسانی میں بھی مریخ نہ کرتا، ماس گروہ کا نام مسلمانوں نے منافق رکھا، مدینے کی یہ حالت تھی، اور اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کی دعوت اور منادی کے لئے اس جگہ بھی بہت سی دشواریوں کا سامنا تھا۔ ایک منصف اور غور کرنے والی طبیعت فیصلہ کر سکتی ہے کہ ان سب موانع پر غالب آنا اسلام کی صداقت کی عمدہ دلیل ہے، کائنات اسلام میں جو کامیابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں بمقابلہ مکہ معظمہ ہوئی، اُس کا ذکر قرآن نے پہلے سے بطور پیش گوئی فرما دیا تھا، وَلَا آخِرَ خَيْرَ لَكَ مِنَ الْأُولَى، پچھلا تیرے لئے پہلے سے بہتر ہو گا، ۱۰

باب

استحکام امن کے لئے بین الاقوامی معاہدہ، قریش کی ضرورتیں۔ سازشیں اور حملے،

یہود کی عمدہ شکنجہ۔ سازشیں اور حملے، مسلمانوں کی کامیابی۔ منادین اسلام کو وعظ

وانذار میں آزادی ملنا، اسلام کی وسعت۔ امن، بسط کا قیام۔

یہ ذکر ہو چکا ہے کہ مدینے میں مختلف گٹھنوں کے لوگ آباد تھے۔ انکے مذاہب بھی الگ الگ تھے۔ یہودیوں کے متعدد قبیلے قصور صابریٹ انتہور تھے، اور اپنے جداگانہ قلعوں میں ہائے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پہنچ کر پہلے ہی سال یہ مناسب خیال فرمایا کہ

جملہ اقوام سے ایک معاہدہ بین الاقوامی اصول پر کر لیا جائے تاکہ نسل اور مذہب کے اختلاف میں بھی توہینیت کی وحدت قائم رہے اور سب کو تمدن و تہذیب میں ایک دوسرے سے ملے دوستانہ ملتی رہے!

اس معاہدہ کے جستہ جستہ فقرات درج کئے جلتے ہیں :-

(۱) ہذا کتاب من محمد النبی صلعم
بین المومنین والمسلمین من قوش
ویثرب ومن تبعہم فلحق بہم
وجاہد معہم
(۲) انہم امة واحدة

یہ تحریر ہے محمد النبی کی جانب سے مسلمانوں کے
درمیان جو قریشی یا غیر کے باشندہ ہیں اور ان
لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے اور
کاروبار میں ان کے ساتھ شامل ہیں؛
کہ یہ سب لوگ ایک ہی قوم سمجھے جائیں گے!

(۳) وان یھود بنی عوف امة مع المومنین
رہاوات بلینہم النصر علی من حارب
اہل ہذا الصیغہ
(۴) وان یھود بنی عوف امة مع المومنین
رہاوات بلینہم النصر علی من حارب
اہل ہذا الصیغہ

بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں
اور جو کوئی اس معاہدہ کر نیوالی قوموں کے ساتھ جنگ کرے گا
تو اس کے برضلاف سب کے سب مل کر کام کریں گے
مسلمان اسکی نصرت کریں گے!

(۵) وان یدینہم النصح والنصحۃ
والبرودن الا لشئ
(۶) فان الیھود یدینفخون مع المومنین
ماداموا محاربین

معاہدہ اقوام کی باہمی تعلقات باہمی خیر خواہی
خیر اندیشی اور فائدہ رسانی کے ہو گویا ضرور گناہ کے نہ ہونے
جنگ کے دنوں میں یہودی مسلمانوں کے ساتھ مصافحہ
میں شامل رہیں گے!

(۷) وان بطانۃ یھود کا نفسہم
(۸) وانہ لہدیا لہم امرہ بحلیفہ
(۹) وان النصر للمظلوم

یہودیوں کی دستدار قوموں کے حقوق یہودیوں کے برابر سمجھے جائیں گے
کوئی شخص معاہدہ کے مخالفانہ کارروائی نہ کرے گا
مظلوم کی مدد و نصرت کی جائے گی!

۱۰۰) وان یثرب حرام جو فہما
لاہل ہذا الصحیفۃ؛

۱۱۱) وان الجار کالتفسر غیر مضار ولا اثم

۱۲) وانہ ماکان بین اہل ہذا

الصحیفۃ من حدث او اشتج

یعناف فسادہ فان مردۃ الی اللہ

عتر وجل۔ والی محمد رسول اللہ

مدینے کے اندر گشت خون کرنا اس معاہدہ کرنے
والی سب قوموں پر حرام ہوگا؛

زنجہاری بھی ہر قوموں جیسے سمجھے جائیں گے؛

اس معاہدہ کی قوموں کے اندر اگر کوئی ایسی نئی بات

یا جھگڑا پیدا ہو جائے جس میں فساد کا خوف ہو؛

تو اس کا فیصلہ خدا اور اس کے رسول محمد ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سمجھا جائیگا

گرد و نواح کے قبائل اس معاہدہ پر مدینے کی تمام آباد قوموں کے دستخط ہو گئے۔ اس کے بعد نبی

پڑ معاہدہ کی توسیع صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا کہ گرد و نواح کے قبیلوں کو بھی اسی معاہدہ میں

شامل کر لیا جائے۔ اس سے دو فائدے ہو گئے۔

۱) جو خانہ جنگی قبائل کے درمیان ہمیشہ جاری رہتی اور خلق خدا کے خون سے خدا

کی زمین رنگین رہتی ہے۔ اس کا اشد اذ ہو جائے گا

۲) قریش کہ ان لوگوں کو جس معاہدہ ہو جائے گا مسلمانوں کے خلاف برا بیگتہ نہ کر سکیں گے

(الف) اس مبارک اور امن بخش ارادہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے سال

۳) وہ ان تک (جو مکہ اور مدینے کے درمیان ہے) سفر فرمایا۔ اور قبیلہ بنی حمزہ بن کعب بن عبد مناف

کو اس معاہدہ میں شریک کر لیا۔ اس عہد نامہ پر عمرو بن لُحی غسانی نے دستخط کیے تھے؛

(ب) اسی ارادہ سے بہار ربیع الاول ۱۰ھ ہجرت خدا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رضوی

کی طرف گیا۔ اور کوہ بواط کے لوگوں کو شریک معاہدہ کر لیا؛

(ج) اسی سنہ میں بہار جمادی الاخریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی البیترہ شریف

یہ مقام ینبوع اور مدینے کے درمیان ہے۔ اور بنو مدیج سے معاہدہ لیکر مدینے تشریف لائے۔

اس مبارک ارادے کی تکمیل کیلئے اگر کافی وقت مل جاتا۔ تو دنیا کو آشکار ہو جاتا۔ کہ
جزئۃ للعالمین نیامیں تلوار چلنے کو نہیں۔ بلکہ صلح پھیلانے اور امن قائم کرنے کے لئے آیا ہے۔

قریش نے مدینہ پہنچ کر مسلمانوں قریش مکہ کو ایمان والوں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منی
پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تھی کہ اُنکے وطن چھوڑ کر ۳۰۰ میں پرے چلے جانے کے بعد

بھی اُن کو چین نہ آیا۔ پہلے بھی جب سلمان حبش جا رہے تھے۔ اس وقت قریش نے حبش
پہنچ کر اُن کے گرفتار کر لانے کی کوششیں کی تھیں۔ مگر وہ ملک ایک بادشاہ کے ماتحت تھا

اور سمندر و درمیان حائل تھا۔ اسلئے وہاں کچھ اور زیادہ کارروائی نہ کر سکے۔ اب جو مسلمان مدینہ
جا رہے تو سب نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا۔ قریش مکہ نے پہلے تو عبد اللہ بن

ابی اور اسلئے رفقاء کو جو آؤس و نحر ریح میں سے ہنوز ت پرست تھے۔ لکھ بھیجا۔

مسلمانوں کے خلاف تویش تم نے ہمارے شخص کو اپنے ہاں ٹھہرا لیا ہے۔ اب لازم ہے کہ تم اس
کی پہلی سازش سے لڑو یا وہاں سے نکال دو۔ ورنہ ہم نے قسم کھالی ہے۔ کہ ہم سب

یکجا تم پر حملہ کر دیں گے! تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے! اور تمہاری عورتوں پر
قبضہ کر لیں گے!

اس خط کے آنے پر ابن ابی اور اس کے رفقاء بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کا
ارادہ کیا۔ آنحضرتؐ کو بھی اسلئے اطلاع مل گئی۔ آپ نے اس حملہ کو نبوئے جمع میں خود جاکر انشکو فرمائی۔

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش نے تم سے ایسی چال اٹھائی ہے کہ اگر تم انکی دھمکی میں
تو تمہارا نقصان بہت زیادہ ہوگا۔ یہ نسبت اسلئے کہ تم انکی بات سن کر دو گے۔ کیونکہ اگر تم

مسلمانوں سے لڑو گے۔ تو اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی بھائیوں و فرزندوں کو جو ستمناں ہو چکے
ہیں قتل کر دو گے۔ اگر تمہیں قریش سے لڑنا پڑا تو وہ غیروں کا مقابلہ ہوگا۔

بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تقریر اُنکے ایسی دل نشین ہوئی کہ تمام مجمع منتشر ہو گیا۔

لے صحیح کا قول ہے کہ کہیں میں پر صلح کرنے کا یہ فیصلہ نہ ہوتا۔ مگر تلوار چلنے کو آیا ہوں۔ یہی بات درس ۳۴
لے سنن ابی داؤد (التوفی شعبان ۳۵ ہجری) عن عبد الرحمن بن کعب باب فی خبر انصیر

دوسری سازش | اس کے بعد قریش مکہ نے اندر ہی اندر شیعہ یہودیوں سے سازش کر فی شروع کر دی اور جب خفیہ طور پر ان کو اپنے ساتھ ملا چکے تب اپنی کامیابی کا پورا بھروسہ کے مسلمانوں قریش مکہ کی دھمکی کو کھلا بھیج دیا تم مغرور نہ ہو جانا کہ مکہ سے صاف بچ کر نکل آئے ہم شریب ہی پہنچ کر تمہارا استیصال کر دیتے ہیں۔

قریش کا مسلمانوں پر پہلا حملہ | اس پیغام کے بعد انہوں نے چھوڑ چھاڑ بھی شروع کر دی ربیع الاول ۱۱ھ کا ذکر ہے کہ سرداران قریش میں سے ایک شخص کرز بن جابر الغفیری شریب پہنچا اور بیٹے کرز بن جابر کا مدینہ پر حملہ والوں کے نویشی جو باہر میدان میں چر رہے تھے کو ٹکڑے کیا اور نسا اور نویشیوں کی لوٹ نکل گیا۔ گویا مدینے والوں کو اپنی طاقت دکھلا گیا کہ ہم تین سو میں کا دھاوا کر کے تمہارے گھروں سے تمہارے نویشی لے جاسکتے ہیں۔

پھر ماہ رمضان ۱۱ھ ہجری کا ذکر ہے کہ ابو جہل نے مکہ میں مشہور کر دیا کہ ہمارا قافلہ جو زروال سے مالامال ہے ماور شام سے آ رہا ہے مسلمان اسے لوٹینگے اس شہرت سے اس کا مقصود یہ تھا کہ وہ سب لوگ جن کا مال تجارت میں لگا ہوا ہے اور وہ سب لوگ جن کے اقربا قافلے میں ہیں اور وہ سب لوگ جو مسلمانوں سے نفرت رکھتے ہیں۔ بالاتفاق مسلمانوں کے خلاف جنگ کیلئے آمادہ ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

شکر قریش کی تعداد اور | ایک ہزار بائیس ہمدروں کی خوشخوار فوج لیکر جنگی سواری میں سات لاکھ قطعی ارادے کا یقین سوانٹ اونین سو گھوڑے تھے ابو جہل مکہ سے نکلا جس قافلے کی حفاظت کا ہمانہ کر کے یہ فوجی اجتماع ہوا تھا وہ مکہ میں پچیس رات بھی گیا مگر ابو جہل اس فوج کو لٹے بٹے برابر بیٹے کی جانب بڑھا چلا گیا اب مسلمانوں کو کچھ بھی شک نہ رہا کہ یہ قریش کی چڑھائی غریب مسلمانوں پر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حملہ میں صحابہ سے مشورہ فرمایا مہاجرین قابل طہینان جواب دے یا ہارمائی مشورہ فرمایا مہاجرین نے قابل طہینان جواب دیا یا ہارمائی مشورہ فرمایا

ابا انصار سمجھے کہ انحضرتؐ ہمارے جواب کے منتظر ہیں، سعد بن معاذ نے عرض کیا: شاید حضورؐ نے یہ سمجھا ہے کہ انصار اپنے شہر سے باہر نکل کر حضورؐ کی اعانت کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے ہیں انصار کی طرف سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم تو ہر حالت میں حضورؐ کے ساتھ ہیں کسی سے معاہدہ فرمائے کسی معاہدہ کو نامنظور کیجئے۔ ہمارے زرو مال سے جس قدر نشاء مبارک ہو، لیجئے ہمارے جو مرضی مبارک ہو عطا کیجئے۔ مال کا جو حصہ ہم سے حضورؐ لے لینگے۔ ہمیں وہ زیادہ پسند ہو گا۔ اس مال سے جو حضورؐ ہمارے پاس چھوڑ دینگے، ہمارے حکم حضورؐ دینگے، ہم اسکی تعمیل کریں گے، اگر حضورؐ عمران کے چشمے تک چلیں گے، تو ہم ساتھ ہونگے۔ اگر حضورؐ کو سنہرے کھس جانے کا حکم دینگے، تو حضورؐ کے ساتھ وہاں بھی چلیں گے۔ ”مقدادؓ نے کہا: ”یا رسول اللہ! تم وہ نہیں، کہ قوم موسیٰ کی طرح اذہب انت وربک فقاتلا انا ھهنا قاعدون کہہ دیں ہم تو حضورؐ کے رہنے بائیں، آگے پیچھے قتال کے لئے حاضر ہیں!“

مسلمان پہلے سے کچھ تیار نہ تھے انصار وہاں جبریل ملا کر ۳۱ ایسے کھلے جو میدان میں جا سکیں

ابن مسلمانوں کو جنگ کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ اسلام کو جنگ سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ لفظ اسلام کا مادہ سلم ہے جس کے معنی صلح اور فروتنی کے ہیں۔ جو مذہب دنیا کے لئے صلح کا پیغام لیکر آیا ہو جس مذہب کے پیرو ایمانداروں کو منکسر اور متواضع رہنے کا حکم ہو۔ وہ کیوں جنگ کرتے؟

حکم جہاد کی ضرورت یہی وجہ تھی کہ انہوں نے چُپ چاپ گھروں کو۔ املاک کو مکہ میں چھوڑ دیا اور پیش یا مدینہ چلے گئے تھے لیکن اب ایسی صورت آپڑی کہ جنگ کے سوا چارہ ہی نہ رہ گیا اگر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے۔ تو نتیجہ یہ ہوتا کہ بکریوں کی طرح فوج ہو جاتے۔ اور سب بڑا نقصان یہ تھا کہ توحید کی منادی کرنے والا دنیا پر کوئی نہ رہ جاتا۔ حضرت مسیحؑ نے اپنے پوتے تین سال کے وعظ کے بعد جس ضرورت کے مجبور ہو کر اپنے حواریوں کو حکم دیا تھا کہ

لے ردالمعاد صفحہ ۳۷، ترجمہ آیت ۷ ہے۔ جاء تواریتہ لھا دونوں لڑو۔ ہم تو یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

کپڑوں، رتوں اور نقدی کے بدلے متیوار خرید کر مستحق ہو جاویں، روقا پڑھ، اُسی ضرورت کی وجہ سے خدائے بزرگ و برتر نے مسلمانوں کی حالت پر رحم فرما کر ان کو بھی ۴۰ سال تک صبر کرنے، اور ظلم و ستم برداشت کرتے رہنے کے بعد ان حملہ آور دشمنوں کی مدافعت کا حکم دیا۔ **بجائزت جملہ کاپہلا حکم** چونکہ یہ وہ پہلا حکم ہے جس کی نوبت مسلمانوں کو جنگ کی اجازت ملی

ہے۔ اس لئے اصل مع ترجمہ ذیل میں درج ہے :-

اَوْتِیَ لِلَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْنَ بَاذِیْمَ ظُلُمِیَّاتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَهْمِ لَقَدِیْرٌ
الَّذِیْنَ اُخْرِجُوا مِنْ دِیَارِهِمْ یَغِیْرُ حَتّٰی
اِلَّا اِنْ یَقُولُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ وَتَوَلّٰی
دَفَعَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
لَهٰذَا مَتَّ صَوَامِعٌ وَبِیْعٌ وَصَلَوَاتٌ
وَمَسَاجِدٌ یَذْكُرْنِهَا اِسْمُ اللّٰهِ
کَثِیْرًا (رج - ۶۷)

جنگ کرنے والوں کو اجازت پہنچاتی ہے۔ کیونکہ
انہیں ظلم ہوا اور خدا انکی دیرینہ قادی ہے۔ یہ لوگ
اپنے وطن سے ہٹا دیے گئے اور ان کے گھر سے نکال دیے گئے
لئے اللہ کو پناہ مان لیں۔ اور اگر بعض
لوگوں نے حملہ آوروں کو بعض لوگوں سے مسلمانوں سے
اللہ پاک دفع کر دے گا تا تب ضرور عیسائیوں کے گرجا
یہودیوں کے معابد اور ترساکے مندر اور مسلمانوں کی
مسجدیں زمینیں اسم الہی کا ذکر کرنے والے ہوں گے اور ان کی عبادتیں

ناظرین! اس حکم میں مفصل طور پر وہ وجوہات درج ہیں جو مسلمانوں کو جنگ کرنے کی
اجازت ملنے کا باعث ہوئیں، اور اس حکم میں یہ بھی دکھلایا گیا ہے کہ جنگ جارجانہ ہے یا مدافعت
پہلی وجہ - مدافعت کرنے والوں کا مظلوم اور حملہ آوروں کا ظالم ہونا ہے۔

اور یہ وہ وجہ ہے جسے کل کامر وجہ قالوا - تعزیرات ہند بھی حفاظت خود مختاری
کے نام سے جانور ٹھہراتے۔

دوسری وجہ - اُن کا گھربارے کا لانا، ملاک سے بیدخل کیا جانا، اور وہی
سرف اختلاف عقیدہ کی بنیاد پر ہو

اشقی پسند ملک معظم ایڈرور و ہنتم نے جو پیغام حکومت بنجاہ سالہ ہند کے جشن پر اپنی

رعایا کو دیا تھا، اس میں نہایت فخر پہ لہجہ سے اور اس امر پر فخر کرنا بالکل صحیح اور مناسب تھا یہی درج کیا تھا کہ اس پچاس برس کے عرصہ میں کسی شخص کو بھی محض اختلاف عقیدہ کی وجہ سے اذیت نہیں دی گئی، لیکن یہ مظلوم مسلمان سب کے سب ہی تھے جن کو ہر قسم کی ایذا نہیں اور جلا وطنی کی سزا محض توحید کی وجہ سے دی گئی تھی۔

تیسری وجہ ایسی عام ہے جو ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں کو جنگ کی اجازت صرف انہی کے ذاتی، قومی، مذہبی فوائد کے لحاظ سے نہیں دی گئی۔

بلکہ اسلئے بھی کہ مسلمانوں نے جو معاہدات یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر مختلف قوم کے ساتھ ابھی حال میں کئے تھے۔ اور جس فرائض لی سے ہر ایک مذہب کے لئے مذہبی آزادی عطا کی تھی۔ اب اگر اس معاہدہ کی حفاظت میں مسلمان اپنی جانوں کو نہ لڑا دینگے۔ تو سب مذہبوں کی آزادی یسا میٹ ہو جائیگی۔ اور سب کے سب کے گرجا، خانقاہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب کوئی قوم معاہدہ کی حفاظت کرنے والی بنتی ہے تو معاہدہ پر عمل کیونکر ہو سکتا ہے۔

ان سب ضروری وجوہات نے مسلمانوں کیلئے ضروری ٹھہرا دیا۔ کہ وہ باوجود بے سرو سامان ہونے اور باوجود قلیل تعداد ہونے کے بھی دن حملہ آوروں کو مدینہ سے دور ہی رکھیں۔

مسلمانوں پر قریش کا دوسرا حملہ رمضان ۱۱ھ ہجری کو خدا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ کے مسلمانوں کو لیکر مدینہ سے چلا۔ اس لشکر کے ساز و سامان کا

اندازہ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام لشکر میں صرف دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے۔ عجب یہ اتفاق دیکھو کہ ان کی تعداد بھی لشکر طالوت کے برابر تھی، جبکہ وہ جالوت کے مقابلہ کو نکلا تھا۔

ظاہر اس طرح کے جھڑپے کئی سال تک مسلمانوں کو پریشان کرتے رہے۔ مگر ہمیشہ ان کے خلاف ٹھانی گئی۔ اور اسلام کو تلواریں کے لود سے نیست و نابود کرنے کی کوششیں برابر کی گئیں۔ لیکن اسلام ہمیشہ پھیلتا گیا۔ اس کتاب میں تو غزوات کا ذکر مختصر لفظوں میں کیا جائیگا۔

۱۱ھ ہجری تا ۱۶ھ - انفارمائیڈاز ۲۴۰

۱۱ھ ہجری عن براء - کتاب المغازی

جب بدر پہنچے۔ تو دیکھا کہ دشمن کا لشکر جو تعداد میں ان سے سہ چند اور سامان میں ہزار چند زیادہ ہے۔ اُترا ہوا ہے۔

جنگ کا ایک روز پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کا ملاحظہ کیا۔ اور بتلایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ فلاں دشمن اس جگہ اور فلاں فلاں اس اس جگہ قتل ہو گئے۔
 ۱۲۔ رمضان کو بروز جمعہ جنگ ہوئی جنگ سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت نضرع سے خدا کے حضور میں دعا کی اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر یہ مسلمان مارے گئے۔ تو دنیا پر جہاد کی سنادی کرنے والا۔ کوئی بھی نہ رہ جاوے گا۔ مسلمانوں نے بھی دعائیں کیں۔

نصرت الہی سے مکہ والوں کو شکست ہوئی، ان کے شہر مشہور آدمی اسیر اور شہر آباد کار گئے۔ ابو جہل بھی اسی جگہ مارا گیا۔ یہی سب کو چر دعا کر لایا تھا۔ وہ ۱۴ اسوار جو دارالندوہ میں آنحضرت کے قتل کے مشورہ میں شریک ہوئے تھے۔ ان میں سے بھی گیارہ مارے گئے۔
 تین جو بچ رہے تھے۔ انہوں نے بالآخر اسلام قبول کر لیا تھا۔

۱۳۔ الف، اس زمانے کا قاتلون جنگ: اللہ، مظلوم مسلمانوں کا جوش انتقام درج دیگر قبائل پر جنگی عہد قائم کرنے کی ضرورت اس امر کی مقتضی تھی کہ قیدیوں کو قتل کر دیا جاتا۔
 مگر خدائے برہم کے نبی اُمت نے مادان بیکر سب کو چھوڑ دیا، پڑھے لکھے اسیروں کا تادان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقرر فرمایا تھا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھادیں۔
 اس واقعہ سے اُس بیٹھکونی کا بھی ظہور ہوا جو یسعیاہ نبی کی کتاب ۲۱/۱۹ میں ان الفاظ سے درج ہے: وَنِي مَدَاةَ سَنَةِ كَسَنَةِ الْاَجِيرِ۔ یعنی کل جلد قیدار۔ دہ بقیدہ عدد تینینی ابطال نبی قیدار تَعْلٰی

ترجمہ ایک سال میں جو مزدور کے برس جیسا ہو گا۔ قیدار کی سب حثمت جاتی رہے گی اور بہاداران بنو قیدار کے کمان اندازوں کی تعداد گھٹ جائے گی۔
 اور اُس بیٹھکونی کا بھی ظہور ہوا جو قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس جنگ کی اجازت کا

حکم فرماتے ہوئے فرمائی گئی تھی۔ جو یہ ہے کہ اللہ علیٰ نصرہم تقدیر تھا کہ ان مظلوموں کی نصرت پر قدرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اس جنگ کا نام یوم القدر قرار دیا گیا ہے کیونکہ اہل کتاب و اہل اسلام کو ان پوشیگوئیوں کی وجہ سے اسلام کی صداقت پر ایک عمدہ دلیل مل گئی تھی۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا آلَ الْاَنْدَلُسِ بَدَلِ الْاَنْتَمِ اَوَّلَ مَا نَأْتُوا اللّٰهَ اَعَاكُمْ فَتُكْفَرُوْنَ رَاٰلِ عَمْرُوْنَ ۝۱۰۸

تیریش کی تیسری سازش اور جنگ بدر سے چند روز بعد کا ذکر ہے۔ کہ صفوان بن امیہ جو کابلی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تیاری باپ بدر میں قتل ہوا تھا اور عمر بن وہب رجب کا بیٹا ہنوز مسلمانوں کے ہاتھ میں سیر تھا، اسے باہر سنسان جگہ میں جمع ہوئے اور بنی صلی علیہ وسلم کے خلاف بائیں کرنے لگے۔

عمیرہ بولا۔ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا۔ اور اگر مجھے اپنے کتبہ کے بیکس رہ جانے کا خیال نہ ہوتا تو میں خود ہی نہ جاتا اور مجھ کو قتل ہی کر کے آتا۔ صفوان بولا تیرہ قرض میں چکا دوں گا۔ اور تیرے کتبہ کا فروغ جب تک میں زندہ رہوں میرے ذمے ہو گا۔

عمیرہ بولا بہتر یہ کہ کسی پر نہ کھلے پھر عمیرہ نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کر لیا اور زہر میں اُسے بچھوایا اور مکہ سے روز نہ ہو گیا۔

عمیرہ نے پچھلے مسجد نبوی کے سامنے اپنا نوٹ بٹھلا رہا تھا کہ ادب بول پڑا عمر فاروقؓ نے اُسے دیکھا اور بچا نہ مار دل میں سمجھ گئے کہ یہ فیضان ضرور مفسد ارادہ سے آیا ہے اس لئے آگے بڑھ کر بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ عمیرہ بن وہب مسلح چلا آ رہا ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُسے میب پاس لے دو عمر فاروقؓ نے اس کی تلوار کے قبضہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کی گردن پکڑ کر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے گئے جی نے دیکھا کہ زندہ ہے میں تمہاری مدد کی جبکہ تم کمزور تھے۔ اب اللہ کے تقویٰ کو اختیار کرو تاکہ اللہ کے لشکر کو اہمیت

تو فرمایا: **عمرؓ** اسے چھوڑ دو۔ **عمرؓ** تم میرے پاس آ جاؤ۔ **عمرؓ** نے اس کے بعد کہ سلام کیا۔ **نبی صلی اللہ علیہ وسلم** نے پوچھا کہ کس طرح آئے۔ کہا: اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں۔ **نبی صلی اللہ علیہ وسلم** نے پوچھا: یہ تلوار کیسی ہے؟ **عمرؓ** بولا: یہ کیا تلوار ہے۔ اور ہماری تلواروں نے آپ کا پہلے بھی کیا کر لیا ہے۔ **نبی صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا: تم بیچ بیچ بیلاؤ۔ **عمرؓ** نے پھر اسی جواب کو دہرایا۔ **نبی صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا: دیکھ۔ تو اور صفوان مکہ سے باہر سنسان پہاڑ میں گئے تھے۔ صفوان نے تیرا قرض اور تیرے کنبے کا خرچ اپنے اوپر لے لیا ہے اور قرض میرے متل کا وعدہ کیا اور اسی اودھ تو یہاں لیا ہے۔ **عمرؓ** تو یہ نہ سمجھا کہ میرا محافظ خدا ہے۔

عمرؓ کا اسلام لانا **عمرؓ** یہ سن کر حیران ہو گیا۔ بولا: اب یہ سولہ ان گیا کہ آپ ضرور اللہ کے **نبی و رسول** ہیں۔ یہ بالکل آسان تھا کہ سماوی خبروں اور وحی کی بابت ہم آپ کو ٹھٹھلاتے رہتے لیکن ہمیں اس راز کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں جس کی خبر میرے اور صفوان کے سوا تیسرے کو نہیں بخدا کا شکر ہے جس نے میرے اسلام کا یہ بہانہ بنا دیا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا: اپنے بھائی کو دین سکھانا۔ **قرآن** یاد کرو اور اودھ اس کے فرزند کو آزاد کرو۔ **عمرؓ** نے عرض کیا: اے **رسول خدا** مجھے اجازت دیجئے کہ میں مکہ ہی واپس جاؤں۔ اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دوں۔ میرے دل میں آتا ہے کہ اب میں بہت پرستوں کو اسی طرح بتایا کروں جس طرح پہلے مسلمانوں کو بتاتا رہا ہوں۔

عمرؓ کے مینے جانیکے بعد صفوان کا یہ حال تھا کہ سردارانِ قریش سے کہا کرتا تھا کہ دیکھو۔ چند روز میں کیا اگل کھلنے والا ہے۔ کہ تم بدر کا صدمہ بھول جاؤ گے:

جب صفوان کو خبر لگی کہ **عمرؓ** مسلمان ہو گیا تو اسے سخت صدمہ ہوا اور اس نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ ہوں **عمرؓ** سے بات نہ کروں گا۔ وہ اسے کوئی فائدہ پہنچنے نہ سکا۔

عمرؓ کہ میں آیا ہوں اسلام کی منادی کیا کرتا تھا۔ اور اکثر لوگ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے۔

بہشتی خبری کے بعد صفوان بھی جو **نبی صلی اللہ علیہ وسلم** کا سخت دشمن تھا۔ اور کہ مشہور سردار تھا مسلمان ہو گیا تھا۔

قریش کا تیسرا حملہ غزوہ السویق
قرقہ الکند

بدر میں شکست پانے کے بعد ابوسفیان نے نہانے دھونے سے قسم کھائی تھی۔ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لیا جائے!

چنانچہ وہ دوسو سواروں کو لے کر مکہ سے نکلا۔ جب مدینہ کے قریب پہنچا۔ تو رسالہ کو باہر چھوڑ کر خود تاریکی شب میں مدینہ کے اندر آیا۔ سلام بن مشکم یہودی سے ملا۔ رات بھر بادہ خوراری ہوتی رہی۔ غائبانہ دونوں کے مشورے سے یہ طے ہوا کہ مقابلہ کا وقت نہیں۔ اسلئے ابوسفیان آخر شب وہاں سے نکلا۔ مسلمانوں کے پھلدار درختوں۔ کھجوروں کو لوٹ لگا کر نیز ایک مسلمان اور اس کے حلیف کو قتل کر کے واپس چلا گیا۔

خبر لینے کے بعد قرقہ الکند تک تعاقب ہوا۔ اسلئے اس کا نام غزوہ قرقہ الکند کہا جاتا ہے۔ ابوسفیان کا رسالہ سنو کی ٹھیلیاں گراتا گیا تھا۔ جسے مسلمانوں نے اٹھایا تھا۔ اس لئے اس کا نام غزوہ السویق بھی ہوا۔

قریش کا چوتھا حملہ یا جنگ احد
یوم السبت تہ ہری

قریش کھ اگلے سال پھر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس فوج انہوں نے ایک سے عام چندہ جمع کیا تھا۔ ابو عروہ شاعر نے تمام گشت

لگا کر نو کناہ کو قریش کی مدد پر آمادہ کر دیا تھا۔ تجارت شام کا۔ ہزار اشغال سونا لیک ہزار اونٹ جو ابھی تقسیم نہ ہوئے تھے۔ چندہ میں شامل کر دئے گئے تھے۔ الغرض پانچ ہزار سواروں کا لشکر جس میں تین ہزار فتر سوار۔ دوسوا سپ سوار۔ اور سات سو زہ پونچ ہلاہہ تھے۔ مینے تک بڑھا چلا آیا۔ بنی سلی شہ علیہ وسلم کی لائے تھی۔ کہ مدینہ کے اندر بکری دافعت کی بلانے۔ مگر کثرت لائے پر فیصلہ ہوا اور مسلمانوں نے احد کے سرخ پہاڑ تک جو مدینہ سے تین کوس پر ہو گا باہر نکل کر مقابلہ کیا۔

اسلامی لشکر میں ایک ہزار مرد تھے۔ عین وقت پر ابی بن سلول نے دغا دی اور اپنے ۳۰ شخصوں کو راہ ہی سے پھیر کر لے گیا۔ اسلئے ۷۷ مسلمانوں پر پانچ ہزار حملہ آوروں کی

رافعت کا درجہ انتقام اور قصہ کے جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ بارگاہِ مسلمانوں نے اہتمام میں دشمن کو شکست دیدی تھی! اور ان کے ۱۲ مشہور علمبردار جن میں ۸ علی مرتضیٰؑ کے ہاتھ سے مقتول ہوئے، مارے جا چکے تھے۔ لیکن مسلمان تیراندازوں نے اُس درہ کو چھوڑ دیا۔ جہاں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمادیا تھا۔ پالاک دشمن نے موقع تاڑ لیا اور چکر کاٹ کر عقب سے ہو کر مسلمانوں کو دو طرف سے بیچ میں لے لیا، مسلمانوں کا اس وقت موت نقصان ہوا۔ اور لشکر کا بڑا حصہ تشریف ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ۱۲ صحابی، ابو بکر، عمر، علی، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ تھے، دشمنوں نے خدا کے نبیؐ پر ہتھ پھینکے۔ ابن قتیہ کے پتھر سے نبی صلعم کی پیشانی ابن شہاب کے پتھر سے نبی صلعم کا بازو زخمی ہوا، عقبہ کے پتھر سے نبی اللہ کے چار دانت ٹوٹ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک غار میں گر گئے تھے۔ خبر ڈگنی کہ حضور شہید ہو گئے، یہ نہ سہے محترم خواتین دوڑی دوڑی فاطمہ زہراؑ عاتشہ طیبہ کی آئیں یہاں آکر فاطمہ بولنے لگی کہ باپ کے زخموں کو دھویا۔ پیشانی کا خوں تھمتانہ تھا، اس میں پیشانی جلا کر بھری، علی مرتضیٰؑ اس وقت ڈھال میں پانی بھر بھر لاتے تھے، عاتشہ صدیقہؑ اور ام سلمہؑ نے مشکیزے اٹھائے۔ وہ زخمیوں کو پانی لا کر پلاتی تھیں، میدان جنگ میں ستر معاہ شہید ہوئے تھے۔

جنگ کے نقصانات میں سے بڑا بھاری نقصان یہ تھا کہ مصعب بن عمیر جو مدینہ میں بطور معلم اسلام آئے تھے، ورجن کے وعظ سے اُس و خدیج کے قبیلے مسلمان ہوئے تھے، شہید ہوئے، ان کی بیوی کا نام حمنہ بنت جحش تھا۔ اسی روز اس کا بھائی اور ماں بھی

۱۔ بخاری عن برادر بن عازب باب والرسول یدعوکم کتاب التفسیر
۲۔ مسلم عن انس صفحہ ۳۵۳ و ۳۵۴ بخاری عن مسلم بن سعد
۳۔ حضرت مصعب پر ایک دھاری دار چامہ کا کفن ڈالا گیا، پاؤں پر نہ رہے۔ ان پر گھاس رکھا گیا بخاری عن عیاد

شہید ہوئے تھے۔ پہلے اُسے بھائی کی شہادت کی خبر ملی۔ اس نے راتا شب بڑھا۔ اور عور کے دل میں شوہر کا درد بھائی کے حق میں دعا کی۔ پھر اُسے بتایا گیا کہ تیرا شوہر بھی شہید ہو گیا ہے۔ یہ سننے ہی اُس نے بے اختیار چیخ ماری۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو اس کے دل میں شوہر کی کس قدر محبت تھی!

اسی جنگ میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ (اسد اللہ و رسول) بھی شہید ہوئے۔ دشمنوں نے کنگے، اعضا کا ٹکڑا، انکی لاش کو بھی سیرت کیا تھا۔ جنگ کے بعد صفیہؓ دزد بیر نے بھائی ابی صفیہؓ کا انتقال حمزہ کی لاش دیکھنے آئی؛ زبیرؓ نے ماں کو دور ہی سے روکا۔ صفیہؓ نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ میرے بھائی کی لاش بگاڑی گئی اور سیرت کی گئی ہے۔ لیکن یہ تو ہمارے لئے فخر کا مقام ہے۔ بیٹا! میں نہ روؤنگی نہ چلاؤنگی۔ صرف دعا پڑھ کر لوٹ جاؤں گی!

اس بن نصر کا جوش ہاں نشاری! اسی جنگ میں انس بن نصر نے جام شہادت پیا تھا۔ اس بہادر نے چند بہادر مسلمانوں کو دیکھا کہ تھک چکے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا! انس نے نہایت جوش سے کہا: مولو اعلیٰ مامات علیہ رسول اللہ۔ آؤ۔ جہاں رسولؐ نے جان دی ہے۔ ہم بھی اسی کام میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ اب زندہ رکھ کر کیا کریں گے۔ یہ جاننا شروع کرنا جوش میں حملہ کرتے ہوئے، زخم جسم پر کھانے کے بعد شہید ہو گیا!

اسی جنگ میں سعد بن ربیع شہید ہوئے تھے۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تلاش میں آدمی بھیجے۔ ایک نے دیکھا کہ زخمیوں میں پڑے سانس توڑ رہے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے۔ سعدؓ نے کہا: تم مجھے اب مردہ ہی سمجھو۔ لیکن بہرانی سے رسول اللہ کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا اور میری طرف سے یہ بھی گزارش کرنا!

سے تاریخ طبری! سے تاریخ طبری! سے تاریخ طبری!

جان توڑتے وقت سعد بن کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین جزا عطا فرمائے۔ جو کسی نبی کو کسی امت
 پہنچ کا پیغام بجا نبیہاں سلام کی ہدایت پر نہ دی گئی ہو تو تم کو میری طرف سے یہ کہدینا کہ جب تک
 ایک چھپکنے والی آنکھ بھی تم میں سے باقی ہے۔ اُس وقت تک اگر دشمن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک
 پہنچ گیا تو خدا کے حضور میں تم کوئی عذر پیش نہ کر سکو گے۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں ابو بکرؓ سے ملنے گیا، اُنکی چھاتی پہ ایک چھوٹی سی
 لڑکی بیٹھی تھی جسے وہ بار بار چومتے اور پیار کرتے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا۔ یہ سہیل بنت
 کی لڑکی ہے۔ وہ مجھ سے بھی بزرگ تھا اور تیرا مست کہ دن وہ لقیہاں مجھ میں شمار کیا جائیگا۔
 عمارہ بن زیاد نے کس نہی سے جان لی [اسی جنگ میں عمارہ بن زیاد شہید ہوئے تھے جس نے
 جان دیتے ہوئے اپنے رخسارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں سے لگا دیئے تھے؟]

اس تاریخی واقعہ کو اس شعر میں خوب ادا کیا گیا ہے۔
 سر بوقت فرج اپنا اُس کے زیر پائے ہے
 یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ابود جازہ حنظلہ علی رضی اللہ عنہ (غیب اللہ) طلحہ علی مرتضیٰ کی بے نظیر شجاعت
 طلحہ کی شجاعت و مردانگی کمال انتقامت اور جان نثاری کے بھی نہایت شاندار واقعات
 اس جنگ میں ظاہر ہوئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے سپر کا کام لیا اور آنحضرتؐ
 کی جانب آنے والے تیر ہاتھ پر روکے یہ ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل ہو گیا تھا۔

بنو دینار کی قوت ایمانی کا کمال بنو دینار کی ایک عورت تھی جس کا باپ۔ بھائی اور شوہر
 اس جنگ میں شہید ہوئے تھے وہ کہتی تھی کہ مجھے رسول اللہ کی بابت بتاؤ لوگوں نے کہا
 کہ وہ بفضل خدا صبیح و سالم ہیں کہا۔ مجھے دکھلاؤ جب دو رستم جہڑ مبارک دیکھ لیا تو
 بے اختیار کہہ اٹھی اکل مصیبة بک جمل۔ اب ہر ایک مصیبت کی بروقت ہوسکتی ہو

لے تانچہ طبری لے زاد اللعابد لے تانچہ طبری لے تانچہ طبری لے تانچہ طبری لے تانچہ طبری

لَقَدْ جِئْتُمُوهَا حِزَابِ حَوْلِي الْيُؤَا
قِيَا لَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ جَمْعٍ
وَكُلُّهُمْ مَبْدَى الْعَدَاةِ جَاهِدْ
سَلِّحْ لَانِي فِي دُشَانِي بِمُخِيعِ
وَقَدْ جِئْتُمُوهَا ابْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ
وَقَرَبَتِ مِنْ جِزَعِ طَوِيلِ مَبْتَعِ
وَقَدْ خَيْرُونِي الْكَفَرِ وَالْمَوْتِ دُونََهُ
وَقَدْ هَلَكْتُ عَيْنَايَ مِنْ غَيْرِ جَزَعٍ

فَلَسْتُ بِمَبْدَى لِلْعَدَاةِ وَتَحْشَا
وَلَا جَزَعًا إِنِّي إِلَى اللَّهِ مَرْجِعِي
وَمَا لِي حَذَارُ الْمَوْتِ إِنِّي نَبِيْتُ
وَلَكِنْ حَذَارُ جِجَمِ نَارِ مَلْفَةٍ
فَدَاؤِ الْعَرْشِ صَبْرِي عَلَى مَا يَرَادُنِي
فَقَدْ بَصَقُوا الْحَمَى وَتَدَا يَأْسُ مَطْعِي

إِلَى اللَّهِ أَشْكُو غُرْبَتِي شَحْرَ كَرْبَتِي
وَمَا أَرْصُدُ إِلَّا حِزَابَ بَنِي عَدْنِ مَصْرَعِي

آیتوہ درانہوہ لوگ میرے گرد اگر دکھڑے ہو رہے ہیں
اور انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بلایا ہے
یہ میرے سب سے بڑے مخالف ہیں اور میرے برخلاف جو خدا
رہے ہیں۔ اور میں اس بلا کے گاہ میں منہ ہا ہوا ہوں
قبیلوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی بلا رکھا ہے
اور مجھ کو مضبوط بلندہ لکڑی کے پاس آئے ہیں
انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کفر اختیار کر کے مجھ کو زوال دے سکتی ہے

مگر اس سے تو موت میرے لئے بہت سہل ہے
میری آنکھوں کو آنسو لگتا رہا جاری ہیں مگر مجھ کو کچھ شکلیاں
میں دشمن کے سامنے عاجزی کر دینا اور نہ روٹوں چلاؤ
میں جانتا ہوں کہ میں خدا کی طرف جا رہا ہوں
موت مجھے اس لئے ڈرتی ہے کہ میں مر جاؤں گا
لیکن میں تو لپٹ والی کے خون چسنے سے ڈرتا ہوں
اُس عرشِ عظیم کے مالک مجھے کوئی نصرت لینی چاہی
اور مجھ کو شکلیاں کیلئے فرمایا ہے۔ اب انہوں نے دو کوٹ میرے پاس

گوشت کوٹ کوٹ دیا ہے اور میری امید جاتی رہی ہے
میں اپنی زبان کی اور بولنے کی فکری یاد اور ان دونوں
کو میرے پاس توڑ دینے کے بعد یہ لوگ کہتے ہیں خدا سے کرتا ہوں

۱۔ اسیرستان ہشتم جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ صحیحین میں صرف اشعار مذکور و غیرہ وارد ہیں، بلکہ دران اسلام کو کتب
اور صداقت کا یہ خون پیش نظر رکھنا چاہئے۔ شعر مذکور سے واضح و اکسار اور جلال ربانی کے فلسفہ انبیائیت
و نیاز کا حق لینا چاہئے، زوالِ معاویہ میں لاؤس اور پانچواں شعر نہیں ہے، حاشیہ پر حجت کی علامت سے الفاظ
درج کئے گئے ہیں یہ زوالِ معاویہ صفحہ ۲۵۹ جلد اسے لکھے ہیں

فَوَاللّٰهِ مَا ارْجُوْا ذِمَّتَ مُسْلِمًا
 عَلٰی جَنْبِ كَانِ فِی اللّٰهِ مَصْرَعًا
 وَذٰلِكَ فِی ذَاتِ الْاَلٰهَةِ وَانْ یَّشَاءَ
 یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شَلُوْ مَمْرَعٍ

بخدا جب میں اسلام پر جان دے ہا ہوں۔ تو میں پروا
 نہیں کرتا کہ راہ خدا میں کس پہلو پر گزرتا۔ اور کیونکہ جو ان تینوں
 خدا کی ایک اگڑہ چاہے یہ بالکل امید ہو کہ وہ پارہا
 گوشت کے ہلکے کڑے کو برکت عطا فرمائے؛

سب سے آخر میں یہ دعا تھی اَللّٰهُمَّ بَلِّغْنَا رَسَالَتَ رَسُوْلِكَ فِیْلَاہِ مَا یَصْنَعُ بِنَا لَہِ
 خدا ہم نے تیرے رسول کے احکام ان لوگوں کو پہنچا دیئے، اب تو اپنے رسول کو ہمارے حال
 کی اور ان کی کرتوتوں کی خبر فرما دے؛

سعيد بن عامر رضی اللہ عنہ رجوع حضرت عمر فاروقؓ کے اعمال میں تھے نکایہ حال تھا کہ
 کبھی کبھی بیکارگی بیہوش ہو جایا کرتے۔ عمر فاروقؓ نے ان سے وجہ پوچھی۔ وہ بولے۔ مجھے
 نہ کوئی مرض ہے۔ نہ کچھ شکایت ہے۔ جب غیب فی اللہ عنہ کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ تو میں
 اس مجمع میں موجود تھا۔ مجھے جس وقت غیب کی باتیں یاد آتی ہیں میں کانپ کر بیہوش ہو جاتا ہوں۔

ایک سال سازش اور شتر معلین ۱۲۱۰ بولہ عامر نے بھی ایسا ہی فریب کیا۔ وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 اسلام کا قتل کیا جانا کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا کہ ملک نجد کی تعلیم ہدایت کے لئے کچھ

منادی میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ اس کا جتنی حاجت کا رئیس تھا۔ عامر نے یقین لایا تھا کہ منادی کوئی بولہ
 کی حفاظت کی جائیگی بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو انصاری کو مدد سے بھیجا۔ کے جو قراء

وفضلاء منتخب بزرگوار تھے۔ اس کے ساتھ کر دیا۔ جب وہ بشر معونہ پر جا پہنچے۔ جو بنی عامر کا
 علاقہ تھا۔ تو وہاں سے حرام بن لیمان کو نامہ نبوی دیکر طفیل حاکم کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے

اس سفیر کو قتل کر دیا۔ جبار بن سلمیٰ ایک شخص تھا جس نے حاکم کے اشارے سے انکی پشت
 میں نیزہ مارا تھا۔ جو چھاتی سے صاف نکل گیا۔ انہوں نے کہتے ہوئے کہا کہ فزت و دہب

الکعبہ۔ ترجمہ۔ قسم ہے کعبہ کے خدا کی میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

لخبر الدعا و الجواز جمع مع ۳۶۰ بن ہشام میں۔ کہ کی تعداد ہے۔

قاتل پر اس فقرہ نے ایسا اثر کیا کہ وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر
مسلمان ہو گیا۔

حاکم نے باقی سب کو بھی قتل کر دیا۔ کعب بن زید نے جو کشتگان خنجر تسلیم کی ٹ
میں چھپ کر بچ رہے تھے۔ اس واقعہ کی خبر آنحضرت کو پہنچائی۔

قریش کا یا بنو اسد بن عبد شمس اس سال ہجرت ہجری اسلامیوں کو اضطراراً ماہ رمضان میں مکہ
یا مسج کہہ

بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے بمقام حدیبیہ کیا تھا۔ اسکی ایک دفعہ میں یہ تھا۔

”دس سال تک جنگ ہوگی۔ اس شرط میں جو تو میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب

لٹنا چاہیں وہ ادھر مل جائیں اور جو تو میں قریش کی طرف لٹنا چاہیں وہ ادھر مل جائیں“

اسکے موافق بنو خزاعہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور بنو کبر قریش کی طرف مل گئے تھے۔

معاہدہ کو ابھی دو برس بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ بنو کبر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا۔ اور

قریش نے بھی بنو کبر کو اسلحہ سے امدادی۔ عکرم بن ابوجہل۔ سہیل بن عمرو و معاہدہ پر اسکی

دخلفہ کئے تھے۔ و صفوان بن امیہ (مشہور سرداران قریش) خود بھی نقاب پوش ہو کر

معاہدہ اپنے حوالی و موالی کے بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوئے۔

ان بیچاروں نے امان بھی مانگی۔ بھاگ کر خانہ کعبہ میں پناہ بھی لی۔ مگر ان کو ہر جگہ

بے دریغ تینے کیا گیا۔ یہ ظلم جب الہک الہک اپنے خدا کے واسطے۔ اپنے خدا کے واسطے کہہ

جہم کی درخواست کرتے تھے۔ تو یہ ظالم انکے جواب میں کہتے تھے۔ لا الہ الا اللہ آج خدا کوئی چیل نہیں

ظالموں کے بچے کچھے چالیس آدمی جنہوں نے بھاگ کر اپنی جان بچالی تھی۔ بنی سہیل

علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ اور اپنی مظلومی و بربادی کی داستان سنائی۔ عمرو بن

سالم الخزاعی نے پر درد نظم میں تمام واقعات گوش گزار کئے۔ اس نظم کے جتہ جتہ اشعار روح

کئے جاتے ہیں۔

اِنَّ قَرِيْشًا اَخْلَفُوْا الْمَوْعِدَ و لَقَضَوْا مِيْثَاقَكَ الْمَوْكِدَ
و جعلوا لى فى كداء رصدا و زعموا ان لست و عوا حدا
و هم اذل و اقل عددا هم بيتونا بالونير هجدا
فَقَتَلُوْنا رَكْعًا و سَجْدًا

(ترجمہ) قریش نے آپ سے وعدہ خلائی کی؛

انہوں نے اس مضبوط معاہدے کو جو آپ سے کیا تھا توڑ ڈالا؛

ہمیں خشک گھاس کی طرح پامال کر دیا۔

وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری امداد کو کوئی نہیں آنے کا،

وہ تو ذلیل ہیں۔ اور قلیل ہیں؛

انہوں نے ونبیر میں ہم کو سوتے ہوئے جا لیا؛

ہم کو رکوع و سجود کی حالت میں پارہ پارہ کر دیا؛

۱) امجاہ کے کی پابندی ۲) فریق مظلوم کی وادری ۳) دو ستار قبائل کی تیرہ خطرات

کی غرض سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سوار ہو گئے۔ و سہار کی جمعیت ہم کو کاب تھی۔ دو منتران کو

لہ و قہر پادان کہ کی جانب ایک چشمہ کا نام ہے جس پر بنو خزاعہ آباد تھے؛ ترجمہ البلدان

۱) اس حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کچھ لوگ مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ اگرچہ مؤرخین کا اتفاق ہے

کہ بنی خزاعہ کی وجہ بنی مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ وہ مسلمان نہ ہوئے تھے (مستقول از طبری)

و سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۱۱

۱) صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بنو خزاعہ نے غزال الخلات ہ باب اور سیدنا محبوب سرخ و سفید

و س ہزار گاہوں کے درمیان وہ چھٹے کی بات کی گھڑا ہوتا ہے؛ ملاحظہ کیجئے۔ اسی باب کا ۱۶ درس جو اربعہ و سیرت

۱) کل شہنشاہ کی پھیلا رہی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں وہ سرایا عشق کی چیز ہے۔ اے یروہلم کہ بیٹو، یہ لہار

یہ میرا جانی ہے و مگر میرا ہی نہیں ہے۔ الفاظ یہ ہیں کہ بنو خزاعہ نے زید و ابی زید و عی۔ بلوٹ۔ یہ روش لایم۔ اس کا صحیح

ترجمہ یہ ہے کہ وہ تو تھیک منہ ہے۔ میرا طفیل۔ میرا حبیب یہی ہے۔ اے دختران یروہلم؛ اے درمی صدا جان کا اتفاق

ہے کہ غزال الخلات میں میرکل قبلہ نے کسی موعود بزرگ کے عشق میں تراز دکایا ہے۔ اس کے بعد پادری سادہ

کہ راہ میں ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن ابوامیہ آنحضرت کے ملائی ہوئے
یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت آزمائش دی تھیں۔ اور اسلام کے
مٹانے میں بڑی بڑی کوششیں کی تھیں۔ آنحضرتؐ انہیں دیکھا۔ اور اپنا رخ پھر لیا۔ ام
المومنین ام سلمہؓ نے عرض کی:

یا رسول اللہ۔ ابوسفیان آپ کے حقیقی چچا کا بیٹا ہے؛ اور عبد اللہ حقیقی پھوپھی (عانتکما)
کا لڑکا ہے۔ اتنے قریبی تو محرمت سے محروم نہ رہنے چاہئیں!

اس کے بعد حضرت علیؓ نے ان دونوں کو یہ کریم بتلائی کہ جن الفاظ میں برلوران
یوسف علیہ السلام نے معافی کی درخواست کی تھی۔ تم بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں جا کر انہی
الفاظ کا استعمال کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و رحم سے امید ہے کہ ضرور کامیاب ہو جاؤ گے
انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر یہ آیت پڑھی:-

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرْتُكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاَنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:-

اے حضرت سچ کے متعلق فرماتے ہیں لیکن جب اس زمانہ کے مصنف حضرت سلیمانؑ نے خود نبیؐ کو مبارک۔ محمدؐ
بھی فرمادیا۔ اور ان کا پتہ دے دیا کہ وہ بیگل میں س نہرا آنا دیوس کے درمیان آویگا۔ تو اب مروج کا صحیح پتہ لگاتے
میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ عبرانی لفظ محمدیم کا ترجمہ عشق انگیز کرنا سرا یا غلط ہے!

شاید کوئی کہے کہ اس پیشین گوئی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دس ہزار فوج کے ساتھ خاص گد پر ثابت نہیں ہوتا
اس لئے کہ کا نام دکھلانے کیلئے دوسرا حوالہ ملاحظہ فرماویں۔ کتاب مستفاد ۳۳ باب ۱۲ میں ہے: یہ وہ برکت ہے جو کو
موجود اپنے مرنے سے آگے نبی اسرائیل کو بخشی اور اُس نے کہا: خداوند سینا سے آیا۔ اور شیعر سے اُپر طلوع ہوا
فان ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے ہونے ہاتھ ایک آتش
شریعت اُن کیلئے تھی! سینا سے آنے سے موسیٰ اور شیعر سے خداوند کے آنے سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں۔
باقی پیشگوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ہے۔ جو دس ہزار صحابہ کے ساتھ قارآن کے پہاڑ سے قارآن
والوں پہ جلوہ گر ہوئے تھے۔ آتش شریعت کے مراد نورانی اور آسمانی شریعت ہے۔ کیونکہ موسیٰ نے آگ میں خدا کا
کلام سنا تھا۔ ان کی لٹے سے مراد یہ تھی کہ اہل مکہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہو جائیں گے

لَا تَرْيِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ بِغُفْرِ اللَّهِ لَكُمْ وَهُوَ رَحِيمٌ
اس وقت ابوسفیان نے عجب جوش و نشاط سے یہ اشعار پڑھے :-

لعمرك انی حین احمِل رَايَةَ
لتغلب خیل اللات خیل محمد
لکامد بلع الحیران اظلم لیلہ
فہذا اوالی حین ہدک فاهند
ہدانی ہاد غیر نفسی دلنی
الی اللہ من طرودہ کل مطرد
قسم ہے کہ جن فوس میں نشان جنگ اسلم اٹھایا کرتا تھا۔
کہ لات دبت کا نام ہی کا لشکر محمد کو لشکر غیر غالب
ان فوس میں اس غارت گشت جیسا تھا جو اندھیر راتیں گریں نکھاتا ہو
اب وقت گیا کہ میں ہدایت پاؤں۔ اور سید گھومتے ہو جاؤں
مجھے ہادی نے (نہ کہ میری نفس نے) ہدایت دی ہر
اور خدا کا رستہ مجھے اس شخص نے بتلایا ہے جسے
میں نے دھتکار دیا اور چھوڑ دیا تھا +

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں تم تو مجھے چھوڑتے ہی رہے تھے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ اہل مکہ کو اس کی خبر نہ پونے پائے چنانچہ ایسا ہی ہوا

صلو زاد المعاد جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۱ -

۱۵ مسیح بخاری عن ابن مفضل کتاب المغازی ۱۱۔ فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۴۴۔ ابی حنبلہ کتب مالکی نبی کی کتاب
باب ۱۔ دوس تودہ خداوند کی تلاش میں تم ہو۔ ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی بیگلی میں ناگہاں
آؤں گا۔ کیجیو یقیناً آؤں گا۔ رب الافواج فرمانا ہے۔ ۲۔ پر اس کے آنے کے دن کون ٹھہرے گا۔
اور جب نمود ہوگا۔ کون ہے جو کھڑا رہے گا؟

اس الدامی عبارت سے ثابت ہے کہ رسول مہود و موعود کا انتظار اس کی علامات معلوم کرنے کا شوق سبکو
لگا ہوا تھا اور انبیاء سلف اپنا فرض سمجھتے تھے کہ ان کی علامات بیان کر دیں۔ مالکی نبی کی کتاب عبدالمطلب کی سبب
آخری کتاب ہے اس لئے اس پیشگوئی کے مصداق یا تو حضرت مسیح ہو سکتے ہیں یا ہمارے دعوے کو موافق
حضرت محمد رسول اللہ۔ مگر مسیح علیہ السلام ہر جہات ذیل اس پیشگوئی کے مصداق نہیں :-

(۱) آجی نے اس پیشگوئی کو حضرت مسیح کی بابت نہیں بتلایا حالانکہ اس نے مسیح کی پیشگوئی کو انجیل میں منکر کر دیا۔
(۲) قیوم صفین میں اس کو فیاض عیسائی نے بھی اسے مسیح کی بابت نہیں کہا۔

(۳) مسیح کو سب عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں۔ نہ کہ رسول۔

(۴) میکیل میں دشمن ان کے سامنے مغلوب نہیں ہوئے بلکہ دشمنوں نے مسیح کو مغلوب کر لیا +
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پیشگوئی ہر جہات ذیل مصادق آتی ہے :- (دیکھو صفحہ آئندہ)

کہ جب آنحضرتؐ مکہ تک پہنچ کر باہر خمیہ زن ہو گئے تو اہل مکہ کو باخبر کرنے کے لئے لشکر میں الاؤ روشن کرنیکا حکم دیا۔ تب اُن کو خبر ہوئی۔
دوسری صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فوج مختلف راستوں سے شہر میں داخل ہو۔ اور ان احکام کی پابندی کرے۔۔

- فوج کو ہدایت اور احکام تھے (۱) جو کوئی شخص تھپتھپک در۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۲) جو کوئی شخص خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۳) جو کوئی شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ رہے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۴) جو کوئی شخص ابوسفیان کے گھر میں رہے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۵) جو کوئی شخص حکیم بن خزام کے گھر میں رہے۔ اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(۶) بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔
(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔
(۸) اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔

شہر میں داخل ہونے والے دستوں میں سے صرف اُس دستہ کا جو خالد بن ولیدؓ کے ماتحت تھا۔ کچھ مقابلہ ہوا جس میں اہل مکہ کو بھاگنا پڑا۔ باقی سب دستے بلا مزاحمت شہر میں داخل ہو گئے۔ مقابلہ میں دو سلمان، ۲۸ مقابل کام آئے۔

(بقیہ از صفحہ گذشتہ) (۱) اپنی ہیکل کا لفظ موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس مکان کی طرف آئیں گے جسے ہیکل ہونیکا وہ جہ غدا ہی بننا چاہتا تھا۔ آنحضرتؐ نے ہی قبلہ قرار دیا تھا۔ اور حج کسے درجیاسات برس پہلے تسمار دے چکے تھے۔

(۲) ناگاہان آئیگا۔ خدا آنحضرتؐ کی رعایتی اللہ تبارک و تعالیٰ اذ اللہ حق تعالیٰ نے شہر مکہ مقدسہ (مکہ) اور یسایہ بنی۔
(۳) لفظ رب الافواج بطور برکت الاستہلال ہے۔ کہ وہ اس وقت فوجوں کے ساتھ ہو گا۔

(۴) اہل مکہ میں سے کوئی بھی مقابلہ میں نہ شہر کا تھا۔
(۵) لفظ عہد کا رسولؐ انہی معنوں میں ہے جو میں میں لفظ وہ نبیؐ یوحنا پٹسٹ (یوحنا نبی) نے استعمال کیا ہے۔ اسی نے انکار کیا۔ کہ میں وہ نبی نہیں ہوں۔ دیکھو روحنا باب ۲۲ ص ۵۰

خدا کا برگزیدہ رسول جس وقت (۲۰۔ رمضان) شہر میں داخل ہوا۔ اس وقت مسجد کا قرآن مجید (سورۃ الفتح) کی تلاوت فرما رہا تھا اور اونٹ کی سواری پر بیت اللہ کو جا رہا تھا اونٹ پر اپنے ساتھ اپنے آزاد کردہ غلام زید کے فرزند اسامہ رضی اللہ عنہ کو سوار کیا ہوا تھا وہاں پہنچ کر پہلے خدا کے گھر کو بتوں سے پاک کیا۔ اس وقت بیت اللہ کے گرد اگر ۳۶۰ بت لکھے جئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کمان کے گوشے (یا چھڑی کی نوک) سے ہر ایک بت کو گراتے جاتے تھے۔ اور زبان مبارک سے یہ پڑھ رہے تھے۔

(۱) جاء الحق وذهى الباطل ان الباطل كان زهوقاً (بنی اسرائیل ۹۷)

(۲) جاء الحق وما يبدى الباطل وما يعبد (سبا ۶۷)

اس کام سے فارغ ہو کر عثمان بن ابی طلحہ کو طلب فرمایا۔ ان کے خاندان میں مدت کے کعبہ کی کلید برداری چلی آتی تھی۔

ابتداءً ایام نبوت میں ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عثمان سے فرمایا تھا۔ کہ بیت اللہ کھولو۔ اس نے انکار کیا تھا۔ آخر حضرت نے فرمایا تھا۔ اچھا۔ تم دیکھ لینا۔ کمالیک دن یہ کلید میرے ہاتھ میں ہوگی۔ اور میں جسے چاہوں گا۔ اسے عطا کر دوں گا۔ عثمان نے جواب دیا تھا

۱۔ اہل حکومت ایسی فتوحات کے موقع پر جی طمطراق سے مغنوح شہر میں داخل ہمارتے ہیں *

۲۔ بخاری من عبد اللہ بن مقبل۔ اب یسحاق بنی کی کتاب باب ۲۱ دریں دیکھو جس میں ایک گدھ کے سوا

حضرت مسیح اور جناب محمد اور ایک اونٹ کے سوا کا ذکر بطور پیشگوئی کیا گیا ہے۔ گدھ کے سوا حضرت مسیح ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مائت اور اونٹ کے سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں پر خدا کا درود ہو) ہر دو کو حالات کا

مقابلہ کرو حضرت مسیح بیت ایل (بیت القدس) میں گدھے پر سوار ہو کر گئے۔ دوکانداروں کے برتن فروشوں وغیرہ

کو وہاں سے نکالا۔ اور خدا کے گھر کو مقدس ٹھہرایا۔ محمد مصطفیٰ بیت القدس میں اونٹ پر چڑھ کر گئے۔ اور تم کو

وہاں سے نکالا۔ ان ہر دو مقدسین نے یسحاق بنی کی پیشگوئی کو سچا ٹھہرایا *

۳۔ بخاری من عبد اللہ بن مسعود۔ پہلی اور دوسری آیت میں بت پرستی کو باطل قرار دیا ہے یہی اظہار فرمایا

کتاب اس گھر میں بت نہ رکھے جاویں گے۔ چودھویں صدی گزری ہے اس میں پیشگوئی کی حقیقت آشکار ہو

ہی ہے۔ جنوبی بادِ عالم ترانی ایسی برکت لہرے انیس پیشگوئیوں کا اظہار فرمایا تھا اس کے برگزیدہ اور مملوک

ہونے میں کیونکر کوئی شخص شبہ کر سکتا ہے *

کہ کیا اُس روز قریش کے سب ہی مرد ذلیل و تباہ ہو جائیں گے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ وہ اور بھی زیادہ عزت و اقبال سے ہونگے۔

ابن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلید لیکر بیت اللہ کا دروازہ کھولا۔ اندر جا کر ہر ایک گوشے میں اللہ اکبر کے ترانے لگائے۔ اور پھر نماز شکرانہ پڑھتے ہوئے نہایت عجز و نیاز سے رب العزت کے سامنے پیشانی کو خاک پر رکھ کر سجدہ کیا۔ اسی عرصہ میں کہ کہ وہ سب سردار اور سب بڑے لوگ جمع ہو گئے تھے جنہوں نے۔

(۱) مسیہوں مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ یا کرایا تھا۔

(۲) سینکڑوں مسلمانوں کو اذیت دے دے کر گھر بار سے نکالا تھا۔

(۳) ین اسلام کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کو برباد کرنے کے لئے حبش یشام۔ نجد اور ین تک کے سفر کئے تھے۔

(۴) جنہوں نے بارہا مدینے پر حملے کر کے مسلمانوں کو (تین سو میل پرے چلے جانیکے بعد بھی) چین سے نہیں رہنے دیا تھا۔

یعنی وہ سب لوگ جو مسلمانوں کے فنا کر نہیں زیر سے۔ ال سے۔ نور سے۔ تدبیر سے ہتھیار سے۔ تدبیر سے اپنا سارا زور لگا چکے تھے۔ اور انہی ناپاک کوششوں میں اکیس سال تک برابر منہمک رہے تھے۔

خدا کا رسول آج جسے خدا تمام مخلوق کی واسطے رحمت بنایا جب امت سے فاف ہو کر باہر رفت اور ہوا تو حضرت عباس (عم رسول) نے عرض کی کہ کلید بیت اللہ بنی ہاشم کو عطا فرمائی جائے۔

حق بھدار [بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں۔ اليوم يوم البت والوفاء (آج کا دن تو سلوک کرنے اور پورے عطیات دینے کا ہے) پھر عثمان کو بلا یا۔ اسی کو کلید رحمت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم سے یہ کلید چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔

فتح کے بعد نبی معلم کی تقریر مقتضی اور دشمنوں کے سامنے اب حرمہ للعالمین اس گردن زدنی و کشتنی حیا

کی جانب متوجہ ہوئے اور زبان مبارک سے فرمایا :-

یا معشر قریش - ان الله قد ذهب
عنكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالاداء
الناس من ادم وادم خلق من تراب
رثم تلا رسول الله صلعم يا ايها الناس
انا خلقناكم من ذكروا نحي وجعلناكم
شعوباً وقبائل لتعارفوا ان الكفر
عند الله اتقاكم -

اسے جماعت قریش اخلافتہ تہاری جاہلانہ
اور باوجود پرترانے کا غرور توڑ دیار سچ فقیہ
کہ سب لوگ آدم کے فرزند ہیں اور آدم مٹی سے بنایا
گیا تھا۔ خلافت مابہر لوگوں ہم نے تم کو ایک مرد و عورت
سے پیدا کیا ہے۔ اور گوت اور قبیلے سب بچان کیلئے
بنادئے ہیں۔ اور خدا کے ہاں تو اس کی زیادہ
عزت ہے جس میں تقویٰ زیادہ ہے۔

اذھبوا فانتم الطلقاء لا اثریب
علیکم الیوم

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر بیٹھ کر مسلمان ہونے والوں
کی بیعت قبول فرمائی۔ اس موقع پر عمر فاروقؓ ایک ایک

اسلام لائیا لوں سے بیعت
اور اس کی شرائط

شخص کو پیش کرتے تھے۔

بیعت کرنے والے کو مندرجہ ذیل باتوں کا اقرار کرنا پڑتا تھا :-

(۱) میں خدا کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں صفات میں۔ اور استحقاق
عبادت و استحقاق استعانت میں شریک نہ کروں گا۔

(۲) میں چوری نہ کروں گا، نہ زنا نہ کروں گا، خون ناحق نہ کروں گا، لڑکیوں کو جان سے
نہ ماروں گا، کسی پر بہتان نہ لگاوں گا۔

(۳) میں امور حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بقدر استطاعت کروں گا۔

طبری۔ اس بیعت کے الفاظ کو جو اقبال لہندی اور عروج میں لوگوں سے کہلوائے گئے بیعت عقبہ اولیٰ کے الفاظ
سے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیری رات کے پردہ میں شہرہ باہر جا کر اہل ینزہ سے کہلوائے تھے مل کر
دیکھ کر ڈرا بھی ہوئی تھیں معلوم ہوگا۔ یہی کسوفی اس حضرت کی اعلیٰ شان صداقت کو ظاہر کرتی ہے۔

خطبہ نبوی

شرائط بیعت نبوی

عورتوں سے مزید اقرار بیعت عورتوں سے مزید اقرار یہ بھی لئے جاتے تھے۔

کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی، تپا پنوں سے چہرہ نہ پیش گی، نہ سر کے بال کھوٹیں گی، نہ گریباں چاک کریں گی، نہ سیاہ کپڑے پہنیں گی، اور نہ قبر پر سوگواری میں بیٹھیں گی۔

عورتوں کو بیعت لینے کا طریق عورتوں سے بیعت لینے کا طریق یہ تھا کہ پانی کے باسن

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ ڈال کر کال لیتے، پھر بیعت کرنے والی اسٹی سن میں اپنا ہاتھ ڈالتی، دوسرے مواقع پر صرف اقرار زبانی لیکر ہی تکمیل بیعت فرمایا کرتے۔

فتح سے دو سکر دن کا ذکر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ فضالہ بن عمر نے موقعہ دیکھ کر ارادہ کیا۔ کہ آنحضرت کو قتل کر ڈالے۔ جب وہ اس ارادہ سے قریب پہنچا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا فضالہ آتا ہے؟

فضالہ بولا۔ ہاں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنے دل میں ابھی کیا ارادہ کر رہے تھے؟

فضالہ نے کہا۔ کچھ نہیں۔ میں تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کے ہنس پڑے۔ اور فرمایا۔ اچھا تم اپنے خدا سے اپڑ لئے معافی کی درخواست کرو۔ یہ فرما کر اپنا ہاتھ بھی اس کے سینہ پر رکھ دیا۔

فضالہ کا بیان ہے۔ کہ ہاتھ رکھ دینے سے مجھے بہت اطمینان قلب حاصل ہوا۔

اور آنحضرت کی محبت اس قدر میرے دل میں پیدا ہو گئی کہ حضورؐ سے ٹھکر کوئی بھی مجھ سے نہیں بھاگتا۔ راستہ میں میری معشوقہ ملی، جس کے پاس میں بیٹھا کرتا تھا۔ اُس نے کہا۔ فضالہ! ایک بات سنئے جاؤ۔

میں نے جواب دیا۔ نہیں، نہیں، خدا اور اسلام ایسی باتوں سے مجھے منع کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کا بیان نامکمل رہ جائیگا۔ اگر حق تعالیٰ تعالیٰ کا جو کہ میں فراموش نہیں، ذکر نہ کیا جائے۔ واضح ہو کہ کہیں اصل میں سے پہلے تمام فتح کو بیعت

کر دی گئی تھی کہ کسی شخص پر حملہ نہ کریں۔ لیکن چار مرد۔ دو عورتیں جو اپنے سابقہ جرائم کی وجہ سے واجب القصاص تھیں، اعلان کر دیا گیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔

ان چار مردوں میں سے صرف ابن حنظل قتل کیا گیا۔ یہ پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ ایک مفدا نے اپنے غلام کو اس لئے قتل کر دیا۔ کہ وقت پر کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ قتل کے بعد بھگ گیا تھا۔ باقی تین، حکمران بن ابوجہل۔ ہمار بن الماسود۔ اور عبداللہ بن ابی سرح کو معافی دی گئی۔ ۱۔ حکمران، علاوہ انہیں کہ ابوجہل کا بیٹا تھا۔ اور ہمار بن مسلمانوں سے جنگ کر چکا تھا۔ اب حال میں بھی بنو خزاعہ کو جو کہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ تباہ کرنے کا باعث ہی تھا۔

۲۔ ہمار نے سیدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے، جبکہ وہ مکہ میں مدینہ کو ہوج رہے تھے چاہی تھیں۔ نیزہ مارا، اور کجاہہ گرا دیا تھا۔ اس صدمہ سے انکا حمل ساقط ہو گیا۔ اور بالآخر اسی صدمہ سے انہوں نے وفات پائی تھی۔

۳۔ عبداللہ بن ابی سرح کہنے لگا تھا کہ وحی تو میرے پاس آتی ہے۔ اور محمدؐ تو مجھ سے سن کر لکھواتے ہیں۔

اللہ اکبر۔ ایسے مجھ میں پرہیز فرما۔ بنی الرحمۃ ہی کا کام ہے! دو عورتوں میں سے ایک عورت کو جو قتل عمو کا ارتکاب کر چکی تھی، سزا قصاص نہ دی گئی تھی۔ معافی پانے والوں میں بندہ نہ جابو سفیان بھی ہے۔ اس عہد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا کعبہ سیدہ سے نکال کر دانتوں سے چبایا۔ ان کی ناک، کان کو کاٹ کر تانے میں پرو کر گلے کا پار بنایا تھا۔

وحشی کو بھی معافی دی گئی جس نے امیر حمزہ (اسد اللہ و رسولہ) کو دھوکے سے مارا تھا۔ اور پھر نقش کو بے حرمت کیا تھا۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عسکر نبویؐ نے کہ نفع نہیں کیا تھا۔ بلکہ خلقِ محمدیؐ

سے دشمنی ہو اور دشمنی سے دشمنی ہو، اختلاف ہو کہ نفع نہ ہوا یا اصل سے اس پر تفرقہ ہوا۔

نہایت زور و کلام

نہایت زور و کلام

اور عفو و رحم مصطفویٰ نے اہل مکہ کے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔
فتح کے بعد غنیمت کے طور پر کفار کے مال و جنس پر قبضہ کر لیا تو کیا ذکر ہے۔

مسلمانوں کو اپنی جائیدادوں پر فتح کے بعد واپس نہیں لائی گئیں۔
اب ان مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جائیدادیں واپس

دلانے جانیکی درخواست کی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اس خواست کو بھی نامنظور فرما دیا۔
گویا حضور کا دعویٰ تھا کہ جن چیزوں کو تم خدا کیلئے چھوڑ چکے اب انکی واپس کیا کیوں سوال کرتے ہو؟

فتح کے کامیاب (جسکے ضمن میں انبیاء گذشتہ کے کئی صحیفوں کی پیشگوئیاں منبج ہیں)
ختم کرنے سے پیشتر تین ناظرین کو ایک اور زبردست پیشگوئی پر توجہ دلاتا ہوں:-

قرآن مجید میں سورۃ یوسف ہے جسکا نزول کہیں ہوا تھا۔ اس سورۃ کے آخر میں اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے ذلک من انباء الغیب نوحيه اليك یہ غیب کی خبریں ہیں جس کی وحی

تجھ پہ بھیجی جاتی ہے۔
اب ناظرین حضرت یوسف علیہ السلام (جو الکريم بن الکريم بن الکريم بن الکريم کے

خطاب سے مخاطب ہیں) کے حالات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو حالات کی مماثلت معلوم کر
(۱) حضرت یوسف پر وجہ ان کے روحانی کمالات کے ان کے بھائیوں نے حسد کیا

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے بھائیوں نے حسد کیا۔
(۲) حضرت یوسف علیہ السلام چاہ کے اندر ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر

(۳) حضرت یوسف علیہ السلام نے چند سال زندان میں بسر کئے تھے۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سال شعب ابی طالب میں محصور ہو کر کاٹے تھے۔

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام کو وطن سے باہر مصر میں جا کے جاہ و جلال ملا۔ اور اس
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے باہر مدینہ میں جا کے کامیابی ہوئی۔

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام کو سامنے قحط کو دنوں میں انکو بھائی التجا لیکے گئے۔ اور حضرت

جائیدادیں واپس نہ لائی گئیں۔

مماثلت حالات حضرت یوسف و آنحضرت صلی

کے سامنے بھی حضورؐ کے بھائیوں نے ایسی درخواست پیش کی۔ صبح بخاری باب ۱۱
میں ہے کہ جب مکہ میں قحط شدید پڑا تو یوسفیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا
کہا: یا محمد جنت تاملنا بصلۃ الرحمٰن فادعوا للہ لنا محمد آپ تو اپنی تعلیم میں رحم
اور قرا بتداروں سے سلوک کا حکم دیا کرتے ہیں، دیکھ ہم قحط سے مر رہے ہیں۔ دعا
کیجئے کہ یہ مصیبت اٹلے اور آنحضرتؐ کی دعا سے قحط رفع ہوا تھا۔

(۶) حضرت یوسفؑ نے مصر سے کنعان کو اپنے بھائیوں کے لئے غلہ بھیجایا اور
آنحضرتؐ نے اہل بن آثال کو حکم دے کر نجد سے مکہ میں غلہ بھیجایا تھا۔
(۷) حضرت یوسفؑ کی عظمت کو بالآخر اُن کے بھائیوں نے تسلیم کیا تھا اور آنحضرتؐ
صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا بھی اُنکے بھائیوں کو بالآخر اقرار کرنا پڑا تھا۔

(۸) حضرت یوسفؑ نے اپنے ایذا دہندہ بھائیوں کے لئے یَغْفِرَ اللہ لکم کی عافرائی
تھی مگر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے چچے بھائی یوسفیان بن الحارث بن عبد
المطلب اور عبد اللہ بن امیہ کو جنہوں نے برسوں حضورؐ کو ستایا تھا، اسی دعا سے شاد کام فرمایا تھا
(۹) حضرت یوسف علیہ السلام کے علوم و تربیت کا اظہار اُنکے والد یعقوب علیہ السلام نے
کیا تھا۔ اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر فتح مکہ کے دن حضورؐ کے چچا عباس
جن کو حدیث میں رُصْنَوَابُ مثل پدر فرمایا گیا ہے، ایمان لائے تھے۔

(۱۰) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو لا تشرب علیہ کہ الیوم اکرمنا
فرمایا تھا اور آنحضرتؐ نے اپنے بھائیوں کو جنہوں نے ہزار ہا اوتیس دی تھیں، اسی کلام
طیبے نورسند فرمایا تھا۔

چونکہ ان حالات کی اطلاع آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں یہودی تھی اور سورہ یوسف کا
اعلان مکہ ہی میں منکروں کے اندر ہو چکا تھا جن کا ظہور اتم فتح مکہ تک ہو گیا۔ اس لئے سورہ مذکورہ
کو بھی فتح مکہ سے مناسب تھا اور تمام سورہ آنحضرتؐ کیلئے پیشگوئی کا حکم کہتی ہے۔

ابرہہ کی خاص سواری کا ہاتھی محمود نسل کا تھا۔
 ان بوڑھوں نے اپنی آنکھ سے آج سے ساٹھ برس پیشتر ان حبشیوں کو کد پر حملہ کرتے
 بھی دیکھا، اور یہ بھی دیکھا تھا کہ اہل مکہ اُنکے سے گھربار کو چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر
 جا رہے تھے، اور شہر میں ایک بھی شخص حملہ آور فوج کا مقابلہ کرنے والا نہ رہ گیا تھا۔ بانیہ نہروا
 نے دیکھا تھا کہ فوج خستہ و برباد ہوئی۔ اور سردار فوج با حال تباہ و خراب ایسی حالت میں بھاگا
 کہ نہ فوج ساتھ تھی نہ ہاتھی، بلکہ سب کے لاشے مکہ سے چار کوس پرے سر رہے تھے۔

ان بوڑھوں کو اب تک عبد مناف اور ابرہہ کی گفت و کلام بھی یاد تھی کہ جب ایک
 کا لشکر مکہ کی سرحد پر اُترا تو انہوں نے اہل مکہ کے مویشی جو جنگل میں چر رہے تھے، پکڑ لئے۔
 ان میں عبد مناف کے بھی تھوڑے تھے۔ عبد مناف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے، اور
 اُس وقت مکہ کے سردار وہی تھے۔ خوب لمبے، چوڑے، سُرخ و سفید، شکل سے امارت و عجب
 پر تھا۔ یہ خود حبشیوں کے لشکر میں گئے۔ اور سردار اہل خانہ کی وساطت سے ابرہہ کو ملے، اُس
 تنظیم دی، ہل رہا بٹھلایا، اور پوچھا، کہ کس طرح تشریف لائے؟

عبد مناف نے کہا، ہمارے مویشی آپ کی فوج نے پکڑ لئے ہیں، بروہم رہائی اُنکے چڑھنے کا حکم دیدیجئے،
 ابرہہ بولا، جب آپ آئے تھے، تو میرے دل میں آپ کی بڑی وقعت پیدا ہوئی تھی، لیکن
 آپ کی باتیں سن کر اب نہ وہ وقعت قائم رہی نہ عزت،

عبد مناف نے پوچھا، یہ کیوں؟

ابرہہ بولا، دیکھو، میں اسلئے آیا ہوں، کہ تمہارے اس عبادت خانہ کو گرا دوں، جسے تم
 سب زیادہ مقدس مکان سمجھتے ہو، اور جس کے سامنے میرے تعمیر کردہ کلیسا کی وقعت اب تک عجب
 کی محاکہ میں کچھ بھی نہیں ہوئی، تم اپنا اس مقدس مکان کی بچاؤ کا ذرا بھی ذکر نہیں کرتے، اور اپنے

لے ہاتھوں کی ایک عظیم الخلقیت ذبح تھی۔ جواب دیا، یہ ناہید ہو گئی ہے، مگر زین بن لیث (Mamath) نام
 ہے عربی اسی کے معنی ہے، محمود بن ابیہ، از تاریخ الدول العربیہ،
 ۵۲۰ھ کے زمانہ ۱۱۰۰ء میں بھی فتح مدینہ اور محاصرہ مکہ کے پہاڑی زندہ ہیں، بلکہ جنگ کریمہ کے دیکھنے والے بھی، +

سردار عبد مناف اور زین بن لیث کا حکم

موشیوں کو اُس سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہو۔

عبدالمناف نے کہا: نہیں، میں موشیوں کو اُس سے بڑکے نہیں سمجھتا، بات یہ ہے کہ میں موشیوں کا مالک ہوں۔ اور مجھے انکی فکر ہے، اور اس گھر کا مالک ایک اور ہے۔ اُسے اپنے گھر کا خود ہی خیال ہوگا۔ مجھے اس فکر کی ضرورت نہیں۔

الغرض جب مسلمانوں کا مکہ پر ایسی کامیابی و آسانی کے ساتھ قبضہ ہوا، تو اسلام لانے والوں کے سامنے سے معاہدات کی روک ٹوک گئی، قریش کا دھاوا اور عیب بھی جاتا رہا، اور مسلمانوں کا مقبول خدا ہوتا بھی انہوں نے اپنے مقرر کردہ معیار کے موافق دیکھ لیا، اور ان وجوہات سے اسلام لانے والوں کی کثرت ہو گئی۔

ترجیبِ آخری درجہ تھی وجہ یہ ہے کہ اب اسلام کی حقیقت کے سمجھانے اور اسلام کی تبلیغ کرنے میں غلیلِ سلام کے سامنے کوئی روک ٹوک در وقت باقی نہ رہی تھی، واعظِ آزادی سے سنائی دیتے تھے۔ سامعینِ آزادی و اطمینان سے وعظ سنتے تھے۔ اور اسلام کی کششِ کامل لوگوں کو اپنی جانب خود بخود کھینچ کھینچ لیتی تھی۔

ہوازن ثقیف کے حملے کی ممانعت	کہ فتح ہو جانے سے ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں نے جنگ خنین نہ شوال ۶۱۰ھ
حد مکہ سے ملتی تھی، سوچا کہ اگر ہم مسلمانوں کو شکست دیدیں۔ تو اہل مکہ کے جس قدر باغات و جاگیرات طائف میں ہیں، وہ بلادِ نجد ہمارے ہو جائیں گے، اور مسلمانوں کو بُرست شکنی کے جرم کا انتقام بھی لیا جاسکے گا۔	

انہوں نے بنی مضر و بنی ہلال کے قبیلوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور چار ہزار بہادری لیکر مکہ کو روانہ ہوئے۔ اور اوادی خنین میں آئے، انہوں نے اپنے سردار مالک بن عوف کے مشورہ سے اپنے زن و بچہ، مالِ مویشی کو بھی ساتھ لے لیا تھا۔ مالک نے اس تدبیر کا یہ ناامد بتلایا تھا کہ زن و بچہ، مالِ مویشی کو چھوڑ کر کوئی شخص بھی میدانِ جنگ سے فرا نہیں اختیار کر سکا۔

یہ خیر لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی رجو کعبہ کے متصل اور حرم کی سرزمین پر جنگ کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے، مکہ سے آگے بڑھے۔

اسلامی لشکر میں مکہ کے وہار اشخاص اور بھی شامل ہو گئے تھے، اس تعداد میں مسلم بھی شامل تھے، اور بت پرست معابد بھی فوج کی مجموعی تعداد بارہ ہزار ہو گئی تھی، فوج کو اپنی کثرت پر غرور بھی ہو گیا تھا، اور اسی لئے وہ مراحل خرم و احتیاط سے دور بھی تھی۔ دشمن نے ایک تنگ اور دشوار گزار درہ میں گھات لگائی اور اپنے تیر اندازوں کو وہاں ٹھلایا جب لشکر اسلام کا اگلا حصہ جس میں زیادہ تر طوائف تھے، یا ایسے لالہ بالی، فوجوان تھے کہ کسی کے پاس ہتھیار بھی نہ تھے، یا لڑائی کی ضرورت کے موافق نہ تھے، دشمن کی زد میں بے خبر جا پہنچا، تو انہوں نے اتنے تیر برساتے کہ ان کو سرسید ہو کے بھاگنے ہی کی سوجھی تو قریباً ایک سو صحابی میدان میں کھڑے رہ گئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چاروں طرف سے حملہ آوروں کو بڑھتے اور اپنے لشکر کو بھاگتے دیکھا، تو بینظیر شجاعت و استقامت کا نمونہ دکھلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فخر سے اُتے، اور یہ فرمانا شروع کیا:-

انا النبي لا كذب انا ابن عبد المطلب؛

میں نبی ہوں۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں، میں عبد المطلب کا فرزند ہوں۔ مطلب یہ تھا کہ میرے صدق کا معیار کسی فوج کی شکست یا فتح نہیں ہے، بلکہ میری صداقت خود میری ذات سے ہوتی ہے۔

اب عباس عم نبی صلعم نے صحابہ کو متاجرین و انصار کے پتہ سے بلانا شروع کیا وہ سب آواز سنتے ہی کبوتروں کی ٹکڑی کی طرح پہلی ہی آواز پر پلٹے، اب فوج کی تیز بہاؤ میں نہ ہونے کی گئی، انصار و مہاجر کو آگے بڑھایا گیا، غنیم اس حملہ سے بھاگ نکلا، اور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

۱۷ مسلم عن براء بن عازب باب جنگ مھین؛

۱۸ صحیح بخاری عن براء - باب ۱۷؛

۱۹ صحیح بخاری عن ابن عباس؛

۱۱) ان کا سردار مالک بن عوف جنگی مردوں کو لیکر قلعہ طائف میں جا ٹھہرا۔
 ۱۲) دوسرا گروہ جس میں نکلے اہل و عیال تھے اور زر و مال تھا، او طاس کی گھاٹی
 میں جا چھپا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ طائف کے محاصرہ کا حکم دیا، اور او طاس کی طرف بوجہ عامر بنی نامور
 ابو عامر نے وہاں پہنچ کر دشمن کے اہل و عیال اور زر و مال پر قبضہ کر لیا۔ جب نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو او طاس کا نتیجہ معلوم ہوا، تو قلعہ کے محاصرہ اٹھا دینے کا حکم دیا کیونکہ ان لوگوں
 پر اہل و عیال کے جاتے رہنے کی بھاری مصیبت پڑ چکی تھی۔

او طاس میں ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۰ ہزار کبیریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی، اور چھ ہزار زن
 بچہ مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی میدان جنگ کے تڑپتی ٹھہرے ہوئے تھے کہ قبیلہ ہوازن کے
 چھ سردار آئے۔ اور انہوں نے رحم کی درخواست پیش کر دی۔

انہیں وہ لوگ تھے جنہوں نے طائف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے تھے اور آخری تہ
 وہاں سے زید بنی سعد رسول اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی کی حالت میں اٹھا کر لائے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں خود تمہارا انتظار کر رہا تھا اور اسی انتظار میں
 قریب دو ہفتہ ہو گئے کہ ال غنیمت کو بھی تقسیم کیا گیا تھا، میں اپنے حصہ کے، اور اپنے خاندان کے حصہ کے
 قیدیوں کو آسانی چھو سکتا ہوں، اور اگر میرے ساتھ صرف نصار و مہاجر ہی ہوتے، تو سب کا

۱۵) عربیانی کی کتاب ۴ باب ۲ در سن یحییٰ جس میں مکہ کی فتح اور جنگ حنین کا ذکر اور اس بھاری غنیمت
 کے لئے کا بیان ہے۔ کتاب کے الفاظ یہ ہیں: ”اٹھو۔ قیدار پر چڑھو۔ اور پورے لوگوں کو ہلاک کر دو۔ ان کے
 غیموں اور ان کے گلوں کو دے لے لیگے، اور ان کے سامے برتنوں اور ان کے اونٹوں کو دے اپنے لئے لیتے جائیگے“
 واضح ہو کہ قیدار پر چڑھائی سے مراد مکہ پر چڑھائی ہے۔ جہاں قریش فرزند ان قیدار آباد تھے۔ اور پورے
 والوں سے مراد حنین کی طرف کے لوگ ہیں، دیکھو حنین مکہ سے پورب کی طرف ہے۔

۱۶) سبع بخاری عن بنو زمر و مروان کتاب المغازی واقع حنین۔

چھوڑ دینا بھی مشکل نہ تھا۔ مگر تم دیکھتے ہو۔ کہ اس لشکر میں میرے ساتھ وہ نوگ بھی ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے۔ اسلئے ایک تدبیر کی ضرورت ہو۔ تم کل نماز صبح کے بعد آنا اور مجمع عام میں اپنی درخواست پیش کرنا۔ اُس وقت کوئی صورتِ عمل نیکی فرمایا تم خواہ مال کا واپس لینا پسند کرو یا اہل و عیال کا۔ کیونکہ حملہ اور لشکر کو خالی رکھنا دشوار ہے۔

دوسرے دن وہی سردار آئے۔ اور انہوں نے مجمع عام میں اپنے قیدیوں کی رہائی کی درخواست بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی:

بَیِّنَةُ فِائِضٍ دَوْرٍ | نبی الرحمتہ نے فرمایا۔ میں اپنے اور بنو عبد المطلب کے قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے رہا کرتا ہوں۔ انصار و معاجر نے کہا۔ ہم بھی اپنے اپنے قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے آزاد کرتے ہیں۔ اب بنی سلیم و بنی فزارہ رہ گئے۔ انکے نزدیک عیسیٰ بات تھی۔ کہ حملہ اور دشمن بہت خوش قسمتی سے زیر ہو گیا ہوا۔ ایسا رحم و لطف کیا جائے۔ اسلئے انہوں نے اپنے حصہ کے قیدیوں کو آزاد نہ کیا۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا۔ ہر ایک قیدی کی قیمت پچھاونٹ قرار پائے۔ قیمت بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر دی۔ اور اس طرح باقی قیدیوں کو بھی آزادی دلائی۔ پھر سب قیدیوں کو اپنے حضور سے لباس پہنا کر رحمت فرما دیا۔

دودھ پلائی کی بیٹی کی عزت | ان قیدیوں میں دانی حلیمہ کی بیٹی شہداء بنت الحارث بھی تھی۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دودھ کی بہن کو پہچانا۔ اور اسکی نشست کیلئے اپنی چادر زمین پر بچھا دی۔ فرمایا اگر تم میرے پاس ٹھہرو۔ تو بہتر ہے۔ اور اگر تو میں پس جانے تو اختیار ہے اُس نے واپس جانا چاہا۔ اور اُسے عزت و اکرام کے ساتھ اُسکی قوم میں بھیج دیا گیا۔

مخلصینِ افلاک کا غونہ | مالِ غنیمت بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ تقسیم فرما دیا۔ عطیے کے بٹے بٹے حصے اُن لوگوں کو عنایت فرمائے تھے جو چھوٹے دن سے اسلام لائے ہوئے تھے۔ انصار کو جو نہایت مخلصین تھے اُس میں سے کچھ بھی دیا تھا۔ فرمایا۔ انصار کے ساتھ میں خود ہوں۔ لوٹ لے لیکر اپنے اپنے گھر جائیگے۔ اور انصار بنی اللہ کو ساتھ لیکر اپنے گھروں میں مل جائیگے۔

افسار اس فرمودہ پر اتنے خوش تھے کہ مال والوں کو یہ ستر حاصل نہ تھی۔
دو شاہد امد مرا خبر و خبین کہ تو وہی بجود ہر آنچہ بہ فتح بستانی

—X—X—X—

فصل

(یہودیوں کی شرارتیں، عہد شکنی، حملے، اور مسلمانوں کی مدافعتیں)

لفظ یہود سے اگرچہ صرف وہی ایک قبیلہ مراد ہونا چاہئے جو یہود اہل بیت نقیب کی نسل سے تھا، لیکن اصطلاحاً یہی اسرائیل کے بارہ قبائل ہی کا قومی نام ہی پڑ گیا ہے، بنی اسرائیل اپنے ابتدائی زمانہ میں خدا کی مقبول اور برگزیدہ قوم تھی، لیکن آخر میں وہ خدا سے اس قدر دور ہوتے گئے کہ خدا کے غضب کے مستحق ٹھہرے۔

حضرت مسیح جیسے رحم دل نے ان کی حالتوں کو دیکھ کر انہیں سناپا و رسا کئے پچھے بتلایا تھا، اور یہ بھی خبر دی تھی کہ خدا کی بلا شاہت اس قوم سے لی جا کر ایک دوسری قوم کو دی جاوے گی، جو اس کے اچھے پھل لائے۔

جب اس بشارت کے ظہور کا وقت آگیا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہترین تعلیم کی تبلیغ شروع کی، تو یہود نے سخت بیچ و تاب کھایا، اور آخری یہی فیصلہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی ظلم کا ہاجکاہ بنایا جائے، جیسا کہ مسیح کو بنا چکے تھے۔ یہود اگرچہ ہاجر کے پہلے ہی سال ہجرت کر کے امن کا پیمانہ باندھ چکے تھے، لیکن فطری شرارت نے زیادہ دیر تک چھپا رہنا پسند کیا، معاہدہ ڈیڑھ سال ہی بعد شرف و قتل کا آغاز ہو گیا۔

یہودی پہلی شرارت بلوہ جب مسلمان بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی جانب گئے دئے تھے، قتل و راجح بنو قینقاع انہی دنوں کا ذکر ہے کہ ایک مسلمان عورت بنو قینقاع کے محلے میں دودھ

سچے گئی چند یہودیوں نے شرارت کی، اور اُسے سر بازار برہنہ کر دیا۔ عورت کی چیخ پکار سن کر ایک مسلمان موقوفہ پر جا پہنچا، اُس نے طیش میں آکر فساد انگیز یہودی کو قتل کر دیا، اس پر سب یہودی جمع ہو گئے، اس مسلمان کو بھی مار ڈالا۔ اور بلوہ بھی کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے واپس آکر یہودیوں کو اس بلوہ کے متعلق دریافت کرنے کیلئے بلایا، انہوں نے معاہدہ کا گناہ بھیج دیا۔ اور خود جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

یہ حرکت اب بغاوت تک پہنچ گئی تھی، اس کو کوہ پیڑ روک دیا، نہ چھو دیں اور خبر میں آباد ہوں

یہودی کی دوسری شرارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی پہلی سازش کے عنوان میں لکھا جا چکا ہے کہ قریش نے مدینہ کے بُت پرستوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کی بات خط لکھا تھا، مگر آنحضرت کی ہر سرگرمی و دانائی سے انکی یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی، اب بدر میں شکست پانے کے بعد قریش نے یہود کو پھر لکھا:

کہ تم جا ملو، اور قلعوں، مالک ہو، تم مجھ سے لڑو، ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا کریں گے۔ تمہاری عورتوں کی بازی میں تک اتار لیئے، اس خط کے ملنے پر بنو نضیر نے عہد شکنی کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فریب کرنے کا ارادہ کر لیا۔

۳۔ یہ ہجری کا ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبیلہ فہرہم کرنے کیلئے بنو نضیر کے محلہ میں تشریف لیئے، انہوں نے آنحضرت کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا دیا، اور تدبیر کی کہ ابن جہاش ملعون دیوار کے اوپر جا کر ایک بھاری پتھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گرا دے، اور حضورؐ کی زندگی کا خاتمہ کر دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں جا بیٹھنے کے بعد باعلام ربانی اس شرارت کا علم ہو گیا، اور حفاظت الہی سے بچ کر چلے آئے۔

بالآخر بنو نضیر کو یہ سزا دی گئی کہ خبر فاکر آباد ہو جائیں، انہوں نے کچھ سونا ڈنوں میں لاد لیا۔

۴۔ ابو داؤد عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک۔ باب فی خبر النضیر۔

اپنے گھروں کو اپنے ماتحتوں سے گرایا۔ باجے بجاتے ہوئے نکلے اور خیر حاصل ہوئے۔
یہودی کی تیسری سازش ملک کی عام بغاوت اور اس کا انجام جنگ احزاب یا غزوہ خندق
یہ عزم کیا کہ مسلمانوں کے قلع و قمع کرنے کے لئے ایک متفقہ کوشش کی جائے جس میں ب

کے تمام قبائل اور جملہ مذاہب کے جنگ جوش شامل ہوں۔
انہوں نے میث سہوارامورکے کے عرب کے تمام قبیلوں کو حملہ کیلئے آمادہ کریں اس
کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذی قعدہ کو تیس ہزار کا خونخوار لشکر جس میں بت پرست یہودی
وغیرہ سب ہی شامل تھے، مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ قرآن مجید میں اس لڑائی کا نام جنگ احزاب ہے
(۱) قریش، بنو کنانہ، اہل تہامہ، زیرکمان، سفیان بن حرب تھے۔

(۲) بنی فزارہ، زیرکمان، عتبہ بن حصین۔

(۳) بنی مرہ، زیرکمان، حارث بن عوف۔

(۴) بنو شیبہ، وائل بن عبد۔ زیرکمان، مسعود بن جبیلہ

مسلمانوں نے جب ان لشکروں سے مقابلہ کی طاقت دیکھی تو شہر کے گرد خندق کھدائی۔
دس دس آدمیوں نے چالیس چالیس گز خندق تیار کی تھی۔

صحابہ خندق کھودتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
 عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا إِلَّا

ہم وہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے محمد کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی ہے۔

اسے دیکھا ہی کی کتاب میں پیشگوئی موجود ہے۔ باغی لوگ دولت و عزت لیکر اس قوم کے پاس جاتے ہیں جس سے
 ان کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پھر فائدہ نہ ہونے کا ظہور جنگ خیبر میں ہوا تھا۔
 اسے جناس جنگ کو یہودیوں کی جنگ میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ یہودی ہی تمام قبائل کو اشتعال دلانے اور مدینہ پر
 چڑھا کر لانے والے تھے۔ اگرچہ حملہ دروں میں قریش بھی شامل تھے۔ اور دیگر بت پرست قومیں بھی۔ اور زیادہ
 تعداد بت پرستوں ہی کی تھی۔

۱۔ زاد المعاد صفحہ ۳۶۔ ۲۔ جلد ۱، طبری جلد ۲، صفحہ ۲۰۳۔ ۳۔ صحیح بخاری عن براء

خندق کھودنے پر پتھر توڑنے، مٹی بٹانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی صحابہ کو مدد دیتے تھے۔ سینہ مبارک کے بال مٹی سے چپکے تھے۔ اور ابن رواحہ کے اشعار ذیل کو بار بلند پڑھتے تھے،

اے خدایترب سوا ہم کون ہدایت تھی کہاں،

جیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم نکوۃ،

اے خدا ہم پر سکینہ کا تو فرما دے، نزول،

دشمن اک جائے، تو ہم کو کر عطا یا رب ثبات،

بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سی چڑھ گئے ہیں،

فتنہ گر ہیں نہیں بھاتی ہمیں فتنہ کی بات،

اللهم لا انت ما احدثنا

ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلن سكينة علينا

وثبت الاقدام ان لا قيتنا

ان الاعداء قد بغوا علينا

اذا ارادوا قتلتنا اييها

مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ اسلامی لشکر مدینہ ہی کے اندر اس طرح اترتا کہ سلمے خندق تھی اور پس

پشت کو صلح بنو قریظہ یہودی (جو مدینہ میں آباد تھے اور حند پر پابندی معاہدہ مسلمانوں کا

ساتھ دینا ضروری ولا بدی تھا) ان سے شب کی تاریکی میں جی بن خنصب یہودی سردار بنو نضیر

جا کر ملا اور انہیں نقض عہد پر آمادہ کیے کلانی طرف ملا لیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کئی نقیب (جواری)

بھی انکے پاس بار بار بھجائے تو بھیجے مگر انہوں نے صاف صاف کہہ دیا "محمد کون ہے کہ ہم

اُس کی بات مانیں، اُس کا ہم سے کوئی عہد و بیان نہیں۔"

اسکے بعد بنو قریظہ نے شہر کے امن میں بھی خلل اُٹا شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں کی رتوں

اور بچوں کو خطر میں ڈال دیا۔ بنا چاری اُن تین ہزار مسلمانوں میں سے بھی ایک حصہ کو شہر کے اُن

عامہ کی حفاظت کیلئے علیہ وکرا نا پڑا۔ بنو قریظہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جب باہر سے دشمن (دشمن کا

جرا لشکر حملہ آور ہو گا۔ اور شہر کا اندر اندر پھیل کر ہم مسلمانوں کی عافیت تنگ کر دینگے

تو دنیا پر مسلمانوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا۔

۱۔ صحیح بخاری عن انس رضی اللہ عنہ

۲۔ زاد المعاد صفحہ ۳۶۷

۳۔ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۴۱

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ طبعاً جنگ سے نفرت تھی، اسلئے آپ نے یہ بھی صحابہ سے مشورت کی کہ حملہ اور سرداران غطفان سے ایک تہائی پیداوار خریدا دیو، پر صلح کر لی جائے لیکن انھوں نے جنگ کو ترجیح دی۔ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے اس تجویز کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جن دنوں یہ حملہ اور قبائل شرک کی نجاست میں آلودہ اور بت پرستی میں مبتلا تھے ان دنوں بھی ہمارے انکو ایک چوہا رہا، مگر نہیں آیا آج جبکہ غلطی ہمیں اسلام شرف فرمادیا ہے تو ہم نہیں کیونکر پیداوار کا ثلث دلیکتے ہیں، ان کیلئے ہمارے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

حملہ آور فوج کا محاصرہ بیس دن تک ہوا کبھی کبھی اُکے دے کا مقابلہ بھی ہوا، عمر بن عبد جوح اپنے آپ کو ہزار جوانوں کے برابر سمجھاتا تھا حیدر کرار شیر کا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا، اور نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ بھی مقابلہ میں ہلاک ہوا، اہل مکہ نے نوفل کی لاش لینے لئے دس ہزار درہم مسلمانوں کے پیش کو نبی صلعم نے فرمایا۔ لاش دید و قیمت دیکر رعب میں آئے جب وہ اس عرصہ میں محصور مسلمانوں کو کوئی مورچہ نہ مل سکے، تو انکے حوصلے ٹوٹ گئے آخر ایک رات تمام لشکر اپنے دیسے ڈنڈے اٹھا کر روفیہ چکر ہو گیا۔

بنو قریظہ کا انجام | اس مصیبت کے رہائی کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کو بلا بھیجا کہ وہ سامنے آکر اپنے اس طریق عمل کی وجہ بیان کریں، ابد بنو قریظہ قلعہ بند ہو بیٹھے، اور لڑائی کبھی نہ تیار کر لی، اس وقت مسلمانوں کو یہ معلوم ہوا کہ بنو نضیر کا سردار جیس بن اخطب جو بنو قریظہ کو مسلمانوں سے مخالف بنائے آیا تھا، اب تک انکے قلعے کے اندر موجود ہے!

بنو قریظہ کا یہ عذر انکی پہلی حرکت ہی نہ تھی، بلکہ جنگ بدر میں انھوں نے قریش کو رجو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے تھے، سلامات سے مدد دی تھی، مگر اُس وقت رحم دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا تھا!

اب انکے قلعہ بند ہو جانے سے مسلمانوں کو مجبوراً لڑنا پڑا، ہماذی الحج محاصرہ کیا گیا جو

۲۵ دن تک باہر محاصرہ کی سختی سے بنو قریظہ تنگ لگ گئی۔ انہوں نے قبیلہ اوس کے مسلمانوں کو جن سے ان کا پہلے سر ربط و ضبط تھا، بیچ میں ڈالا، اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے منوالیا کہ بنو قریظہ کے معاملے میں سعد بن معاذ کو جو اوس کے سردار قبیلہ تھے، حکم رسر بیچ و منصف تسلیم کیا جائے، جو فیصلہ سعد کرے، خدا کا بنی صلعم، اسی کو منظور کر لے۔

بنو قریظہ قلعہ سے نکل گئے، اور مقدمہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا گیا، خدا جانے بنو قریظہ کے یہودیوں اور اوس کے مسلمانوں نے سعد بن معاذ کو حکم بناتے ہوئے کیا کیا امیدیں اُن پر لگائی ہوگی، مگر ضروری تحقیقات کے بعد اس جنگی مرد نے یہ فیصلہ دیا:

(۱) بنو قریظہ کے جنگجو مرد قتل کئے جاویں۔

(۲) عورتیں اور بچے ملوک بنائے جاویں۔

(۳) مال تقسیم کیا جائے۔

اس فیصلہ کی تعمیل کے متعلق صحیح بخاری میں جو روایت ابو سعید خدری سے ہے اس کو یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگ و مرد قتل کئے گئے تھے، لیکن اس حدیث میں عورتوں اور بچوں کے ملوک بنائے جانے یا مال تقسیم کئے جانے کا کچھ نہیں اس فیصلہ کے متعلق ناظرین یہ بھی یاد رکھیں کہ یہودیوں کو انکے اپنے منتخب کردہ منصف نے قریباً وہی سزا دی تھی، جو یہودی اپنے دشمنوں

لئے قریباً وہی سزا سننے لکھا گیا ہے کہ یہودی اپنے قیدیوں کو اس سے زیادہ سخت سزا دیا کرتے تھے، کتاب توراہ میں لکھی کا ۲۱ باب ۱۷ تا ۲۵ درس ناظرین پڑھ کر دیکھیں۔

۹۔ بنی اسرائیل نے میان کی عورتوں، انکے بچوں کو اسیر کیا، انکے مویشی اور بھڑ بکری اور مال اسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ ۱۰۔ اور انکے سامنے شہروں کو جن میں سے کہتے تھے، اور انکے سب قلعوں کو چھوڑ دیا ۱۱۔ مویشی... غصہ بڑا دیا، اس کو کیا قنے سب عورتوں کو جیتا رکھا، ۱۲۔ تم اُن بچوں کو چھنے لڑکے ہیں سب کو قتل کر دو۔ اور ہر ایک عورت جو مرد کی محبت سے واقف تھیں، جان سے مارو۔ ۱۳۔ لیکن مجھے (اکھیاں جو مرد کی محبت سے واقف نہیں ہوئیں) ان کو اپنے لئے زناہ رکھو۔

رگ وید۔ جو چھ منڈل کے مندرجہ ۱۰۔ رچا ۱۰ میں ہے۔
”اُس نے پیاس نہر اسیاہ نام دشمنوں کو لائی میں تباہ و غارت کیا،“ سفر ۳۴۔ قیم بہندوستان۔

رگ وید منڈل ۱۰۔ مندرجہ ۴۹۔ رچا ۷۔

دیا کرتے تھے۔ اور جو ان کی شریعت میں ہے :

ہمارے پاس یا مبراور کہہ لیں جو بات اور نظائر موجود ہیں۔ کہ اگر بنو قریظہ اپنا معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کرتے۔ تو ان کو زیادہ سہولت دیا جاتی۔ وہ یہ ہوتی کہ جاؤ! خبر میں آباد ہو جاؤ! بنو قریظہ اور بنو نضیر کا معاملہ اسکی نظیر ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان بنو قریظہ میں سے بھی بعض کو جرم شامانہ سے اس فیصلہ کی تعمیل سے مستثنیٰ فرمادیا تھا۔ مثلاً زبیر بن جعدی کیلئے مہاجرین و عیال و فرزند و مال باقی کا حکم دیا تھا۔ اور زناعد بن جعد کیلئے بھی جان بخشی فرمادی تھی۔

—X—X—X—

فصل

”عیسائیوں سے جنگ“

عیسائی آدم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا نا اچھا ربا۔ ایک دو حکامان ملک کے شخص طر پر حضرت سے عناد کیا۔ لیکن جمہور کا اس کو تعلق نہ تھا۔ تفصیل سے اسکی توضیح ہوتی ہے کہ صرف ایک عیسائی سردار کے ساتھ ایک جنگ ہوئی۔ اور ایک سفر انکے حملہ آور ہونے کی خبر اڑ جاتے پر کیا گیا ہے اور بس

و ابھی اسلام کا انتقام یا جنگ موتہ۔ موتہ شام کے ایک قصبہ کا نام ہے۔ یہاں کے سردار شریہیل بن ابی جہاد بن الادول سبہ ہجری ۱۱ عمر و عثمانی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حارث بن عمرہؓ کو از دی کو جو دعوت اسلام کا خط لیکر روانہ ہوا تھا۔ قتل کر دیا تھا۔

راقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱: ”جسے واسوں (غلاموں) کو دو گناؤں میں قطع کر دیا۔ قضا و قدر نے ان کو اسی واسطے پیدا کیا تھا“ صفحہ ۱۳: ”رگ وید منڈل ۱۰ منتر ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱

منظوم حارث کے قتل کو سفیروں کی جانب سے خط میں پڑھائی تھیں سلیمان بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 قریباً تین ہزار کی ایک فوج روانہ کی، حاکم غسان نے اپنی کارروائی پر ندامت کا بھی اظہار نہ کیا
 تو مقابلہ پر تیار ہو گیا، اتفاق سے قتل پادشاہ اس عطا نہیں آیا ہوا تھا، اور وہ آپ میں ایک لاکھ
 لشکر کی جمعیت کے ساتھ ہوا تھا، عرب کے صحرائین عیسائی قبائل نے ہم جہلام پہراہلی تھیں وغیرہ کے
 بھی قریباً ایک لاکھ آدمی شہنشاہ ہرقل کی مدد پر وہاں جمع تھے، اسلئے حاکم غسان نے کچھ شاہی
 فوج بھی منگوا لی، اور قبائل کو بھی جمع کر لیا، غرض دشمنوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی، مسلمان
 مجبوراً لڑے، زید بن حارثہ رجب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ، نہایت عزیز اور اس فوج کے کمانڈر
 مارے گئے، جعفر طیار رجب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، اور علی مرتضیٰ کے حقیقی بھائی تھے، بعمر ۳۴ سال،
 ۹۰ رخم سامنے کی طرف کھڑا اور عبداللہ بن رواحہ بزرگ صحابی انہوں نے جعفر کے بعد فوج
 کی کمان سنبھالی تھی، شہید ہو گئے، پھر خالد بن ولید نے فوج کو سمجھا لیا، اور ڈیڑھ دن کی سخت
 جنگ کے بعد اپنے سے چالیس گنی زیادہ فوج کو بھاگ جاتے پر مجبور کر دیا، اس جنگ میں ۹۰ تلوار
 حضرت خالد کے ہاتھ میں مارتے مارتے لوٹی تھیں،

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بیٹھے ہوئے ان بزرگوں کے مارے جانے اور جنگ کے آخری
 انجام کا حال صحابہ اسی زبان فرما دیا تھا، اسی جنگ کے بعد خالد کو سیف اللہ کا خطاب ہوا تھا،
 جیش عسرت یا شہ تیوک ایک فلاح شام سے آیا، اور انہوں نے ظاہر کیا کہ قبضہ کی فوجیں شینے پر حملہ
 رجب ۳۵ ہجری آور ہوئے کے لئے تیار اور تمام ہو رہی ہیں، عرب کے عیسائی قبائل

لے زید بن حارثہ چاقی میں نہر کھا کر گھوڑے گرسے، انکے ہاتھ میں نشان تھا، جعفر طیار نے نشان نبھال دیا
 حملہ آور تھے حضرت جعفر کے گھوڑے کی کھوپڑی کاٹ دیں، یہ پیدل ہو گئے، ایک دشمن نے ان کا دھنیا بازو تلوار سے
 اڑا دیا، انہوں نے بائیں ہاتھ سے نشان نبھال لیا، دوسرے دشمن نے دوسرا بازو تلوار سے اڑا دیا، اس لئے ان
 کا لقب بنو جینا میں ہوا، ابن خلدون نے

۳۵ ہجری بخاری عن ابن عمر باب غزوہ موتہ ۳۵ بخاری عن قیس بن ابی حازم
 ۳۵ ہجری جو تک کوئی جنگ نہیں ہوئی، اسلئے میں نے اس کا نام سفر رکھا ہے، موصوفین اسے غزوہ تبوک کہتے
 لئے لکھتے ہیں، کہ یہ سفر بغیر رض و اذعت فوجی تھا

حکم ہندام۔ عالمہ عثمان وغیرہ بھی انکے ساتھ شامل ہیں۔ گویا وہ اس شکست کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ جو بھقام موتہ۔ قیصر کے حاکم اوقیصر کی فوج کو ہوئی تھی۔
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ حملہ اور فوج کی مدافعت عرب کی سرزمین میں داخل ہونے سے پہلے پہلے نہ کرے تاکہ اندون ملک کاسن میں خلل واقع نہ ہو۔
 یہ مقابلہ ایسی سلطنت سے تھا۔ جو نصف دنیا پر حکمران تھی۔ اور جسکی فوج ابھی حال ہی میں سلطنت ایران کو نیچا دکھا چکی تھی۔

مسلمان بے سرو سامان تھے۔ سفر دور و دراز کا تھا۔ عرب کی مشہور گرمی خوب زوروں پر تھی۔ دینے میں میچے پک گئے تھے۔ میوے کھانے اور سایہ میں بیٹھنے کے دن تھے۔
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار بنی سامان کیلئے عام چندہ کی نہرت کھولی۔
 عثمان غنیؓ نے ۹۰ اونٹ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار چندہ میں دئے۔ انکو
 بجھن جیش العسیر کا خطاب ملا۔

عبدالرحمن بن عوف نے چالیس ہزار درہم۔
 عمر فاروقؓ نے تمام اثاثات البیت نقد و جنس کا نصف جو کئی ہزار روپیہ تھا۔ پیش کیا۔
 ابو بکر صدیقؓ جو کچھ لائے۔ اگرچہ وہ قیمت میں کم تھا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ وہ گھر میں اللہ اور رسول کی محبت کے سوا اور کچھ بھی باقی نہ چھوڑ کر گئے تھے۔
 ابو عقیل انصاری نے دو سیر چھوہارے لاکر پیش کئے اور یہ بھی عرض کی کہ رات بھر پانی نکال نکال کر ایک کھیت کو سیراب کر کے چار سیر چھوہارے مزدوری کے لایا تھا۔ دو سیر بیڑی بچے کے لئے چھوڑ کر باقی دو سیر لے آیا ہوں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان چھوہاروں کو جملہ قیمتی مال و متاع کے اوپر بکھیر دو۔
 غرض ہر ایک صحابی نے اس موقع پر ایسے ہی خلوص و فاضل سو کام لیا۔ تقریباً ۱۰۰۰۰۰ فضیل دکھائے
 لے ترجمہ یہ ہے۔ فائدہ زدہ لشکر کا سامان بنادینے والا (ابن خلدون)

کئے مسلمان تھے۔ ہمارے کئے اپنے گھروں میں رہ گئے۔ یعنی اللہ بن ابی سلار مشہور منافق نے ان لوگوں کو اطمینان دلایا تھا کہ اب محمد اور اس کے ساتھی مینے واپس نہ آسکیں گے، تبصر انہیں قید کر کے مختلف ممالک میں بھیج دیا۔

خدا کا نبی تیس ہزار کی جمعیۃ سے تبوک کو روانہ ہوا۔

مدینہ پر پل بن عرقطہ کو خلیفہ بنایا، اور علی مرتضیٰ کو مدینہ میں اہل بیت کی ضرورت کیلئے مامور فرمایا۔ شکر میں سوار یوں کی بڑی قلت تھی۔ ۱۸ شخصوں کیلئے ایک اونٹ مقرر تھا، رسد کے نہ ہونے سے اکثر جگہ زخروں کے پتے کھانے پئے۔ جس سے ہونٹ سوج گئے تھے، پانی بعض جگہ ابھی نہیں اونٹوں کو اگرچہ سواری کیلئے پہلے ہی کم تھے، فوج کرنے انکی معاد کا پانی پیا کرتے تھے۔

افرض صبر و استقلال سے تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے تبوک پہنچ گئے۔

ابھی تبوک کے لئے ہی میں تھکا کہ علی مرتضیٰ بھی پہنچ گئے، معلوم ہوا کہ منافقین بعد میں حضرت علیؑ کو جڑانے اور کھجانے لگے تھے، کہ بی ہمتا نہ کھتا سمجھ کر چھوڑ دیا، کوئی کہتا ہے سرسبز کھار چھوڑ دیا، ان باتوں کو شیر خدا کو غیرت آئی، دو منزلہ سہ منزلہ طے کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ لمبے لمبے سفر اور سخت گرمی کی تکلیف کے پاؤں متورم تھے، اوچھا بڑھائے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من

ہوئی الا انہ لا بنی بعدی، علیؑ تم اس پر خوش نہیں ہوتے کہ تم میرے لئے ویسے ہی ہو۔ جیسا کہ موسیٰ کیلئے ہارون تھے۔ گو میرے بعد کوئی بنی نہیں۔ یہ سنکر علی مرتضیٰ خوش و خرم ہوئے۔ کو واپس تشریف لے گئے۔

لے طبری ۱۵ صحیحین ۱۵ مدارج النبوة ۱۵
۱۵ صحیح بخاری و ابن مسعود بن سعد بن ابی ہریرہ تبوک حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون کو نبیؑ
بر اس وقت چھوڑ گئے تھے۔ جب انہوں نے کوہ طور پر ۴۰ دن کا یہ قات پورا کیا تھا، قرآن مجید میں اس واقعہ کا مفصل ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے انتقال کے بعد حضرت موسیٰ کے جو خلیفہ ہوئے
ان کا نام یونس بن زون ہے۔

تو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قیام فرمایا، اہل شام پر اس لیے کہ حرکت کا اثر نہ ہو۔ کہ انہوں نے عرب پر حملہ آور ہونے کا خیال اس وقت چھوڑ دیا اور اس حملہ آوری کا بہترین موقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا زمانہ قرار دیا۔
 ۱) نبوک میں ایک نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر و نہایت جامع وعظ فرمایا تھا۔ ذیل میں اسے مد ترجمہ و ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ہم نے اس میں صرف اس قدر تصرف کیا ہے کہ ہر فقرہ پر نمبر شمار لگا دئے ہیں:

اللہ پال کی بہترین حمد ثنا کے بعد فرمایا:

اما بعد

۱) ہر ایک کلام و صدق میں بزرگوار اللہ کی کتاب ہے	۱) فان اصل من الحادیث کتاب اللہ
۲) سب بزرگوار بصورت و کی بات تقویٰ کا کلمہ ہے	۲) وادونق العری کلمۃ التقویٰ
۳) سب باتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کا ہے	۳) وخیر الملل ملت ابراہیم
۴) سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے	۴) وخیر السبل سبل محمد
۵) سب باتوں پر اللہ کے ذکر کو شرف ہے	۵) و اشرف الحدیث ذکر اللہ

۱) لاؤ انہی کتاب کے لیے کلیسیا جس کا ذکر کائنات یوحنا باب ۱۲ اور ۱۳ میں ہے۔ تو کہ ہی کے متصل تھا، عرب اسے اقل قدر لیتے تھے۔ حجاز ریلوے کی ریلوں میں اس کھنڈ بھی پائے گئے۔ زمان نبوی میں اس جگہ عیسائی قومیں آباد تھیں۔ اس لیے ایام قیام تو کہ ہیں ان اقوام میں تبلیغ اسلام بھی کی گئی۔ اور ان سے معاہدات بھی کئے گئے۔ عیسائیت پر قائم مہنٹے الی اقوام کو مذہب کی آزادی دی گئی، اور ان کے جان و مال کی حفاظت کا ذمہ مسلمانوں نے اٹھنا پڑا۔ اس طرف چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی عیسائیوں کی تھیں۔ مثلاً اکیدر دوتہ المندل میں مذکور تھا، اور یوحنا ابلہ کا فرما تھا۔ ان کی حکومتوں کو قائم رکھا گیا۔ اہل اور حج بھی عیسائی تھے اور آزاد و قسائل تھے۔ ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔ معاہدات میں جس فیاضی سے بے نقص بلکہ محنت کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ آج تک مسلمانوں سے عیسائیوں سے نہیں دیکھا گیا۔ اور ان کا نیا نام جس کا ذکر کائنات باب ۱۱ میں ہے۔ اسی جگہ فرمایا تھا:

اکیدر دوتہ المندل جسے خالد بن ولید نے شکار کیلئے گزنا کر کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سجدہ کر کے گئے۔ بعد پھر مسلمان ہو گیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم

عیسائیوں کے ساتھ فیاضانہ معاہدات

(۶) واحسن القصص هذا القرآن۔
 (۷) وخیر الامور عوازمها۔
 (۸) وشر الامور محدثاتها۔
 (۹) واحسن الهدی هدی الانبیاء۔
 (۱۰) واشرف الموت قتل الشهداء۔
 (۱۱) داعی العی فی فضل الہ بعد الہدیٰ۔
 (۱۲) خیر الاعمال ما نفع۔
 (۱۳) وخیر الہدی ما تبع۔
 (۱۴) وشر العی عی القلب۔
 (۱۵) والید علیا خیر من الید السفلی۔
 (۱۶) رسا قل کفی خیر ما کثر واللہ۔
 (۱۷) شر المعذرة حین یحضر الموت۔
 (۱۸) وشر الندا مہ یوم القیامہ۔
 (۱۹) ومن الناس من لا یاتی الجملة دراً۔
 (۲۰) ومنہم من لا یدکر اللہ الا بھما۔
 (۲۱) ومن اعظم الخطاء اللسان الذکوب۔
 (۲۲) وخیر الغنی غنی النفس۔
 (۲۳) وخیر الزاد التقویٰ۔
 (۲۴) وراس الحکمة مخافة اللہ عزوجل۔
 (۲۵) وخیر ما وقرنی قلوبہ لیقین۔
 (۲۶) والارباب من الکفر۔

(۱) سب بیانانے پاکیزہ تریہ قرآن ہے۔
 (۲) بہترین کام اولو العزمی کے کام ہیں۔
 (۳) امور میں بدترین امر وہ ہے جو نیا نکالا گیا ہو۔
 (۴) انبیاء کی روش سب دشمنوں کو خوب تر ہے۔
 (۵) شہید ذکی شہادت کی سب سے بزرگ تر ہے۔
 (۶) سب سے بڑا نذر جان ہونے والا ہے جو بدعت ہے۔
 (۷) عملوں میں عمل اچھا ہے جو نفع دہ ہو۔
 (۸) بہترین روش وہ ہے جس کی لوگ چل سکیں۔
 (۹) بدترین کوری دل کی کوری ہے۔
 (۱۰) بلند باقد رست ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔
 (۱۱) تھوڑا اور بالائے شان اچھا ہو غفلت میں۔
 (۱۲) بدترین رشتہ جو جو بوجہ کندی کی موت کی جائے۔
 (۱۳) بدترین رشتہ ہے جو قیامت کو ہوگی۔
 (۱۴) بعض لوگ کھاتے ہیں گدازل پیچھے لگ جاتے ہیں۔
 (۱۵) انہیں بعض لوگ ہیں اللہ کو کبھی کبھی کہتے ہیں۔
 (۱۶) گناہوں کو عظیم تر بھونٹی زبان ہے۔
 (۱۷) جب بڑی تو گری دل کی تو گری ہو۔
 (۱۸) سب سے عمدہ توشہ تقویٰ ہے۔
 (۱۹) دانی کا سہ ہے کہ خدا کا خوف دل میں ہو۔
 (۲۰) دل نشین ہونیکے لئے بہترین چیز یقین ہے۔
 (۲۱) شک پیدا کرنا کفر کی شاخ ہے۔

(۲۷) والنیلحة من عمل الجاهلیة

(۲۸) والغلول من حر جهنم

(۲۹) والسکر کئی من النار

(۳۰) والشحر من ابلیس

(۳۱) والحمز جباع الا شحر

(۳۲) وشرا ما کل ما کل مال یتیم

(۳۳) والسعید من وعظ بنیرہ

(۳۴) والشقی من شقی فی بطن امہ

(۳۵) وملاک العمل خوا تہ

(۳۶) وشرا رویا رویا النکذب

(۳۷) وکل ما ہوات قریب

(۳۸) وسباب المومن دنوق

(۳۹) وقتالہ کفرأ

(۴۰) واکل لمحہ من معصیة اللہ

(۴۱) وحرمة ماله - کحرمة دمه

(۴۲) ومن یتالی علی اللہ یکذبہ

(۴۳) ومن یخفر یخضر لہ

(۴۴) ومن یعف یعف اللہ عنہ

(۴۵) ومن یکظم الفیض یجرہ اللہ

(۴۶) ومن یضرب علی الرزقۃ یعوضہ اللہ

(۴۷) ومن تبعہ السمعیۃ اللہ

(۲۷) مین سے روناجا بلیت کا کام ہے۔

(۲۸) بجوری کرنا عذاب جہنم کا سامان ہے۔

(۲۹) پرست ہونا آگ میں پڑنا ہے۔

(۳۰) شعر ابلیس کا حصہ ہے۔

(۳۱) شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۳۲) بدترین روزی یتیم کا مال کھا جانا ہے۔

(۳۳) سعادتمند وہ ہے جو دوسرے کی نصیحت پکڑ لیتا ہے۔

(۳۴) پس بخت بزدل کی پیٹ میں ہی بدبخت ہوتا ہے۔

(۳۵) عمل کل سراپا اس کا بہترین انجام ہے۔

(۳۶) بدترین خواب وہ ہے جو جھوٹا ہو۔

(۳۷) جو بات ہو نیوالی ہی وہ دست قریب ہے۔

(۳۸) مومن کو کالی دینا فسق ہے۔

(۳۹) مومن کو قتل کرنا کفر ہے۔

(۴۰) مومن کا گوشت نارا کی غیبت کرنا اللہ کی نصیحت ہے۔

(۴۱) مومن کا مال دوسرے پر یا جہمی پر جیسا کہ اس کی خون

(۴۲) جو خدا سے متغناء کرنا ہے خدا سے جھٹلاتا ہے۔

(۴۳) جو کسی پریرب چھپاتا ہے خدا اسے عیب چھپاتا ہے۔

(۴۴) جو معافی دیتا ہے اسے معافی دی جاتی ہے۔

(۴۵) جو غصہ کو پی جاتا ہے خدا اسے اجر دیتا ہے۔

(۴۶) جو نقصان پر صبر کرتا ہے خدا اسے عوض دیتا ہے۔

(۴۷) جو حق کو چھپاتا ہے خدا اس کی رزق میں عیب دیتا ہے۔

(۴۸) ومن یصبر یضعف اللہ لہ

(۴۹) ومن یعصی اللہ یعذبہ اللہ۔

(۵۰) ثُمَّ اسْتَغْفِرْ ثَلَاثًا

(۴۸) جو صبر کرتا ہے خدا اسے بڑھاتا ہے!

(۴۹) جو خدا کی فرمائی کرتا ہے خدا اسے عذاب دیتا ہے!

(۵۰) پھر تین دفعہ استغفار پڑھ کر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ کو ختم فرمایا۔

ذوالبجادیں کی فات ایام قیام نبوک میں ذوالبجادیں کا انتقال ہوا۔ اس مخلص کے ذکر سے واضح

ہوتا ہے کہ بنی ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم مخلص و مخلص صحابہ پر قدر و منزلت عنایت فرمایا کرتے تھے۔

ان کا نام عبد اللہ تھا۔ ابھی بچہ ہی تھے کہ باپ مر گیا۔ چچا نے پرورش کی تھی۔ جب

جوان ہوئے تو چچا نے اونٹ، بکریاں، غلام، یکران کی حیثیت دست کر دی تھی۔ عبد اللہ نے سلام

کے متعلق کچھ سنا اور دل میں توحید کا ذوق پیدا ہوا۔ لیکن چچا نے اس قدر ڈرتا تھا کہ اظہار

اسلام نہ کرے گا۔ جب بنی ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ ہوئے گئے تو عبد اللہ نے چچا سے جا کر کہا۔

”پیارے چچا! مجھے برسوں انتظار کرتے گزر گئے کہ کب آپ کے دل میں اسلام کی تحریک پیدا

ہوئی ہے۔ اور آپ کب سلمان ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کی حال ہی پہلے کا سا چلا جاتا ہے۔ میں اپنی عمر

پر بزیوہ اعتماد نہیں کر سکتا! مجھے اجازت فرمائے کہ میں سلمان ہو جاؤں۔“

چچا نے جواب دیا۔ ”وکیہ۔ اگر تو محمد کا دین قبول کرنا چاہتا ہے۔ تو میں سب کچھ

تجھ کو چھین لوں گا۔ تیرے بدن پر چادر اور تہ بند تک باقی نہ رہنے دوں گا۔“

عبد اللہ نے جواب دیا۔ چچا صاحب! میں سلمان ضرور ہوں گا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کا اتباع ہی قبول کروں گا۔ نہ کہ اور بت پرستی سے میں سبزا ہو چکا ہوں۔ اب جو آپ کی

منشاء ہے کیجئے! اور جو کچھ میرے قبضے میں زرد مال وغیرہ ہے۔ سب نبھال لیجئے۔ میں

جانتا ہوں کہ ان سب چیزوں کو آخر ایک روز یہیں نیا پر چھوڑ جانا ہے۔ اسلئے میں

ان کے لئے سچے دین کو ترک نہیں کر سکتا۔“

لے بیعتی والتوفی شہدۃ فی الدلائل وحوالہ من حدیث عقبہ بن عامر عن قول زناد المعاد جلد ۱ صفحہ ۴۲۲

عبداللہ نے یہ کہہ کر بدن کے کپڑے تک اتار دیئے۔ اور مادر زاد برہنہ ہو کر ماں کے سامنے گیا۔ ماں کچھ کر حیران ہوئی کہ کیا ہو؟ عبداللہ نے کہا میں مومن اور موحّد ہو گیا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں۔ ستر پوشی کیلئے کپڑے کی ضرورت ہے۔ مہربانی فرما کر دیدیجئے۔ ماں نے ایک کپڑا دیدیا۔ عبداللہ نے کپڑا پہنا، آدھے کاتہ بند بنایا، آدھا اوپر لیا، اور پیٹنے کو روانہ ہو گیا، علی الصبح مسجد نبوی میں پہنچ گیا، اور مسجد سے یک لگا کر منتظر رہ بیٹھا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مبارک میں آئے، تو اسے دیکھ کر پوچھا کہ کون ہو؟ کہا۔ میں زنا م عبدالعزیٰ ہوں۔ فقیر و مسافر ہوں۔ عاشق جمال اور طاب ہدایت ہو کر درود تک آپ پہنچا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا نام عبداللہ ہے، اور ذوالجوادین لقب، تم ہمارا قریب ہی ٹھہرو۔ اور مسجد میں رہا کرو۔
عبداللہ اسحابِ نصف میں شامل ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھتا اور نبی بحر عجب فوق و شوق اور جوش و نشاط سے پڑھا کیا کرتا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ کہ لوگ تو نماز پڑھ رہے ہیں، اور یہ اعرابی اس قدر بلند آواز سے پڑھ رہا ہے کہ دوسروں کی قرأت میں مزاحمت ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر! اسے کچھ نہ کہو۔ یہ تو خدا اور رسول کے لئے سب کچھ چھوڑ چھا کر آیا ہے۔

لحاف چو ترہ کہتے ہیں۔ مسجد نبوی کے صحن میں ایک چو ترہ تھا، جو لوگ گھر بار حج کرنا کا دروازہ مال بکھٹا، آرام چھوڑ کر تعلیم دین و اسلام کے لئے آیا کرتے تھے۔ وہ اس چو ترہ پر بٹھہر کرتے تھے، اسلئے اہل حنفہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ عاشقانِ صداقت بھوک پیاس کی مصیبت اور گرمی سردی کی تکالیف برداشت کرتے، مگر دنیا کی کوئی تکلیف اسلام کی تعلیم و قرآن مجید کا درس دینے سے انہی روک نہ سکتی تھی۔ انہی میں سے وہ لوگ تیار ہوئے تھے، جو مختلف ملکوں میں جا کر اشاعتِ اسلام کرتے تھے۔ انہی میں سے حضرت ابوہریرہؓ ہیں جو پانچ ہزار احادیث کے راوی اور اسلام کے مبلغ ہیں۔ زیادہ مفصل حال ہماری کتب سبل الرشاد یعنی سفر نامہ حجاز میں پڑھنا چاہئے۔

عبداللہ کے سامنے غرہ ہو کر کی تیاری ہونے لگی۔ تو یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا فرمائے کہ میں بھی اہل خدا میں شہید ہو جاؤں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ کسی درخت کا چھلکا اُتار لاؤ۔ جب عبداللہ چھلکا لے آئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھلکا اسکے بازو پر باندھ دیا، اور زبان مبارک سے فرمایا: "آئی۔ میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں" عبداللہ نے کہا: یا رسول اللہ میں تو شہادت کا طالب ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب غزا کی نیت سے تم نکلو اور پھر تپ آجائے، اور مر جاؤ۔ تب بھی تم شہید ہی ہو گے۔

تب تک پہنچ کر یہی ہوا کہ تپ چڑھا۔ اور عالم بقا کو سدھا گئے: بلال بن حارث مزی کا بیان ہے کہ میں عبداللہ کے فن کی کیفیت دیکھی ہے:

"رات کا وقت تھا، بلا ل کے ہاتھیں چراغ تھا، ابو بکرؓ و عمرؓ اس کی لاش کو بھد میں رکھ رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی قبر میں اترے تھے، اور ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرما رہے تھے: ادا بالی! ادا! کہا اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو! آنحضرتؐ نے قبر پر ٹائیں بھی اپنے ہاتھ سے رکھیں۔ اور پھر وعایں فرمایا:

الہی! آج کی شام تک میں اس سے خوشنود رہا ہوں! تو بھی اس سے راضی ہو جا!

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کاش! اس قبر میں میں دیا جاتا!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوک سے مع الخیر مدینہ منورہ پہنچ گئے!

جو منافقین یہ سمجھ گئے تھے کہ اب محمدؐ اور اس کے دوست قید ہو کر کسی دور دست

جزیرہ میں بھیجے جائیں گے، اور صبح و سارا مہینہ نہ پہنچیں گے۔ وہ ابشپان ہوئے۔ اور انہوں نے

ساتھ نہ چلنے کے جھوٹ موٹ عذر بنائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو معافی دیدی

لیکن تین مخلص صحابی بھی تھے: جو اپنی معمولی سستی و کلامی کی وجہ سے ہمراہ جاتے

سے رہ گئے تھے! ان کو اپنی صداقت کی وجہ سے ایک امتحان بھی دینا پڑا!

تھیں ان تین صحابی بھی

ان میں سے ایک بزرگ صحابی نے اپنے متعلق جو کچھ اپنی زبان سے بیان کیا ہے، میں اسی کو اس جگہ لکھ دینا ضروری سمجھتا ہوں:

یہ بزرگوار کعب بن مالک انصاری ہیں۔ اور ان ۴۳ سابقین میں سے ہیں جو عقبہ کی بیعت ثانیہ میں حاضر ہوئے تھے، اور شعراء خاص میں سے تھے:

کعب بن مالک استمان کوٹ کا بیان ہے کہ اس سفر میں میرا گھر پر رہ جانا، ابتلاء محض تھا۔ سنت طریق سے ایسا کرنے کا نہ میرا ارادہ تھا اور نہ کوئی عذر تھا۔ سفر کا جملہ سامان مرتب تھا، عمدہ اونٹنیاں میرے پاس موجود تھیں، میری مالی حالت ایسی اچھی تھی کہ پہلے کبھی نہ ہوتی تھی۔ اس سفر کیلئے میں نے دو مضبوط شتر بھی خرید کئے تھے، حالانکہ اس سے پیشتر میرے پاس دو اونٹ کبھی ہائے تھے۔ لوگ سفر کی تیاری کرتے تھے۔ اور مجھے ذرا تردد نہ تھا۔ میں سوچ رکھا تھا کہ جس روز کوچ ہوگا، میں چل پڑونگا، لشکر اسلام جس روز روانہ ہوا، مجھے کچھ تھوڑا سا کام تھا، میں نے کہا، خیر میں کل جاؤں گا، دو تین روز اسی طرح سستی اور تذبذب میں گزر گئے۔ اب لشکر اتنی دور نکل گیا کہ اس عمل سکنا مشکل ہو گیا، مجھے نہایت صدمہ تھا، کہ یہ کیا ہوا!

میں ایک وز گھر سے نکلا، مجھے ان منافقین کے سوا جو جھوٹ موٹ عذر کرنے کے عادی تھے یا جو معذرت تھے اور کوئی بھی راستے میں نہ ملا، یہ دیکھ کر میرے تن بدن کو رنج و غم کی آگ لگ گئی، یہ دن میرے اسی طرح گزر گئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپس بھی تشریف لائے اب میں حیران تھا کہ کیا کروں، اور کیا کہوں، اور کیونکر خدا کے رسول کے عتاب سے بچاؤ کروں لوگوں نے مجھے بعض جیلے بھانے بتلائے، مگر میں یہی فیصلہ کیا کہ بغات سچ سی سے کٹی جائے، آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھانا اور قسیم فرمایا، تب تم ختم فرماؤ، میرے تو ہوش اُسی وقت جاتے رہے!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کعب تم کیوں رہ گئے تھے، کیا تم میرے پاس کوئی سامان

میتا نہ تھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس تو سب کچھ تھا۔ میرے نفس نے مجھے غافل بنایا، کابلی نے مجھ پر غلبہ کیا۔ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا۔ اور مجھے حیران و حذران کی گرداب میں ڈال دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اپنے گھر ٹھہرو، اور حکم الہی کا انتظار کرو بعض لوگوں نے کہا۔ دیکھو، اگر تم بھی کوئی حیلہ بنا لیتے، تو ایسا نہ ہوتا۔ میں نے کہا۔ وحی الہی سے میرا جھوٹ کھٹا جاتا۔ اور پھر میں کہیں کا بھی نہ رہتا۔ معاملہ کسی دنیا دار سے نہیں بلکہ اللہ کے رسول کے ساتھ ہے۔ میں نے دریافت کیا، کہ جو حکم میرے لئے ہوا ہے کسی اور کے لئے بھی ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ہاں، ہلال بن امیہ اور مراد بن ربیع کی بھی یہی حالت ہے۔ یہ سن کر مجھے ذرا تسلی ہوئی، کہ دوسرے اور بھی میری جیسی حالت میں ہیں پھر رسول خدا نے حکم دیا۔ کہ کوئی مسلمان ہمارے ساتھ بات چیت نہ کرے، اور نہ ہمارے پاس کر بیٹھے۔ اب زندگی اور دنیا ہمارے لئے وبال معلوم ہونے لگی۔ ان دنوں میں ہلال اور مراد تو گھر سے بھی باہر نہ نکلے، کیونکہ وہ بوڑھے بھی تھے لیکن میں جوان اور دلیر تھا گھر سے نکلتا، مسجد نبوی میں جاتا نماز پڑھ کر مجلس مبارک کا ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بھرتی نگاہ اور گوشہ چشم سے مجھ دیکھا کرتے۔ میری شگفتگی کا ملاحظہ فرمایا کرتے، اور جب میں حضور کی جانب لکھ اٹھاتا تو حضور اعراس فرماتے۔

مسلمانوں کا یہ حال تھا، کہ نہ کوئی مجھ سے بات کرتا، نہ کوئی میرے سلام کا جواب دیتا۔ ایک روز میں نہایت رنج و الم میں مدینہ سے باہر نکلا۔ ابو قتادہ میرا چچا بھائی تھا۔ اوہ ہم دونوں میں نہایت محبت تھی، سامنے اس کا باغ تھا، وہ باغ میں کچھ عمارت بنوارا تھا میں اس کے پاس چلا گیا۔ اُسے سلام کیا، تو اُس نے جواب تک نہ دیا، اور نہ پھیر کے کھڑا ہو گیا، میں نے کہا۔ ابو قتادہ! تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں اور فراق و شرک کا میرے دل پر اثر نہیں۔ پھر تم کیوں مجھ سے بات نہیں کرتے؟ ابو قتادہ نے اب بھی جواب نہ دیا۔ جب میں نے تین بار اسی بات کو دہرایا، تو چچرے بھائی نے صرف اُٹھ کر

کرسن

جواب دیا، کہ ”اللہ اور رسولؐ ہی کو خوب معلوم ہے۔“ مجھے بہت ہی رقت ہوئی، اور میں خوب ہی رویا، بیس شہرتیں لوٹ کر آیا، تو مجھے ایک عیسائی ملا۔ یہ دیر میں مجھ کو تلاش کر رہا تھا۔ لوگوں نے بتلادیا کہ وہ یہی شخص ہے۔ سکیاں یا پوستان کا ایک خط میرا نام تھا، خط میں لکھا تھا ”ہم نے سنا ہے کہ تمہارا آقا تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ تم کو اپنے سامنے سے نکال دیا ہے اور باقی سب لوگ بھی تم پر جو رو جھا کر رہے ہیں۔ ہم کو تمہارے درجہ و منزلت کا حال بخوبی معلوم ہے۔ اور تم ایسے نہیں ہو کہ کوئی تم سے ذرا بھی بے التفاتی کرے، یا تمہاری عزت کے خلاف تم سے سلوک کیا جائے، اب تم یہ خط پڑھتے ہی میرے پاس چلے آؤ۔ اور اگر دیکھو کہ میں تمہارا اعزاز و اکرام کیا کچھ کر سکتا ہوں۔“

خط پڑھتے ہی میں نے کہا، کہ یہ ایک اور مصیبت مجھ پر پڑی، اس سے بڑھ کے مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے، کہ آج ایک عیسائی مجھ پر اور میرے دین پر قابو پانے کی سازش کر رہا ہے، اور مجھ کو کفر کی دعوت دیتا ہے۔ اس خیال سے میرا رنج و اندوہ چند در چند بڑھ گیا۔ خط کو قاصد کے سامنے ہی میں نے آگ میں ڈال دیا۔ اور کہہ دیا۔ ”جاؤ۔ کہہ دینا کہ آپ کی عنایت و التفات سے مجھ اپنے آقا کی بے التفاتی لاکھ درجہ بہتر و خوشتر ہے۔“ میں گھر پہنچا، تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک شخص آیا ہوا موجود ہے۔ اس نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ رہا کرو۔ میں نے پوچھا کیا طلاق کا حکم دیا ہے؟ کہا، نہیں، صرف علیحدہ رہنے کو فرمایا ہے۔ یہ مسکرمیں نے اپنی بیوی کو اس کے سینے کے پیچھے بٹھایا، مجھے معلوم ہوا کہ ہلال اور رارہ کے پاس بھی یہی حکم پہنچا تھا۔ ہلال کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہلال کمزور و ضعیف ہے۔ اور اس کی خدمت کے لئے کوئی خادم بھی نہیں۔ اگر لندن ہو تو میں اس کی خدمت کرتی رہوں۔ فرمایا۔ ہاں اُس کو بستر سے دور رہو۔ عورت کہا۔ یا رسول اللہ! ہلال کا غم رنج سے ایسا حال ہے کہ اُسے تو اور کوئی بھی خیال نہیں رہا۔“

آج مجھے لوگوں نے کہا کہ تم بھی اتنی اجازت لے لو کہ تمہاری بیوی تمہارا کام کاج تو کر دیا
کے۔ میں نے کہا۔ میں تو ایسی جرات نہیں کرنے کا، کیا خبر حضور اجازت دیں یا نہ
دیں۔ اور میں تو جوان ہوں۔ اپنا کام خود کر سکتا ہوں۔ مجھے خدمت کی ضرورت نہیں۔
الغرض اسی طرح مصیبت کے پنجاس دن گزر گئے۔ ایک رات میں اپنی چھت پر لیٹا ہوا
تھا اور اپنی مصیبت پر سخت نالاں تھا، کہ کوہِ سلع پر چڑھ کے جو میرے گھر کے قریب تھا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آواز دی کہ کعب کو مبارک ہو کہ اس کی توبہ قبول ہو گئی، یا اے ادا سننے والی
میرے دوست احباب دوڑ پڑے۔ اور مبارکباد کہنے لگے، کہ مخلص کی توبہ قبول ہوئی۔
میں نے یہ سننے ہی پریشانی کو خاک پر رکھ دیا۔ اور سجدہ شکرانہ ادا کیا، اور پھر دوڑا دوڑا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین و انصار میں تشریف فرما تھے۔ مجھ کو دیکھ کر مجاہدین نے
مبارکباد دی۔ اور انصار خاموش رہے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اس وقت چہرہ
مبارک خوشی و مسرت سے چہرہ کی طرح تابان و درخشان ہو رہا تھا۔ اور عادت مبارک نخی

۱۵۵ سفر تو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غالباً ۵۰ دن ہی لگے تھے۔ اسلئے پیچھے رہ جانے والوں کو اتنے دن ہی
مسلمانوں، رعایاں سے قریباً تنہائی میں کاٹنے پڑے۔

۱۵۶ سلع کا ذکر بخاری کی اس حدیث میں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلع کی بیماری مینے کے اندر ہے۔ اور کعب بن
الکعب صحابی کا گھر اس کے پاس تھا۔ اور طبری نے جنگ خندق کے بیان میں بروایت ابنِ اسحق یہ روایت نقل کی ہے۔
وخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمسلمون حتی جعلوا اظہوہم الی سلع فی ثلاثۃ الایام
من المسلمین فغصب ہنالاک عسکریہ و الخندق بدینہ و بین النعمہ۔ اس نکتہ کے جنگ خندق میں
جب مسلمانوں نے بدینہ میں محصور ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کیا تھا اس وقت ہامی لشکر سلع کے قریب آ رہا تھا اور اس وقت مسلمانوں کا
یہ خندق کی طرف اور پشت سلع کی طرف تھی؛ حسان بن ثابت کا جنگ خندق کی نسبت شعر جو جس میں عمرو بن عبد کے
میں لکھا ہے۔ اے امی الفتح عمرو بن عبدنا آؤنا۔ بجنوب سلع ثارۃ لہو یظفرہ۔ کعب بن مالک نے جنگ خندق
پر جو قصیدہ لکھا۔ اس کا ایک شعر ہے۔ اے ابلاغ قریش انا سلعا۔ و ما بین العریض الی العما۔ اب ان ہرود
روایات کے ساتھ سیاحہ نبی کی کتاب باب ۱۲ میں ۵۰ کو دیکھیں جس میں سلع کے باشندوں کا بیان ہے جس سے صاف
واضح ہو جاتا ہے کہ انبیاء کی کتابوں میں بدینہ کا نام سلع ہے۔

کہ خوشی میں چہرہ مبارک اور بھی زیادہ روشن ہو جاتا تھا۔ مجھے فرمایا: ”کعب۔ مبارک!۔ اس بہترین دن کے لئے! جب سے تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ کوئی دن ایسا مبارک تجھے پانچ تک نہیں گزرا۔ آؤ۔ تمہاری توبہ کو رب العالمین نے قبول فرمایا ہے!“

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس قبولیت کو شکر کرنے میں میں اپنا کل مال راہِ خدا میں صدقہ دیتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں،“ مینے عرض کیا: ”نصف“۔ فرمایا، ”نہیں“۔ مینے عرض کیا: ”ثلث“۔ فرمایا: ”ہاں۔ ثلث خب ہے۔ اور ثلث بہت بھی ہے۔“

آنکھوں پر لکھ لکھ لکھ کہ اس فتنہ و شر کا جو دشمنوں نے برسوں اٹھا رکھا تھا۔ اور جس نے عرب کے تمام قبائل کو بغاوت کی زہر آلود دھوا سے آلودہ کر رکھا تھا، خاتمہ ہو گیا۔ ان سب لڑائیوں کے دوران میں حمزہؓ للعالمین کی بے نظیر فیاضی اور لاثانی رحمدلی کا ظہور اس کثرت و دفور سے ہوا کہ دنیا نے جنگ کو شجاعانہ اور مذہب اصول نہیں سے معلوم کئے۔

یہ وہ ناگزیر جنگ تھی جن میں اللہ کا برگزیدہ رسول و نبی اور مسلمان اضطراب و تقریبات سال کے درمیانی عرصہ میں شریک ہوتے تھے۔

ناظرین کسی جنگ میں نہیں دیکھیں گے کہ مسلمانوں نے ابتداء کی ہو یہ تمام جنگ ضررِ حلالہ آدموں کے حلقوں کو روکنے، اور ان کو شر سے بچنے کیلئے کئے گئے تھے۔ نبوت کے تمام زمانے میں ایک شخص بھی اسلئے قتل نہیں ہوا کہ وہ بت پرست یا پارسی یا عیسائی یا یہودی تھا۔ قرآن مجید میں اس مطلب کو اللہ تعالیٰ نے بخوبی واضح فرمادیا تھا، کہ دنیا میں مذہب اعتقاد کا اختلاف ہمیشہ سہرا ہے۔ اور ہمیشہ تک رہے گا۔ اسلئے مذہب کیلئے کسی شخص پر جبر کرنا جائز نہیں۔ مشر جو ذیل آیات اس مطلب کیلئے صاف ہیں۔

(۱) لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ
الرِّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ سَمِعْتُمْ دُكْرًا ۚ

(۲) وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَمَنَّ الْمَن فِي الْأَرْضِ

دین کے بارے میں کسی پر جبر نہیں ہوتا
اور اگر اسی جہی طرح ظاہر ہو گئی ہے۔

اگر تیرا پروردگار چاہتا، تو زمین پر سب کعب

بشندے ایمان لے آئے کیا تو ان لوگوں
جبر کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔

اگر تیرا برادر گناہ کرتا تو سب لوگوں کو ایک
ہی مامت بنا دیتا۔ اور وہ تو ہمیشہ اختلاف کرتے
رہیں گے (بخیر ان کو جن پریرے رب رحم کیا
ہے) اور انکو اسی لئے پیدا کیا ہے۔

تو اے ہدایت نہیں دے سکتا، جس سے
محبت کرتا ہے مگر خدا جسے چاہتا ہے
ہدایت دیتا ہے۔

جو کچھ باتیں یہ لوگ کرتے ہیں ہم جانتے ہیں
اور تو ان پر خبر نہیں کر سکتا۔ ہاں قرآن کا وعظ کر
پھر کوئی عذاب آبی ہو ڈالتا ہے، وہ ڈرے۔
وعظ کرنا یہ کہیونکہ تو وعظ کرنے والا ہی ہے
اور ان پر کروڑہ نہیں ہے +

كُلُّهُمْ جَمِيعًا - اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ
حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سورہ بقرہ)

(۳) وَكَوْشَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ
اُمَّةً وَّاحِدَةً ۚ وَلَا يَزَالُوْنَ
مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ

وَلِذٰلِكَ خَلَقْنٰهُمْ (سورہ ہود، رکوع ۱۰)

(۴) اِنَّكَ لَا هُدٰىیْ مَن كُحِبْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْیْ مَن يَّشَآءُ۔

(سورہ قصص، رکوع ۶)

(۵) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۚ وَاَنْتَ
عَلَيْهِمْ حَٰجِبٌ ۚ فَاِذْ كُوْنَا اِلٰهًا اِنْ
يَتَخَافُ وَعَيْدٌ (سورہ قی، رکوع ۲)

(۶) فَاِذْ كُوْنَا اِلٰهًا اَنْتَ مُدْكِرٌ لِّسَتَ
حٰكِمٍۭ مُّصِیْطِرٍ (سورہ غاشیہ، پتم)

اسیران جنگ

جنگ کا ذکر ختم کرنے سے پیشتر مناسب ہے کہ اُس بڑا ذکر کر دیا جائے۔ جو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسیران جنگ کے ساتھ فرماتے تھے۔

اسلام سے پیشتر دنیا میں جتنی قومیں اور سلطنتیں تھیں۔ وہ اسیران جنگ کے ساتھ
ایسے وحشیانہ سلوک کرتی تھیں، جسے سُنکر بدن کے ہونٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل قیدیوں کے ساتھ صرف وہی طرح پر تھا۔

(الف) فدیہ لے کر آزاد کرنا۔

(ب) بلا کسی فدیہ کے آزاد کر دینا۔

مسلمانوں کو سب سے پہلے جنگ بندی میں قیدی ہاتھ لگے تھے۔ یہ اہل مکہ تھے۔ ان پر ہرکے دشمن مسلمانوں کا کوئی نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس معاملہ کو صحابہ کے مشورے میں پیش کیا۔ صحابہ میں ایک جانب ابو بکر صدیقؓ تھے، جنکی رائے یہ تھی کہ قیدیوں کو جبراً نہ لے لیا جائے۔ اور انہیں چھوڑ دیا جائے۔ اس رائے کی تائید میں انہوں نے دو دلائل پیش کئے تھے۔ (۱) نہ جبراً نہ ہم اپنے ساز و سامان کی درستی کر لیں گے۔

(۲) آزادی پانے کے بعد ممکن ہو کہ ان قیدیوں میں سے خدا کسی کو اسلام کی ہدایت فرما دے دوسری جانب عمر فاروقؓ تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ قیدیوں کو قتل کیا جائے وہ اپنی رائے کی تائید میں کہتے تھے:-

(الف) یہ لوگ کفر کے امام اور شرک کے پیشوا ہیں۔ انکی گردنیں اڑانی چاہئیں۔

(ب) خدا نے ہکو ان پر غلبہ دیا ہے۔ اسلئے مسلمانوں کا قصاص لینا چاہیئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا۔ جو قیدی زبردیانہ ادا نہ کر سکتے تھے ان کیلئے تجویز فرمایا کہ وہ اولاد انصار کو لکھنا سکھلا دیں (یا کوئی اور نہر سکھلا دیں)

بعض لوگ اب تک یہ سمجھتے ہیں کہ عمر فاروقؓ کی رائے زیادہ صحیح تھی۔ وہ حدیث کے اگلے حصہ سے دلیل پکڑتے ہیں۔ حدیث میں یہ ہے کہ اگلے روز عمرؓ نے رسول اللہؐ کو ابو بکرؓ کو گریہ کرتے دیکھا تھا۔ لیکن علماء کا ایک گروہ اس استدلال کے بعد بھی ابو بکر صدیقؓ کی رائے کو ترجیح دیتا ہے، بوجہ ذیل:-

(۱) قرآن مجید میں بھی رائے ابو بکرؓ کی بابت پہلے سے حکم موجود تھا۔

(۲) اس رائے میں رحمت ملحوظ ہے جو سب چیزوں سے وسیع تر ہے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث میں ابو بکرؓ کو ابراہیمؑ و عیسیٰؑ سے اور عمرؓ کو

ابو بکر صدیقؓ کی رائے

عمر فاروقؓ کی رائے

نوح و نوح سے تشبیہ دی ہے۔

(۴) ابو بکرؓ کی رائے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے موافق تھی۔

(۵) بالآخر العباسیوں نے بھی اسی رائے کو برقرار رکھا۔

(۶) ابو بکرؓ کا خیال صحیح ہوا کہ اسیران جنگ میں سب بہت لوگ بعد میں از خود

مسلمان بھی ہوئے۔ اور سر دست زبیر بن العوام (آوان جنگ) سے مسلمانوں نے اپنی حالت کو درست بھی کر لیا۔

(۱) الغرض جنگ بدر کے ۲ قیدیوں میں سے ۱ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرانہ لیکر آزاد فرمادیا تھا۔ ان قیدیوں کو مہمانوں کی طرح رکھا گیا تھا۔ بہت سے قیدیوں کے بیانات موجود ہیں جنہوں نے اقرار کیا ہے کہ اہل مدینہ بچوں کو بڑھکر انکی آسائش کا تمام کرتے تھے۔ صرف دو قیدی (عقبہ بن المیض و نصر بن حارث) قتل کرائے گئے تھے۔ یہ سزا ان کے سابق جرائم کا نتیجہ تھی۔ جس نے انہیں واجب القتل ٹھہرا دیا تھا۔

(ب) جنگ بدر کے بعد غزوہ بنو المصطلق میں ستر سو سے زیادہ زن و مر قید ہوئے تھے وہ سب بلا کسی معاوضہ کے آزاد کر دیئے گئے تھے۔ اور ان میں سے ایک عورت۔

جویریہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ہونے کا درجہ عطا فرمایا تھا۔

(ج) حدیبیہ کے میدان میں کوہ تنعیم کے ۸۰ حملہ آور قید ہوئے تھے۔ ان کو بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کسی شرط اور بلا کسی جبرانہ کے آزاد فرمادیا تھا۔

(د) جنگ خنین میں چھ ہزار زن و مرد کو بلا کسی شرط اور جبرانہ کے آزاد فرمادیا تھا۔

بعض اسیروں کی آزادی کا معاوضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اسیر کفندگان کو ادا کیا تھا۔ اور پھر اکثر اسیروں کو خلعت و انعام دیکر رخصت فرمایا تھا۔

ان جملہ نظائر سے ثابت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حملہ آور دشمنوں پر قابو اور غلبہ پالینے کے بعد کس قدر الطاف فرمایا کرتے تھے !

کتب احادیث میں ایک واقعہ قیدیوں سے قیدیوں کو تبادلہ کا بھی ملتا ہے۔
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاک تعلیم ہی کا اثر تھا کہ خلفائے راشدین کے عہد
 میں اگرچہ عراق و شام، مصر و عرب، ایران و خراسان کو سیکڑوں شہر فتح کئے گئے۔ مگر
 کسی جگہ بھی حملہ آوروں، جنگ آزماؤں یا رعایا میں سے کسی کو لونڈی، غلام بنانے کا
 نکتہ نہیں ملتا۔ مغلوب دشمن سے ناوان جنگ لینے کا بھی کہیں اندراج نظر نہیں آتا۔
 اگرچہ مسلمانوں کے لئے یہ جنگ سخت آزمائش تھے۔ لیکن رب المین کی اس
 میں بھی شاید یہ حکمت ہو کہ اسلام دنیا کے لئے جنگ کا بھی وہ نمونہ پیش کر دے جو
 ہمدردی انسانی اور رحم و الطاف سے لبریز ہو۔

باب

مختلف مذاہب اور مختلف ممالک کے بادشاہوں کے پاس دعوت اسلام کے لئے سفیر
 و فرستادہ بھیجا جانا۔ بعض کا مسلمان ہو جانا۔ بعض کا اظہارِ ادب کرنا، بعض کا گستاخی
 سے پیش آنا۔ اور اس کا انجام۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں جو ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں کہ دیگر انبیاء
 علیہم السلام کی نبوت و رسالت میں موجود نہیں، انہیں ہر ایک نمایاں تر خصوصیت یہ ہے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو کل دنیا کا مذہبِ واحد ہرگز پیش کیا ہے۔
 اور اسی لئے نبوت کے اس ابتدائی زمانے ہی سے جب کہ شہر مکہ کے رہنے والے بھی
 اسلام سے بخوبی واقف نہ ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے دیگر اقوام اور دیگر ادیان کے لوگوں میں
 بھی تبلیغ کرنا شروع کر دیا تھا۔ بلال حبشی، صہیب رومی، سلمان پارسی، عداس مینوالی وہ

بزرگوار ہیں جو حبش، یونان، ایران اور وسط ایشیا کی طرف سے ٹھراوے میں بن کر سلام میں داخل ہوئے تھے؛

قرآن مجید کی آیات اس بلے میں بہت صاف ہیں؛

(۱) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافًّا لِّلنَّاسِ

بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سورہ سبا: ۳۷)

(۲) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ

وَرِيقِ الْخَلْقِ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ

كُلِّهِ (سورہ صف: ۱۰ نیز سورہ نفع: ۴)

(۳) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

لِّلْعَالَمِينَ (سورہ انبیاء: ۷۷)

(۴) قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ

إِلَيْكُمْ جَبِّعْتُ سُوْرَةَ (اعراف: ۲۰)

(۵) ان آیات مبارکہ کے ارشاد کی تبعیت ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیل

کے مراسلات مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں کے سرکردگان کے پاس روانہ فرمائے تھے

اور ہر ایک کو لکھ دیا تھا کہ سلام سے انکار کرنے کا وبال نہ صرف اسلئے پڑے گا؛ کہ تم نے اپنی

کیلئے انکار کر دیا؛ بلکہ تمہارے انکار کی وجہ سے چونکہ تمہاری قوم بھی ہدایت سے رُکے گی

اسلئے انکی ضلالت و گمراہی کا نکال بھی تم ہی پر پڑے گا؛ کیونکہ اس فرمان میں شخصی حیثیت کے

نہیں۔ بلکہ سرکردہ قوم ہونے کی وجہ سے تم کو مخاطب کیا گیا ہے؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کی بابت ایسی کارروائی فرمائی جو جس کی

نظر دنیا کے کسی سابقہ مذہب کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی کہ اُنکے بانیان مذہب کے

بھی ایسا ہی کیا ہو؛

نبی مہمکار کا عالم ہے رسول بننا

دعوتِ مہمکاری نظر کوئی خود بخود نہیں

چونکہ ہم ہر ایک سچے مذہب کے ادوی کی دل سے عزت و عظمت کرتے ہیں! اسلئے انہی جمہوری
سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ مقدس بزرگوں کو اپنے مذہب کو خود بھی اسی قوم سے مخصوص سمجھتے
تھے جس کے لئے وہ بھیجے گئے تھے!

آج اگر ان کے متبعین ان کے مسالک سے تجاوز کرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا فعل ہے جو مذہبی حیثیت سے مذہب سے
سے بھری مقدس کے نام و محرم کی پہلی تاریخ تھی! کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پادشاہان عالم کے
نام و دعوت اسلام کے خطوط مبارک اپنے سفیروں کے ہاتھ روانہ فرمائے! جو سفیر جس قوم کے پاس
بھیجا گیا۔ وہ وہاں کی زبان جانتا تھا! تاکہ تبلیغ، توبہ کی کر سکے!

آج تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مہر نہ بنائی تھی! جب شاہان عالم کو خطوط لکھے گئے تو اپنے
مہر لکھنے کیلئے نام تیار کر لگئے! یہ چاندی کی تھی! تین سطریں اس طرح پر یہ عبارت کندہ تھی!

اللہ
رسول
محمد

ان خطوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے! کہ جو خط عیسائی پادشاہوں کے نام تھے۔
ان میں خصوصیت کے آیت مبارکہ بھی تھی!۔

یٰ اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء
بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا
نشرک بہ شیئاً۔ ولا یخذ بعضنا
بعضاً ارباباً من دون اللہ
اے اہل کتاب! آؤ! ایسی بات پر اتفاق کریں جو
ہماری تمہاری دین میں وہی ہے! یعنی خدا کے سوا
کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی چیز کو بھی
اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں! اور خدا کے سوا خدائی کا درجہ ہم
اپنے جیسے انسانوں کیلئے تجویز نہ کریں!

لہٰذا مقدس سے فرماتے ہیں! ”میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں!
لے خصائص، لکھنؤ جلد دوم: بہارِ نبوی، ص ۱۰۱
۱۔ بخاری، عن ابن عباس بن مالک! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ انشعری ابو بکر و عمر و عثمان اپنی خلافت کے زمانہ
میں چلتے رہے! حضرت عثمان سے آخر عمر خلافت میں یہ انشعری مدینہ کے ایک چاہے بیرونی کے اندر گر گئی تھی!
بہت تلاش کی گئی نہ ملی۔ بخاری، نقش الحاقہ

اب ہم مختصر طور پر ان سفارتوں کا حال درج کرتے ہیں۔

بادشاہ حبش کے نام | اصحم بن ابجر بادشاہ حبش، الملقب بہ نجاشی کے پاس عمرو بن ابیہ
الاضمری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لیکر گئے تھے۔ یہ بادشاہ عیسائی تھا۔
تاریخ طبری سے اس نامہ کی نقل درج کی جاتی ہے:-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من محمد رسول الله الى نجاشي
الا صحم ملك الحبشة سلم انت
فاني احمد اليك الله المليك
القدوس سلام المؤمن المصفيين
واسشهد ان عيسى ابن مريم
روح الله وكلمته القاها الى مريم
البتول الطيبة الحصينة فحملت
به عيسى فخلق الله من روحه و
نفخ - كما خلق آدم بيده ونفخ
واني ادعوك الى الله وحده
لا شريك له والموا لا على طاعت
وان تتبعني وذو من بالذم جاني
فاني رسول الله

وقد بعثت اليك ابن عمي جعفرًا
ونفراً معه من المسلمين فاذا جاءك

خدا کے نام سے جو بڑی رحمت و درگاہی رحم والا ہے
یہ خط اللہ کے رسول محمد کی طرف سے نجاشی اصحم بادشاہ
حبش کے نام ہے۔ تجھے سلامتی ہو، میں پہلے اللہ کی
ستائش کرتا ہوں جو ملک، قدوس، سلام،
مومن اور مبین ہے۔ اور ظاہر کرتا ہوں کہ عیسیٰ
بن مریم اللہ کی مخلوق اور اس کا حکم ہیں جو مریم
بتول طیبہ عیسیٰ کی جانب بھیجا گیا۔ اور انہیں نبی
کا اس سوجھل ٹھہر گیا، خدا نے نیسے کو اپنی روح
اور نفخ سے اسی طرح پیدا کیا، جیسا کہ آدم کو اپنے
ہاتھ اور نفخ سے اسی طرح پیدا کیا تھا اب میری
دعوت یہ ہے کہ تو خدا پر جو اکیلا اور لا شریک ہے
ایمان لے۔ اور ہمیشہ اسی کی فرمانبرداری میں رہا کر۔
اور میرا اتباع کر، اور میری تعلیم کا پیچھے دل سے اقرار کر
کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

میں قبل از میں اس ملک میں اپنے چچیرے بھائی
جعفر کو مسلمانوں کی یکجہت کے ساتھ بھیج چکا ہوں

اے مومن جو خدا کا نام ہے اس کے معنی ہیں ایمان عطا کرنے والا ہے

فانقهم ودع التجبر۔ فاني
ادعوك وجنودك الحى الله
نقد بلغت ونصحت فاقبلوا
نصيحى۔

والسلام على من اتبع الهدى

نباشى اس فرمان مبارک پر سلمان ہو گیا اور جواب میں یہ عریضہ تحریر کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الى محمد رسول الله من النبأ الشايع
بن ابجر سلام عليك يا بنى الله
رحمة الله وبركاته من الله الذى
لالا اله الا هو الذى هدى الى الاسلام
اما بعد فقد بلغنى كتابك يا رسول الله

فى ما ذكرت من امر عيسى فودت
السماء والارض ان عيسى ما يزيد
على ما ذكرت شفا وقل انه كما
قلت وقد عرفنا ما بعثت به
اليدنا وقد قربنا ابن عمك و
اصحابك فاشهد انك رسول الله
صادقا مصدقا وقد بايعت
وبايعت ابن عمك واسلمت على
بيديه لله رب العالمين

تم اسے بارگاہ شہر الیہ بنا خشی تم بکتر چھوڑ دو
کیونکہ میں تم کو اہمائیے بارگاہ کی طرف بلاتا
ہوں؛ دیکھو میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔ اور
تمہیں بخوبی سمجھا دیا۔ اب سب کمر بستہ ہو کر
سلام اُس پر جو سیدى راہ پر چلتا ہے؛

اللہ رحمن رحیم کے نام سے۔

محمد رسول اللہ کی خدمت میں نباشى اصم بن ابجر
کی طرف سے: اے بنی اللہ کے آپ پر اللہ کی سلامتی
حمت اور کثرتیں ہوں اُسنی کی جسے سوا کوئی معبود
نہیں؛ اور جس نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی ہے
اب عرض ہے، کہ حضور کا فرمان میرے پاس پہنچا؛
عيسى کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ بخدا
زمین آسمان، وہ اس سوزہ برابر بھی بڑھ کر نہیں؛
اُنکی حیثیت اتنی ہی ہے جو آپ نے تحریر فرمائی ہے، تاکہ
تعلیم مکمل ہو اور آپ کا چچیر اہمائیے اور سلمان
پاس آسمان میں ہوں؛ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ
اللہ کے رسول ہیں سچے ہیں؛ اور رہتہما زوں
کی پجائی ظاہر کر رہے ہیں؛ میں آپ کے بیعت کرتا
ہوں۔ میں آپ کے چچیرے بھائی کے ہاتھ پر حضور
کی بیعت اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا اقرار کر لیا

وقد بخت اليك بابني ارها بن
الاصحح بن الجمن فاني لا املك
الا نفسي وان شئت ان اتيك
فعلت يا رسول الله فاني اشهد
ان ما تقول حق
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اور میں حضور کی خدمت میں پہنچ کر فرما کر رہا کروا کرتا
ہوں، میں تو اپنے ہی نفس کا مالک ہوں، اگر
حضور کا منشاء یہ ہو گا کہ میں حاضر خدمت جاؤں
تو ضرور حاضر ہو گا، کیونکہ میں یقین کرتا ہوں کہ
حضور جو فرماتے ہیں وہی حق ہے
اے خدا کے رسول آپ پر سلام۔

(۲) منذر بن سادی شامی کہتا تھا: شہنشاہ فارس کا فرج گذر تھا، علاء بن الحضرمی
اس کے پاس نام مبارک لیکر گئے تھے، یہ مسلمان ہو گیا، اور اس کی عیال کا اکثر حصہ بھی مسلمان ہوا،
اس نے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا تھا: کہ بعض لوگوں نے تو سلام
کو ادرپسند کیا ہے، بعض نے کراہت کا اظہار کیا ہے، بعض نے مخالفت کی ہے، میرے
علاقے میں یہودی اور مجوسی بہت ہیں، ان کیلئے جو ارشاد ہو، کیا جملے، بنی صلی اللہ علیہ
وسلم نے جواب میں تحریر فرمایا تھا:

(۱) من ينصح انما ينصح لنفسه
(۲) من اقام على يهودية او
مجوسية فعليه الجزية
(۳) جعفر وعبد فرزدان جلدی، ملک عمان کے نام عمرو بن عاصؓ کے ہاتھ خط
بھیجا گیا۔

عمرو کا قول ہے: کہ جب میں عمان پہنچا، تو پہلے عبد کو ملا، یہ سردار تھا، اور اپنے بھائی
کی نسبت زیادہ نرم و خوش خلق تھا، میں نے اُسے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر
ہوں اور تمہارے پاس اور تمہارے بھائی کے پاس آیا ہوں۔
عبد بولا: میرا بھائی عمر میں مجھ سے بڑا اور ملک مالک ہو میں تمہیں اس کی خدمت میں

پہنچا دوں گا! مگر یہ تو بتلاؤ! کہ تم کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟
 عمرو بن عاص نے کہا: اکیلے خدا کی طرف! جس کا کوئی شریک نہیں! نیز اس شہادت
 کی طرف کہ محمد خدا کا بندہ اور رسول ہے!
 عتبہؓ نے کہا: عمرو! کو سزا فرم کا بیٹا ہے۔ بتلاؤ۔ کہ تیرے باپ نے کیا کیا۔ کیونکہ ہم اسے
 نمونہ بنا سکتے ہیں!

عمرو بن عاص نے جواب دیا وہ مر گیا! نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا۔ کاش وہ ایمان
 لاتا! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبب بازی کا اقرار کرتا!
 میں بھی اپنے باپ کی سزا ہی پر تھا! حتیٰ کہ اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی!
 عتبہؓ۔ تم کہتے محمدؐ کے پیرو ہو گئے ہو!
 عمرو بن عاص! ابھی تھوڑا عرصہ ہوا!
 عتبہؓ کہاں!

عمرو بن عاص۔ نجاشی کے دربار میں۔ اور نجاشی بھی مسلمان ہو گیا!
 عتبہؓ وہاں کی رعایا نے نجاشی کے ساتھ کیا سلوک کیا!
 عمرو بن عاص! اسے بدستور پادشاہ رہنے دیا اور انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا!
 عتبہؓ تعجب! کیا بشپ پادریوں نے بھی؟

عمرو بن عاص۔ ہاں!
 عتبہؓ دیکھو۔ عمرو! کیا کہہ رہا ہوں! انسان کیلئے کوئی چیز بھی جھوٹ سیڑی نہ کہ ذلت بخش نہیں!
 عمرو بن عاص! میں نے جھوٹ نہیں کہا! اور اسلام میں جھوٹ بولنا جائز بھی نہیں!
 عتبہؓ ہر قس نے کیا کیا! کیا اسے نجاشی کے اسلام لانے کا حال معلوم ہے؟
 عمرو بن عاص! ہاں!

عتبہؓ۔ تم ایوں کر ایسا کہہ سکتے ہو؟

پہنچا دوں گا! مگر یہ تو بتلاؤ!

عمرو بن عاصؓ بنجاشی ہرقل کو خراج دیا کرتا تھا۔ جب مسلمان ہوؤا کہہ دیا ہے کہ اب اگر وہ ایک درہم بھی ملنے لگے گا۔ تو نہ دوں گا۔

ہرقل تک یہ بات پہنچ گئی، ہرقل کے بھائی بنباق نے کہا: یہ بنجاشی حضور کا ادنیٰ غلام اب غلام دینے سے انکار کرتا ہے۔ اور حضور کے دین کو بھی اُس نے چھوڑ دیا ہے۔ ہرقل نے کہا: پھر کیا ہوؤا۔ اس نے اپنے لئے ایک سبب پسند کر لیا: اور قبول کر لیا: میں کیا کروں؟ بخدا اگر اس شہنشاہی کا مجھے خیال نہ ہوتا۔ تو میں بھی وہی کرتا جو بنجاشی نے کیا ہے۔

عبداللہ دیکھو۔ عمرو کیا کہہ رہے ہوؤا۔

عمرو بن عاصؓ: قسم ہے خدا کی۔ سچ کہہ رہا ہوں۔

عبداللہ اچھا بتلاؤ۔ وہ کن چیزوں کے کئے کا حکم دیتا ہے۔ اور کن چیزوں سے منع کرتا ہے۔

عمرو بن عاصؓ: وہ اللہ عزوجل کی طاعت کا حکم دیتے ہیں۔ اور وصیت الہی سے روکتے ہیں۔ وہ زنا اور شراب کے استعمال سے روکتے ہیں۔ اور صلیب کی پشش سے منع فرماتے ہیں۔

عبداللہ: کیسے اچھے احکام ہیں، جسکی وہ دعوت دیتے ہیں، کاش میرا بھائی میری لئے قبول کرے۔ ہم دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر ایمان لائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے بھائی نے اس پیغام کو رد کیا اور دنیا ہی کا راغب رہا۔ تو وہ اپنے ملک کیلئے بھی سراپا نقصان ثابت ہو گا۔

عمرو بن عاصؓ: اگر وہ اسلام قبول کرے گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسی کو اس ملک کا پادشاہ تسلیم فرمائیں گے۔ وہ صرف اتنا کریں گے کہ یہاں کے انبیاء سے صدقہ وصول کر کے یہاں کے غریب میں تقسیم کر دیا کریں گے۔

عبداللہ: یہ تو جتنی بات ہے، مگر صدقہ سے کیا مراد ہے؟

عمرو بن عاصؓ: زکوٰۃ کے مسائل بتلائے۔ جب یہ بتلایا کہ لاوٹ میں بھی زکوٰۃ ہے۔ تو

عبداللہ: کیا وہ ہمارے سوا ہمیشی میں بھی صدقہ دینے کو کہیں گے۔ وہ تو خود ہی درختوں کے

پتوں سے پیٹ بھر لیتا اور خود ہی پانی ما پیتا ہے :

عمر بن عاصؓ نے کہا : ہاں ، اونٹوں میں سے بھی صدقہ لیا جاتا ہے ؛
عبد میں نہیں جانتا کہ میری قوم کے لوگ جو تعداد میں زیادہ ہیں ، اور دُور دُور
تک بکھرے پڑے ہیں ، وہ اس حکم کو مان لینگے ؛

انقرض عمرو بن عاصؓ ہاں چند روز بٹھرے ؛ بعد روز روز کی باتیں اپنی بھائی کو سُنا دیا
کرتا تھا ، ایک روز عمرو بن عاصؓ کو پادشاہ نے طلب کیا ؛ چوہداروں نے دونوں جانب بازو
تھام کر انہیں پادشاہ کے حضور میں پیش کیا ؛ پادشاہ نے فرمایا : اسے چھوڑ دو ؛ چوہداروں نے
چھوڑ دیا ؛ یہ بیٹھے لگے ؛ چوہداروں نے پھر ٹوکا ، انہوں نے پادشاہ کی طرف دیکھا ، پادشاہ نے کہا
بولو ، تمہارا کیا کام ہے ؟

عمر بن عاصؓ نے خطا دیا ، جس پر مُشرّت تھی ؛
جیفر نے مُشرّت کو رُخِ خط کھولا ؛ پڑھا ؛ پھر بھائی کو دیا ؛ اُس نے بھی پڑھا ؛ اور عمرو بن
عاصؓ نے دیکھا ؛ کہ بھائی زیادہ نرم دل ہے ؛

پادشاہ نے پوچھا ؛ کہ قریش کا کیا حال ہے ؟
عمر بن عاصؓ نے کہا : سب طوعاً و کرہاً اس کی اطاعت اختیار کر لی ہے ؛
پادشاہ نے پوچھا ؛ اس کے ساتھ رہنے والے کون لوگ ہیں ؟

عمر بن عاصؓ : یہ وہ لوگ ہیں ؛ جنہوں نے اسلام کو رضا و رغبت سے قبول کیا ؛ سب
کچھ چھوڑ کر بنی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اختیار کر لیا ہے ، اور پوری فکر و غور اور عقل و تجربہ
بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانچ کر لی ہے ؛

پادشاہ نے کہا : اچھا ؛ تم کل پھر ملنا ؛
عمر بن عاصؓ دوسرے روز پادشاہ کے بھائی سے پہلے ملا ؛ وہ بولا ؛ کہ اگر ہماری
حکومت کو صدمہ نہ پہنچے ، تو پادشاہ مسلمان ہو جائیگا ؛

عمرو بن عاص پھر بادشاہ سے ملے۔

بادشاہ نے کہا میں نے اس معاملہ میں غور کیا! دیکھو اگر میں ایسے شخص کی طاقت قبول کرتا ہوں جس کی فوج ہمارے ملک تک نہیں پہنچی تو میں سارے عرب میں کمزور سمجھا جاؤں گا، حالانکہ اگر اسکی فوج اس ملک میں آئے تو میں ایسی سخت لڑائی لڑوں کہ تمہیں کبھی باقی نہ رہو!

عمرو بن عاص نے کہا: بہتر میں کل واپس چلا جاؤں گا!

بادشاہ نے کہا: نہیں! کل تک ٹھہرو!

دوسرے روز بادشاہ نے انہیں آدمی بھیج کر بلایا اور دونوں بھائی مسلمان ہو گئے۔

اور رعایا کا اکثر حصہ بھی اسلام لے آیا!

(۴) منذر بن حارث بن ابوشمر دمشق کا حاکم اور شام کا گورنر تھا، شجاع بن ہب الاسدی اسکے پاس بطور سفارت بھیج گئے تھے، یہ پہلے تو خط مبارک پڑھ کر بہت بگڑا، کہا میں خود مدینہ پر حملہ کروں گا، بالآخر سفیر کو اعزاز نصبت کیا، مگر مسلمان نہ ہوا!

دوسرے ہوزہ بن علی حاکم یمامہ عیسائی المذہب تھا، سلیمان بن عمرو نامہ مبارک اس کے پاس لیکے گئے تھے، اُس نے کہا: اگر اسلام پر میری آدمی حکومت تسلیم کر لے جائے تو مسلمان ہو جاؤں گا، ہوزہ اس جواب سے تھوڑے دنوں بعد ہلاک ہو گیا!

(۵) حجاج بن یوسف بن الملقب بہ مقوقس شاہ اسکندریہ مصر عیسائی المذہب تھا، ماطب بن ابی بلعہ اس کے پاس سفیر ہو کے گئے تھے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کے آخر میں تحریر فرمایا تھا: اگر تم نے اسلام کو انکار کیا تو تمام مصریوں کو اہل قتل کے مسلمان نہ ہونے کا گناہ تمہاری گردن پر ہو گا!

سفیر نے خط پہنچانے کے علاوہ بادشاہ کو ان الفاظ میں خود بھی بھیجا تھا:

اے زوالہ العاد صغیر! اے لفظ مقوقس کی صلیت میں علاء مصر و روہ عرب میں بہت اختلاف ہے غالباً یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ جرتج بن تہی کو چند یورپین مورخین نے (چرچہ ہو رہی ہے) بھی لکھا ہے تو فیصل تھا۔ مگر ایں غالباً قطعی تھی ۱۲۰

بادشاہ عمان کا اسلام

کرزان دمشق و یمامہ کا انکار

ساحب آپ پہلے اس ملک میں ایک شخص ہو چکا ہے جو انارک کو اٹھائی دیں تم لوگوں کا بڑا خدا ہوں کہا کرتا تھا اور خدا نے اُسے دُنیا اور آخرت کی رسوائی دی۔ جب خدا کا غضب بھر کا نہ تو وہ ملک وغیرہ کچھ بھی نہ رہا۔ اسلئے لازم ہے کہ تم دوسروں کو دیکھو اور عبرت لے کر ڈرو۔ یہ نہ ہونکہ دوسرے تم سے عبرت لیا کریں۔

بادشاہ نے کہا: ہم خود ایک سب سکتے ہیں، اسے ترک نہیں کریں گے۔ جب تک کہ اس سے بہتر دین کوئی نہ ملے۔

حاطب بولا: میں آپ کو دین اسلام کی جانب بلاتا ہوں، جو جلا دیگا وہ اسے کفایت کنندہ ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب ہی کو دعوت اسلام فرمائی، قریش نے مخالفت کی ہے اور یہود نے عداوت، لیکن سب میں سوخت و موؤت کے ساتھ قریب تر نصاریٰ رہے ہیں، خدا جس طرح موسیٰ نے عیسے کے لئے بشارت دی، اسی طرح عیسیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی، قرآن مجید کی دعوت ہم آپ کو اسی طرح دیتے ہیں، جیسے آپ اہل توراۃ کو انجیل کی دعوت دیا کرتے ہیں، جس نبی کو جس قوم کا زمانہ ملا، وہی قوم اسکی امت سمجھی جاتی ہے، اسلئے آپ پر لازم ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں جس کا عہد آپ کو مل گیا ہے، اور یہ سمجھ لیں کہ ہم آپ کو حضرت مسیح کے مذہب ہی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

مقوقس نے کہا: میں اس نبی کے بارے میں غور کیا، ہنوز مجھے کوئی رغبت معلوم نہیں ہوئی، اگرچہ وہ کسی منہوشے سے نہیں دکتے ہیں، میں جانتا ہوں کہ نہ وہ ساحر ضرور اس میں نہ کاہن کا ذب، اور ان میں تو نبوت ہی کی علامت پائی جاتی ہے، بہر حال میں اس معاملے میں مزید غور کرونگا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو ہاتھ لے سکتے تھے، میں کھوا کر فرنگوں اور خزانہ میں کھلوا دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تحائف بھیجے، اور جواب خط میں یہ بھی لکھا کہ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی کا ظہور باقی ہے، مگر میں یہ سمجھتا رہا، کہ وہ رسول مظلوم میں ہونگے۔

تاریخ اسلام کی تقریر دربار مصر میں

جو آپ نے فرمایا

دلیل! مشہور خچر اسی نے تحفے میں بھیجا تھا!

(۲) ہرقل شاہ قسطنطنیہ یاروماکی مشرقی شاخ سلطنت کا نامور شاہ بیسالی اللہ تھا۔ وجہ بن خلیفہ الکلبی اس کے پاس نامہ مبارک لے گئے تھے۔ یہ بادشاہ سے بیت المقدس کے مقام پر ملے۔ ہرقل نے سفیر کے اعزاز میں بڑا شاندار دربار کیا اور سفیر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت باتیں دریافت کرتا رہا۔

اس کے بعد ہرقل نے مزید تحقیقات کرنا بھی ضروری سمجھا کہ کیا کہ اگر ملک میں کوئی شخص کہہ کا آیا ہو موجود ہو۔ تو پیش کیا جائے۔

اتفاق سے اُن دنوں ابوسفیان مودیکرتاجران مکہ شام آیا ہوا تھا اسے بیت المقدس پہنچایا اور دربار میں پیش کیا گیا، قیصر نے ہمراہی تاجروں کو کہا کہ میں ابوسفیان سے سوال کروں گا۔ اگر یہ کوئی جواب غلط ہے تو مجھے بتلادینا۔

ابوسفیان اُن دنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا اس کا اپنا بیان ہے کہ اگر مجھے یہ پورن ہوتا کہ میرے ساتھ ملے میرا جھوٹ ظاہر کر دینگے تو میں بہت باتیں بناتا۔ مگر اس وقت قیصر کے سامنے مجھے سچ سچ ہی کہنا پڑا۔

سوال و جواب یہ ہیں :-

قیصر: محمد کا خاندان اور نسب کیسا ہے؟

ابوسفیان تاجر شریف و عظیم!

یہ جواب سن کر ہرقل نے کہا: سچ ہے نبی شریف گھرانے کے ہوتے ہیں تاکہ انکی اطاعت میں کسی کو عار نہ ہو!

قیصر: محمد سے پہلے بھی کسی نے عرب میں یا مدینہ میں نبی ہونیکا دعویٰ کیا ہے؟

ملہ زاد العارف: ہاں! ملہ وحید کا سلسلہ نسب ثور بن کلب تک پہنچتا ہے جو قضاوی ٹبری شافعی ہے۔ کیا صحیح ہیں۔ اور اور جملہ مشاہدہ میں شامل ہوئے۔ ملہ صحیح بخاری عن ابن عباس کتاب الجہاد صفحہ ۱۰۰ و کتاب اللہ و ما دلت:

ابوسفیان تاجر نہیں

یہ جواب سنکر ہر قل نے کہا: ”اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ اپنے سے پہلے کی تقلید اور ریس کرتا ہے۔“

قیصرؓ نبی ہونے کے دعویٰ سے پہلے کیا یہ شخص جھوٹ بولا کرتا تھا؟ یا اس کو جھوٹ

بولنے کی کبھی تہمت دی گئی تھی؟“

ابوسفیانؓ: ”نہیں“

ہر قل نے اس جواب پر کہا: ”یہ نہیں ہو سکتا کہ جس شخص نے لوگوں پر جھوٹ نہ بولا“

وہ خدا پر جھوٹ باندھتے۔“

قیصرؓ اس کے باپ دادا میں سے کوئی شخص پاؤ شاد بھی ہوا ہے؟“

ابوسفیانؓ: ”نہیں“

ہر قل نے اس جواب پر کہا: ”اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ نبوت کے بہانے سے

باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتا ہے۔“

قیصرؓ: ”مخموکے ماننے والے مسکین غریب لوگ یادہ ہیں۔ یا سردار اور قوی لوگ؟“

ابوسفیانؓ: ”مسکین حقیر لوگ۔“

ہر قل نے اس جواب پر کہا: ”ہر ایک نبی کے پہلے ماننے والے مسکین غریب گاہے ہوتے رہے ہیں۔“

قیصرؓ ان لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے یا کم ہوتی ہے؟“

ابوسفیانؓ: ”بڑھ رہی ہے۔“

ہر قل نے کہا: ”ایمان کا یہی خاصہ ہے کہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہو، اور حکمال تک پہنچ جاتا ہے۔“

قیصرؓ کوئی شخص اس کے دین سے بیزار ہو کر پھر بھی جاتا ہے؟“

ابوسفیانؓ: ”نہیں“

ہر قل نے کہا: ”لذت ایمان کی یہی تاثیر ہے کہ جب دل میں بیٹھ جاتی اور روح پر اپنا

اثر قائم کر لیتی ہو، تب جدا نہیں ہوتی۔“

قیصرؒ یہ شخص کبھی عہد و پیمان کو توڑ بھی دیتا ہے؟

ابوسفیانؓ: نہیں، لیکن اس سال ہمارا معاہدہ اس سے ہوا ہے، دیکھئے کیا انجام ہو؟
ابوسفیانؓ کتنا ہے کہ میں صرف اس حجاب میں اتنا فقرہ ایذا کر سکا تھا، مگر قیصرؒ نے
اس پر کچھ توجہ نہ کی، اودیوں کہا: بیشک نبی عہد شکن نہیں ہوتے، عہد شکنی دنیا دار کیا کرتا ہے؟
نبیؐ دنیا کے طالب نہیں ہوتے؟

قیصرؒ کبھی اس شخص کے ساتھ تمہاری لڑائی بھی ہوئی؟

ابوسفیانؓ: ہاں۔

قیصرؒ جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیانؓ: کبھی وہ غالب رہا، بدر میں، اور کبھی ہم (اُحد میں)۔
ہر قتل نے کہ اللہ کے نبیوں کا یہی حال ہوتا ہے، لیکن آخر کار خدا کی مدد اور فتح
اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

قیصرؒ اس کی تعلیم کیا ہے؟

ابوسفیانؓ: ایک خدا کی عبادت کرو۔ باپ دادا کے طریق رُت پرستی کو چھوڑ دو
نماز، روزہ، سچائی، پاک دامنی، صلہ رحمی کی پابندی اختیار کرو۔

ہر قتل نے کہا: نبی موعود کی یہی علامتیں ہم کو بتلائی گئی ہیں، میں سمجھتا تھا کہ نبیؐ کا ظہور
ہونے والا ہے، لیکن یہ نہ سمجھتا تھا، کہ وہ عرب میں سے ہو گا۔ ابوسفیانؓ، اگر تم نے سچ بچ جواب
دئے ہیں، تو وہ ایک روز اس جگہ کا جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں، (شام و بیت المقدس) ضرور
قابض ہو جائیگا، کاش! میں ان کی خدمت میں پہنچ سکتا، اور نبیؐ کے پاؤں دھویا کرتا۔

اس کے بعد آنحضرتؐ کا نام مبارک پڑ سنا آیا، اراکینِ دربار اُسے سُکر بہت چنے اور
چلائے، اور ہم کو دربار سے باہر نکال دیا گیا، میرے دل میں اسی روز سے اپنی ذلت کا نقش
اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینہ عظمت کا یقین ہو گیا!

(۱) خمس ویر ویز کسری ایران نصف مشرقی دنیا کا شہنشاہ تھا۔ زرتشتی مذہب کا تھا
 عبداللہ بن حاتم اس کے پاس نام مبارک لے کے گئے تھے۔ نام مبارک کی نقل یہ ہے :
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - من محمد رسول
 الی کسری عظیم فارس - سلام علی
 من اتبعہ الھدی - وامن باللہ و
 رسولہ وشمعہ لان اللہ واحد
 لا شریک لہ و ان محمد عبدہ و
 رسولہ وادعواک بہ علیہ اللہ
 فانی انما رسول اللہ الی الناس کافی
 لا نذر من کان حیا وحق القول
 علی الکافر بندنا سلم - نسلم
 فان ابیت فان انتم المجرمون
 علیک -
 قوم مجوس کا گناہ تیرے ذمے ہو گا۔

(۲) سونے نام مبارک دیکھتے ہی گھٹنے چاٹ کر ڈال دیا اور زبان سے کہا میری رعایا
 کا ادنیٰ شخص مجھے خط لکھتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کرتا ہے۔
 اس کے بعد خسرو نے باذان کو جو چین میں اس کا واسطے نائب السلطنت تھا
 اور عرب کا نام ملک اسی کے زیر اقتدار یا زیر اثر سمجھا جاتا تھا، یہ حکم بھیجا کہ اس شخص
 بنی علی (علیہ السلام) کو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کر دو۔

باذان نے ایک فوجی دستہ سامور کیا، فوجی اس کا نام خسرو تھا، ایک مکی افسر بھی ساتھ
 روانہ کیا، جس کا نام بانویہ تھا، بانویہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ آنحضرت کے حالات پر گہری نظر فرمائیے
 اور آنحضرت کو کسری کے پاس پہنچائیے۔ لیکن اگر آپ ساتھ جانے انکار کریں، تو دوسرا کرپوت

کسری

گورنر چین کا فوجی دستہ

جب یہ فوجی دستہ طائف پہنچا تو اہل طائف نے بڑی خوشیاں منائیں۔ کلاب محمد ضرورتاً ہو جائیگا کیونکہ شہنشاہ کسریٰ نے اُسے گستاخی کی سزا دینے کا حکم دیدیا ہے:

جب یہ افسر مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو نبی نے فرمایا: کہ وہ کل کو پھر حاضر ہوں۔ دوسرے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات تمہاری پادشاہ کو خدا نے ہلاک کر ڈالا۔ جاؤ اور تحقیق کرو: افسر یہ خبر سن کر یمن کو لوٹ گئے۔ وہاں واپس لے کے پاس سرکاری اطلاع آپکی تھی: کہ کسرو کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے۔ اور تخت کا مالک "شیرویہ" ہے۔ جو باپ کا قاتل تھا۔

اب باذان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات اخلاق اور تعلیم ہدایت کے متعلق کامل تحقیقات کی: اور تحقیقات کے بعد مسلمان ہو گیا۔ دربار اور ملک کا اکثر حصہ بھی مسلمان ہو گیا: جو سفیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ اُس نے واپس آ کر عرض کیا: کہ شاہ ایران نے نامبارک کو چاک کر ڈالا۔ اس وقت نبی نے فرمایا: (مَنْزَقْ مَلَكًا) اُس نے اپنی (قوم کے) فرمان سلطنت کو چاک کر دیا ہے۔

ناظرین اس مختصر اور پر ہیبت جملہ کو دیکھیں: اور سوائیرہ سو برس کی تاریخ عالم میں لکھیں کہ کسی جگہ اس قوم کی سلطنت کا نشان بھی ملتا ہے جو اس قعدہ پیشتر چار پانچ ہزار برس سے نصف دنیا پر شہنشاہی کرتی تھی: اور جس کی فتوحات بار بار یونان روم کو نیچا دکھا چکی تھیں: ہرگز نہیں: چند ایوان ملک کا مناسبت تمام اس جگہ اُن والیان حکمرانان ملک کے نام بھی درج کئے جاتے مشرف باسلام ہونا: اس جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ منادان اسلام کی حقیقت معلوم ہوئی: اور وہ مسلمان ہو گئے تھے:

۱) شمارہ: نجد کا حکمران تھا: ۲) ہجری میں مسلمان ہوا

۳) ناظرین نبی کے نامبارک کے الفاظ: اسلام: تسلیم: پر غور کریں: اس میں درج تھا: کہ اگر مسلمان ہو جائیگا: یہ سلامت ہوگا: یہ تہذیب تھی: بلکہ خارج الذہب و رشکوئی: تھا: ۴) شمارہ: ۵) اُن نے سیکڑ کذاب کے فتنے میں اسلام کی نایاں خدمات سر انجام دیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس بارہ میں فرات بن حبان کو سفیر بنا کر بھیجا تھا:

(۲) جبکہ عرب کی مشہور قدیم سلطنت غسان کا حکمران تھا، اسے بھری میں سلمان ہوا۔
 (۳) فردہ بن عمرو خزاعی، علاقہ شام پر قیصر کی طرف سے گورنر تھا، جب یہ مسلمان ہوا،
 تو قیصر نے سامنے بلایا، اور حکم دیا کہ اسلام چھوڑ دے، قرہ نے انکار کیا، قیصر نے اسے
 قید کر دیا اور پھر قتل کر دیا، خدا کے پیارے بندے نے دولت، حکومت، عزت اور جان سب
 چیزیں ترک کر دیں، مگر اسلام ترک نہ کیا۔

رحمہم اکیہدردو متہ الجندل کا حکمران تھا، اسے بھری میں سلمان ہوا۔
 (۴) ذی اللعلاء حمیری، یمن طائف کے بعض اضلاع میں اس کی حکومت تھی، اور بہت
 قبیلہ حمیر کا یہ بادشاہ تھا، یہ اپنے آپ کو خدا اکملایا کرتا، اور لوگوں سے سجدہ کرایا کرتا تھا، اس نے
 مسلمان ہو جانے کے بعد ایک دن میں اٹھارہ ہزار غلام آزاد کئے تھے، عمر فاروقؓ کے عہد
 میں سلطنت از خود چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آ رہا تھا، اور زاہدانہ زندگی بسر کرتا تھا، یہ

✽✽✽

باب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اسلام کی اشاعت جس حسن و خوبی کے ساتھ ہوئی
 تھی، اس کی مختصر کیفیت ان وفود و دیپوٹیشنوں سے اندازہ کی جاسکتی ہے، جو وقتاً
 فوقتاً حضورؐ کی خدمت میں دور دراز سے آیا کرتے تھے؛

دیپوٹیشن کا آنا، واپس جانا، ہر منزل اور راہ پر مختلف قوموں اور قبیلوں کو ملنا
 اور اسلام کی آواز کا سب لوگوں کے کان تک پہنچانا، کیسی خوبی سے انجام پاتا تھا،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدافعانہ جنگ توہین میں مجبوری شامل ہونا، پڑا ملک کے ایک دو
 دائرہ میں تھا، لیکن ان دیپوٹیشنوں کو دیکھو، کہ ملک کے ہر گوشہ اور ہر حصے سے چلے آتے تھے، یہ

ہدایت اور اسلام ہی وہ چشتے ہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹیل میدان میں
بہادئے تھے؛ جس کی طرف تمام پہلے سے چلے آتے تھے؛

دعوت عام کی دوسری دلیل زبردست ان وفود کا حاضر ہونا ہے؛ جن قبائل
کے وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے؛ ان کے نام یہ ہیں۔ میں نے
ان قبائل کے نام اس فہرست میں شامل نہیں کئے؛ جن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں آنا؛ ملکی اغراض یا ذاتی فوائد کے لئے تھا؛

دوسرے صداء؛ تعقیف؛ عبدالقیس؛ بنی حنیفہ؛ طے؛ اشعرئین؛ ازود
فردہ جذامی؛ ہمدان؛ طارق بن عبداللہ؛ نجیب۔ بنی سعد ہذیم؛ بنو سعد
ہمراء؛ ہمدان؛ خولان؛ محارب؛ غسان؛ بنی الحارث؛ بنی عیش؛ غامد
بنی فزارہ؛ سلیمان؛ بجران؛ نفع؛

ذیل میں وفود مندرجہ بالا کے مختصر مختصر حال درج کئے جاتے ہیں:-

وفود میں طفیل بن عمرو دوسری کے اسلام لانے کا ذکر اس کتاب میں پہلا آچکا ہے؛ اسلام
کے بعد جب یہ بزرگوار وطن کو جانے لگا؛ تو اس نے عرض کیا؛ یا رسول اللہ وعافرا
کہ میری قوم بھی میری دعوت پر مسلمان ہو جائے؛ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی؛ خدا
طفیل کو تو ایک نشان (آیت) ان کے؛ طفیل گھر پہنچا؛ تو بوڑھا باپ لئے کیلئے آیا؛ طفیل
نے کہا؛ ہا واجان؛ اب نہ میں نہمار ہوں؛ اور نہ آپ میرے ہیں؛ بوڑھے نے کہا؛ یہ بیوں
طفیل نے کہا؛ میں تو محمد کا دین قبول کر کے؛ اور مسلمان ہو کے آیا ہوں۔ بوڑھے نے کہا؛
بیٹا۔ جو تیرا دین ہے؛ وہی میرا بھی ہے؛ طفیل نے کہا؛ خوب؛ تب آپ اٹھئے؛ غسل
فرمائے؛ پاک کپڑے پہن؛ رتشریف لائے؛ تاکہ میں اسلام کی تعلیم دوں؛ پھر طفیل کی
عورت آئی؛ اُس کو بھی سی طرح بات چیت ہوئی؛ اور وہ بھی مسلمان ہو گئی۔ اب طفیل نے
اسلام کی منادی شروع کر دی۔ لیکن لوگ کچھ مسلمان نہ ہوئے۔

طہیل پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ عرض کیا کہ میری قوم میں نائی کثرت ہے
 چونکہ اسلام زنا کو سختی سے حرام ٹھہراتا ہے اسلئے لوگ مسلمان نہیں ہوتے، حضور اُنکے لئے دعا
 فرمائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کو کہا: اللھم اھد دوسرا اے خدا اوس کو سیدھا
 راستہ دکھلا۔ پھر طفیل سے فرمایا: جاؤ۔

دعوت اسلام کرنے والوں کو گوں کو دین خدا کی طرف بلاؤ، اُن سے نرمی اور محبت کا برتاؤ کرو اور اُس دفعہ
 لئے ضروری ہدایات طفیل کو اچھی کامیابی ہوئی، وہ شہہ بھری میں دوس کے شہہ راشی
 خاندانوں کو جو سب ان ہو چکے تھے، ساتھ لے کر مدینہ پہنچا، معلوم ہوا کہ حضور خیر گئے بھٹے
 میں اسلئے خیر ہی پہنچ کر اُسے شرف حضور صلی حاصل کیا۔ اور یہ سب لوگ بھی خیر ہی میں نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار سے شرف ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی بھی حبش سے
 وہاں پہنچے حبشی قبائل کو جو سب مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکر خیر ہی جا پہنچے تھے۔

حضرت جعفر کا حبش سوداں کے نو مسلموں کو لیکر اور حضرت طفیل بن عمرو کا یمن سے
 دوس کے نو مسلم خاندانوں کو لیکر خیر میں پہنچ جانا، گویا یہودیوں کو خدا کی طرف سویہ بتلا دینا تھا
 کہ جس نبی کی تعلیم ایسے دور دراز ملکوں میں لوں کے قلعوں کو ایسی آسانی سے فتح کر رہی ہے
 اُسکی مخالفت اپنے اینٹ پتھر کے قلعوں کے بھروسہ کرنا کس قدر بے بنیاد بات ہے۔

دوسرا یہ وفد شہہ بھری میں حاضر حضرت نبویؐ ہوا تھا، سب پہلے اس قوم کا ایک شخص یاد
 بن حارث صدیقی حاضر ہوا، پھر دوبارہ وہی زیاد و قوم کے پندرہ سرکردہ لوگوں کو
 لیکر آیا، سعد بن عبادہ انکی ترافع کیلئے مامور ہوئے، انکے آپس جانے کے بعد انکے قبیلہ میں اسلام پھیل گیا
 زیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہمارے ماں صرف ایک کنواں ہے۔

یہ خبروں کو اسلام کے گھٹنے کی بہت ضرورت ہے، سرمایہ اس کا پانی کافی ہوتا ہے، لیکن گرامیں وہ
 خشک ہو جاتا ہے۔ اسلئے تمام قوم متفرق ہو کر یہ موسم پورا کرتی، جو ہمارا قبیلہ ابھی جدید اسلام

تعلیم و تعلم کی بہت زیادہ ضرورت ہو، دُعا فرمائی کہ کنوئیں کا پانی ختم نہ ہوا کرے؛
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سات کنکریاں لے آؤ، زیادے لے آؤ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُن کو اپنے ہاتھ میں کھ کر پھرواپس دیا، فرمایا: ایک ایک کنکری اُس کنوئیں میں گرا دینا، ہر
ایک کنکری پر اللہ پڑھتے جانا، زیادہ کا بیان ہے کہ پھر اس چاہ میں اتنا پانی بھر گیا کہ اُس
کے قعر کا پتہ ہی نہ لگا کر سکا۔

ذقیف کا حال | ذقیف میں سو کچے پہلے شخص جو تعلیم اسلام حاصل کرنے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں آیا تھا، پھر وہ بن مسعود ثقفی تھا، یہ اپنی قوم کا سردار تھا، اور صلح حدیبیہ میں
کفار مکہ کا وکیل بنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا، جنگ ہوزن و
ثقیف کے بعد جذبہ توفیق الہی سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، اور اسلام قبول کیا، عروہ کے
میں دس بیویاں تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اُن میں سے چار کو رکھ کر باقی کو

لے زاد المعاد صفحہ ۱۷۹

لے اس قصہ سے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ عرب میں کثرت زوجات کا رواج پہلے سے تھا، اور کوئی پابندی نہ تھی۔ کہ
ایک مرد اس سے زیادہ بیویاں نہ کرے، اسلام نے اس مطلق العنانی کو روکا۔ لا محدود کو محدود بنایا، اور کثرت کے لئے
کچے آخری تعداد چار مقرر کی، اب تک بہت لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے چار کو بھی کیوں جائز رکھا
یسا اعتراض کرنے والے زیادہ تر عسائی ہیں، ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مسیح علیہ السلام نے یہودیوں کے رواج کثرت زوجات
میں کوئی اصلاح کی تھی، اگر نہیں کی تو یہ بھی اسلام کی خصوصیت ہے کہ اُس نے جملہ مذاہب عالم میں جو اس مسئلہ
کے متعلق ایک حد مقرر کی، انہیں متی ۵ باب کو شروع سے پڑھ کر دیکھو، جس میں ایک دُعا کے ساتھ، انا نزلو
کی شادی کا ذکر ہے جن میں ہ تو دُعا کے ساتھ جاتی اور ہ اپنی نادانی سے چھوڑ جاتی ہیں، بیشک کثرت زوجات
کی دلیل بھی باقی ہے قرآن مجید میں دو تین چار تک اجازت دیکر پھر یہ فرمایا گیا ہے: وان خذتم ان لا تعدوا
فواحدہ، اگر یہ اندیشہ ہو کہ تم اپنی بیویوں کے لئے عدل نہ کر سکو گے، تب صرف ایک بیوی کرنا پھر یہ
بھی فرمایا: وان قد طبعوا ان نفلوا بین النساء ولو حرصتم، تم بھی اپنی بیویوں کے درمیان
عدل نہ کر سکو گے، اگرچہ تم خود بھی ایسا کرنا چاہو۔ پس یہ اسلام ہی جو جس نے دنیا کی تمام مذہبی کتابوں سے پیش
شب صرف ایک بیوی لئے، اتفاقاً کوتاہی اور کھلم کھلا پر بیان کیا ہے، اسلام کیلئے یہی خیر اور فضل کا فیوض کتاب ہے
کے موضوع سے یہ مزید ہے کہ ایک کو زیادہ بیوی سے جواز پر غفلت و غفلت لائل کا یہ اس بیان کیا جائے، لیکن
اس جگہ اتنا کہ دینا ضروری ہے کہ جب قومی عورت و وقار کا حصہ کثرت آبادی پر بہت اُس وقت قومی عزت و
ایک کو زیادہ بیوی کرنا ضروری ہو جائے، عورتوں کی آرام یک کو زیادہ بیوی کرنے میں نہیں ہوتا، لیکن نیا نامہ
جانتے ہیں کہ مبارک ہے میں جو قوم کے لئے اپنے آپ کی قربانی کر رہے ہیں۔

طلاق میدوز چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا :

جب عروہ رضی اللہ عنہ اسلام سیکھ چکے ، تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا :
 کراب مجھ اپنی قوم میں جلنے۔ قوم میں اسلام کی منادی کرنے کی اجازت فرما دی جائے !
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تمہارا ہی قوم تمہیں قتل کر دیگی عروہ نے عرض کیا : یا رسول اللہ

لے نہ طلاق سے بھی یورپین مصنف بہت برہم ہوا کرتے ہیں۔ وہ یہ فراموش کرتے ہیں کہ جیسن کو طلاق کی کام آ زادی عیسائیوں کے لئے کمال کمال تھی ہے وہ یہ بھی فراموش کرتے ہیں کہ آج دنیا میں صرف یورپ ہی ہے۔ جہاں طلاق بکثرت دی جاتی ہے ، اور طلاق منظور کرنے والی عدالتیں جڑا کھانے یورپ میں ہیں۔ اسلام نے تو یودیوں ، عیسائیوں ، اور مشرکین عرب کی بے روک ٹوک طلاق پر بہت سی قیود پڑھا دی ہیں ، جس کو طلاق کی رسم قریباً لیا بیٹ ہو گئی ، اور نہ وہ طلاق کی روک ہے ، طلاق شرعی تین ہیں ، ہر ایک طلاق ایک شخص کے ہی ہونی چاہئے یہ تین مہینے کی یہ مادھی طلاق کے لئے روک ہے (۳) آخری طلاق تک غاوند چوی ایک گھر میں رہیں یہ تدبیر بھی طلاق کی روک کیلئے ہے ، (۴) طلاق پر دو گواہ ضروری ہیں ، اور یہی اہل غیرت کے لئے جو غیر کے سامنے پنا پر دکھانا نہیں چاہتے طلاق کی روک ہے (۵) عورت پہلے غاوند سے نکاح نہیں کر سکتی جیتا کوئی اور اس سے نکاح نہ کرے ، اور پھر اتفاق وقت سنو چھوڑنے ، یہ سخت دشوار شرط بھی طلاق کے لئے روک ہے (۶) سب سے بڑھ کر ان ابغض الحلالی عنہ اللہ الطلاق سب سے زیادہ طلاق کو روکنے والی ہے ، اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے جلد زکاموں میں سب سے زیادہ قابل نفرت کام خدا کے نزدیک طلاق ہے ، (۷) اگر آنجید میں ہے یہی صلح نے اپنی صحابی زید سے فرمایا : اھک علیک زوجک والحق اللہ لا احزاب ، (۸) اپنی بیوی کو اپنے پاس مہینے کے لئے اور اسے طلاق دینے میں خدا سے ڈر ، لیکن سارے قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں کہ کسی کو طلاق دینے کی بات کہا گیا ہو ، (۹) قرآن مجید نے ظہار کو لغو ٹھہرایا۔ حالانکہ عرب کے نزدیک یہ بھی ایک طلاق تھی اس کو بھی طلاق کی کہی ہوئی (۱۰) قرآن مجید نے ایلا کی اصلاح کی حالانکہ عرب میں یہ بھی طلاق کے معنی میں ہی متعمل ہوتا تھا ، اور اس سے بھی طلاق میں کمی پیدا ہوئی :

(۱۱) قرآن مجید نے لازم مجھ لایا ہے : کہ ناجاتی و بدسلوکی کی حالت میں ایک شات فقص شو ہرے کہے گا۔ ایک شخص ثالث بیوی کے نسب کا مقرر کئے جاویں ، اور یہ دونوں مل کر یہاں بیوی کی شکایا سن کر ان میں اصلاح کرادیں ، یہ تدبیر بھی طلاق کی روک کے لئے ہے ، اگر کسی مذہب نے طلاق کی روک میں اتنی اور ایسی تدابیر کی تعلیم دی ہے تو وہ پیش کرے :
 ان احکام کا عملی نتیجہ دیکھو کہ مسلمانوں میں طلاق کا استعمال شاذ و نادر کیا جاتا ہے ، لیکن یورپ میں جو عام جواز طلاق کے مسئلہ پر منتظر ہے ، کوئی شہر کوئی عمل ایسا نہ لیکتا ، جہاں طلاق کی دو چار شاخیں نہ مل سکیں : فقط

یورپ اور کثرت طلاق کا رواج

طلاق کی روک کی تدبیریں

میری قوم کو مجھ سے اتنی محبت ہے، جتنی کسی عاشق کو اپنے معشوق سے ہوتی ہے، یہ بزرگوار اپنی قوم میں آیا، اور غلط اسلام شروع کر دیا، ایک روز یہ اپنے بالاجانہ میں نماز پڑھ رہے تھے کسی شقی نے تیر چلایا۔ جس سے یہ شہید ہو گئے،

اگرچہ عروہ بن جحان برہہ ہوئے، لیکن جو آواز انہوں نے قوم کے کانوں تک پہنچائی تھی، وہ دلوں پر اثر کر کے بغیر نہ رہی۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ قوم نے اپنے چند سرکردہ گناہ کو منتخب کیا، اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لئے بھیجا کہ اسلام کی نسبت پوری واقفیت حاصل کریں،

یہ وفد پہلے ہی میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا تھا، وفد کا سرور عبدیاس تھا جس کے سہمے کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف پر نذرانہ پیش کئے تھے، اور اس نے غلطی کے سنے سے انکار کر کے آبادی کے لوگوں اور اوباشوں کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کی تحقیق کیلئے مقرر کر دیا تھا، اور جس کے اشارے سے طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے گئے کچھ پھینکا گیا تھا

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے اتارے ہوئے یہ فرما دیا تھا کہ میں انکی بربادی کے لئے دعا نہیں کروں گا، کیونکہ اگر یہ خود اسلام نہ لائینگے، تو انکی آئندہ نسلوں کو خدا ایمان عطا کریگا، اب وہی دشمن اسلام خود بخود اسلام کیلئے اپنے دل میں جگہ پاتے اور دلی شوق و روحی طلب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ راہل ثقیف امیری قوم کے لوگ ہیں، کیا میں انہیں اپنے پاس آتا رہوں، اور انکی تواضع کروں۔

بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا امنعک ان تکرم قومک، میں منع نہیں کرتا کہ تم اپنی قوم کی عزت کرو، لیکن ان کو ایسی جگہ اتارو، جہاں قرآن کی آواز انکے کان میں پڑے، انقض انکے خیمے مسجد کے صحن میں لگائے گئے، جہاں سے یہ قرآن بھی سنتے تھے،

اور لوگوں کو نماز پڑھتے بھی دیکھتے، اس تمہیں سے ان کے دلوں پر اسلام کی صداقت کا اثر پڑا، اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت اسلام کر لی انہوں نے بیعت کے پہلے یہ اجازت چاہی کہ ہم کو ترک نماز کی اجازت دی جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا خَيْرَ فِي ذِيْنٍ لَيْسَ فِيْهِ رُكُوْعٌ جس مذہب میں نماز نہیں۔ اُس میں کوئی بھی خوبی نہیں، پھر انہوں نے کہا: اچھا! ہمیں جہاد کے لئے نہ بلایا جائے اور نہ زکوٰۃ ہم سے لی جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط قبول فرمائی۔ اور صحابہ سے فرمایا کہ اسلام کے اثر سے یہ خود ہی دونوں کام کرتے لگیں گے:

عبدیاسیل نے جو ان کا سردار تھا مختلف اوقات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل مسائل پر بھی گفتگو کی:

زنا حرام ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ زنا کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ ہماری قوم کے لوگ اکثر وطن سے دور رہتے ہیں۔ اسلئے زنا کے بغیر کچھ چارہ ہی نہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا: زنا تو حرام ہے، اور اللہ پاک کا اس کے لئے یہ حکم ہے: لَا تَهْأَبُوا الَّذِي رَاْتُمْ مَحَانٍ فَاحْشَتْهُ وَتَسَاءَلُوْا سَبِيْلًا رَبِّيْ اسْرَئِيْلَ - ع ۴۴ تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، یہ تو سخت بیجیاٹی اور بہت بُرا طریق ہے!

۲۰، یا رسول اللہ! سود کے بارہ میں حضور کیا فرماتے ہیں۔ یہ تو بالکل جالاریاں ہیں تو! سود کا رویہ لینا حرام ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنا اصل رویہ واپس لے سکتے ہو! دیکھیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْوُلُوا لِلَّهِ وَذَرُّوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا ذِكْرًا

لا سَنُ اِدْوِدُوْا عَنْ هَبِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی مبارک کو دیکھو کہ کس حکمت سے رسولوں پر عثمان بن ابی العاص۔ باہم شائع اسلام کی تمیل کا بار ڈالا کرتے تھے۔ دعوت اسلام صفحہ ۶۲ میں ہے اجاء فی جبر الطائفہ کو ال تمہیں زار وں مسلمان ہونے کو تیار تھا اس شرط پر کہ وہ فخر اسکا پینا ترک نہ کرے گا اس وقت کے عالم تھے اس شرط کو قبول نہ کیا، زائد کو جو بت پرستی سے متذکر ہو گیا تھا، مایوس ہو کر عسائی بن گیا، اگر اس عالم کو حدی محمدی سے واقفیت ہوتی۔ تو آج سلطنت روس میں تقریباً سب مسلمان ہوتے!

زنا کا بیان

سود کا بیان

زار وں اور ایک عالم کا زنا

ترجمہ: اے ایمان لانے والوں! اسے ڈرو! اور سو میں سے جو لینا رہ گیا ہے، وہ بھی چھوڑ دو! (۳۱) یا رسول اللہ! خمر شراب کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں: یہ تو ہمارے ہی ملک کا خرق ہے۔ اور اس کے بغیر تو ہم نہیں رہ سکتے۔ ۴

شراب کا استعمال حرام ہے [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب کو خدا نے حرام کر دیا ہے، دیکھو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ رائد مع ۱۱۲ ترجمہ: اسے ایمان والو! شراب، جوا، انصاف، وازلام، ناپاک و گندے ہیں، شیطان کے کام ہیں۔ ان سے بچا کرو! تاکہ فلاح پاؤ!]

دوسرے روز اس نے آکر کہا: خیر ہم آپ کی سب باتیں مان لیں گے لیکن رتبہ کو کیا کریں رتبہ منوث ہے، مفسد رب کا۔ جس دیوی کے بت کو یہ پوجا کرتے تھے، اُسے رتبہ کہا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے گرا دو!

وہ کے لوگوں نے کہا: ہائے! اگر رتبہ کو خیر ہوگئی، کہ آپ اُسے گرا دینا چاہتے ہیں۔ تو وہ ہم لوگوں کو تباہ ہی کر ڈالیں گی!

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس! ابن عبد یاسیل تم اتنا نہیں سمجھتے کہ وہ تو صرف پتھر ہی ہے! ابن عبد یاسیل نے کھسیانہ ہو کر کہا: عمر! ہم تجھے بات کرنے نہیں آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اُسے گرانے کی ذمہ داری حضور خود لیں! کیونکہ ہم تو اُسے کبھی نہیں گرانے کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر میں گرا دینے والے کو بھی بھیج دوں گا!

انہیں سے ایک نے عرض کیا: کہ اس شخص کو آپ ہمارے بعد روانہ کیجئے گا۔ وہ ہمارا ساتھ نہ جائے!

۱۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عبد یاسیل جو طائف کا حکمران نہیں تھا، ایک ہوشیار شخص تھا، وہ اپنے آپ کو جاہل قوم کا نشانہ بننے سے بچانے کے لئے بظاہر اعتراضات و سوالات کرتا تھا، تاکہ قوم یہ نہ کہے کہ بحث مباحث کے بغیر مسلمان ہو گیا۔ جاہلوں کے سمجھانے کی یہ بھی اچھی تدبیر ہے۔

الغرض یہ لوگ جتنے حاضر ہوئے تھے۔ وہ مسلمان ہو کر وطن کو واپس چلے گئے، انہوں نے چلتے وقت کہا کہ ہمارے لئے کوئی امام مقرر کر دیجئے؛

ان ہی میں ایک شخص عثمان بن ابوالعاص تھا جو عمر میں سب سے چھوٹا تھا۔ وہ قوم سے خفیہ خفیہ قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھتا رہا تھا۔ کبھی رسول اللہ سے کبھی ابو بکر صدیق سے سیکھ لیا کرتا، انحضرت نے اسی کو ان کا امام مقرر فرمادیا۔

وفا نے رستہ میں پیشورہ کیا کہ اپنا اسلام چھپا کر پہلے قوم کو مایوس کر دینا چاہئے۔ جب یہ وطن پہنچ گئے، تو قوم نے پوچھا کہو کیا حال ہو؟

وفا نے کہا۔ ہمیں ایک سخت خورد رشت گوشخص سے سابقہ پڑا، جو ہیں ان ہونی باتوں

کا حکم دیتا ہے۔ مثلالات وغری کو توڑ دینا، تمام سودی روپیہ کو چھوڑ دینا۔ شراب، زنا، کوحرام سمجھنا، قوم نے قسم کھا کر کہا ہم ان باتوں کو کبھی نہیں ماننے کے؛

وفا نے کہا اچھا ہتھیاروں کو درست کرو، اور جنگ کی تیاری کرو، قلعوں کی مرمت کرو، دو دن تک تکلیف اسی ارادہ پر جمے رہے، تیسرے روز خود بخود ہی کہنے لگے؛

بھلا مجھ کے ساتھ ہم کیونکر لڑ سکیں گے، سارا عرب تو اس کی اطاعت کر رہا ہے، پھر وفا کے لوگوں سے کہا جاؤ، جو کچھ بھی وہ کہتا ہے۔ قبول کر لو؛

وفا نے کہا۔ کہ اب ہم تم کو صحیح صحیح بتلاتے ہیں، ہم نے محمد کو تقویٰ میں اور وفا میں رحم میں اور صدق میں سب سے بڑا ہکر پایا، ہم تم سب کو اس سفر سے بڑی برکت حاصل ہوئی؛

قوم نے کہا کہ تم نے ہم سے یہ راز کیوں پوشیدہ رکھا، اور ہکو ایسے سخت غم والہ میں کیوں ڈالا، وفا نے کہا ہمارا مدعا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی غور نکال دے، اس کے بعد وہ لوگ مسلمان ہو گئے؛

چند روز کے بعد وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے اشخاص ہاتھی

علم میں بڑا۔ عمر میں چھوٹا

سفر کی کھصلت

خالد بن ولید پہنچ گئے۔ انہوں نے لات کے گرا دینے کی کارروائی کا آغاز کرنا چاہا، ثقیف کے سب مردوزن، بوڑھے، بچے اس کام کو دشوار سمجھے ہوئے تھے، پردہ نشین عورتیں بھی یہ تابشا دیکھنے نکل آئی تھیں، مغیرہ بن شعبہ نے اس کے توڑنے کے لئے تبر چلایا، مگر اپنے زور میں خود ہی گر پڑے، یہ دیکھ کر ثقیف والے پکار اٹھے، خذلنے مغیرہ کو دھسکار دیا، اور ریت بٹانے اُسے قتل کر ڈالا، اب خوش ہو ہو کر کہنے لگے: تم کچھ سی کوشش کرو، مگر اُسے نہیں گرا سکتے، مغیرہ بن شعبہ نے خفا ہو کر کہا: ثقیف والو! تم بہت ہی یہو قوف ہو، یہ پتھر کا ٹکڑا کر بھی کیا سکتا ہے، لوگو! خدا کی عافیت کو قبول کرو، اور اُسی کی بندگی کرو۔

پھر مندر کا دروازہ بند کر کے مغیرہ نے اول اس بُت کو توڑا اور پھر مندر کی دیواروں پر چڑھ گیا، اور اُنہیں گرا نا شروع کر دیا، باقی مسلمان بھی دیواروں پر جا چڑھے، اور اُس عمارت کا ایک ایک پتھر گرا کر چھوڑا!

مندر کا پوجاری کہنے لگا: کہ مندر کی بنیاد انہیں ضرور غرق کر دیگی، مغیرہ نے یہ سنا تو بنیاد بھی ساری کھو ڈالی، اور اس طرح اس قوم کے لوں میں سلام کی بنیاد حکم ہو گئی!

ذی عبد القیس کا حال | قبیلہ عبد القیس کا وفد حضرت نبویؐ میں حاضر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کس قوم سے ہو، عرض کیا: قوم ربیعہ سے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید فرمایا!

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے اور حضور کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر آباد ہیں، ہم شہر حرام ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ اسلئے صاف واضح طور پر بھجوا دیا جائے جس پر ہم بھی عمل کرتے رہیں، اور قوم کے باقی ماندہ اشخاص بھی!

فرمایا میں چار چیزوں پر عمل کرنے کا اور چار چیزوں سے بچے رہنے کا حکم دیتا ہوں: جن چیزوں کے کرنے کا حکم ہے وہ یہ ہیں:-

(۱) اکیلے خدا پر ایمان لانا اس سے مراد یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کرنے کے کام آدا کرنا (۲) نماز، (۳) زکوٰۃ، (۴) صدقہ، رمضان کے روزے، اور اذان غنیمت سے غم نہ کرنا

(چار چیزیں جن سے بچنے کا حکم ہے یہ ہیں) :-

(۱) دُوبار تو نہا، (۲) ختم (لاکھی برتن، (۳) فقیر (شراب کے لئے لکڑی کا ایک برتن، (۴) مزفت (فقیر آلودہ برتن) ان باتوں کو یاد رکھو اور پچھلوں کو بھی بتلا دو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضور کو کیا معلوم ہے کہ فقیر کیا ہوتا ہے۔ فرمایا جانتا ہوں کچھ کر کے درخت میں زخم لگا کر عرق نکالتے، اُس میں کھجوریں ڈال کر تے ہو، اُس پر پانی ڈالتے ہو۔ اُس میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ جب جوش بیٹھ جاتا ہے تب پیا کرتے ہو۔ ممکن ہے کہ تم سے کوئی (اس نشہ میں) اپنے چھیرے بھائی کو بھی قتل کر ڈالے۔

(غیب بات یہ کہ اسی وفد میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس نے فقیر کے نشہ میں اپنے چھیرے بھائی کو قتل کر دیا تھا) :-

ان لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کیسے برتن میں پانی پیا کریں؟ فرمایا مشکوں میں جن کا منہ باندھ دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے یہاں چوسے بکثرت ہوتے ہیں، اسلئے وہاں چمڑے کی مشکیں سالم ہمیں رہ سکتی ہیں۔ فرمایا: خواہ سالم ہی نہ رہیں!

اسی وفد کے ساتھ جارد بن العلاء بھی آیا تھا، یہ سچی لہذا تھا اُس نے کہا یا رسول اللہ میں اس وقت بھی ایک مذہب رکھتا ہوں، اگر ہم اسے چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا آپ ہمارے ضامن بن سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، میں ضامن بنتا ہوں۔ کیونکہ حسینؑ ہب

لہ صحیح بخاری میں ابن عباسؓ اس قوم میں شراب بکثرت پی جاتی، بنائی جاتی، ذخیرہ رکھی جاتی تھی، بنی مسلم نے حریت شراب کا حکم دیتے وقت اُن ظروف کا استعمال بھی منع فرمایا، جن میں شراب پی جاتی، یا رکھی جاتی تھی جب قوم سے شراب کی عادت چھوٹ گئی۔ تب ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت بھی دور کر دی گئی تھی۔ اس لئے مسلمان باسانی سمجھ سکتے ہیں کہ بنی مسلم کسی مملکت اور عہدگی سے تسلیم دیا کرتے تھے :-

کی میں دعوت نے رہا ہوں یہ اس سے بہتر ہے جس پر تم اب ہو
جارود کے ساتھ اور نبی عیسائی مسلمان ہو گئے تھے!

دندرجی غیظہ بنو منیفہ کا ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تھام بن اٹال کی
کوشش سے اس علاقہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی تھی۔ یہ دندرجہ آکر مسلمان ہوا تھا۔
اسی وفد کے ساتھ سیکہ کذاب بھی تھا وہ مدینہ آکر لوگوں میں کہنے لگا کہ اگر محمد صاحب
یہ اقرار کریں کہ اُن کا جانشین مجھے بنایا جائیگا تو میں بیعت کروں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ سنا حضور کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی، فرمایا: میں تو اس چھڑی کے دینے
کی شرط پر بھی بیعت لینا نہیں چاہتا!

اگر وہ بیعت نہ کریگا تو خدا اسے تباہ فرمائے گا۔ اس کا انجام خدا تعالیٰ نے مجھے کھلا
دیا ہے: یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں، مجھے
وہ ناگوار معلوم ہوئے۔ خواب ہی میں وحی سے معلوم ہوا کہ انہیں پھونکے اور ادا
میں نے پھونک ماری، تو وہ اڑ گئے، میں خیال کرتا ہوں کہ ان سے مراد سیکہ صاحب
ہمامہ اور عنسی صاحب صنعا ہے!

سیکہ کذاب نے اگرچہ رسالت کا دعویٰ کیا تھا، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رسول تسلیم
تھا! اس سے مدعا اس کا غالباً یہ تھا کہ اس علاقہ کے مسلمان مخالف نہ ہوں!
مسلم ہجری میں سیکہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خط و کتابت بھی ہوئی تھی!

۱۔ زوال المذاہب صفحہ ۷۸ صحیحین بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما صفحہ ۲۳۴

۲۔ صحیحین بروایت نافع بن جبیر عن ابن عباس سیکہ اور عنسی دو کذاب شخص گذرے ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
دیکھا دیکھی نبوت کا دعویٰ کر لیا تھا۔ غصے و دلاں کو تباہ کر دیا، کامیابی اور مادی صداقت کی نفاذ کسی کی
جو خدا کا سچا رسول تھا قرآن مجید میں پیشگوئی موجود ہے: هَذَا الَّذِي آتَاكَ رَسُوْلُكَ بِالْهَدْيِ
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهِ خَدَاةً لِّاٰنِیْ رَسُوْلٍ كَوَافٍ اٰتٰیوْا رَسُوْلًا مِّنْكُمْ
اس لئے بھیجا ہے کہ وہ باقی سب مذہبوں کے اوپر ظہور پائے!

من مہدیہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ! اما بعد فان تناصفنا الارض لقریش
 نصفھا۔ ولکن قریشاً لا ینصفون۔ والسلام علیک! ترجمہ خدا کے رسول مہدیہ کی
 طرف سے خدا کے رسول محمد کے نام! واضح ہو کہ نصف زمین ہماری اور نصف قریش کی ہے
 مگر قریش انصاف نہیں کرتے! آپ پر سلام ہو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد النبی الی مسلمۃ الکذاب۔ اما بعد فان الارض للہ
 یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین والسلام علی من اتبع الهدی! کتب ابی بن کثیرؒ
 ترجمہ اللہ کے نام سے۔ جو کمال رحمت اور دائمی رحم والا ہے! خدا کے نبی محمد کی طرف سے
 مسلمہ کذاب کے نام! واضح ہو کہ زمین خدا کی ہے! وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے
 وارث بناتا ہے! اور عاقبت خدا ترس لوگوں کے لئے ہے! سلام ہو اُس پر جو سیدھے
 راستے پر چلتا ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط جدیب بن زید بن عاصم لیکر گئے تھے! کذاب نے
 اُن کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کٹوا دیئے تھے!

وَقَدْ طَعَنَ قَبِيلَهُ طَعْنًا وَفَدَّ جَسَدَ سَدْرِ زَيْدِ الْخَيْلِ تَهْنَأُ بَنِي صُلَيْمٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 میں حاضر ہوا! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! عرب کے جس شخص کی تعریف میرے
 سامنے ہوئی! وہ دیکھنے کے وقت اُس سے کم ہی نکلے! ایک زید الخیل اس سے متشبی ہے پھر
 اس کا نام زید الخیر رکھ دیا! یہ سب لوگ ضروری گفتگو کے بعد مسلمان ہو گئے تھے!

لَقَدْ فَتَحَ الْبُلْدَانُ
 لَقَدْ فَتَحَ الْبُلْدَانُ بِلَادَیْ مَغْجَہ! اس جگہ ناظرین کی اطلاع کے لئے اس قدر درج کر دینا ضروری ہے کہ مسلمہ
 یہاں تک صید بن علی خلافت میں خالد بن ولید نے شکر کشی کی تھی یہی مسلمہ وحشی کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ وحشی
 وہی ہیں جو حضرت حمزہؓ نے قاتل ہیں! یہ کہا کرتے تھے! کہ اگر کھریں میں نے ایک عظیم الشان سلمان
 کو مارا تھا۔ تو اسلام میں آکر ایک بڑے بھاری کافر کو بھی مارا ہے۔ خدا نے میری گناہ کی تلافی کر دی!
 مَن زَادَ الْعَادَ صَغْرًا مَزِيدًا فَيَحْرِثُ عَوْرَةَ فَطِيبٍ هَادٍ وَزَبَانَ أَوْ رُحَىٰ۔ ان کے دو بیٹے مکلف و جزیہ
 بھی صحابی ہیں!

وَقَدْ أَشْعَرُ مِنْ كَالِ قَبِيلَةِ اشْعَرِہ (جواہلِ مین تھے) کا وفد حاضر ہوا اُن کے آنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

اہلِ مین آئے ہیں جن کے دل نہایت نرم اور ضعیف ہیں۔
ایمانِ سینوں کا ہے، اور حکمتِ یمینوں کی، مسکنتِ بکریوں والوں میں فخر و غرور
اونٹ والوں میں ہے، جو مشرق کی طرف رہتے ہیں۔

جب یہ لوگ مدینہ میں داخل ہوئے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے:-

غداً انزلانی الاحبہ محمدًا وحزبہ

بکل ہم اپنے دوستوں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھ والوں سے ملیں گے۔

وَقَدْ أَزِدُّكَ حَالًا یہ وفداتِ شخصوں کا تھا، نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو نبی صلعم نے
انکی وضع قطع کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا، پوچھا تم کون ہو، انہوں نے جواب دیا: ہم
مومن ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا: ہر ایک قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ بتلاؤ کہ تمہارے قول
اور ایمان کی حقیقت کیا ہے، انہوں نے عرض کیا: کہ ہم پندرہ خصلتیں رکھتے ہیں، پانچ وہ ہیں
ایمان کی حقیقت جن پر اعتقاد رکھنے کا۔ اور پانچ وہ ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم آپ کے

بھیجے ہوئے لوگوں نے دیا ہے، پانچ وہ ہیں جن پر ہم پہلے سے پابند ہیں۔

پانچ باتیں جن پر حضور کے مبلغین نے ایمان لایا، یہ حکم دیا یہ ہیں: ایمان خدا پر،
فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اللہ کے رسولوں پر، مرنے کے بعد جی اٹھنے پر۔

پانچ باتیں عمل کرنے کی ہم کو یہ بتلائی گئی ہیں:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا، پانچ وقت کی نمازوں کا قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے
رکھنا، بیت الحرام کا حج کرنا، جسے راہ کی استطاعت ہو۔

پانچ باتیں جو پہلے سے معلوم ہیں، یہ ہیں: اسودگی کے وقت شکر کرنا، مصیبت کے وقت
صبر کرنا، فضلے الٰہی پر فرماندہ ہونا، امتحانِ گہر مقامات میں راستبازی پر قائم رہنا۔

محمد بن عبد اللہ

اعداد کو فہمات دے دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنہوں نے ان باتوں کی تعلیم دی وہ حکیم، عالم تھے، اور انکی دشمنی سے معلوم ہوتا ہے، گویا انبیاء تھے، اچھا پانچ چیزیں اور بتا دیتا ہوں، تاکہ پوری میں خصلتیں ہو جائیں :-

(الف) وہ چیز جمع نہ کرو جسے کھانا نہ ہو، (ب) وہ مکان نہ بناؤ جس میں بسنا نہ ہو، (ج) ایسی باتوں میں مقابلہ نہ کرو، جنہیں کل کو چھوڑ دینا ہو، (د) خدا کا تقویٰ رکھو، جسکی طرف لوٹ جانا اور جس کی حضور میں پیش ہونا ہے، (ه) اُن چیزوں کی رغبت رکھو، جو آخر میں تمہارے کام آئیں گی، جہاں تم ہمیشہ رہو گے۔

اُن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر پورا پورا عمل کیا۔

فروہ بن عمرو البزازی کی سفارت آئینہ کا ذکر | عرب کا جدنا شمالی حصہ سلطنت قسطنطنیہ کے قبضہ میں تھا، اُس سارے علاقہ کا گورنر فروہ بن عمرو تھا، اس کا دار الحکومت معان تھا، فلسطین کا متصل علاقہ بھی اسی کی حکومت میں تھا،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نام مبارک (دعوت اسلام کا) بھیجا تھا، فروہ نے اسلام قبول کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سفید رنگ کا تہمتی خچر دے میں بھیجا تھا، جب پادشاہ قسطنطنیہ کو اُسکے سفمان ہوجانے کی اطلاع ملی، تو اُسے حکوٹے واپس بلالیا، پہلے سلام ہی پھر جانے کی ترغیب تیار، جب فروہ نے انکار کیا، تو اُسے قید کر دیا گیا، آخر یہ رائے ہوئی کہ اُسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے، شہر فلسطین میں عفو نامی تالاب پر اُسے پھانسی دی گئی، جب وہ پھانسی کے نیچے پہنچا، تو اُس نے یہ شعر پڑھے :-

الاہل انی سلمابان غلیلھا علی ما عظم فوق احد الرواحل
علی ناۃ لم یضرب الفحل امھا وشد بقلہ اطرانھا بالمتاجل
جان دینے سے پیشتر یہ شعر بھی پڑھا :-

بلغ سرۃ المسلمین بانثی سلم لولی اعظمی و مقامی

ایک بار

و قد ہمدان یہ قبیلہ میں میں آماد تھا، ان میں شاعت اسلام کیلئے خالد بن ولیدؓ کو بھیجا گیا تھا۔ وہ وہاں دیر تک رہے، اسلام نہ پھیلا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰؓ کو اس قبیلہ میں اشاعت اسلام کیلئے مامور فرمایا، انکے فیضان تو تمام قبیلہ راکن میں مسلمان ہو گیا۔

سیدنا علیؓ کا خط جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا، تو سجدہ فکرا نہ کیا، اور زبان مبارک سے فرمایا: السلام علی ہمدان، (ہمدان کو سلامتی ہے)

یہ وفد انہی لوگوں کا تھا جو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا، اور وہ انہی کے شرف ہونے آئے تھے، مالک بن نطع نے مندرجہ ذیل شعاریں صلعم کے حضور پیشایت ذوق سے پڑھیں تھیں۔۔

الیس جاوزن سواد الریف، فی ہبوات الصیف الخریف، معظمت بجال اللیف،

و قد طارق بن عبد اللہ طارق بن عبد اللہ کا بیان ہے: کہ میں مکہ کے سوق المجاز میں کھڑا تھا اتنے میں دہاں ایک شخص آیا، جو پکار پکار کر کہتا تھا:

یا ایہ الناس تولوا لا الہ الا اللہ تفکھوا، لو کو لا الہ الا اللہ کہو، فلاح پاؤ گے، ایک دوسرا شخص اسکے پیچھے پیچھے آیا، جو کنکریاں اُسے مارتا تھا، اور کہتا تھا:

یا ایہ الناس لا تصد قوہ فانہ کذاب، لوگو! اسے سچا نہ سمجھو، یہ تو جھوٹا شخص ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون کون ہیں:

لوگوں نے کہا: کہ یہ تو بنی ہاشم میں سے ایک ہے، جو اپنے آپ کو رسول اللہؐ سمجھتا ہے اور یہ دوسرا اس کا چچا عبد العزیز ہے، ابو لیب کا نام عبد العزیز تھا:

طارق کہتا ہے کہ اسکے بعد برسوں گزر گئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ جا رہے تھے اس وقت ہماری قوم کے چند لوگ جن میں میں بھی تھا مدینہ گئے تاکہ وہاں کی کجوریں مٹا لیں جب مدینہ کی آبادی کے متصل پہنچ گئے، تو ہم اس لئے ٹھہر گئے، کہ سفر کے کپڑے اتار کر دوسرے

لے زاد المعاد صفحہ ۴۷۳:

لے اس واقعہ سے اندازہ کرو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی محنت اور صبر و استقلال سے قوموں کو توحید کی دعوت دی تھی۔ دشمن کہتے ہیں کہ اسلام بنو نضیر پھیلا یا گیا۔

پٹوے بدل کر شہر میں داخل ہو گئے!

اتنے میں ایک شخص آیا جس پر دو پرانی چادریں تھیں، اس نے سلام کے بعد پوچھا کہ کدھر سے آئے! کدھر جاؤ گے! ہم نے کہا کہ رنڈہ سے آئے ہیں! اور یہیں تک قصد ہے۔ پوچھا! دعا کیا ہے؟

ہم نے کہا کہ کھجوریں خرید کر بی بی!

ہمارے پاس ایک سُرُخ اونٹ تھا جس کے ہمار ڈالی ہوئی تھی!

اُس شخص نے کہا یہ اونٹ بیچتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں! اس قدر... .. کھجوروں کے برے دیدیں گے! اُس شخص نے یہ سن کر قیمت گھٹانے کی بات کچھ بھی نہیں کہا! اور ہمارے سنبھال کر شہر کو چلا گیا جب شہر کے اندر جا پہنچا۔ تو اب آپس میں لوگ کہنے لگے کہ یہ ہم نے کیا کیا! اونٹ ایسے شخص کو دیدیا جس سے ہم واقف تک نہیں! اور قیمت کے وصول کرنے کا کوئی انتظام ہی نہ کیا!

ہمارے ساتھ ایک بوج نشین (سروار قوم کی) عورت بھی تھی، وہ بولی کہ میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا! کہ چودھویں رات کے چاند کے روشن حصہ جیسا تھا! اگر ایسا آدمی قیمت نہ دے تو میں ادا کروں گی!

ہم بھی باتیں کر رہے تھے! اتنے میں ایک شخص آیا! کہا مجھے رسول اللہ نے بھیجا ہے اور قیمت مشترک! کھجوریں بھیجی ہیں! تمہاری ضیانت کی کھجوریں الگ ہیں! اکھاڑ پھو! اور قیمت کی کھجوروں کو ناپ کر پورا کر لو! جب ہم کھاپی کر سیر ہوئے! تو شہر میں اُبل ہوئے دیکھا کہ وہی شخص مسجد کے منبر پر کھڑا دعا کر رہا ہے! ہم نے مندرجہ ذیل الفاظ آپ کے سنے!

لَقَدْ تَوَلَّاهُ فَإِنْ الصَّدَقَةُ خَيْرٌ لَّكُمْ

الْيَدِ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى

اَمَّا وَابَاكَ. وَاخْتِكَ وَاحَالَ

ماں کو! باپ کو! بہن کو! بھائی کو! پھر قریبی کو!

وَادْنَاكَ اِدْنَاكَ

اور دوسرے قریبی کو دوا

وَقَدْ تَجِبَ [قبیلہ تجیب کے تیر شخص حاضر ہوئے تھے: یہ اپنے قوم کے مال و مویشی کی ذکوۃ لے کر آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے واپس لے جاؤ اور اپنے قبیلہ کے فقراء پر تقسیم کر دو! انہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کو دیکھ جو بیچارے ہم وہی لیکر آئے ہیں ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان سے بہتر کوئی و ذباب تک نہیں آیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: ہلاکت خدا نے عز و جل کے ہاتھ میں ہے۔ خدا جس کی بہبودی چاہتا ہے۔ اُس کے سینہ کو ایمان کے لئے کھل دیتا ہے۔

ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتوں کا سوال کیا آنحضرتؐ نے ان کو جوابات لکھوا دیئے تھے۔

یہ لوگ قرآن اور سنن ہدیٰ کے سیکھنے میں بہت ہی راغب تھے! اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلائ کو ان کی تواضع کے لئے خاص طور پر معین کر دیا تھا۔ یہ لوگ واپسی کی اجازت کیلئے بہت ہی اضطراب ظاہر کرتے تھے، سچا ہے نے دیکھا کہ تم یہاں سے جانے کے لئے کیوں گھبراتے ہو:

کہا۔ دل میں یہ جوش ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادے جو انوارِ ایمان حاصل کئے ہیں اللہ کی گفتار سے جو فیوض بہنے پائے! جو برکات اور فوائد ہم کو یہاں آکھل ہوئے۔ ان سب کی اطلاع اپنی قوم کو جلد پہنچائیں!

آنحضرتؐ نے انکو غلطی سے سرفراز کیا اور نصرت فرمایا: پوچھا کوئی شخص تم میں سے باقی بھی لے گیا ہے انہوں نے کہا: ہاں! ایک نوجوان لڑکا ہے جسے اسباب کے پاس پہنچے ہوڑ دیا

لَا تَدْعُ لَهَا وَنَحْنُ مَعَهَا۔ ہمارے ساتھ ہی رہنا اور ہم کو ساتھ لے کر میں! اور اخلاق جنگا سبق دینے میں پایا تھا اور بالآخر اپنی قوم سمیت مسلمان ہو گیا تھا۔
 لے جو لوگ سمجھتے ہیں کہ امامِ اہل بیتؑ رسولِ آفصرؑ کے زمانہ میں قلمبند نہیں کی گئیں! وہ اس قدر زیادہ غور کریں!

تھا۔ فرمایا: اُسے بھی بھیج دینا وہ حاضر ہوا تو اُس نے کہا: یا رسول اللہ حضور نے میری قوم کے لوگوں پر لطف و رحمت کی ہے! مجھے بھی کچھ مرحمت ہو جائے!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟

کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دعا اپنی قوم کے معاملے الگ ہو!

اگرچہ میں جانتا ہوں کہ وہ یہاں اسلام کی محبت سے آئے اور صدقات کا مال بھی لائے

تھے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟

التماس دعا! کہا: میں اپنے گھر سے صرف اس لئے آیا تھا کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا

مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم کرے! اور میرے دل کو غنی بنا دے!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے وہی دعا فرمادی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حج کیا! تو اُس قبیلہ کے لوگ پھر حضور سے ملے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اُس جوان کی کیا وجہ؟

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ اُس میسا شخص کبھی دیکھنے ہی میں نہیں آیا اور اُس جیسا قانع کوئی

سنا ہی نہیں گیا! اگر دنیا بھر کی دولت اُس کے سامنے تقسیم ہو رہی ہو! تو وہ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا!

ہم نے یہی سنا ہے! یہ قبیلہ ایک شاخ کھضاع کی تھا! جس وقت یہ مسجد نبوی میں پہنچے! تو دیکھا

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کی لمانہ پڑھا رہے ہیں!

انہوں نے آپس میں پہلے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے

پیشتر ہم کو کوئی کام بھی نہیں کرنا چاہیے! اس لئے ایک طرف ہو کر الگ بیٹھے! جب آنحضرت

ابھرے فارغ ہوئے۔ ان کو بتلایا۔ پوچھا: کیا تم مسلمان ہو! انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا: تم اپنے

بھائی کے لئے دعا میں کیوں شامل نہ ہوئے!

آدمی اسلام لائے ہی عرض کیا: ہم سمجھتے تھے: کہ بیعت رسول سے پہلے ہم کوئی کام بھی کر نیکی مجاز

مسلمان ہو جانا ہے! نہیں! فرمایا: جس وقت تم نے اسلام قبول کیا! اسی وقت تم مسلمان ہو گئے ہو!

لے زاد العاد مغرہ جلد اول! ہر لوگ تلخ اسلام کی خدمت میں تشریف لائے! انہوں نے جو ان کے نماز پر عمل کرنا چاہئے!

اتنے میں وہ لڑکا بھی آپہنچا جسے یہ لوگ اپنی سواریوں کے پاس بٹھلا آئے تھے۔ وفاتے کہا۔
 یا رسول اللہ! یہ ہم سے چھوٹا اور اسی لئے ہمارا خادم ہے، فرمایا: اَصْغَرُ قَوْمٍ خَادِمٌ
 (چھوٹا اپنے بزرگوں کا خادم ہوتا ہے) خدا سے برکت دے، اس دعا کی یہ برکت ہوئی۔ کہ
 وہی قوم کا امام اور قرآن مجید کا قوم میں سب سے اچھا جاننے والا ہو گیا؛
 جب یہ وفد لوٹ کر وطن گیا، تو تمام قبیلہ میں اسلام پھیل گیا۔

دیکھتے ہو۔ یہ دس شخص تھے جن میں ولید بن عبد اللہ اور طلحہ بن خویلد بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے اندر مسجد میں تشریف فرما تھے۔ انہیں سے ایک نے
 کہا: یا رسول اللہ! ہم شہادت دیتے ہیں کہ خدا اکیلا ہے، لا شریک ہے، اور آپ اس کے
 بندے اور رسول ہیں، دیکھئے! یا رسول اللہ! ہم از خود حاضر ہو گئے ہیں، اور آپ تو
 ہمارے پاس کوئی آدمی بھی نہ بھیجا، اس پر اس آیت کا نزول ہوا:

يَمْنُونُ عَلَيْكَ أَنْ اسْمَكُ وَاَقْلَ لَا تَمْنُوْا عَلٰی اِسْلَامِكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُ عَلَيْكُمْ اَنْ هٰذَا لَكَ
 لَا اِيْمَانٍ اَنْ لَكُمْ صَادِقِينَ (حجرات: ۱۷) ترجمہ: یہ لوگ آپ پر ایمان جتاتے ہیں، کہ
 اسلام لے آئے ہیں، کہہ دو، کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان جتاؤ، بلکہ خدا تم پر اس بات کا احسان
 جتاتا ہے کہ اس نے تم کو اسلام کی ہدایت کی۔ اگر تم اس دعویٰ میں سچے بھی ہو!

مقت منہ کہ خدمت سلطاناں یہی کنی

مقت شناس زو کہ بخیرت بداشتت

پھر ان لوگوں نے سوال کیا کہ جانوروں کی بولیوں اور شکوفوں وغیرہ سے فال
 لینا کیسا ہے۔ رسول اللہ نے ان سب سے انہیں منع فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک بات باقی رہ گئی ہے، یعنی خط کشی؛
 (رمل) اسکی بابت کیا ارشاد ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِیْہی اَیْکَ بَیْئَی
 لوگوں کو سکھایا تھا جس کسی کو مصححہ وہ علم مل گیا۔ بیشک وہ تو علم ہے۔

وفدِ حجازؓ یہ لوگ مدینہ میں آئے۔ مقدادؓ کے گھر کے سامنے آکر اونٹ بٹھلائے۔ مقدادؓ نے گھروالوں سے کہا کہ ان کے لئے کچھ تیار کرو اور خود ان کے پاس گئے۔ اور خوش آمدید کہہ کر اپنے گھر پہلے آئے۔ ان کے سامنے حیش رکھا گیا۔ حیش ایک کھانا ہے۔ جو کھجور اور ستوملا کر کھی میں تیار کیا جاتا ہے۔ کھی کے ساتھ کبھی چربی بھی ڈال یا کرتے ہیں۔ اسی کھانے میں سے کچھ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی مقدادؓ نے بھیجا۔ نبیؐ نے کچھ کھا کر وہ برتن واپس فرما دیا۔ اب مقدادؓ دونوں وقت وہی پیالہ ان مہمانوں کے سامنے رکھ دیتے وہ مزے لے لے کر کھایا کرتے، خوب کھایا کرتے، مگر کھانا کم نہ ہوا کرتا تھا۔ ان لوگوں کو دیکھ کر یہ حیرت ہوئی یا آخر ایک روز اپنے مینہ پاؤں سے پوچھا:

مقدادؓ! ہم نے تو سنا تھا کہ مدینہ والوں کی خوراک تنوع و تنوع پر مشتمل ہے، تم تو ہمیں قبر و وہ کھانا کھلاتے ہو جو ہمارے ماں بہت عمدہ سمجھا جاتا ہے، اور جو ہر روز ہم کو میسر بھی نہیں آ سکتا، اور پھر ایسا لذیذ کہ ہم نے کبھی ایسا کھایا بھی نہیں! مقدادؓ نے کہا: صہابو! یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہی کیونکہ اسو آنحضرتؐ کے انگشتان مبارک لگ چکی ہیں!

یہ سنتے ہی سب باتفاق کہا: اور اپنا ایمان تیار کیا کہ بیشک وہ اللہ کے رسولؐ ہیں! یہ لوگ مدینہ میں کچھ عرصہ ٹھہرے۔ قرآن اور احکام سیکھے، اور واپس چلے گئے!

وفدِ مدینہ کا بیان: ہماہِ صفر ۱۱ ہجری یہ وفد حاضر ہوا تھا، ۱۹ شخص اس میں تھے، ان میں حمزہؓ بن نضیر بھی تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم کون ہو؟

انہوں نے کہا: ہم بنی عذرہ ہیں، اور تمہاری (ماں کی طرف سے) بھائی ہیں، ہم نے ہی تمہاری ترقی دلائی، اور خزانہ و بنی بکر کو مکہ سے باہر نکالا تھا، سوائے ہم کو قریب بھی ملے ہے، اور نسب بھی یہ آنحضرتؐ نے مرجا و خوش آمدید فرمایا!

لے مقداد بن عمرو بن قلیبہ قوم کدہ سے ہیں۔ بوجہ جیت قرشی الزہری کہلاتے ہیں۔ نجاشی رسولؐ اور فضلا صحابہ میں سے ہیں۔ ۱۱ ہجری کو بصرہ سال وفات پانی مدینہ میں دفن ہوئے! ۶

اور یہ بھی بشارت سنائی کہ غفریشام فتح ہو جائیگا، ہر قل ان کے علاقہ سے بھاگ جائیگا، پھر آنحضرت نے حکم دیا کہ کاهنوں سے جا کر سوال کیا کریں، اور جو قربانیان دیا کرتے ہیں آئندہ نہ کریں، اب صرف عید اضحیٰ کی قربانی باقی رہ گئی ہے، یہ لوگ کچھ دنوں میں طیبہ میں آ رہے ہیں اور پھر انعام و جائزہ سے مشرف ہو کر رخصت ہوتے ہیں۔

قد نزلان یہ دس شخص تھے، جو ماہ شعبان ۱۱ھ ہجری کو حضرت نبوی صلعم میں حاضر ہوئے تھے، انہوں نے آکر عرض کیا کہ ہم اپنی قوم کے پسماندگان کی جانب وکیل ہو کر آئے ہیں، خدا اور رسول پر ہمارا ایمان ہے، ہم حضور کی خدمت میں لمبا سفر طے کر کے آئے ہیں، اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ خدا اور رسول کا ہم پر احسان ہے، ہم یہاں محض زیارت کیلئے حاضر ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَادَنِي بِالْمَدِينَةِ كَانَ فِي جَوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَنَّةً مَدِينَةٍ، اگر میری زیارت کی، وہ قیامت کے دن میرا مہاسیہ ہوگا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اعم انس کا کیا ہوا، یہ ایک بیت کا نام ہے جو اس قوم کا معبود تھا، وہ نے عرض کیا: ہمارا شکر ہے کہ اللہ نے حضور کی تعلیم کو ہمارے لئے اس کا بدلہ بنا دیا، بعض بعض بوڑھے اور بوڑھی عورتیں رہ گئی ہیں، جو اسکی پوجا کئے جاتی ہیں۔

اب انشاء اللہ ہم اسے جا کر گرا دیں گے، ہم مدتوں دھو گئے، اور رفتہ میں رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی دن کا واقعہ تو سنناؤ۔

وہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک دفعہ ہم نے سوزگاہ جمع کئے، اور وہ سب سب ایک ہی دن عم انس کے لئے قربان کئے گئے، اور درندوں کے لئے چھوڑ دئے گئے، حالانکہ ہم کو گوشت اور جانوروں کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔

انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ چوپایوں کو زراعت میں سے عم انس کا حصہ برابر کا لاجاتا تھا، جب کوئی زراعت کرتا، تو اس کا وسطی حصہ عم انس کیلئے مقرر کرتا، اور ایک راہ کا حصہ اپنے لئے لے لیتا، اگر کھیتی کو ہوا مارا جاتی، تو خدا کا حصہ تو عم انس کے نام کر دیتے، حکم انس کا حصہ خدا کے نام کر دیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرائض دین سکھائے، اور خصوصیت سے ان باؤں کی نصیحت فرمائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱) عہد کو پورا کرنا (۲) امانت کا ادا کرنا۔ (۳) ہمسایہ لوگوں سے چھا بڑناؤ کی تسلیم کانٹہ کرنا۔ (۴) کسی ایک شخص پر بھی ظلم نہ کرنا۔ یہ بھی فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہو گا۔

دند ثار ب یہ دس شخص تھے جو قوم کے وکیل ہو کر نہ بھری میں آئے تھے، بلالؓ انکی مہمانی کیلئے مامور تھے، صبح و شام کا کھانا وہی لایا کرتے تھے، ایک روز ظہر سے عصر تک کا پورا وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کو دیا، ان میں سے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غور سے دیکھنا شروع کیا، پھر فرمایا کہ میں نے تم کو پہلے بھی دیکھا ہے۔

یہ شخص بولا، خدا کی قسم! میں حضورؐ نے مجھے دیکھا بھی تھا، اور مجھ سے بات بھی کی تھی، اور میں نے بدترین کلام سے حضورؐ کو جواب دیا، اور ثبت بری طرح سے حضورؐ کے کلام کو رد کیا تھا، یہ بازارِ عکاظ کا ذکر ہے، جہاں حضورؐ لوگوں کو سمجھاتے پھرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، تمہیں کب؟

اُس شخص نے کہا، یا رسول اللہ! اُس روز میرے دوستوں میں مجھ سے بڑ بکر کوئی بھی حضورؐ کی مخالفت کرنے والا اور اسلام سے دُور دُور رہنے والا نہ تھا، وہ سب تو اپنے آبائی مذہب ہی پر مگنے، مگر خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے آج تک باقی رکھا اور حضورؐ پر ایمان لانا مجھے نصیب ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب کے دل خدائے عروج کے ہاتھ میں ہیں، اُس شخص نے مہملاً رسول اللہؐ کی پہلی حالت کے لئے معافی کی کی دعا فرمائی!

اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام اُن سب باتوں

کو شاد تیا ہے جو کفر میں ہوئی ہوں؛

وفد غنسان کا حال رمضانؑ بھری قبیلہ غنسان کے تین شخص سہ بھری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں آئے تھے، اسلام قبول کر نیکے بعد اپنی قوم کی ہدایت کا ارادہ کر کے، اپس گئے تھے،

معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اشاعت اسلام میں کامیابی نہ ہوئی، اُن میں سے دو پہلے وفات

پا چکے تھے، اور ایک اُس وقت تک زندہ تھا جبکہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے شام کو

فتح کیا تھا۔

وفد بنی الحارث یہ وفد شوالؑ سہ بھری میں نبی صلعم کے پاس حاضر ہوا تھا، ان کے علاقہ میں

خالہ بن ولیدؓ کو اشاعت اسلام کے لئے بھیجا گیا تھا، انکی تعلیم ہو لوگ مسلمان ہو گئے تھے، پھر

خالہ بن ولیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اطلاع بھیج دی، اور خود انکی تعلیم کے

لئے وہاں ٹھہر گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھیجا، کہ تم واپس آ جاؤ، اور اُس قوم کے چند

سرکردہ لوگوں کو بھی ساتھ لاؤ، اس وفد میں تیس بنی حصین، و عبد اللہ بن فراوہ وغیرہ تھے،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا، کیا وجہ ہے، کہ جاہلیت میں جس کتنے

تم سے جنگ کی وہ مغلوب ہی ہوا؟

انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم خود کتنی پرچہ کر نہیں جاتے، جب اہل بی کے

مغلوب نہ ہونے کی باتیں لئے جمع ہو جاتے ہیں، تو پھر تفرق نہیں ہوتے۔ اپنی طرف سے ظلم

کی ابتداء نہیں کرتے،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سچ ہے، یہی وجہ ہے،

یہ وفد تنقال مبارک سے چار ماہ بیشتر آیا تھا، یہ علاقہ بخران کے باشندے تھے،

وفد بنی غنسان کا حال یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے منادان اسلام سے مناسبت ہے، کہ حضورؐ یہ ارشاد فرماتے ہیں،

لا اسلام لمن لا ہجرۃ لہ ہمارے پاس زرو مال بھی ہے۔ اور مولشی بھی، جن پر ہماری گزران ہے، پس اگر ہجرت کے بغیر ہمارا اسلام ہی ٹھیک نہیں، تو مال و متاع ہمارے کیا کام آئینگے، اور مولشی، ہمیں کیا فائدہ دیں گے، بہتر ہے، کہ ہم سب کچھ فروخت کر کے سب کے سب خدمت عالی میں حاضر ہو جائیں!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتقوا اللہ سیث کنتم۔ فلن یلتکم من اعمالکم ثبثاً! تم جہاں آباد ہو، وہیں رہ کر خدا ترسی کو اپنا شیوہ بنائے رکھو، تمہارے اعمال میں ذرا بھی کمی نہیں آنے کی!

اس جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتا دیا ہے، کہ سب مسلمانوں کو مرکز اسلام لیں جمع ہو کر اسلامی رقبہ کو محدود و تنگ کر لینا مناسب نہیں، مسلمانوں کو مختلف و دور ملکوں میں پہنچانا اور اسلام کی دعوت کو پہنچانا چاہئے!

جو لوگ بزرگ وطن کر کے اسلامی ملکوں میں جا بسنے کو بہتسوختے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا کرنا آنحضرت کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ اور صواب و مذہب کے بھی خلاف ہے: ذہ غامد کا بیان یہ ذہ غامد بھری میں آیا تھا۔ اس میں س آدمی تھے۔ یہ مدرسے باہر آ کر

اترے ایک لڑکے کو بٹھلا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم اسباب کے پاس کسے چھوڑ کر آئے ہو، لوگوں نے کہا۔ ایک لڑکے کو۔ فرمایا: تمہارے بعد وہ سو گیا، ایک شخص آیا۔ خورجی چما کر لے گیا۔ ایک شخص بولایا رسول اللہ خورجی تو میری تھی، فرمایا: ہاں، گھبراؤ نہیں، وہ لڑکا اٹھا۔ چور کے پیچھے پیچھے بھاگا، اسے جا پکڑا، سب اسباب صبح سالم مل گیا ہے!

یہ لوگ آنحضرت کی خدمت میں جب واپس پہنچے، تو لڑکے سے معلوم ہوا، کہ ٹھیک اسی طرح اس کے ساتھ بھاگا ہوا تھا، یہ لوگ اسی امر پر مسلمان ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو مقرر فرمادیا، کہ انہیں قرآن یاد کرلو، اور شریع اسلام سکھلا دیں!

جب وہ واپس جانے لگے، تو انہیں شرع اسلام ایک کاغذ میں لکھوا کر دیئے گئے۔

دفعہ بیست و شانہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آئے تو بنی فزارہ کا ایک وفد جس میں دس پندرہ آدمی شامل تھے خدمت مبارک میں حاضر ہوا۔ ان کو اسلام کا اقرار تھا۔ ان کی سواری میں لاغر کمزور اونٹ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہاری بستیوں کا کیا حال ہے؟

ایک شخص عرض کیا۔ یا رسول اللہ! بستیوں میں قحط ہے۔ مویشی مر گئے، باغ خشک ہو گئے۔ بال بچے بھوکے مر رہے ہیں، آپ خدا سے دعا کریں کہ ہماری فریاد سنے۔ آپ ہماری سفارش کریں۔ خدا ہماری سفارش آپ سے کرے۔

خدا کسی کی شفاعت نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا ان باتوں کو پاک ہے۔ خرابی ہو تو میرے لئے، بھلا۔ میں تو خدا کے شفاعت کر رہا ہوں۔ لیکن خدا کس کے پاس شفاعت کرے؟ وہ معبود ہے۔ اُس کو سوا کوئی معبود نہیں، وہ سب سے بزرگ تر ہے۔ آسمانوں اور زمین پر اُسی کا حکم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی قوم میں بارش کیلئے دعا فرمائی، جو الفاظ کہ محفوظ ہیں وہ یہ ہیں:-
 اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَأَنْشُرْ حِمْلَكَ وَاحْيِ بِلَادَكَ الْمَيِّتَةَ
 اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَغِيثًا مَرِيئًا طَبَقًا وَإِسْعَاءً عَاجِلًا غَيْرَ لَاحِلٍ نَافِعًا غَيْرَ
 ضَارٍّ اللَّهُمَّ اسْقِنَا حِمْلًا مَقِيًّا عَذَابَ لَاهِلٍ وَلَا عَذَابَ لَاحِلٍ اللَّهُمَّ
 اسْقِنَا الْغَيْثَ وَأَنْصُرْنَا عَلَى الْكَافِرِ الْعَدُوِّ عَرَجْهُ اسْقِ خَلْقَ الْبَرِّ وَالْبَرِّ وَالْبَرِّ وَالْبَرِّ
 کو اپنی رحمت کو پہنچا دے اور اپنی مودہ بستیوں کو زندہ کرے۔ الہی ہم پر فریاد رس بارش
 جو راحت رساں آرام بخش ہو جلد آئے۔ دیر نہ لگائے نفع پہنچائے، ضرر نہ کری، سیراب
 کرے۔ الہی ہمارے رحمت سے سیراب کرے، نہ خراب دہم و غرق و محنت سے بھرنے۔ الہی
 بارش باران تو ہمیں سیراب کرے، اور دشمنوں پر نہ کو نصرت عطا کرے۔

ہوا ہے کہ اسمعیلؑ کی نسل میں نبوت بھی ہوگی، ممکن ہو کہ یہ وہی شخص ہو۔ لیکن نبوت کے متعلق یہی کیا رائے ہو سکتی ہے، کوئی ذیوی بات ہوتی تو میں اُس پر پورا غور کر سکتا، اور اپنی رائے عرض کر سکتا تھا۔“

اسقف نے کہا: اچھا بیٹھ جائیے۔“

اسقف نے پھر ایک دوسرے شخص کو جس کا نام عبداللہ بن شرجیل تھا۔ اور قوم حمیر سے تھا، بلایا، اور نامہ نبوی دکھلا کر اُسکی رائے دریافت کی۔ اس نے شرجیل کا سا جواب دیا۔

اسقف نے پھر ایک تیسرے شخص جابر بن قیس کو بلایا۔ یہ بنو الحارث بن کعب میں سے تھا۔ نامہ دکھلایا۔ اور رائے دریافت کی۔ اُس نے بھی ان دونوں کا سا جواب دیا۔

جب اسقف نے دیکھا کہ اُن میں سے کوئی بھی جواب نہیں دیتا تو اس نے حکم دیا کہ گھنٹے بجائے جائیں، اور ٹاٹ کے پردے گر جا پر لٹکائے جائیں۔ ان کا دستور تھا۔ کہ اگر کوئی جہم عظیم درپیش ہوتی تو لوگوں کے بلانے کا طریق دین کے لئے یہ تھا کہ گھنٹے بجاتے اور ٹاٹ کے پردے گر جا پر لٹکا دیتے۔ اور رات کیلئے یہ تھا کہ گھنٹے بجاتے اور بہاری پرانگ

لے۔ اولاد اسمعیلؑ میں نبوت ہونے کی بابت بائبل کی کتابوں میں بہت سے حوالے ملتے ہیں۔ اول یہ کہ یحییٰ اور اسمعیلؑ سے خدا نے برابر کے وعدے کئے تھے۔ دوم یہ کہ عرب میں پیدا ہونے والے نبی کے نشانات اور علامات کی پیشگوئیاں بہت انبیاء نے کی ہیں۔ اور چونکہ عرب میں صرف اسمعیلؑ کی اولاد ہی آباد ہوتی تھی اس لئے ان پیشگوئیوں کی تفسیر نکلتا ہے کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوی علیہ السلام کی بیان کردہ پیشگوئی اسی راہ میں بہت واضح ہے۔ دس ۱۰۰۰۰۔۔۔۔۔ اُن کیلئے اُن گجائیوں میں سے جگہ سے ایک نبی پر باروں گا اور پانچا سال اس کے گھنٹوں ڈالو گا اور جو شخص اُسے فریاد کرے گا وہ سب اُن کی گھنٹا کی کتاب سے نجات پائے گا۔ یہ ظاہر ہے کہ نبی بائبل کے کہانی نبی اسمعیلؑ ہیں۔ اور یہی جیسا نبی حضرت محمد رسول اللہؐ ہیں جو موسیٰؑ کی طرح صاحب کتاب صاحب شریعت صاحب جہاد تہاجر غازی ہیں۔ اور میں کلام سے مطلب وہی کے اصل الفاظ کا محض ظاہر رہنا ہے۔ یہ خصوصیت صرف قرآن مجید ہی کی ہے۔ بائبل کے مجموعہ میں کسی کتاب کو یہ درجہ حاصل نہیں کہ اس کو الفاظ بھی اصل محفوظ رہے ہوں۔ اس وقت تک کہ اسے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی دوسری پیشگوئی بھی پڑھو۔ یہ خدا سینا سے نکلا اور میرے چچکا۔ اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اس کے بعد میں شریعت دے رہا ہے۔ ملائکہ کو لشکر کے ساتھ آیا ہے۔ اس میں فاران کا پتہ دے رہا ہے جو کہ کا نام ہے۔ شرجیل نے انہی حوالہ جات کا خیال کر کے مندرجہ بالا قصہ استعمال کیا تھا۔

آن آیات کے نزول پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسینؑ کو بھی بلایا، اور فاطمہؑ (سیدۃ النساء العالمین) بھی باپ کی پس پشت آکر کھڑی ہو گئیں۔

ان عیسائیوں نے علحدہ ہو کر بات چیت کی، شرجیل نے اپنے ساتھیوں کے کہا کہ اس شخص کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا آسان نہیں ہے۔ دیکھو تمام وادی کے لوگ اکٹھے ہوئے تب انہوں نے ہمکو بھیجا تھا۔

”میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بادشاہ ہے، تب بھی اس سے مباہلہ کرنا ٹھیک نہ ہوگا کیونکہ تمام عرب میں سو ہم ہی اسکی نگاہ میں کھٹکتے رہیں گے، اور اگر یہ نبی مرسل ہے، تب تو اسکی لعنت کی بعد ہمارا پر کاہ بھی زمین پر پاتی نہ رہے گا، اسلئے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ہم اسکی ماتحتی قبول کریں، اور رقم جزیہ کافی صلہ بھی اسکی لئے پرچھوڑ دیں کیونکہ جہاں تک میں سمجھا ہے یہ سخت مزاج نہیں ہے۔ دونوں ساتھیوں نے اتفاق کیا۔ اور انہوں نے جا کر عرض کر دیا کہ مباہلہ سے بہتر ہمارے لئے یہ ہے کہ جو کچھ حضور کے خیال میں کل صبح تک ہمارے لئے بہتر معلوم ہو، وہ ہم پر مقرر کر دیا جائے۔

اگلے روز حضورؐ نے ان پر جزیہ مقرر کر دیا۔ اور ایک معاہدہ جس میں غیر صحابی نے لکھا تھا اور ابوسفیان بن حرب، غیلان بن عمرو، مالک عوف، اقرع بن حابس صحابہ کی شہادت اُس پر ثبت تھیں، انہیں مرحمت فرمایا۔ معاہدہ کا ایک فقرہ خاص طور پر ناظرین ملاحظہ طلب ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کی کسی فیاضی سے مراعات و حقوق مرحمت فرماتے تھے۔

دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں، لیکن یہ اگر غلط ہے، تو خدا خود فیصلہ فرماوے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مباہلہ صرف توحید کے اثبات اور احکام کے لئے نکالا ہے، جبکہ اب استدلال بند ہے۔ یہ لازم نہیں کہ دوازا سے اختلافات کو ہم مباہلہ سے طے کرانے کے خواہشمند ہوں۔

۱۔ دیگر روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی بھی درج ہے۔ ان کے جمع کرنے سے مقصد عیسائیوں کو دکھلادینا تھا۔ کہ ہم بھی مباہلہ کو تیار ہیں گو ان کی زن و فرزند اس وقت مدینہ میں تھے۔

لنجران جوار اللہ وذمتہ محمد بنی
 علی انفسہم وملتہم وارحمہم
 واموالہم وغائبہم وشاہدہم
 وعشیرتہم وتبعہم وانزلنا
 یغیروا لہما کما نوا علیہ ولا یغیروا
 حق من حقوقہم ولا ملتہم
 ولا یغیر کلمات تحت ایدیہم من قبل
 او اکثر۔ ولیس علیہم ریبۃ
 ولا دمر جاہلیۃ ولا ینحسرون ولا
 ینعشرون لا یطء ارضہم الجیش

نجران والوں کو خدا اور محمد رسول اللہ کی حفاظت
 حاصل ہوگی، جان اور مذہب اور زمین اور جائیداد
 کے متعلق، اُن سب کو جو حاضر یا غائب ہیں، شاہد
 قبیلہ ہیں یا اتباع کر رہے ہیں۔ انکی حالت
 میں اور حقوق میں کوئی تغیر نہ کیا جاوے گا، اور جو حکم
 یا زیادہ ان قبضہ میں اُس نے بدلایا ہوگا۔
 پچھلے زمانہ کی شہادت باطل کو جھگڑے اور پتہ چلائے
 جائیں گے، وہ بیگار میں پکڑے جاوینگے۔ اُن سے
 وہ کبھی نہ لی جاوے گی۔ اُن کے علاقہ سے
 فوج عبور نہ کرے گی۔

نجران حاصل کر کے یہ لوگ نجران کو واپس چلے گئے۔ بشارت (اسقف) اور دیگر سر
 برآوردہ لوگوں نے ایک منزل آگے بڑھ کر ان سے ملاقات کی۔ ڈیپوٹیشن نے یہ فرمان اسقف
 کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ چلتے چلتے ہی اس فرمان کو پڑھنے لگا، اس کا چچا اچھائی بشارت
 جسکی کنیت ابوعلقہ تھی، اس کے برابر تھا (وہ بھی اس تحریر کے معنی کی طرف اس قدر متوجہ
 ہوا کہ بے خیال ہو گیا)۔ اور دشمنی نے اُسے زمین پر گرادیا۔ اس نے گرتے ہی کہا: خرابی
 ہو، اُس شخص کی، جس نے ہمارا اس قدر تکلیف میں ڈال دیا ہے۔

بشارت نے یہ اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تھا۔
 اسقف بولا: دیکھ تو کیا کہتا ہے۔ بخدا وہ تو نبی مرسل ہے۔
 بشارت نے جواب دیا: بخدا۔ اب میں بھی ناقہ کا پالان اسی کے پاس جا کر کرتا ہوں گا۔
 یہ کہہ کر اُس نے اپنا رخ بدل دیا، اور مہینہ کو چل پڑا۔

اسقف نے اُسکے پیچھے پیچھے ناقہ لگائی، چلا چلا کر کہتا تھا، کہ میری بات تو سنو،
میرا مطلب تو سمجھو، میں نے یہ فقرہ اسلئے کہا تھا، کہ ان قبائل میں شہر جو جائے تاکہ کوئی
یہ نہ کہے کہ ہم نے اس سند کے حامل کرنے میں کوئی حماقت کی ہے یا فیاضی قبول کر
لی ہے حالانکہ دیگر قبائل نے اب تک اُس کی فیاضی کو قبول نہیں کیا ہے۔ اور ہماری
طاقت اور شوکت اوروں سے بڑھ کر بھی ہے۔

بشر بولا۔ نہیں۔ نہیں۔ بخدا نہیں، اب میں نہیں کُنے کا، تیرے مغرے
ایسی غلط بات نکل ہی نہیں سکتی تھی۔

بشر نے پھر یہ اشعار پڑھے، اور مدینہ کو چلا آیا۔

الیث نعد وقلقا وضمینھا معترضانی بطنھا جنینھا

مخالف الدین النصاری دینھا

یہ بشر تو خدمت نبوی میں پہنچ کر وہیں حضور میں رہا، اور بالآخر درجہ شہادت پر فائز
ہوا۔ اب اُس ڈیپوٹیشن کا بقیہ حال سنو۔

جب یہ لوگ بھران پہنچ گئے، تو بھران کے گرجا میں رہنے والے ایک منک (راہب)
نے بھی کسی سے یہ تمام داستان سُن پائی، کیا ایک نبی تھا میں پیدا ہوا ہے۔ اس کا خط آیا
تھا یہاں ستر تین شخص اس کے پاس بھیجے گئے تھے۔ وہ اُس سے سند لیکر آئے تھے
اسقف وہ سند پڑھ رہا تھا اس کا بھائی سواری سے گر گیا، اُس نبی کو بُرا بھلا کہا،
اسقف نے منع کیا، اور بتلایا کہ وہ سچا نبی ہے، اُسے بُرا نہ کہو۔ وہ یہ سُن کر مدینہ کو چلا
اسقف نے بہتیرا دکا، نہ رکا۔

راہب نے جو گر جا کے بُرج کے بالائی حصہ پر (سا لہا سال) سے رہا کرتا تھا،
چینٹا شروع کر دیا، کہ مجھے اتارو، ورنہ میں اوپر سے کود پڑوں گا۔ خواہ میری جان بھی
جاتی ہے۔ یہ راہب بھی چند تحائف لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔

ایک پیالہ ایک عصا ایک چادر اس نے بطور تحفہ پیش کی تھی، وہ چادر حلفاء عباسیہ کے عہد تک برابر محفوظ رہی تھی۔ ماہرین کچھ عرصہ تک مدینہ میں ٹھہر کر اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کی۔ اور پھر آنحضرتؐ سے اجازت لیکر اور واپس آنیکا وعدہ کر کے تھران چلا گیا تھا، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت تک واپس نہ گیا تھا۔

(۲) اس ڈیپوٹیشن سے کچھ عرصہ کے بعد اسقف ابو الحارث جو گرجا کا امام تھا۔ اور مسقطیہ کے رومی بادشاہ اسکا نہایت ادب اور احترام کیا کرتے تھے۔ اور عام لوگ اکثر کرامات وغیرہ اسکی ذات سے منسوب کیا کرتے تھے، اور یہ شخص اپنے مذہب کا مجتہد شمار ہوتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، اس کے ساتھ ابراہیم نامی علاقہ کلج اور حاکم بھی تھا۔ اسے سید کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ اور عبد المسیح الملقب عاقب بھی تھا، جو سارے علاقہ کا گورنر اور امیر بھی تھا۔ باقی ۲۴ مشہور سردار اور تھے۔ کل قافلہ ۶۰ سواروں کا تھا۔ یہ عصر کے وقت مسجد نبویؐ میں پہنچے تھے۔ وہ انکی نماز کا وقت تھا۔ (غالباً اتوار کا دن ہوگا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنی مسجد میں نماز پڑھ لینے کی اجازت فرمادی تھی۔ اور انہوں نے مسجد سے شرق کی جانب رخ کر کے نماز ادا کی تھی، بعض مسلمانوں نے انہیں مسجد نبویؐ میں عیسائی نماز پڑھنے سے روکنا چاہا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منع فرمادیا تھا۔

یہودی بھی لا نہیں دیکھنے آتے تھے، اور کبھی کبھی کسی مسئلہ میں گفتگو بھی ہو جایا کرتی تھی ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہودیوں نے بیان کیا، کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی تھے، اور ان عیسائیوں نے کہا، کہ وہ عیسائی تھے، اس بحث پر قرآن مجید کی ان آیات کا نفل ہوا۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَخَاجُنِي ۖ
إِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ الْوَحْيِ فَقُولُوا ۖ
إِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ الْوَحْيِ فَقُولُوا ۖ
إِنْ سَأَلْتُمْ عَنِ الْوَحْيِ فَقُولُوا ۖ

الَا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَٰؤُلَاءِ حُجَّتُمْ فِيكُمْ بِعِلْمٍ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِي مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝ آل عمران رکوع ۴۰

بعد اتری ہیں جن باتوں میں تمہارے پاس کچھ علم تھا۔ اُس میں تو جھگڑتے ہی تھے۔ مگر جن بارہ میں کچھ بھی علم نہیں! اُس میں جھگڑا کیوں کرتے ہو؟ ابراہیم! یہودی تھا نہ عیسائی تھا وہ تو پکا مومن تھا اور مسلمان تھا۔ اور وہ مشرک بھی نہ تھا!

سب خلقت میں ابراہیم کی قریب تر وہ ہیں جنہوں نے اس کا اتباع کیا۔ اور محمد نبیؐ اور ان پر ایمان رکھنے والے لوگ۔ ہاں خدا مومنین کا دوستدار ہے:

ایک نصیریوں نے مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں پر اعتراض کر کے فرمایا کہ: کیا آپ محمد صاحب! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی بھی عبادت کرنے لگیں۔ جیسا کہ عیسائی عیسیٰ کی عبادت کیا کرتے ہیں!

نجران کا ایک عیسائی بولا:

ہاں محمد صاحب! بتلا دیجئے! کیا آپ کلا ہی ارادہ ہے۔ اور اسی عقیدہ کی دعوت آپ دیتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ! کہ میں اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت کروں! یا کسی دوسرے کو غیر اللہ کی عبادت کا حکم دوں! خدا نے مجھے اس کام کے لئے نہیں بھیجا! اور مجھے ایسا حکم بھی نہیں دیا!

اس واقعہ پر قرآن مجید میں ان آیات کا نزول ہوا:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يُلْهِىَ اللَّهُ إِلَهُكَ الْكِتَابِ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوءَةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ

جس بشر کو خدا کتاب اور حکم اور نبوت عنایت کرے
یہ اس کے شایان نہیں کہ پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ

اے عجب شکر جو بت رہی کرتے تھے وہ کہاتے تھے کہ ہمارا مذہب حضرت ابراہیمؑ کے مذہب پر ہے۔ اس فقویں شرکین کا رد

فَلَا تَكُونُوا يَحَادِثِي مَنْ يُدُونِ اللَّهِ
وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّاتٍ لِّبَنِيْنَ بِمَا كُنْتُمْ
تَقْلِبُونَ اِلَيْكَآبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ
وَلَا يَأْتُرْكُهُ اَنْ تَتَّخِذُوا وَلَلَّيْلِيْكَهٗ
وَاللَّيْلِيْتِيْنَ اَرْبَابًا لِّمَا تُرْكُهُمْ
بَاَلْكَفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ
۴۸-۴۹

خدا کے سوا میرے بند بن جاؤ، وہ تو یہی کہا کرتا
ہے کہ کتاب الہی کو سیکھ کر اور شریعت کا درس
پاکر تم اللہ والے بن جاؤ۔
یہ نبی تو نہیں کہتا کہ فرشتوں کو یا نبیوں کو بھی
رب بنا لو، بھلا وہ کفر کے لئے کہہ سکتا ہے، تم
لوگوں کو جو اسلام لا چکے ہو۔

محمد بن سہیل کی روایت میں ہے کہ آل عمران کی شروع سے ۸۰ آیات تک کا نزول
بھی اسی وفد کی موجودگی میں ہوا تھا، جب یہ واپس جانے لگے تو آنحضرتؐ سے پھر ایک سند
انہوں نے حاصل کی، جس میں گرجاؤں اور پادریوں کی بابت زیادہ صراحت تھی، اس فرمان
کی پوری نقل میں کی جاتی ہے:-

يَسْمِعُهَا اللَّهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ. مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
اِلَى الْاَسْقَفِ اَبِي الْحَارِثِ وَاسَاقِفَةِ
بَخْرَانَ وَكُنْتُهُمْ وَرَهْبَانُهُمْ وَاهْلُ بَيْتِهِمْ
وَرَقِيْقُهُمْ وَمَلَتُهُمْ سِوَا طَبَقَتِهِمْ وَعَلَى
كُلِّ مَا تَعْتَدِ اِيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ اَوْ كَثِيْرٍ
جِوَارِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ لَا يَغْيِرُ اسْقَفَ
مَنْ سَقَفِيَّةٍ وَلَا رَاهِبٍ مِنْ رَهْبَانِيَّةٍ
وَلَا كَاهِنٍ مِنْ كَهْنَانِيَّةٍ وَلَا يَنْفِيْرُ حَقٍّ مِنْ
حَقْوَقِهِمْ وَلَا سُلْطَانَهُمْ وَلَا تَمَاكِنَاوَعِلِيَّةٍ
عَلَى ذٰلِكَ جِوَارِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ اَبَدًا
مَا نَعْمُوْا مَا صَلَحُوْا عَلَيْهِمْ غَيْرَ مُتَقَلِّبِيْنَ

یہ تحریر محمد بنی مسلم کی جانب سے ہو، اسقف ابوالحارث
کے لئے بخران کے دیگر اسقفوں کا ہنوں رہا ہوں
اُن کے مققدوں۔ غلاموں۔ اس مذہب والوں
پولیس والوں کے متعلق اور اُن کم یا زیادہ چیزوں کے
متعلق جو اُن کے ہاتھ میں ہیں سب کو خدا اور رسولؐ
کی حفاظت حاصل ہوگی، اگر جانے چھوٹے بڑے
عمدہ داروں میں سے کسی کو بدلانا چاہئے گا،
کسی حق میں یا اختیار میں مداخلت نہ کی
جائے گی۔ انکی موجودہ حالت میں تغیر نہ ہوگا
بشرطیکہ رعایا کے خیر خواہ خیر اندیش
رہیں، نہ ظالم کا ساتھ دیں اور نہ خود

بظاہر ولا ظالمین کتب المغیدۃ بن شعبۃ: ظلم کریں! چلتے وقت انہوں نے درخواست کی کہ ایک مانت دار شخص کو ہمارے ساتھ بھیج دیا جاوے! جسے جزیہ ادا کر دیا کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح کو ان کے ساتھ بھیج دیا اور فرمایا کہ شخص میری امت کا امین ہے!

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے فیضانِ محبت کے علاقہ میں اسلام پھیل گیا تھا۔ ذہنی کا بیان یہ نصف ماہ محرم ۱۱ ہجری کو خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوا تھا۔ اس کے بعد کوئی وفد حاضر نہیں ہوا۔ یہ دوستو اشخاص تھے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آئے تھے۔ ان کو دار الضیافہ (مہمان خانہ) میں اُتارا گیا تھا۔ ایک شخص ان میں زرارہ بن عمرو تھا۔ اُس نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں نے راستے میں خواب دیکھے! جو عجیب تھے!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیان کرو! ایک خواب اور اُس کی تفسیر! کہا میں نے دیکھا کہ ایک بکری نے بچہ دیا ہے۔ جو سپید اور سیاہ رنگ کا بنتی ہے!

لے فتوح البلدان بلاذری: اس لفظ جو یہ رجاء لانی لفظ گویہ کا معنی ہے اور اس لفظ کے ساتھ ہم جزیہ لگانے کی بھی عرب میں ایران کو پہنچی تھی جبکہ عرب کا ایک حصہ قبل از اسلام ایران کے ماتحت تھا اور دیر بار ایران اس بارہ میں رومن یا ساسانی کے قانون پر عمل کرتا تھا۔ مگر اب جزیہ بہت سی اعتراضات کئے گئے! اور مسلمانوں کی طرف سے بہت سی جوابات دیئے گئے ہیں! میں اس جگہ مختصر طور پر صرف ایک روایت کا حوالہ دوں گا جس سے معلوم ہو جائے گا کہ اسلامی جزیہ کی اصول پر لگایا جاتا تھا۔ اور کیونکہ جزیہ ادا کرنے والے مفتوحین کو فاقہ بین کے اعلیٰ حقوق حاصل ہو جاتے تھے! نقد کی معتبر عربی کتاب میں ہے: ”اگر وہ لوگ جن کو جزیہ لینا چاہئے۔ جزیہ ادا کرنا منظور کریں! ہذا کی حفاظت اسی طور پر کرنا چاہئے جیسے مسلمانوں کی! اور رب ان کیلئے وہی قواعد ہوں گے جو مسلمانوں کے لئے ہیں۔ کیونکہ ابیہ المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: کفار و غیر مسلم جزیہ اس لئے ادا کرتے ہیں کہ ان کے خون کو مسلمانوں کے خون کی۔ اور ان کے مال کو مسلمانوں کے مال کی حیثیت حاصل ہو جائے! ہذا یہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۴۱۲۔ ہذا یہ انگریزی ترجمہ چارلس بلٹن جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ اور ۱۱۵ زاد المعاد صفحہ ۴۹۵“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہاری عورت کے بچہ ہونے والا تھا؟ اُس نے کہا ہاں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے فرزند پیدا ہوا ہے۔ جو تیرا بیٹا ہے۔

زرارہ نے کہا یا رسول اللہ۔ ابلق ہونے کے کیا معنی ہیں؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب آؤ پھر ہستہ سے پوچھا کیا تیرے جسم پر برسوں کے
داغ ہیں؟ جسے تم لوگوں سے چھپاتے رہے ہو؟

زرارہ نے کہا: قسم ہے اُس خدا کی جس آپ کو رسول بنا کر بھیجا کہ آج تک میرے
اس راز کی کسی کو اطلاع نہ تھی؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ پر یہ اسی کا اثر ہے؟

زرارہ نے دوسرا خواب سنایا کہ میں نے نعمان بن منذرؓ کو دیکھا کہ گوشتوارے بازار بند
فلحال پہننے ہوئے ہے؟

دوسرا خواب اور تبصرہ [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسکی تاویل ملک عرب ہے؟ جواب سائیت
آرائش حاصل کر رہا ہے؟

زرارہ نے عرض کیا: میں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے جس کے کچھ بال سفید کچھ
تیسرا خواب و تبصرہ [سیاہ ہیں اور زمین سے باہر نکلی ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا ہے جس قدر باقی رہ گئی ہے؟
زرارہ نے عرض کیا:

چوتھا خواب اور تبصرہ [میں نے دیکھا کہ ایک آگ زمین سے نمودار ہوئی میرے اور میرے
بیٹے عمر کے درمیان آگئی اور وہ آگ کہہ رہی ہے: جھلسو جھلسو بیٹا ہو کہ نابینا ہو
لوگو اپنی غذا اپنا کنبہ اپنا مال مجھے کھانے کے لئے دو؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک فساد ہے جو آخر زمان میں ظاہر ہوگا؟

لع نعمان بن منذرؓ کا مشہورہ قدیم یاد شاہ گزرا ہے جسکی حکومت و حکمت زبانِ عرب ہے؟

زرارہ نے عرض کیا کہ یہ کیسا فتنہ ہو گا!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اپنے نام کو قتل کر دیں گے! آپس میں پھونک بڑ جائیگی
ایک دوسرے کو ایسے گتھ جائیگے، جیسے ہاتھوں کی انگلیاں پنجہ ڈالنے میں گتھ جاتی ہیں، بڑ کا
اُن دنوں اپنے آپ کو نکو کار سمجھیں گے! مومن کا خون پانی سے بڑ بھر خوشگوار سمجھا جائیگا!
اگر تیرا بیٹا مر گیا، تب تو اُس فتنہ کو دیکھ لیگا! تو تیرا بیٹا دیکھ لیگا!
زرارہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کیجئے، کہ میں اس فتنہ کو نہ دیکھوں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اَللّٰہُمَّ یہ اس فتنہ کو نہ پلائے!
زرارہ کا انتقال ہو گیا! اور اس کا بیٹا بیچ رہا! اُسے سید عثمانؓ کی بیعت کو یاد تھا۔

(*)

باب

مدینہ میں دہ سال قیام نبوی کے اہم واقعات اور وفات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکل کر مدینہ منورہ پہنچے، تو ابھی طینان و قیلم بھی
نہیں کیا تھا کہ دشمنانِ مکہ نے متواتر سازشوں، حملوں، لڑائیوں سے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور حضور کے ہاتھ بھجیت کرنے والوں کو پریشان کرنا شروع کر دیا تھا
راقم کتاب کو چونکہ ہجرت کے بعد ہی یہ حالات لکھنے پڑے۔ اس لئے ترتیبِ مضامین
بھی کسی قدر پریشان ہو گئی ہے!

اب اس باب میں اُن اہم واقعات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے جو ایام قیام مدینہ میں ہوئے
میں اختصار کیلئے قریباً ہر سال کے متعلق ایک فقرہ ضرور قلم بند کیا ہے!
اس باب پر غور کرنے سے ناظرین کو سیرتِ پاکِ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

بہت سی باتیں معلوم ہو گئی ہیں جن کے مطابق ضرورت ہے کہ امت اپنا روپیہ درست کرے
وَمَا ذَاكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

تعمیر مسجد عویٰ مسجد نبویؐ جس جگہ بنائی گئی ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو، خود بخود اس جگہ
آ کر بیٹھ گئی تھی، جب آنحضرتؐ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے!

یہ جگہ دو تیس لاکھوں کی تھی جو اسعد بن زرارہ (ذقیب محمدی) کی تربیت نگرانی میں
اسعد نے پہلے سے یہاں نماز کی مختصر سی جگہ بنا رکھی تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے
لئے اس جگہ کو پسند فرمایا، تو ان تیس لاکھوں نے قیمت لینے سے انکار کیا، اور قبیلہ بنو النجار
نے چاہا کہ اسکی قیمت ادا کرنے کی اجازت انہیں مل جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں
باتیں منظور نہ فرمائیں، زمین کی قیمت دس دینار ملے ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ابو بکر صدیق سے قیمت دلا دی، اور پھر زمین کو ہمارا درست کر کے مسجد بنائی گئی
جس کا مول تنوگ تھا!

مسجد کی تعمیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اینٹ پتھر خود بھی اٹھا کر لاتے تھے، اور زبان
مبارک سے فرماتے تھے:-

اَللّٰهُمَّ لَا عِيشَ اِلَّا بِعِيشِ الْاٰخِرَةِ | اَلْمَيَّ زَنْدٰكِي تَوَاخِرَتْ هٰی كِي زَنْدٰكِي هٰی تَوَا
فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ | اَنْصَارُ اور مُہاجرین کو بخش دے!

متحابہ بھی اینٹ گارا لاتے تھے، اور یہ شعر جزمیں پڑھتے تھے:
لَنْ قَعْدَنَا وَالرَّسُولَ يَعْمَلُ | رَسُوْلُ خدا کام کریں اور ہم بیٹھے رہیں!
لِذَاكَ فَالْعَمَلُ الْمَضِلُّ | یہ بڑی گمراہی کا کام ہے!

مسجد کی دیواریں جو کچی اینٹوں کی تھیں، عین گز بلند تھیں، کھجور کے تنے ستون
کی جگہ اور کھجور کے پٹھے کڑی شستیر کی جگہ ڈالے گئے تھے!

لے صحیح بخاری عن انس کتابا بالقلوۃ باب ہل تبش قبر مشکر الجاہلیۃ۔ ج

صحابہ نے کہا! چھت ڈال لیں تو اچھا ہے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! نہیں
 موسیٰ جیسا عربیٹ ہی خوب ہے!
 چھت ایسی تھی کہ اگر بارش ہو جاتی تو پانی ٹپکتا! مٹی گرتی! فرش کچڑسا ہو جاتا!
 مومنین اسی پر سجدہ کیا کرتے تھے!

عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا حضرت عبداللہ ہود کے بڑے فاضلوں میں سے ہیں!
 یوسف صدیق سے اُن کا سلسلہ نسب ملتا ہے! انوشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرتے
 ہوئے سن لیا۔ ذیل کے الفاظ یاد کر لئے تھے،

ایہا الناس افشوا السلام وَاطعموا الطحام وَصَلُوا لِرَحَام وَصَلُوا بِالسَّيْلِ وَالنَّاسِ نِيَام	لوگو! اپنے بیگانے سب کو سلام کیا کرو! کھانا کھلایا کرو! قرابت داروں سے اچھا برتاؤ رکھو! رات کو جبکہ لوگ سہمے ہوں تم خدا کی عبادت کیا کرو!
---	--

۱۔ زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۴
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق نے مسجد نبویؐ میں کچھ تعارف نہیں کیا! عمر فاروقؓ نے اس مسجد میں حضرت
 عباسؓ کے گھر کو شامل کیا۔ جو انوشہ مسجد کے لئے بہ فرمایا تھا! عثمان غنیؓ نے مسجد نبویؐ کی سنگین دیواریں
 بنائیں! اور پھر کے ستون لگائے! اور سیگون کی چھت ڈالی! دکھاری باب بنیان المسجد اور فرش پر عقیق کی تنکریاں
 بچھائیں۔ مروان بن الحکم نے اپنے عہد سلطنت میں ایک مقصورہ محراب کی جانب بڑھایا! اور اُس پر پتھر کی کاری کا
 کام کرایا! ولید بن عبدالملک اپنے عہد سلطنت اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد امارت میں اُس پر فوس کی
 عمارت کو تعمیر کرایا! شام مصر و قبط کے ۸۰۰ انجینئر منتخب کر کے اس کی نگرانی کے لئے بھیجے! یہ عمارت سنگ مرمر
 کی تھی! اور پہلی عمارت کو کچھ زیادہ بھی تھی! ششہ یا ششہ میں مکمل ہوئی تھی! ممدی عباسی نے اپنے عہد سلطنت میں
 پھر کچھ ازاد کی! پچھلی طرف سے تنوگہ زمین اور داخل کی گئی! مکمل ہونے کے بعد مسجد کا طول ۳۰۰ گز عرض
 ۲۰۰ گز ہو گیا تھا! یہ تعمیر ۴۰۰ عہد میں ختم ہوئی!

قلیظہ شوشل نے اس عمارت کی ہر مت عمارتیں کرائی تھیں! فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۴۱۱
 قلیظہ عمارت جو ہمارے زمانہ میں ہے! یہ سلطان عبدالعزیز خاں مرحوم کی تعمیر کردہ ہے! جو غفلت حال ہماری
 کتاب سبیل الرشاد میں ہے۔

یہ نیشیں کلمات منکر اُن کا قلب ایمان پر کھنکھایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر غور کیا، تو پہلے نبیوں کی کتابوں کی پیشین گوئیوں کو ذات مبارک پر منطبق پایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں گئے، اور چند مشکل مشکل مسائل جنکی بابت اُن کا خیال تھا کہ نبی اللہ ہی ان کا جواب دے سکتا ہے، دریافت کئے، جواب باصواب سن کر کہا یا رسول اللہ میں حضور پر ایمان لے آیا ہوں، لیکن اظہار اسلام کے لئے چاہتا ہوں کہ اول میری قوم کے لوگوں کو بلا کر دریافت فرمایا جاوے کہ انکی رائے میرے لئے کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار یہود کو طلب فرمایا، عبداللہ بن سلام چھپکئے تھے، آنحضرت نے اُن کو پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تمہاری قوم میں کیسے ہیں سب کہا، وہ عالم بن عالم سید بن سید ہیں، اور ہم سب کے بہتر ہیں، یہودیہ کہہ رہے تھے، کہ حضرت عبداللہ اوجھل سے کلمہ طیب پڑھتے ہوئے سامنے آگئے، جب یہودیوں نے دیکھا کہ مسلمان ہو گئے ہیں، تو اسی وقت کہنے لگے کہ تو جاہل بن جاہل ذلیل بن ذلیل شخص ہے، اور ہم میں سب کے بدتر ہے۔

خداوند کریم نے اس بزرگ صحابی کے اسلام سے جملہ یہود پر اپنی حجت ختم فرمادی، فاضل راہبک اسلام علیہ السلام حضرت عبداللہ بن سلام کے بعد ابوقیس صرمہ بن ابی انس نے بھی اسلام قبول کیا، یہ عیسائی الذہب راہب، نہایت فصیح شاعر و اعظا اور آیتات کے فاضل تھے، اس بزرگ کے اسلام سے خداوند رحیم نے جملہ نصاریٰ پر حجت ختم فرمائی، نماز سداول ہجرت میں فرض نمازیں دو رکعتوں کا اضافہ ہوا۔

دو رکعتیں سفر کے لئے مقرر رکھی گئیں، اور حضر میں نماز ظہر و عصر و عشاء کے لئے چار رکعتیں کردی گئیں، ایام قیام مکہ میں دو ہی رکعتوں کا حکم رہا تھا، جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مکہ میں کیونکر ہر ایک مسلمان اسلام لاتے ہی غریب وطن بنجاتا تھا، کیونکر اقرار باوراجاب اُس سے بیگانہ و اغیار بن جاتے تھے، اور کیوں کر

کمال نماز

ہر ایک مسلمان ہر وقت مکہ کے چھوڑ دینے پر آمادہ اور مستعد رہنا تھا؛ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مکہ میں سب مسلمان مسافر نہ ہی رہتے تھے؛ اور یہی وجہ ہے کہ خداوند کریم نے یہی ان کو مدینہ میں پہنچ جانے کے بعد ہی مقیم فرمایا؛

ناز اسلام کا وہ رکن ہے جو مسلمان پر رب کے پہلے فرض ہوتا ہے، سات برس کے بچہ کو پڑھنا مستحب؛ اور دس برس کے بچہ کو پڑھنا فرض ہے؛ اور رب کے آخر تک فرض رہتا ہے۔ یعنی تا دم مرگ نماز کی فرضیت صحت و بیماری، خوشی و غم، سفر و حضر اور خون و غطرہ غرض کسی حالت میں بھی مسلمان سے ساقط نہیں ہوتی؛ خواہ ہم گرم سے گرم تر ملک میں ہوں، یا سرد سے سرد تر ملک میں؛ کسی جگہ بھی؛ کوئی موسم، کوئی عارضہ ایسا نہیں؛ جو مسلمان کو نماز کی معافی دیتا ہو؛

دت العمر تک عبادت الہی کی مداومت رکھنا کمال استقلال کا مظہر ہے؛ ہر روز پنجگانہ نماز کے اوقات کی حفاظت رکھنا؛ پابندی اوقات کی زبردست تعلیم ہے جسم اور لباس اور مکان کو نجاست و آلودگی سے پاک صاف رکھنے کا اہتمام صحت جسمانی کے قیام کی بہترین تدبیر ہے؛ دل و زبان؛ اعضا و دماغ کو عظمت الہی اور جلال کربوبی کے سامنے مؤدب و مہذب رکھنا اور ایستادہ رومانی کے لئے عجیب روشنی ہے؛

(۲) نماز میں جس قدر پابندی ہے؛ وہ جلد سوجانے؛ اور جلد جاگ اٹھنے کی حیطہ تعلیم دیتی ہے؛ وہ جس طرح ہر ایک ٹائم ٹیبل کو اپنے ماتحت کر لیتی ہے؛ اُس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے؛ کہ اسلام میں شہوانی و نفسانی خیالات کو نماز کے ذریعہ کیسا المیاریٹ کیا گیا ہے؛

(۳) نماز کے لئے مسجد کی حاضری اور جماعت کی پابندی تہذیب اور ترقی کی جان ہے؛ اتحاد و یکجہانیت اور تبادُل خیالات کا پاک ترین ذریعہ ہے؛ ایک جاہل بہت سی باتیں نظیر غزوہ سے بیکہ کہتا؛ اور ایک عالم باسانی تبلیغ کر سکتا ہے؛ ایک امیر غریب کے دوش بدوش کھڑا ہو کے مساواة کا سبق لیتا؛ اور ایک غریب امیر کے برابر بیٹھ کے سچے دین کے انصاف سے

اپنی رُوح کو محسوس کر سکتا ہے۔

(ہم) جو لوگ نماز چھوڑ دیتے ہیں، یا مسجد کی حاضری اور جماعت کی پابندی میں سستی کرتے ہیں، وہ ان اخلاقی فضائل سے محروم رہتے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ جس قسم کے فرد ایسے اعلیٰ اخلاق سے خالی ہوں گے، وہ کیا ہونگے۔

خداوند کریم نے فرمایا ہے:-

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْفِي عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْكَرِ ۚ لَذِكْرِ اللّٰهِ اَكْبَرُ

نماز نماز پڑھنے والوں کو ناپاک کاموں، اور
نافقہ کار فعلوں سے روک دیتی ہے، اور اللہ
کے ذکر میں تو فائدہ اور فیوض، انوار و اسرار
اس سے بھی بہت زیادہ، اور بہت بڑے ہر ہیں۔

موافقت ۱۱۱ اللہ جل جلالہ نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بتلایا ہے، اور

یوں ارشاد فرمایا ہے:-

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ
عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِنْهَا

اور تم سب خدا کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ تم
لوگ تو آگ کے ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے
جس سے فتنے تمہیں نجات دلا صی غایت کی

اس اخوت کا اثر یہ تھا کہ ایک مسلمان کسی مخالف قوم سے معاہدہ کر لیتا تھا، اور کل
قوم اُس معاہدہ کی کامل پابندی کرتی تھی،

ایک مسلمان اگر کسی دور دست ملک میں چلا جاتا تھا، تو تمام قوم اُسکی خیر غایت کے
لئے بیتاب رہتی تھی، اور اگر وہ کسی ظالم کے ظلم کا شکار ہو جاتا تو تمام قوم اُس کے
انتقام اور خونبھا لینے کو اپنا اعلیٰ فرض جانتی تھی،

قوم کے ہر ایک یتیم، ہر ایک یتیم، ہر ایک یتیم، ہر ایک یتیم کی ضروریات کا پورا کرنا ہر مسلمان اپنے لئے ایسا
ہی فرض سمجھتا تھا، جیسا اپنی اولاد اور بچوں کا، اور اپنے بچوں کی اولاد کو یہ کیلئے سمجھتا تھا،

(۲) اس اخوت کے بڑھکر ایک در اخوت تھی جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک شخص کے ساتھ قائم فرمایا کرتے۔ ایسی اخوت مکہ میں اہل مکہ الف کے درمیان اور مدینہ میں ب مہاجرین انصار کے درمیان نیز باہمی اہل مدینہ کے درمیان بھی قائم فرمائی گئی تھی جو موافات مہاجرین و انصار کے درمیان قائم ہوئی وہ زیادہ تر مشہور ہے؛

اس موافات کے بعد باہمی تعلقات کا اثر یہاں تک ہوا کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی وراثت میں سے حصہ لیتا تھا؛ اور بھائی بننے سے پہلے گھنٹے کے بعد امیر بھائی غریب بھائی کو اپنی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کا نصف تقسیم کر دیتا تھا۔ مورخین نے اُن بزرگوں کے نام بھی درج کئے ہیں جن میں یہ سلسلہ موافات مستحکم کیا گیا تھا۔ ہم تیر کا چند اسماء مبارک درج کرتے ہیں؛

علی مرتضیٰ رض	(الف) (۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فارجہ بن زید عقیبی بدری	(ب) (۲) ابو بکر صدیق رض ...
عقبان بن مالک بدری	(۳) عمر فاروق رض ...
اوس بن ثابت عقیبی بدری	(۴) عثمان ذوالنورین رض ...
معاذ بن جبل عقیبی بدری	(۵) جعفر بن ابی طالب ہاشمی
سعد بن معاذ بدری۔ اہل تزلزل عذر الازن	(۶) ابو عبیدہ بن جراح قرشی الغہری
سعد بن ربیع و عقیبی بدری	(۷) عبد الرحمن بن عوف قرشی ازہری
سلمہ بن سلمۃ العقیبی	(۸) زبیر بن العوام قرشی لاسدی
کعب بن مالک عقیبی	(۹) طلحہ بن عبید اللہ قرشی البیسی
ابی بن کعب عقیبی بدری	(۱۰) سعید بن زید قرشی العادوی
ابو ایوب عقیبی بدری	(۱۱) مصعب بن عمیر قرشی الجہدری

یہ تقسیم اثاث کا دستور مسرت تک جاری رہا جب تک کہ تم میں غارت اور سودی علم نہ ہوئی جس کے بعد اثاثہ شاکلی طور پر منسلک کر دیا

(۱۲) ابو حذیفہ بن عتبہؓ

(۱۳) عمار بن یاسرؓ

(ج) (۱۴) سلمان فارسیؓ

(۱۵) منذر بن عمرؓ

عباد بن بشرؓ

حذیفہ بن الیمانؓ

ابو الدرداء حکیم الامتؓ

ابوذر غفاریؓ

رضی اللہ عنہم جمعین

دُنیا میں بردہؓ کا ایسا اعلیٰ نمونہ اسلام کے سوار اور کسی جگہ نظر نہیں آتا۔

اذان سُننے میں اذان کا طریق جاری ہوا۔

اذان کی ضرورت اول اس لئے محسوس ہوئی کہ سب لوگ مل کر ایک وقت پر نماز ادا کر سکیں مشورہ طلب امر یہ تھا کہ لوگوں کے جمع کرنے کے واسطے کونسا طریق اختیار کیا جائے کسی نے مشورہ دیا کہ بلند مقام پر آگ روشن کر دی جائے (جیسا کہ مجوس میں دستور تھا) کسی نے مشورہ دیا کہ سینک (جبل) بجایا جائے (جیسا کہ یہود کا معمول تھا) کسی نے مشورہ دیا کہ گھنٹے بجائے (جیسا کہ نصاریٰ کیا کرتے تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مشورہ کو پسند نہ فرمایا، دوسرے دن عبداللہ بن زید انصاریؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے بعد دیگرے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ انہوں نے خواب میں ان الفاظ کو سنا ہے: جواب اذان میں کہے جاتے ہیں: بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی الفاظ کے باوجود بلند پکارنے کو مشروع فرمادیا، یہ الفاظ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منشاء عالی کو پورا

لے، تاریخ ابن خلدون، امام ابن تیمیہ ابن قیم کا مختار یہ تھا کہ موافقات میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کو شامل کیا گیا تھا، اس لئے وہ کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہو، کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو موافقات میں اپنے ساتھ شامل کیا ہو، کیونکہ حضرت تفسیق بھی مہاجر ہیں، دیگر علماء نے اس لئے کو قبول نہیں کیا اور انہوں نے اور بھی چند ایسی نظریات بیان کی ہیں جن میں فریقین مہاجر تھے، اور یہی قوی مذہب ہے؛

تسلیم موافقات میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنا لیا، اول تو اس لئے کہ وہ رشتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے، دوسرے اس لئے کہ کسی ایسے مسلمان کو بھائی بناتے جو رشتہ میں بھائی نہ ہو، تاکہ آئندہ طرح طرح کی مشکلات جدیدہ کے پیدا ہونے کا احتمال تھا؛

اذان کی ضرورت اور بجانب الہدیکم

کرتے ہیں۔ جو تشریع احکام میں ہمیشہ منظور نظر اقدس رہا ہے۔
 اذانِ اطلاع دہی کا وہ سادہ اور آسان طریق ہے کہ عالمگیر مذہب کیلئے ایسا ہی
 ہونا ضروری تھا؛ اذانِ درحقیقت اصولِ سلام کی اشاعت اور اعلان ہے مسلمان اسی کے
 ذریعہ سے ہر آبادی کے قریب جملہ باشندگان کے کانوں تک اپنے ہول پہنچا دیتے۔ اور راہ
 بنائے آگاہ کر دیتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے رسالوں (ٹرکٹ) کی تقسیم اور نگر گیر تن کے قیام
 بھی اس خوبی کو نہیں پاسکتے۔ اذان ثابت کرتی ہے کہ اسلام نے گھونگوں اور دھاگوں
 کو انسانی آواز پر ترجیح نہیں دی۔ اور یہ بھی ایک طریقِ بُت پرستی کے انسداد اور توحید
 کی تائید کا ہے۔

سلمان پارسی کا اسلام | سلمہ ہجری میں سلمان پارسی مسلمان ہوئے۔ یہ اصفہان کے باشندے
 تھے۔ ان کے مذہبِ قدیم میں ابلق گھوڑے کی پرستش کی جاتی تھی۔
 دینِ حقہ کی تلاش میں گھر سے نکلے اور عرب تک آئے کسی نے ان کو پکڑ کر غلام بنا کر
 بیچ دیا تھلوس سے زیادہ مذہب کے بعد یہ یہودی مذہب میں داخل ہو گئے تھے جس
 یہودی کے پاس رہا کرتے تھے وہ اکثر ایک پیدا ہونے والے نبی کے اوصاف بیان کیا کرتا تھا
 جب حضرت سلمانؓ نے مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ان علامات و آثار کو
 انبار سے جو اپنے آقا سے سنے تھے انہیں حضرت کو پہچان لیا۔ اور مسلمان ہو گئے اور مکہ فارس
 کا پھلا پھیل کھلائے۔

تحويل قبلہ سلمہ | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جس بارہ میں کوئی حکم الہی
 موجود نہ ہوتا اس میں اہل کتاب کے موافقت فرمایا کرتے تھے۔
 نادر آغازِ نبوت ہی میں فرض ہو چکی تھی مگر قبلہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔
 مکہ کی تیرہ سالہ اقامت کے عرصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس ہی کو قبلہ بنائے رکھا۔

لے من ابن عباس۔ تفسیر الوصول جلد ۱۰ بار، السلم، والفرق۔

مدینہ میں پہنچ کر بھی یہی عمل رہا، مگر ہجرت کے دوسرے سال (یہاں ماہ کے بعد) غلطی نے اس بار میں حکم نازل فرمایا، یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذلی نشا کے موافق تھا۔ کیونکہ آنحضرتؐ سے چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا قبلہ وہ مسجد بنائی جائے جس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جسے مکعب شکل کی عمارت ہونے کی وجہ سے کعبہ اور صرف عبادت الہی کیلئے بنائے جانے کی وجہ سے بیت اللہ اور عظمت و حرمت کی وجہ سے مسجد الحرام کہا جاتا تھا؛

اس حکم میں جو اللہ پاک نے قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے
(۱) یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ پاک کو جملہ جہاں کیساں نسبت ہے؛
فَاَيُّهَا تَوَلَّوْا فَاَتَمَّ وَجْهَ اللّٰهِ فَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ
اَيُّنَ مَا تَكُوْنُوْنَ اَيَّاتِ بِكُمْ اللّٰهُ جَمِيْعًا
(۲) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عبادت کے لئے کسی نہ کسی طرف کا مقرر کر لینا

طبقات مردم میں شائع رہا ہے؛

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّئُهَا

(۳) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی طرف نہ کرنا اہل عبادت کو کچھ تعلق نہیں رکھتا؛
لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
(۴) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ متبعین رسولؐ کے

لئے ایک تمیز علامت قرار دی جائے؛

لِيَخْلَعَنَّ مِنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقْبَيْهِ

یہی وجہ تھی کہ جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے اس وقت تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا؛ کیونکہ مشرکین مکہ بیت المقدس کے احترام کے قائل نہ تھے اور کعبہ کو تو انہوں نے خود ہی اپنا بڑا معبد بنا رکھا تھا؛ اسلئے شرک چھوڑ دینے اور اسلام قبول کرنے کی بین علامت کہ میں یہی رہی کہ مسلمان ہونے والا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرے

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچے۔ وہاں زیادہ تر یہودی یا عیسائی ہی آباد تھے۔ وہ مکہ کی مسجد الحرام کی عطر کے قائل نہ تھے۔ اور بیت المقدس کو تو وہ بیت ایل یا ہیکل تسلیم کرتے ہی تھے۔ اسلئے مدینہ میں اسلام قبول کرنے اور آبائی مذہب چھوڑ دینے کی علامت یہ ٹھہرائی گئی۔ کہ مکہ کی مسجد الحرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جایا کرے!

حکم الہی کے مطابق یہی سجدہ ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کا قبلہ قرار دی گئی! اس مسجد کو قبلہ قرار دینے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمادی ہے:-

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِمَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ۔ اَلْہٰی کِی غرض سے بنائی گئی! پس چونکہ اسے تقدیم زبانی اور عظمت تاریخی حاصل ہے، اسلئے اس کو قبلہ بنایا جانا مناسب ہے۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ۔ علیہ السلام ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ ہی یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے جد اعلیٰ ہیں! اسلئے ان شاندار قوموں کے پر نبرگوار کی مسجد کو قبلہ قرار دینا گویا اقوام ملتہ کو اتحاد نسبی و جسمانی کی یاد دلا کر اتحاد روحانی کے لئے دعوت دینا اور متحد بن جانے کا پیغام اُذْ خَلَوْا فِي السَّكْنِ سُنَادِ بِنَا تھنا!

میں یقین کرتا ہوں! کہ کعبہ کے تقدیم زمانی اور عظمت تاریخی کا انکار کوئی مذہب بھی نہیں کر سکتا۔ یہودی اور عیسائی متفق ہیں کہ یہ رسولؐ کی بنیاد حضرت داؤد علیہ السلام نے قائم کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسکی تعمیر فرمائی۔ اسلئے کعبہ کی تعمیر رسولؐ کی تعمیر سے تقریباً ۹۲۱ سال اور حضرت مسیحؑ سے ایک ہزار نو سو اکیس سال پیشتر کی ہے۔ مسٹر آرسی۔ دت نے اپنی تاریخ سرکاری شین آف انڈیا میں متعدد عالموں کی شہادات کو جمع کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہندوستان کی تہذیب کا پہلا دور جو دیکھا ابتدائی زمانہ ہے۔ مسیح سے چودھ سو سے دو ہزار سال پیشتر کا تھا۔ نیز لکھا ہے کہ اس دور میں کوئی مندر نہ تھا! اس سے ثابت ہے کہ تعمیر کعبہ کے وقت

آریہ ورت میں بھی کوئی مندر موجود نہ تھا۔

مجموعہ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو پہلے سے بتلادیا تھا کہ جو سجد آخر میں قبلہ قرار دی جاوے گی، وہ درجہ میں پہلے قبلہ سے برتر ہوگی۔
نمونہ کے لئے چند حوالجات ملاحظہ فرمائیے۔

اول یسعیاہ نبی کی کتاب کا ۶۰ باب ملاحظہ کیجئے، اس میں تمام عبارت مکہ کی تعریف میں ہے خصوصاً درس سے دیکھو،

”سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرے گی، اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی

۶۔ اونٹنیں کثرت سے تجھے آکے چھپالیں گی، میدان اور عقیقہ کے اونٹ نے

سب جو سب کے ہیں، آؤینگے، دے سونا اور لبان لادیں گے، اور خداوند کی

بشارت سنا دیں گے۔“ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوگی،

نمیطہ کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے، دے میری منظوری کے واسطے

میرے مذبح پر چڑھائے جاوینگے، اور میں اپنے ذکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔“

دواج ہو کہ شوکت کا گھر ٹھیک لفظی ترجمہ بیت المحرم کا ہے، اور خانہ کعبہ کا یہی نام قرآن

مجید میں مذکور ہے، جس سے پہلے فوشتوں کی تصدیق ہوتی ہے، اس گھر کو بزرگی دینے سے

مطلب اسے قبلہ قرار دینا ہے۔

یہ بات کہ اس تمام پر شوکت کے گھر سے مراد کعبہ ہے، نہ کوئی اور مقام، اس دلیل سے صاف

اور واضح ہو جاتی ہے کہ درس ۶ میں میدان، عیفا، سبا، قیدار اور نمیطہ کے لوگوں کا جمع

ہونا قرآنیایاں کرنا بتلایا گیا ہے۔ یہ پانچوں حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے یا پوتے ہیں، جو عرب میں

آباد ہوئے، اور جن کی نسل کے قبیلے صرف محمد رسول اللہ کے مین میں داخل ہوئے، عیسائی

نہرودی تھے، اور ان سب نے مل کر صرف ایک منج منی ہی پر قربانیاں پیش کی تھیں، قوموں کے

نام منی کا پتہ عرب کا ناظبہ مسلمان ہو جانا، حجتہ الوداع میں سب کا نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہونا

ایسے تاریخی واقعات ہیں جو مندرجہ بالا آیت کے معنی کو بالکل یقینی بنا دیتے ہیں۔

دوم: محمدی نبی (ق۔ م۔ ۵۲۰) کی کتاب میں ہے :-

۹ :- اس قہقہے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے زیادہ ہوگا۔ رب الفواج فرماتا ہے اور میں اس مکان کو سلام (سلامتی یا اسلام) بخشوگا۔ رب الفواج فرماتا ہے :-

سوم: مکاشفات یوحنا ۲۰ باب ۱۲ درس میں ہے :-

۱۲ :- میں اُسے جو غالب ہوتا ہے، اپنے خدا کی ہیکل کا ستون بنا دوں گا۔ اور اپنی

خدا کو شہر یعنی نئے یروشلم کا نام جو میرے خدا کے حضور آسمان سے اترتی ہے

اور اپنا نیا عالم سپر لکھوگا، جس کا گن ہے، اُسے کہ روح کلیسیاؤں کو کیا کہتی ہے،

یوحنا نے نئے یروشلم اور نئے نام کا ذکر کیا ہے۔ نیا یروشلم کہہ رہا ہے، اور خدا کا نام

جس سے اہل عرب بھی یاد جو اہل زبان ہونے کے ناواقف تھے، اہم پاک رحمن ہے جسے سلام

نے ہی ظاہر کیا، نئے یروشلم کا آسمان سے اترا یا یہ معنی رکھتا ہے، کہ کعبہ کو قبلہ بنائے جانے کا

حکم آسمان سے نازل ہوگا۔ قرآن مجید میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے: قَدْ زَيَّنَّا قِبْلَتَكَ وَجَعَلْنَا

فِي السَّمَاءِ قِبْلَتَكَ لِيَذْكُرُوا قِبْلَتَكَ تَرْضَاهَا (ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف اپنا چہرہ کر کے

دیکھ رہے ہو، اسلئے حکم ہے، کہ جو قبلہ تمہیں پسند ہے، اُسی کی طرف پھر جاؤ)

۱۵ عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۶۱ء مقام اکسفورڈ صفحہ ۱۳۳۹۔ اس آیت میں لفظ سلام اور اودا بائبل مطبوعہ

مرزا پور ۱۸۷۸ء میں لفظ سلامتی ہے۔ اسلئے مسلمانوں کا حق ہے کہ اس کا ترجمہ اسلام کریں۔ کیونکہ ہر نماز کو بعد

مسلمان اسی لفظ سلام کا استعمال اس دعا میں کرتے ہیں :- اللھم انت السلام، ومنک السلام

و اذقنا السلام۔ تبارکت ربنا و تعالیت یا ذا الجلال والا کرام +

۱۵۔ اہل عرب اس رحمن سے جس کا نزول قرآن میں ہوا، بہت ناراض ہوتے تھے، و اذ اقبل لہم اسیرا

للو رحمن قالوا و اما الرحمن (سورہ فرقان) جب انہیں کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو۔ تو وہ کہتے ہیں

کہ رحمن کیا ہوتا ہے؟ + وہم بذکر الرحمن ہم کافرون (سورہ انبیاء) رحمن کا ذکر آجائے پر وہ بہت انکار

کرتے ہیں۔ سہیل نے انعقاد صلح حدیبیہ کے وقت کہا تھا :- و اما الرحمن فواللہ لا نعرفہ

خدا کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ رحمن کون ہے +

چہارم - ربور ۸۴ میں ہے

(عربی)

(۴) طُوبَى لِلْسَّائِغِينَ فِي بَيْتِكَ أَبَدًا أَيْتُجَوِّزُكَ (سلا ۸)
 (۵) طُوبَى لِلنَّاسِ عِزُّهُمْ بِكَ - طُوبَى لِبَيْتِكَ فِي قُلُوبِهِمْ
 (۶) عَابِرِينَ فِي وَادِي الْبَكَاءِ - يَصِيدُونَ لَهُ يَنْبُوحًا
 "إِفْنَاءِ بَرَكَاتٍ يُعْطُونَ مَوْنًا"

(کتاب المقدس طبع: نفقۃ الجمعیتۃ البریطانیۃ والاجنبیۃ لاجل انتشار الکتاب
 المقدسۃ فی مطبعۃ المدرستہ من المدینۃ لکھنؤ فی سنتہ ۱۸۷۱ عیسویۃ)

(اردو)

(۴) مبارک ہے میں جو تیرے گھر میں رہتا ہوں اور تیری ستائش کرتا رہتا ہوں (سلا ۸)
 (۵) مبارک وہ انسان جس میں تیرے گھر کے دل میں تیری باتیں ہیں
 (۶) جسے بگا کی وادی میں گزر کر تے ہیں۔ اُسے ایک کنواں بناتے
 "یہی برسات اُسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی"
 (کتاب مقدس - مطبوعہ دار فرائد سکول - مرزا پور ۱۸۷۱ء)

(انگریزی میں ہے)

(4) "Pleased are they that dwell in
 thy house : they will be still prais-
 ing thee." (Selah)

(5) "Blessed is the man whose
 strength is in thee ; in whose heart
are the ways of them."

(6) "Who passing through the valley of Baca make it a well; the rain also filleth the pools."

ان ہر سہ زبان کی عبارات سے جو ایک ہی مشن سوسائٹی کی شائع کردہ ہیں تنفیق طور پر مندرجہ ذیل باتیں حاصل ہوتی ہیں :-

(۱) درس چہارم کی رو سے یہ کہ خدا کا ایک گھر ہے، اور وہاں کے باشندوں کو مبارک بتلایا گیا ہے، اور ان کی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کی تسبیح و شائش کرتے رہیں گے۔
(۲) درس پنجم کی رو سے یہ کہ ان لوگوں کی عزت و قوت کا باعث اللہ تعالیٰ ہی ہوگا، اور اسباب دنیوی ان کی عزت و قوت کا باعث نہ ہونگے۔

(۳) درس ۶ کی رو سے لفظ بگا، عربی۔ ادو۔ انگریزی مینوں زبانوں میں موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ بگا وہ اسم معرف (پروپرائڈن) ہے جو کسی زبان میں بھی نہیں برلا گیا۔ اور انگریزی تحریر میں اسے معرف کا پہلا حرف بڑے حرف لکھے جانے کا جو قاعدہ ہے اُسی کے مطابق انگریزی کی بائبل میں لفظ بگا کا پہلا حرف بی بھی بڑی بی کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔
(۴) لفظ دادی عربی دادو میں اور لفظ وے بی (valley) جو بمعنی دادی انگریزی میں لفظ بگا سے پہلے موجود ہے۔

(۵) ہر سہ زبان کی عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ وہاں بسنے والے دادی بگائیں ایک کشتوں بھی بنائیں گے۔

اب ہم ان سب کا ثبوت دیتے ہیں :-

(الف) ساکنین بیت جب کا ذکر درس ۴ میں ہے، وہ اسمعیل اور ان کی اولاد ہے، حضرت

اسے ابن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ کی سیرت صفحہ ۳۹ میں ہے، ان بکۃ اسم لیطین مکۃ لانہم تباکون فیہا۔ دوسرا قول وہ تسمیک بابت یہ ہے۔ انہما اسمیت ببکۃ۔ الا انہما کانت تبدف اعناق الجبابرہ اذا احد ثافیہا شینا۔ (ابن ہشام صفحہ ۳۹)

ابراہیم کی دعا قرآن مجید میں ہے۔۔۔ تَرَاتِ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِی
 ذَرْعٍ عِنْدَ بَنَاتِ الْحِمْیَرِ۔ (اے خدا۔ میں نے اپنی ذریت کو اس وادی میں جس
 میں روئیدگی نہیں ہوتی تیرے عزت والے گھر کے پاس آباد کیا ہے)۔

(ب) یہ وادی جسکی صفت آیت بالا میں غیر ذی ذرع ہے اسی کا نام قرآن
 مجید کی دوسری آیت میں بلکہ ہے، اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَنَکَہِ
 (پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا ہے، وہ ہے، جو بکامیں ہے) اب قرآن
 اور زبور کا اتفاق ہو گیا۔ کہ مکہ کا نام خدا کے ہاں بلکہ ہے۔

(ج) اب ایک کنواں بنانے کا ثبوت باقی رہا۔ جو وادی بکامیں ہو۔ بخاری کی
 حدیث (کتاب الانبیاء صفحہ ۳۳) عن ابن عباس میں اسمعیل علیہ السلام اور انکی والدہ کے
 یہاں آنے، آباد ہونے کی بابت ایک طویل و مسلسل حدیث ہے۔ اس کے فقرہ نمبر ۲ میں
 عبارت ہے:۔ فَلَمَّا اَبْلَغَتْ الْوَادِیَ سَعَتْ جِبَہُہَا جَزَہُ الْوَادِیْ مِنْہِیْ نَہْجِیْ تَوَدَّہَا
 (یانی کیلئے) دُورِی۔ پھر فقرہ نمبر ۲۹ میں ہے،۔ وَغَمَزَ عَقْبِیْہِ عَلٰی الْاَرْضِ قَالُ فَاَنْتَبَقَ
 لِلْمَاءِ فِدَاہِشْتَ اَہْلًا سَمِعِیْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفَہُ (فرشتہ) نے ایڑی زمین پر ماری۔ پانی اُبل
 پڑا۔ اسمعیل کی ماں حیران ہو گئی۔ پھر اُسے کھود کر کنواں بنانے لگی۔

ناظرین! آپ نے دیکھا، کہ زبور کے اس مقام میں بلکہ کا نام بھی نکل آیا۔ وہاں کی مسجد
 کا نام بیت اللہ بھی ثابت ہو گیا، وہاں ایک کنوئیں کا ہونا بھی تحقیق ہو گیا۔ اصدہاں
 کے پہننے والوں کا مبارک ہونا۔ ہمیشہ یادِ خدا میں رہنا بھی ثابت ہو گیا!

ہمارے مضمون تحویل قبلہ کی مناسبت سے یہ کافی دلیل ہمارے مدعا کی ہے!

اس کے بعد اس قدر بھی گذارش کر دینا چاہتا ہوں کہ دس دس میں عربی عبارت کا
 مفہوم اردو اور انگریزی زبور کی عبارت اور مفہوم سے زیادہ ساف ہے۔

عربی میں ہے:۔ "طَرَفَ بَیْتِکَ فِی قُلُوْبِہُمْ" اس کا لفظی ترجمہ ہے:۔ اُنکو دلوں میں

تیرے گھر کی راہیں ہیں۔ لیکن اُردو زبور میں ”اُن کے دل میں تیری راہیں ہیں“ اور انگریزی میں ہے: *“In whose heart are the ways of them”*

اُردو اور انگریزی نے لفظ بیت (گھر) کا ترجمہ اڑا دیا ہے۔ اُردو میں ”تیری راہیں“ اور انگریزی میں *“them”*۔ ”اُن کی راہیں“ لکھا ہے۔ قرآن پاک اس بارہ میں صاف ہے:

اے میرے خدا میں نے اپنی اولاد کو اس اوی میں
جہاں روئیدگی نہیں تیرے شوکت والے گھر کے
پاس بسایا ہے، اے خدا۔ یہ اسلئے کیا کہ سب
(بسنے والے) نمازوں کو قیام دیں، اے لوگوں کے
دلوں میں اُن (بسنے والوں) کی محبت اُلے اُو
اُنکو سب طرح کے میوؤں کی ہفتی یا کر کشیک گزارا ہے

رَبَّنَا آتِنَا اسْكَنتَ مِنْ دُورٍ يٰ وَادٍ
غَيْرِ ذِي زُرْعَةٍ عِنْدَآبِئِنَّكَ الْحَمْدُ
لِرَبِّكُلَيْقُمُومُ الصَّلٰوةِ فَاَجْعَلْ اَفْعِدَ
مِنَ النَّاسِ يَهْوٰى اِلَيْهِمْ وَاَرْزُقْهُمْ
مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ

(سورہ ابراہیم: آیت ۳۶)

دوسری عرض ہے کہ دیں اے کا پہلا جزو عربی میں ہے۔ ”طوبیٰ لکائناس“ اور غم
ہٹ۔ اس میں لفظ اُناس بصیغہ جمع ہے۔ اور غم میں ”ہم“ بھی ضمیر جمع ہے۔ لیکن
اردو میں یہ الفاظ میں مبارک انسان جس میں قوتہ تجھ سے ہے۔ اور انگریزی میں یہ الفاظ
Blessed is the man whose strength is in thee.
اردو میں لفظ انسان ”اور جس“، اور انگریزی میں لفظ ”میں“ اور ”ہو“ واحد کے لئے استعمال
کئے گئے ہیں۔ عربی ترجمہ کی صحت اور اردو انگریزی ترجمہ کی غلطی اس طرح ثابت ہوتی ہے
کہ اسی درس کے دو جزو میں اردو میں ”اُن کے“ اور انگریزی میں *“them”*
جمع کے لئے موجود تھے۔

عربی توراۃ کا فقرہ ”طوبیٰ لکائناس عَزُّهُمْ بِكَ“ دراصل فقرہ نمبر ”طوبیٰ
لِلنَّاسِ اَلَّذِيْنَ فِيْ بَيْتِكَ“ ہی کی صفت ہے۔

الغرض توراۃ کے اس مقام سے جگہ بیت اللہ۔ زمزم۔ اولاد اسماعیل صاف طور پر ثابت ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے اسی گھر کو جو دادی بکامیں ہے ہمارا قبلاہ بنایا، نہ کہ یہ روئے کو، کیونکہ ایک ایسے دین (اسلام) کیلئے جسکی بابت لیظہ ہو علی الدین کلام (وہ سب نبیوں پر اپنا غلبہ کرے) فرمایا گیا ہے، اسی گھر کا قبلہ ہونا مناسب تھا نہ کہ اُس کا، جسے ہر ایک کا فریاد فتح نے توڑا، اور ویران کیا، اور بالآخر سنڈاؤس کی جگہ بنایا اور وہاں کے رہنے والوں کو کئی کئی دفعہ غلام بننا، قیدی ہونا، جلاوطن ہونا پڑا ہو۔ خدا نے زبور کی مندرجہ بالا آیت ۴۵ میں جو دادی بکاکے بیت اللہ کے پاس رہنے والوں کو مبارک باد دی ہے، اس کا ہزاروں برس سے یہ بھی اثر رہا ہے، کہ اس قوم پر اور اس گھر (کعبہ) پر کسی غیر قوم کا قبضہ نہیں ہوا۔

زکوٰۃ علم الاقتصاد یا تمدن یا پولیٹیکل اکانومی کا سب سے مشکل مسئلہ ہے کہ افراد قوم میں یہ لحاظ فقر و دولت کیونکر ایک تناسب قائم کیا جائے۔

حکیم سولون کے عہد لیکر آج تک کوئی انسانی دماغ اس قدر مکی گرہ کشائی نہیں کر سکا۔

یورپ میں

نہلسٹ (جن کا مقصد یہ ہے، کہ جملہ املاک و امتیازات پر افراد قوم کا

سادی حق تصرف دیکھاں حق ملکیت ہو۔)

سوشیالیٹ، (جن کا مقصد یہ ہے، کہ اسباب معیشت پر سے شخصی ملکیت

کو اٹھا دیا جائے، اور جمہور کی ملک میں کر دیا جائے)۔

نیشلسٹ، (جن کا مقصد یہ ہے کہ، ارضی سکنی ذریعہ کی ملکیت و پیدائش

کو شخصی قبضہ سے نکال لیا جائے)؛

فرقے اسی لئے پیدا ہو گئے ہیں، کہ اس مسئلہ کا حل کر سکیں۔

املاک پر سے حق ملکیت، مالکان کا اٹھا دیا جانا اس قدر ناممکن ہے، کہ دنیا میں کبھی

بھی اس کا رواج نہ ہوگا۔ اسی لئے قرآن مجید نے اس بارہ میں پہلے سے فیصلہ کر دیا ہے
 ﴿لَهُ فَضْلٌ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ خَا الذِّیْنَ فَضِّلُوا بِرَادِّیْ
 رِزْقِهِمْ عَلٰی مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ
 ﴿سُورَةُ نَحْل﴾
 رزق میں اللہ نے ایک کو دوسرے پر برتری دی ہے اور جن کو یہ برتری ملی ہے اپنا حصہ اُن کو لوگوں کو
 چکے وہ مالک ہو چکے ہیں (اس لئے) واپس نہ کریں
 گئے کہ سب آپس میں برابر ہو جائیں۔

اسلام نے جو مسلمانوں کو دنیا کی برترین تہمدن توہم بنانا چاہتا ہے، اس مسئلہ پر
 توجہ کی اور اسے ہمیشہ کے لئے طے کر دیا، اور اسی کا نام فرضیت زکوٰۃ ہے۔
 (۲) زکوٰۃ سہ ہجرت میں مسلمانوں پر فرض ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نیک
 اور رحیم ال پہلے ہی سے سکینوں کا ہمدرد۔ غریبوں پر رحم کرنے والا۔ دردمندوں کا ٹکسار تھا۔
 اور اسلام میں شروع ہی مساکین اور غریب کی دنگیری پر مسلمانوں کو خصوصیت سے توجہ دلائی
 جاتی تھی۔ اُن کی ہمدردی کی غریبا کا رفیق بنایا جاتا تھا، اور مسلمان اس پاک تعلیم کی بدولت
 غریب و مساکین کے لئے بہت کچھ کیا بھی کرتے تھے، تاہم کوئی ایسا قاعدہ مقرر نہ تھا۔
 جس پر بطور ”آئین و ضابطہ“ کے عمل کیا جاتا ہو۔ اس لئے دو تہمد جو کچھ بھی کرتے تھے
 اپنی فیاضی و نیکلی سے کرتے تھے۔

قراردیا
 اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو فرض اور اسلام کا تیسرا رکن (کلمہ شہادت اور نماز کے بعد)
 زکوٰۃ، درحقیقت اُس صفت ہمدردی و رحم کے باقاعدہ استعمال کا نام ہے، جو
 انسان کے دلیلیں اپنے ابتلائے جنس کے ساتھ قدرتا و فطرتاً موجود ہے۔

زکوٰۃ، ادا کرنے سے ادا کرنے والے کو یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ مال کی محبت۔ اخلاق
 انسانی کو مغلوب نہیں کر سکتی۔ اور بخل و امساک کے عیب سے انسان پاک رہتا ہے۔
 اور یہ فائدہ بھی کہ غریب و مساکین کو وہ اپنی قوم کا جزو سمجھتا رہتا ہے۔ اور اس لئے بیحد
 دولت کا جمع ہو جاتا بھی اُس میں تکبر اور غرور پیدا نہیں ہونے دیتا۔

آور یہ فائدہ بھی ہے، کہ عباد کے گروہ کثیر کو اس کے ساتھ ایک اکس و محبت اور اس کی دولت و ثروت کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے مال میں اپنا ایک حصہ موجود قائم سمجھتے ہیں، گو یا دولت مند مسلمان کی دولت ایک ایسی کمپنی کی دولت کی مثال پیدا کر لیتی ہے، جس میں اونیے اور اعلیٰ حصے کے حصہ دار شامل ہوتے ہیں۔

قوم کو یہ فائدہ ہے کہ بھیک مانگنے کی رسم قوم سے بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ اسلام نے مساکین کا حق امر کی دولت میں بنام نہاد زکوٰۃ اموال نامیہ یعنی ترقی کرنے والوں میں مقرر کیا ہے جن میں سے ادا کرنا بھی ناگوار نہیں گزرتا۔ اموال نامیہ میں تجارت زراعت اور مویشی (بھیڑ بکری، اونٹ، گائے) نقدیت، معادن اور فنان بننا ہوتے ہیں اب یہ دکھانا ضروری ہے کہ جو نقد و جنس زکوٰۃ سے حاصل ہو، اس کے مستحق کون کون لوگ ہیں، قرآن مجید میں ہے:-

۱) نَفِیْرُوں اور (۲) مَسْکِیْنُوں کے لئے	۱) نَفِیْرُوں اور (۲) مَسْکِیْنُوں کے لئے
۳) اور تحصیل داران زکوٰۃ کیلئے (جنکی تنخواہیں ادا ہونگی) اور	۳) اور تحصیل داران زکوٰۃ کیلئے (جنکی تنخواہیں ادا ہونگی) اور
۴) اور ان لوگوں کے لئے جنکی لائے فراہمی اسلام میں منظور ہوئی ہو	۴) اور ان لوگوں کے لئے جنکی لائے فراہمی اسلام میں منظور ہوئی ہو
۵) اور غلاموں کو آزادی دلانے کے لئے،	۵) اور غلاموں کو آزادی دلانے کے لئے،
۶) اور ایسے قرضداروں کا قرضہ چکانے کے لئے جو قرض اٹار سکتے ہوں	۶) اور ایسے قرضداروں کا قرضہ چکانے کے لئے جو قرض اٹار سکتے ہوں
۷) اور اللہ رستہ میں (یعنی گزنیہ کاروں کے لئے) اسکی تفصیل بھی کتب فقیر	۷) اور اللہ رستہ میں (یعنی گزنیہ کاروں کے لئے) اسکی تفصیل بھی کتب فقیر
۸) اور مسافروں کے لئے ہے۔	۸) اور مسافروں کے لئے ہے۔

جن آٹھ مدت پر زکوٰۃ کی تقسیم کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کی خفیت سے ملک اور

۱) جنس اور مقدار زکوٰۃ کی شرح کتب فقیر میں ملاحظہ ہو۔ ۲) ان کی بھی چاہیے۔ اس کا منبع کتاب ہذا سے نادر تھا۔

قوم اور افراد کی نوعی و شخصی ضروریات کو کیسی خوبی سے پورا کر دیا گیا ہے۔
 اس تقسیم کے نمبر پر مزید غور کرنا چاہیے کہ اسلام، اسلامی سلطنت کی مکمل معنی
 کو اتماء پر تقسیم کر کے پانچویں صدی خلافتان قرار دیتا ہے۔
 جو لوگ تاریخ پر عبور رکھتے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ خلافتی دنیا کے تمام متقدمہ ممالک
 چین، ہندوستان، مصر، روم، ایران میں ہزاروں سال سے رائج تھی، جس میں
 مسیح نے خلافتی کے خلاف ایک حرف بھی بیان نہیں کیا، مگر پولوس نے خلافتی کو
 تقویت دینے کیلئے ضرور زور دیا ہے۔ پولوس کہتے ہیں:-

”اے غلامو! تم انکی جو جسم کی نسبت تمہارے خاوند میں، اپنے دلوں کی صفائی
 ڈٹے اور تھر تھراتے ہوئے ایسے فرمانبردار بنو جیسے مسیح کے“ (فیون باب ۶، دس ۵۰)
 علیٰ ہذا القیاس دیکھو اتماء دس باب ۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱

(۱۴) (مجادلہ - ۱۴) - آزادى غلام ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۱۵) (محدث شریف) - رمضان کا ایک روزہ قتلنے کا کفارہ ۔ ۔ ۔

(۱۶) (محدث شریف) - آزادى غلام کو سخت مارے، اُس کا کفارہ ۔ ۔ ۔

بالآخر ان سب کے بعد اسلامى سلطنت کی آمدنی کا اٹھواں حصہ ہمیشہ کے لئے

اسی کام کے لئے خاص کر دیا ہے۔

اُنیسویں صدی میں انگلستان نے آزادى غلاماں پر لاکھوں روپے صرف کئے تھے، یہ ایسا فخر ہے، کیونکہ وہ اپنی کوئی سلطنت اسکی برابر نہیں کر سکتی، لیکن اسلام کے الہی حکم کو دیکھو کہ تیسویں سو برس پہلے سے اس کام کیلئے کل آمدنی کا ایک اٹھواں حصہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ کیا کوئی اہل دل اب بھی ایسا ہے، جو اسلام کی اس فضیلت کا انکار کرے گا؟

تقسیمِ رکوعہ کے نمبر پر بھی غور کرنا چاہئے، حایہ زمانہ نے قرضداروں کی سہولت کے لئے بیتک قائم کئے ہیں، لیکن بینکوں کے قیام کا نتیجہ یہ ہے کہ سینکڑوں املاک غریب لوگوں کے قبضہ سے نکل کر بینک کے پاس چلی گئی ہیں، اور خاص خاص لوگوں کے سوا عوام میں افلاس و تنگدستی کی ترقی ہو گئی ہے۔ قرض کا بلا سود کے ملنا محال ہو گیا ہے، اور انہی مشکلات کی وجہ سے بعض طبائع نے جوازِ سود کی صورتوں کے نکالنے میں موشگافیاں کی ہیں۔

لیکن دیکھو اسلام کا احسان، کہ اُس نے قرض سے برباد ہونے والوں کے بچاؤ کا کیسا عجیب انتظام کیا ہے۔

بیشک سود کی حرمت کا حکم سنا نا بھی اسلام ہی کا حق ہے، جس نے قرضداروں کی گلو غلامی کے لئے ایسے عجیب انتظامات بھی کئے ہیں۔

آبِ زکوة کے متعلق یہ حدیث یاد رکھنی چاہیئے:-

ات هذاه الصدقات من اوساخ الناس انما لم تملحوا لحد ولا لاول محمدي
یہ صدقہ کا مال لوگوں کی میل کچھیل ہوتا ہے۔
محمد اور محمد کے کنبہ والوں کو یہ حلال نہیں ہے

آس حریت کے حکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضورؐ کا گنبد، چچے، بھوپھیاں، چچیرے بھائی اور ان سب کی اولاد۔ اور ان سب کے نوٹری غلام بھی داخل ہیں، تاکہ کسی شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی پر کسی قسم کے وہم کا شائبہ بھی نہ گذر سکے۔

رمضان - سترہ ہجری مقدس [رمضان کے روزے بھی ہجرت کے دوسرے ہی سال فرض ہوئے۔ اور سال میں ایک مہینے کے روزے لکھنا اسلام کا چوتھا رکن قرار پایا۔

(۱) روزے صحت کو بڑھاتے ہیں؛

(۲) امراء کو غربا کی حالت سے علمی طریق پر باخبر کرتے ہیں؛

(۳) شکم سے دن اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دینے سے قوم میں مساوت کے اصول کو تقویت دیتے ہیں؛

(۴) قوت ملکیت کو قوی اور قوت حیوانیت کو کمزور دینا ہے؛

(۵) قرآن مجید نے خاص طور پر یہ بیان فرمایا ہے کہ روزے خدا ترسی کی طاقت انسان کے اندر محکم کر دیتے ہیں، (اَلْهَلْکُمْ تَنْقُوتُ) تاکہ تم تقویٰ والے بن جاؤ۔

تقویٰ کی مثالوں پر غور کرو؛ کہ :-

گرمی کا موسم ہے۔ روزہ دار کو سخت پیاس لگی ہوئی ہے۔ تنہا مکان میں ٹھنڈا پانی اس کے سامنے موجود ہے، مگر وہ پانی نہیں پیتا۔

روزہ دار کو سخت بھوک لگی ہوئی ہے، بھوک کی وجہ سے جسم میں ضعف بھی محسوس کرتا ہے، کھانا میسر ہے، کوئی شخص اس سے دیکھ بھی نہیں ہا، مگر وہ کھانا نہیں کھاتا۔

پیاری دل پسند بیوی پاس موجود ہے۔ محبت کے جذبات اسکی خوبصورتی سے متبع لینے کی تحریک کرتے ہیں، الفت نے دونوں کو ایک دوسرے کا شیدائنا کر رکھا ہے

لیکن روزہ دار اس سے پہلو ہٹتی اختیار کرتا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ خدا کے حکم کی عزت اور عظمت اس کے دل میں استقامت بنائیں ہو گئی ہے کہ

کوئی جذبہ بھی اُس پر غالب نہیں آسکتا، اور روزہ ہی اس عظمت اور حلال الہی کے دل میں قائم ہونے کا باعث ہوا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جب ایک ایماندار خدا کے حکم کی وجہ سے جائزہ اور حلال، پاکیزہ خواہشات کے چھوڑنے کی عادت کر لیتا ہے، تو وہ بالضرور خدا کے حکم کی وجہ سے حرام، ناجائز اور گندی عادات و خواہشات کو چھوڑ دے گا، اور اُن کے ارتکاب کی کبھی جرأت نہ کریگا۔ یہی وہ اخلاقی برتری ہے، جس کا روزہ دار کے اندر پیدا کر دینا اور استحکم کر دینا ترغیب کا مقصود ہے۔ اسی لئے حدیث صحیح میں ہے:-

من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه وشرابه۔
جو روزہ دار جھوٹ کہنا، لغو کہنا، اور لغو فضول کاموں کا کرنا چھوڑ نہیں دیتا، تو خدا کو کچھ پروا نہیں ہے، اگر وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:-

اذا كان يوم صوم واحد، لم فلا يرفث ولا يصفب۔
جب کوئی شخص کسی دن روزہ رکھے تو نہ کوئی بیہودہ لفظ نہ بان سے کالے نہ بکواس اور شور کرے۔ اور اگر کوئی اور شخص سے گالی دے یا اُس سے جھگڑا کرے تب کبہ کے آتی امرع صائم۔
میں روزہ دار ہوں (گالی کا جواب نہ جھگڑنا مجھے شایان نہیں)

(دب) رمضان کا مہینہ قمری حساب پر رکھا گیا ہے، کیونکہ جب نصف دنیا پر سورج کا دم ہوتا ہے تو دوسرے نصف حصہ پر گرمی کا موسم ہوتا ہے، قمری مہینہ اول بدل کر تیسرے محل دنیا کے مسلمانوں کیلئے مساوات قائم کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شمسی مہینہ غریزہ اپناتا تو نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ سرکاری سہولت میں، اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ گراما کی سختی اور تکلیف میں رہا کرتے، اور یہ امر عالمگیر مذہب کے اصول کے خلاف ہوتا۔

(ج) روزہ رکھنا دشواری نہیں ہے، اگر جس شخص کے شہوانی خیالات ہوں یا جو جسمانی ناز و نعم ہی کو زندگی کا شیریں مقصد سمجھتا ہو اُس کیلئے روزہ رکھنا بیشک سخت گراں ہے۔

رمضان کا اسلام میں فرض ہونا، بلکہ کرک اسلام ہونا ہی ثابت کر لے کہ اسلام کس قدر ایمانی اور ملکوئی طاقتوں کو برپا رکھنے والا اور کس قدر جسمانی و فنی خیالات کو کلیاں میں کر دینے والا ہے۔
 سہ ماہ ہجرت کے ماہ رمضان میں امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، جو علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا تھا۔
 وفا طمہ نہ ہر سلام اللہ علیہ اس کے پہلے دسٹے فرزند ہیں۔

سہ ماہ ہجرت کی برکات میں سے بڑی برکت یہ ہے کہ شراب کی حرمت کا اعلان کیا گیا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ کچھ لوگ ابو طلحہؓ کے گھر میں بیٹھے تھے، میں انہیں شراب پلا رہا تھا، اتنے میں منادی ہونے لگی کہ شراب حرام ہو گئی، ابو طلحہؓ نے سنتے ہی کہہ دیا کہ جتنی شراب باقی ہے اسے باہر پھینک دو۔ اُس روز میری گلی کو وہیں شراب بہ نکلی تھی۔
 آج دنیا کے مختلف ملکوں میں مختلف اقوام ٹیپرس سوسائٹیوں کے ذریعہ انسداد شراب کی کوشش میں مصروف ہیں، یہ جلد اقوام اسلام کی اس تعلیم کے زیر بار احسان ہیں، کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے شراب کی قلیل و کثیر مقدار کو حرام مطلق قرار دیا ہے۔
 اسلام نے شراب کا نام اتم الخبائث رکھا ہے (بڑائیوں اور پلیدیوں کی ماں)۔

انسان کے جسم پر، رویہ پر، اخلاق پر، ملک کے امن و انتظام پر، قبائل کے عادات پر، فوج کی اطاعت اور قوت پر جو بڑا اثر شراب کا تجربہ اور شاہدہ میں آ رہا ہے، اُس سے واضح ہے کہ شراب کے لئے "اتم الخبائث" کیسا موزون، اور زیبا نام ہے!
 بعض لوگ اسلام کی صداقت پر پردہ ڈالنے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے شہوانی خیالات کو تحریک و کراہوں کو اسلام میں داخل ہونے کی تحریریں دلائی ہے۔ اُن کو ذرا غور کرنا چاہئے کہ شراب کو حرام ٹھہرانے والا کس قدر شہوانی خیالات کا دشمن ہوگا۔ اور جس مذہب میں شراب ہی حرام ہو، اُممیں داخل ہونے سے عیاش طبعیتوں کو کتنی جھجک ہوگی،

لے سچے فرمایا۔ ۱۷۔ جب تو روئے رکھے، اپنے سر پہ چٹا لگا۔ اور نہ دھو۔ ۱۸۔ تاکہ آدمی پڑیں، بلکہ چہرے باپ پر چھینک میں لکھتا ہے، دندہ دار ظاہر ہو۔ ادھر! چہ پوشیدگی میں لکھتا ہے، شکا لکھ بلا کہ خیل ہی ۱۹۔

اسی سہ کے ماہ شعبان میں امام حسینؑ پیدا ہوئے، جو عشرہ محرم ۳۰ سالہ میں پہل کر بلا میں نہایت مظلومی کی حالت میں شہید ہوئے تھے۔ اُن کی شہادت کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام کے سچے خدائیوں کو مصداقِ اُقت کی تائید میں جان و مال و حرمت کی بھی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ امام حسینؑ نے اس جنگ میں صبر و استقلال، رضا و توکل، احقاقِ حق، و اتباعِ صداقت کے ایسے نمونے دکھائے جنکی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور یہ سب کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فیضانِ تربیت کا اثر و نتیجہ تھا۔ (رضی اللہ عنہ و عن سائر ائمتہ)

ثمامہ بن اثال سردارِ نجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوارِ نجد کی جانب روانہ فرمائے تھے وہ واپس کا مسلمان بننا شروع ہوتے ہوئے ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لائے تھے۔ فوج والوں نے انہیں مسجدِ نبوی کے ستون کے ساتھ لایا بندھا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تشریف لا کر دریافت کیا، کہ تمامہ کیا حال ہے؟

تمامہ نے کہا، محمدؐ میرا حال اچھا ہے، اگر آپ میرے قتل کئے جانے کا حکم دیں گے تو یہ حکم ایک غنی کے حق میں ہوگا، اور اگر آپ انعام فرمائینگے تو ایک شکر گزار پر رحمت کریں گے۔ اور اگر مال کی ضرورت ہے تو جس قدر چاہیئے بتلا دیجئے۔

دوسرے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمامہ سے پھر وہی سوال کیا۔ تمامہ نے کہا میں کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ احسان فرمائینگے تو ایک شکر گزار شخص پر فرمائینگے؛

تیسرے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تمامہ سے وہی سوال کیا۔ اس نے کہا کہ میں اپنا جواب دے چکا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمامہ کو چھوڑ دو۔

تمامہ اپنی پاؤں پر ایک کھجور کے باغ میں گیا، جو مسجدِ نبوی سے قریب ہی تھا۔ وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجدِ نبوی میں لوٹ کر آگیا، اور آتے ہی کلمہ پڑھ لیا!

تمامہ نے کہا، یا رسول اللہ! قسم ہے خدا کی کہ سارے عالم میں آپ سے زیادہ اور کسی شخص سے مجھے نفرت نہ تھی، لیکن اب آپ ہی مجھے دنیا میں سب سے بڑھ کر پیارے معلوم ہوتے ہیں۔

بہ خدا آپ کے شہر سے مجھے نہایت ہی نفرت تھی، مگر آج تو مجھے وہ سب مقامات پسندیدہ تر نظر آتے ہیں۔ خدا آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے اور کسی دین سے بغض نہ تھا لیکن آج تو آپ کا دین ہی مجھے محبوب تر ہو گیا ہے۔

ثمامہ نے یہ بھی عرض کیا، کہ میں اپنے وطن سے مکہ کو عمرہ کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں گرفتار کر لیا گیا تھا، اب عمرہ کے بارہ میں کیا ارشاد ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام قبول کرنے کی بشارت دی، اور عمرہ کے ادا کرنے کی اجازت فرمائی۔

ثمامہ مکہ پہنچا، تو وہاں کے ایک شخص نے پوچھا، کہ وہ تم صابئی بن گئے؟ ثمامہ نے کہا۔ نہیں۔ میں محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہوں، اور اسلام قبول کیا ہے، اور اب یہ یاد رکھنا کہ ملک یا مہر تو تمہارے پاس ایک نہ گندم بھی نہیں بیگا، جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت نہ ہوگی۔ ثمامہ نے اپنے ملک میں پہنچتے ہی مکہ کی طرف آنے والا اناج بند کر دیا، غلہ کی آمد کے رک

جانے سے اہل مکہ بلبل اٹھے۔ اور آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے انہیں التجا کرنی پڑی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو لکھ دیا کہ غلہ بدستور جانے دے (ان دنوں اہل مکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے) اس قصہ سے نہ صرف یہ ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر ایک شخص کی جان بخشی فرمائی جو خود بھی اپنے آپ کو واجب القتل سمجھتا تھا، اور نہ صرف یہ ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ حالات اور اخلاق کا کیسا گہرا اثر لوگوں پر پڑتا تھا، کہ ثمامہ ایسا شخص جو اسلام اور مدینہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت نفرت و عداوت رکھتا تھا تین روز کے بعد بخوشی خود مسلمان ہو گیا تھا۔

۱۔ صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ، کتاب المغازی +
۲۔ ثمامہ سید ملک نجد کے گرفتار کئے جانے کی وجہ ہر چند کہ اس نہایت میں بیان نہیں ہوئی، لیکن یہ یقینی ہے کہ یہ گرفتاری بالظہر کسی جرم کے بعد ہوئی تھی، فوراً لکھ دیا تھا کہ وہ خود اپنے آپ کو واجب القتل تسلیم کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے بلا کسی شرط کے، بلا کسی مجاہدہ کے، اور بلا تکلیف تبدیل مذہب کے آزاد فرما دیا۔ تو اس کے دل پر کتنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و احسان نے وہ کام کیا کہ اس کی ہدایت کا سامان ہو گیا +

بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکی اور طہنت کی پاکی اور حمد کی کثوت اس طرح ملتا ہے کہ مکہ کے جن کافروں نے آنحضرت کو مکہ سے نکالا تھا، اور بدر - احد - خندق میں اب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے تباہ و برباد کرنے کے لئے ساری طاقت صرف کر چکے تھے، اُن کے لئے رحمتہ للعالمین یہ پسند نہیں فرماتے کہ اُن کا غلہ روک دیا جائے۔ اور اُن کو تنگ و ذلیل کر کے اپنا فرماں بردار بنایا جائے۔

صلح حدیبیہ اس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک خواب مسلمانوں کو سنایا۔ فرمایا، ”میں نے دیکھا گویا میں اور مسلمان مکہ پہنچ گئے ہیں، اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں“ اس خواب کے سننے سے غریب الوطن مسلمانوں کو اس شوق نے جو بیت اللہ کے طواف کا اُن کے دل میں تھا، بے چین کر دیا۔ اور انہوں نے اُسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر مکہ کے لئے آمادہ کر لیا۔ مدینہ سے مسلمانوں نے سامان جنگ ساتھ نہیں لیا، بلکہ قربانی کے اونٹ ساتھ لئے، اور مضر بھی ذیقعد کے حید میں آیا جس میں عرق ربیع رواج کی پابندی سے جنگ ہرگز نہ کیا کرتے تھے، اور جس میں ہر ایک دشمن کو بھی بلا روک ٹوک مکہ میں آنے کی اجازت ہو کر آتی تھی جب کہ ۹ میل رہ گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ سے قریش کے پاس اپنے آنے کی اطلاع بھیج دی، اور آگے بڑھنے کی اجازت بھی اُن سے چاہی۔

عثمان بن عفان جن کا اسلامی تاریخ میں ذوالنورین لقب ہے، سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ ان کے جانے کے بعد لشکر اسلامی میں یہ خبر پھیل گئی، کہ قریش نے حضرت عثمان کو قتل یا قید کر دیا ہے اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بے سروسامان جمعیت سے جان نثاری کی بیعت لی۔ کہ اگر زنا بھی پڑا تو ثابت قدم نہیں گے، بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ قرآن مجید میں ہے: **لقد ضحی اللہ عن المؤمنین ما ذیابا یعونک تحت الشجرۃ** اس بیعت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان کا دہنا ہاتھ قرار دیا اور اُن کی جانب سے اپنے دہنے ہاتھ پر بیعت کی۔

۱۰ ہجری عن عبد اللہ بن زید و سلمہ ۱۱ ہجری عن ابن عمر ۱۲ ہجری عن براء و جابر ۱۳

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کو قریش کے طلب کرنے پر واپس کر دینگے؛ لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو قریش اُسے واپس نہ کرینگے؛

آخری شرط سن کر تمام مسلمان بجز ابوبکر صدیقؓ و گھبراٹھےؓ و عمر فاروقؓ اس بار میں زیادہ پر جوش تھے؛ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنس کر اس شرط کو بھی منظور فرمایا؛ معاہدہ حضرت علیؓ رضی نے لکھا تھا۔ انہوں نے شروع میں لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل جو قریش کی طرف سے کشتہ معاہدہ تھا۔ ابولہبؓ بن ابی سلمہ نے جاننے کہ حُرّن کیسے کہتے ہیں باسک اللهم لکھو؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھ دینے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے پھر لکھا: یہ معاہدہ محمد رسول اللہ اور قریش کے درمیان منعقد ہوا ہے

سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی درخواست پر محمد بن عبد اللہ لکھنے کا حکم دیا؛

معاہدہ کی آخری شرط کی نسبت قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر کوئی شخص آئندہ مسلمان نہ ہوگا؛ لیکن یہ شرط ابھی طے ہی ہوئی تھی۔ اور عہد نامہ لکھا ہی جا رہا تھا۔ دونوں طرف سے معاہدہ پر دستخط بھی ہوئے تھے کہ سہیل بن عمروؓ جو اہل مکہ کی طرف سے معاہدہ پر دستخط کرنے کا اقدار رکھتا تھا؛ کا بیٹا ابوجندل اُسی جلسہ میں پہنچ گیا۔ ابوجندل مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا۔ قریش نے اُسے قید کر رکھا تھا۔ وہ اب وہ موقع پا کر زنجیروں سمیت بھاگ کر لشکرِ ہلالی میں پہنچا تھا۔ سہیل نے کہا: اے ہمارے حوالہ کیا جائے؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہد نامے کے مکمل ہو جانے پر اُس کا خلاف ہوگا؛ یعنی جب تک عہد نامہ مکمل نہ ہو جائے اُسکی شرائط پر عمل نہیں ہو سکتا؛

لے بخاری عن مسور بن عمار بابا الشریط فی الجہلوی سہیل جو آنی اسمہ بارک اللہ کے سار رسول اللہ لکھے ہر اذہن کرتا ہے۔ چند سال کے بعد دلی شوق و اشتیاق مسلمان ہو گیا تھا۔ اہل مقال رموی کے بعد مکہ معظمہ میں اس نے اسلام کی حفاظت پر ایسی ہر دست تقریر کی تھی جو ہزاروں مسلمانوں کیلئے استحکام و تازگی ایمان کا باعث ٹھہری تھی بیشک۔ اسلام کا عجیب اثر ہے کہ وہ جاتی اور دلی دشمنوں کو دھرم میں اپنا لدا دیتی بناتا ہے۔

سبیل نے جو ذکر کہا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور ابو جندل قریش کے سپرد کر دیا گیا،

قریش نے مسلمانوں کے کیمپ میں اُس کی مشکلیں باندھیں۔ پاؤں میں نجیر ڈالی اور کشاں کشاں لگئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاتے وقت اس قدر فرما دیا تھا کہ ابو جندل خدا تیری کشائش کے لئے کوئی سبیل نکال دے گا،

ابو جندل کی ذلت اور قریش کا ظلم دیکھ کر مسلمانوں کے اندر جوش اور طیش تو پیدا ہوا۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر ضبط و صبر کئے رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اُسی آدمی کو تنہا صبح کے وقت جبکہ سلمان نماز میں صرف تھوڑا سا ارادے سے اُترے کہ مسلمانوں کو نماز کے اندر قتل کر دیں، یہ سب لوگ گرفتار کرتے گئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اُتر رہی و عفو چھوڑ دیا، اسی واقعہ پر قرآن مجید میں اس آیت کا نزول ہوا۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنَّا كُمُ فِدَاوِہِے جِس نے وادی مکہ میں ہمارے دشمنوں
وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ كے ہاتھ تم سے روک دئے اور تمہارے
بَعْدَ أَنْ أَخْلَصَرَ كُمْ عَلَيْهَمْ ہاتھ بھی اُن پر تباہ کیا لینے کے بعد اُن سے
روک دئے (سورۃ الفتح آیت ۲۳)

الغرض یہ سفر بہت خیر و برکت کا موجب ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ رین کے ساتھ معاہدہ کرنے میں فیاضی، عفو و درگزر اور حملہ آور دشمنوں کی معافی میں عفو اور رحمۃ للعالمین کے انوار کا ظہور دکھلایا،

حدیبیہ ہی سے مدینہ منورہ کو واپس تشریف لگئے۔ اسی معاہدہ کے بعد سورۃ الفتح کا نزول مدینہ میں ہوا، اٹھا عمر فاروقؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ کیا یہ معاہدہ ہمارے لئے فتح ہو۔ فرمایا: ہاں

اے صحیح بخاری باب الشرط فی الجہاد صفحہ ۸۰ ۵۰ بخاری عن ابوالفضل

ابو جندل نے دندان مکہ میں پہنچ کر دین حق کی تبلیغ شروع کر دی، جو کوئی اسکی نگرانی پر مامور ہوتا، وہ اسے توحید کی خوبیاں سناتا، اللہ کی عظمت و جلال بیان کر کے ایمان کی ہدایت کرتا۔ خدا کی قدرت کہ ابو جندل اپنے سچے ارادے اور سعی میں کامیاب جاتا اور وہ شخص مسلمان ہو جاتا، قریش اس دوسرے ایمان لانے والے کو بھی قید کر دیتے۔ اب یہ دونوں مل کر تبلیغ کا کام اُسی قید خانہ میں کرتے!

الغرض اس طرح ہر ایک ابو جندل کے قید ہو کر مکہ پہنچ جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سال کے اندر قرینہ یاتین سو اشخاص ایمان لے آئے! اب قریش بچپٹائے کہ ہم نے کیوں عہد نامے میں ان ایمان والوں کو واپس لینے کی شرط درج کرائی، پھر انہوں نے مکہ کے چند منتخب شخصوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ ہم عہد نامہ کی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں۔ ان نو مسلمانوں کو اپنے پاس بلالینے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ سے خلاف کرنا پسند نہ فرمایا، اس وقت عام مسلمان بھی سمجھ گئے کہ

لہ ابو جندل کی طرح ایک شخص ابو بصیر تھا۔ وہ مسلمان ہو کر مدینہ پہنچا، قریش نے اسے اپنے کیلئے دشمن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے، ابو بصیر نے ان کے سپرد کر دیا۔ راستہ میں ابو بصیر نے ان میں سے ایک کو دھوکا دیا، دوسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اطلاع کیلئے گیا، اس کے پیچھے پیچھے ہی ابو بصیر بھی پہنچا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فساد انگیز فرمایا، اس عتاب سے خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھی بھاگا، قریش نے ابو جندل اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو مکہ سے نکال دیا۔ ابو جندل کو چونکہ مدینہ گئے کی اجازت تھی، اسلئے اس نے مکہ سے شام کے استہ پر ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا، جو قافلہ قریش کا آتا جاتا اسے لوٹ لیتا، اسی مکہ قریش فریق جنگ تھے ابو بصیر بھی اسے ہی جانتا۔

ابن نضر ابو العاص بن ربیع کا قافلہ بھی شام سے آیا، ابو جندل وغیرہ ابو العاص سے واقف تھے، سیدہ زینب بنت رسول کا اس سے صلح ہو اتھا، ابو العاص کے مشرک بننے سے قریش کو ہچکا تھا، ابو جندل نے قافلہ کو لوٹ لیا، مکہ کی حالت نقصان کیا، اسلئے کہ ابو العاص بن ربیع تھا، ابو العاص ہاں سیدہ حادیہ آیا، اور حضرت زینب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی، صحابہ کی پہچانی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کو صحابہ کے مشورہ پر چھوڑ دیا، معاہدہ نے ابو العاص کی تائید میں فیصلہ کیا، جب ابو جندل کو اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی، تو انہوں نے سارا اسباب سہل و درمیاں ترس کر ابو العاص کو دے دیے، دیا ابو العاص مکہ پہنچا، مکہ کی روپیہ پیسہ اسباب دیکھ پھر منادی کر لیا، کہ اگر کسی کوئی حق مجھ پر رکھتا ہو تو بتلائے، سب نے کہا کہ کوئی ٹوٹا میں ہو، ابو العاص نے کہا۔ اب میں ملتا ہوں، اور مسلمان ہوتا ہوں مجھے دینا

معاہدہ کی وہ شرط جو ظاہر اہم کو ناگوار تھی اُس کا منظور کر لینا کفر و نفی ثابت ہوا۔
 ”ابو جندل کے حال سے کیا نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔“

ابو جندل کے قصہ سے ہر شخص جو سوس دماغ اور دماغ میں فہم کا مادہ رکھتا ہو وہ سمجھ سکتا ہو کہ اسلام کی صداقت کیسی الہی طاقت کے ساتھ پھیل رہی تھی۔ اور کس طرح طالبان حق کے دل پر قبضہ کر رہی تھی کہ وطن کی دوری۔ اقارب کی جدائی۔ قید و زنجیر۔ بھوک۔ پیاس۔ خوف و طمع۔ تلوار پھانسی غرض دنیا کی کوئی چیز اور کوئی جذبہ اُن کو اسلام سے دُروک کر سکتا تھا۔

صلح کا حقیقی فائدہ امام زہری نے معاہدہ کی دفعہ اول کے متعلق تحریر فرمایا ہے: کہ جانبین سے آمورفت کی روک ٹوک کے اٹھ جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگ مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے۔ اور اس طرح اُن کو اسلام کی حقیقت و حقیقت معلوم کرنے کے موقع ملے۔ اور اُنسی جو اس سال اتنے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ اس سے پیشتر کسی سال اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

مسلمانوں کا طواف کعبہ کیلئے معاہدہ حدیبیہ کی شرط دوم کی رو سے مسلمان اس سال مکہ پہنچ کر عمرہ بنانا اور اُس کے نتائج کے ساتھ لیکر مکہ پہنچنا مکہ والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں آنے سے توجہ روکا لیکن خود گھروں کو قفل لگا کر کوہِ بقیع کی چوٹی پر جس کے نیچے مکہ آباد ہے چلے گئے۔ پہاڑ پر سے مسلمانوں کے کام دیکھتے رہے۔

خدا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک عمرہ کے لئے مکہ میں رہا۔ اور پھر ساری جمعیت کے ساتھ مدینہ کو واپس چلا گیا۔

ان منکروں پر مسلمانوں کے سچے جوش ساوہ اور مزید شرط پر عبادت کا اور اُن کی اعلیٰ دیانت و امانت کا کہ خالی شدہ شہر میں کسی ایک پاؤں کا بھی نقصان ہوا تھا (غیب اثر ہوا۔

بقیہ صفحہ ۲۴۴ کو اگر اس سے پہلے مسلمان ہو جاتا تو لوگ لازم لگاتے کہ ہمارا مال اگر مسلمان ہو گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل اور اس کے ساتھیوں کو بھی اب مدینہ منورہ بلا لیا تھا تاکہ وہ کوہِ بقیع کوٹ سکیں۔

جس نے سینکڑوں کو اسلام کی طرف مائل کر دیا۔

خالد بن ولید کا ایمان لانا انہی ایمان لانے والوں میں خالد بن ولید تھے جو جنگ اُحد میں کافروں کے رسالہ کے افسر تھے اور مسلمانوں کو انہوں نے سنت نقصان پہنچایا تھا۔ یہ وہی خالد ہیں جنہوں نے اسلامی جنرل ہونے کی حیثیت میں سیدہ کذاب شکست دی۔ تمام عراق اور نصف شام کا ناک فتح کیا تھا۔ مسلمانوں کے ایسے جانی دشمن اور ایسے جاننازاعے سپاہی کا خود بخود مسلمان ہو جانا اسلام کی سچائی کا معجزہ ہے!

عمرو بن العاص کا اسلام لانا انہی ایمان لانے والوں میں عمرو بن العاص تھے قریش نے انہی کو مسلمانوں سے عدوت اور بیرونی معاملات میں اعلیٰ قابلیت رکھنے کی وجہ سے اسٹیٹیشن دوفد کا سردار بنایا تھا جو شاہ حبش کے پاس گیا تھا۔ تاکہ وہ حبش میں گئے ہوئے مسلمانوں کو قریش کے حملے کرے، اسی عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ملک کو فتح کیا تھا، ایسے مدبر و پالیٹیشن اور فاتح ممالک کا مسلمان ہو جانا بھی اسلام کا اعجاز ہے! ان ہی اسلام لانے والوں میں عثمان بن طلحہ بھی تھے جو کعبہ کے اعلیٰ متہم کلید بردار تھے جب نامی سردار جرن کی شہرت عرب نسب سے عرب میں مسلمہ تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مدینہ پہنچے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے ہم کو دے ڈالے!

عدی بن حاتم طائی کا ایمان لانا اس مشہور سردار کے ایمان لانے کی تقریب یہ ہوئی کہ شہر میں یمن کے قبیلہ بنی سٹے نے بغاوت کی تھی اس وقت اس علاقہ کے حاکم علیؓ مرتضیٰ تھے، انہوں نے فساد یوں کو یکڑ کر مدینہ منورہ بھیج دیا تھا۔ ان میں حاتم طائی مشہور سخی کی بیٹی بھی تھی، اس نے نبی صلعم کی خدمت میں یوں عرض کیا۔

”میں سردار قوم کی بیٹی ہوں، میرا پاپ رحم و کرم میں مشہور تھا، بھوکوں کو کھانا کھلایا کرتا، غریبوں پر رحم کیا کرتا، وہ مر گیا، بھائی غنکست کھا کر بھاگ گیا، اب پہنچ رہا ہوں کہ تم میرے گھر میں وفات پائی، ایک سو سے زیادہ لڑائیوں میں شامل ہوئے تھے، ان کا خطاب سیف اللہ تھا انہوں نے اپنا دھرمی عمر فاروق کو بنایا تھا ۱۲

عمر بن العاص کا اسلام

ابن حاتم طائی کا اسلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکے فرمایا تیرے باپ میں مومنوں جیسی صفات تھیں اس کے بعد اُسے معاًس کے متعلقین کے چھوڑ دیا اور زادراہ اور لباس بھی عنایت فرمایا:

عدی بن حاتم کا قصہ عدی بن حاتم کا اپنا بیان یہ کہ مجھے رسول اللہ کے نام سے سخت نفرت تھی؛ کیونکہ میں عیسائی المذہب تھا؛ اپنی قوم کا سردار تھا؛ میری قوم غنیمت کا ایک چارم حصہ مجھے وا کیا کرتی تھی؛ میں اپنے دل میں کہا کرتا تھا کہ میں سچے دین پر بھی ہوں اور اپنے علاقہ کا بادشاہ بھی ہوں؛ اس لئے مسلمان ہونے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں؛ میں نے اپنے شترخانہ کے داروغہ کو کہہ رکھا تھا کہ دو عمدہ اونٹ جو تیز رفتار ہوں؛ ہر وقت میرے مکان پر موجود رکھا کرے؛ اور جب اُسے اس علاقہ میں مسلمانوں کے آنے کی خبر ملے مجھے فوراً بتلائے؛ ایک روز داروغہ آیا۔ کہا صاحب محمدی فوج کے آج اپنے پر جو کچھ کرنے کا ارادہ ہو وہ کر گزریئے؛ کیونکہ مجھے دُور سے کچھ جھنڈے نظر آتے ہیں؛ یہ سُننے میں نے اونٹ منگائے۔ بیوی۔ بچہ اور زرو مال کو لاوا اور شام کو چل دیا؛ میری بہن آنحضرت سے رہائی حاصل کرنے کے بعد میرے پاس شام ہی میں پہونچی؛ اُس نے اپنی رہائی کی تمام کیفیت سنائی؛ میری بہن نہایت دانا اور عقیل تھی میں نے پوچھا کہ اس شخص (رسول اللہ) کی نسبت تمہارا ہی کیا رائے ہے؛ اُس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تو جلد اُس کے پاس چلا جا۔ کیونکہ اگر وہ نبی ہے۔ تب تو سابقین کی فضیلت کو کیوں ضائع کیا جائے؛ اور اگر وہ بادشاہ ہے؛ تب بھی اس کے پاس جانے سے تو ذلیل نہ ہوگا۔ کیونکہ تو یہی ہے یعنی تو خود ہی اپنی قابلیتوں میں مینظیر ہے؛ بہن کے مشورہ پر میں مدینہ میں آیا؛ اُس وقت نبی اللہ مسجد میں تھے؛ میں نے جا کر سلام کیا؛ فرمایا کون؛ میں نے کہا عدی بن حاتم؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساتھ لے کے اپنے گھر چلے؛ راستہ میں ایک کھوسٹ بڑھیا ملی۔ اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرایا آپ دیر تک اُسکے پاس کھڑے رہے؛ اور وہ اپنی لمبی دوستان سناتی رہی میں نے اپنے

دل میں کہا، شیخ نص بادشاہ تو ہرگز نہیں!

پھر آنحضرت گھر میں پہنچے، ایک چمڑے کا گدّا جس میں کھجور کے پتھے بھرے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے پھینک دیا، فرمایا: اسپر بیٹھو، میں نے کہا نہیں حضور بیٹھیں، فرمایا: نہیں، تم ہی بیٹھ جاؤ، میں گدے پر بیٹھ گیا، اور آنحضرت زمین پر بیٹھ گئے، اب پھر میرے دل نے یہی گواہی دی کہ یہ بادشاہ ہرگز نہیں!

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تو رکوشی ہو، میں نے کہا: ہاں، فرمایا: تم تو اپنی قوم کو غنیمت اور پیلاوار سے چارم لیا کرتے ہو، میں نے کہا: ہاں، نبی صلعم نے فرمایا: کہ ایسا کرنا تو تیرے دین میں جائز نہیں، میں نے کہا: سچ ہے، اور میں نے دل میں کہا کہ یہ ضرور سچی ہے، سب کچھ جانتا ہے، اس سے کچھ پوشیدہ نہیں!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: عدی۔ شاید اس دین میں داخل ہونے سے تم کو یہ امر مانع ہے، کہ سب لوگ غریب ہیں، بخدا ان میں اس قدر مال ہونے والا ہے کہ کوئی شخص مال لینے والا باقی نہ رہے گا!

عدی! اس دین میں داخل ہونے سے تم کو شاید یہ امر بھی مانع ہے، کہ ہم لوگ تعداد میں تھوڑے ہیں اور ہمارے دشمن بہت ہیں، بخدا وہ وقت قریب آ رہا ہے، جب تو سن لے گا، کہ اکیسلی عورت تارو سیکے چلے گی، اور مکہ کا حج کر لے گی، اور اسے کسی کا ڈر خوف نہ ہو گا!

عدی! اس دین میں داخل ہونے سے شاید تم کو یہ امر بھی مانع ہے، کہ حکومت اور سلطنت آج کل دوسری قوموں میں ہو، واللہ وہ وقت قریب آ رہا ہے، جب تو سن لے گا، کہ ارض مابل کا سفید محل نوشیرواں کا درباری دیوانخانہ مسلمانوں کا تھہر پر مفتوح ہو گا۔

عدی! بتلاؤ، کہ لا الہ الا اللہ کے کہنے میں تجھے کیا تاثر ہے، کیا اللہ کے سوا کوئی

لے رکھو۔ س۔ ی عیسائیوں کے ایک فرقہ کا نام ہے، یہ

اور بھی کوئی معبود ہو سکتا ہے ؟

عدی :- بتلاؤ کہ اللہ اکبر کے کہنے میں تجھے کیا غدر ہے ۔ کیا اللہ سے بھی کوئی برابر ہے
عدی کہتا ہے کہ اس تقریر کے بن میں سہمان ہو گیا ۔ میرے اسلام لانے سے ہی
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر نشانات اور فرحت نمایاں تھی :

عدی کہتا ہے کہ اس ارشاد نبوی کے بعد دو سال پورے ہو چکے تھے اور تیسرا
سال جارہا تھا کہ میں سنہ ارض بابل کے محلات کو بھی فتح شدہ دیکھ لیا ۔ اور ایک ٹڑھیا کو ڈاکو
سے کہہ کر حج کیلئے اکیلی آتے بھی دیکھ لیا اور مجھے امید ہے کہ تیسری بات بھی ہو کر دیکھ لو
حج [اسلام کا پانچواں رکن حج ہے :

یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام وہ پیغام محبت ہے جو بچھڑے ہوئے کو ملانا ، بیگانوں کو
یکجا اور آتش ناؤں کو صدیق بنا دیتا ہے :

احکام اسلام کا منشاء بھی یہی ہے کہ افراد مختلف کو ملت احد بنا کر ایک احد پر جمع کر دیا جائے
الف) اہل محلہ میں محبت و اتحاد پیدا کرنے کا ٹوکھنے کے لئے پچھگانہ نمازوں کے
وقت اہل محلہ پر محکم کی مسجد میں جمع ہونا واجب کیا گیا ہے :

ب) اہل شہر میں محبت و تعلقات بڑھانے کے لئے ہفتہ میں ایک بار اہل ان کا مسجد
جامع میں اکٹھا ہونا مل کر نماز جمعہ ادا کرنا ضروری ٹھہرایا گیا ہے :

ج) اہل شہر اور دیہات قرب و جوار کے رہنے والوں میں تعارف و تعلق و محبت و شناسائی
قائم کرنے اور مستحکم رکھنے کے لئے سال میں دو بار عیدین کی نماز کو منمن بدلی میں سے قرار
دیا گیا ہے ۔ ہر دو موقعہ ہر دیہات والے شہر کی جانب آتے ہیں اور شہر والے شہر سے باہر
نکل کر ان سے ملاتی ہوتے اور مل جل کر عبادت الہی ادا کرتے ہیں ۔

اسلامی عالم میں رابطہ زمین کے مضبوط کرنے مختلف قوموں مختلف نسلوں مختلف
لے تاریخ طبرستان ی بن ہاتم شہنشاہ میں ہجرت ۱۰ سال کو ذمہ داریاں پائی ۔

زیادوں مختلف رنگتوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص کو دین واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لئے حج عمرہ بھر میں ایک دفعہ ان سب اشخاص پر جو رہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہیں فرض کیا گیا ہے۔

(۲) حج میں سب کے لئے وہ سادہ پن سلا لباس جو نسل انسانی کے پدر عظیم آدم علیہ السلام کا تھا بنجویر کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی رتوں۔ ایک ہی قرآن۔ ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت۔ ایک ہی لباس میں ایک ہی سطح پر نظر آئیں۔ اور چشم ظاہر بین کو بھی ان اتحاد معنوی رکھنے والوں کے اندر کوئی اختلاف ظاہری محسوس نہ ہو سکے۔

(۳) حج کے لئے وہ مقام قرار دیا گیا ہے جہاں صابی۔ یہودی۔ عیسائی اور مسلمانوں کے مدد عظیم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی سب سے پہلی عبادت گاہ بنائی تھی جو بحر اقوام بالا کا مجموعہ دنیا کی دیگر اقوام سے زیادہ ہے۔ اس لئے اس مقام کے اختیار کئے کی تائید کثرت رائے اور قدامت زمانہ دونوں طرح سے ہوتی ہے۔

(۴) حج سے مقصود شوکت اسلام کا اظہار بھی ہے اور مسلمانوں کو سفر محروم ہے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں وہ بھی اس مقصود کے ضمن میں داخل ہیں۔

پادشاہ کا جو مقصود شاندار درباروں رشل کا نویشن

کے انعقاد سے
ایک مارشل کا جو مقصود عظیم فوجی رویہ سے ہے وہ سب حج کے اندر
کا نفرنس کا جو مقصود سالانہ جلسوں کے انعقاد مرکوز و ملحوظ ہیں۔

ڈیلی گیٹوں کے اجتماع سے
الوان تجارت کا جو مقصود عالمگیر لیٹوں کے قیام سے

آہنا قریر کے جویا۔ صنایع عالم کے متلاشی۔ عالمان طبقات الارض۔ واقفان علم الاسانہ اور محققان تاریخ اقوام و ماہرین جغرافیہ عالم کو جن باتوں کی تلاش و طلبت تھی ہے وہ سب

حج کے فوائد عظیم

حج سے پورے ہو جاتے ہیں۔

اسلام میں حج شہ جہرت کو فرض ہوا، اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیقؓ کو امیر الحاج بنایا۔ اور تین سو صحابہ کو ان کے ہمراہ کیا۔ تاکہ سب کو حج کرائیں۔

ان کے بعد علی مرتضیٰؓ کو روانہ کیا کہ وہ سورہ براوت کا اعلان کریں۔ ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور علی مرتضیٰؓ نے سورہ براوت کی پہلی چالیس آیتوں کو معہ ان حکم کے پڑھ سنایا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہونے پائے گا۔ اور کوئی شخص برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔

شہ ہجری [اس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا، اور جملہ اطراف میں اطلاع بھیجی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے جاتے والے ہیں۔ اس اطلاع کے بعد انہو در انہو خلقت مدینہ طیبہ میں جمع ہو گئی۔ اس انہو میں ہر درجو و ہر طبقہ کے شخص تھے۔

ذی الحلیفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام بامضاء اور بیتک لبتیک اللہم لبتیک لا شریک لک لبتیک۔ ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک کا ترانہ بلند کیا اور مکہ معظمہ کو احرام کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

اس مقدس کاررواں کے ساتھ راستہ میں ہر ہر جگہ سے فوج در فوج لوگ شامل ہوتے جاتے تھے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راہ میں جب کسی ٹیلہ یا کر وہ سے گزر ہوتا تھا تین تین بار تکبیر باوازا بلند فرماتے تھے۔

لے دیکھو سیاحہ ۳ باب ۵ درس و درجہ ناپاک ہے۔ اُس پرستہ زور نہ کریگا۔ وہ انہیں کیلئے ہے۔

لے عن ابی ہریرہ۔ صحیح بخاری باب الاطوف بامیت عریان۔ لے حجۃ اللہ البانہ صفحہ ۲۵۵

لے عن جابر بن عبد اللہ۔ صحیح بخاری کتاب الشہادۃ۔ اب دیکھو سیاحہ باب ۵ درس ۱۱۔ بیان امام کی بستیوں۔ قیدار کے آلودہ مات اپنی آواز بلند کریں گے۔ سلعے بنے والے ایک گبت کا ٹینگے پرانا کی چوٹیوں پر سے لٹکا رہینگے۔

جب مکہ کے قریب پہنچے، تو ذی طویٰ میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے۔ اور پھر
بالائے مکہ سے ان سب قوموں اور انہوہ کو لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور روز روشن
میں کعبۃ اللہ کا طواف کر کے اللہ تعالیٰ کے جلال کو آشکارا فرمایا،
زیارت کعبۃ اللہ سے فارغ ہو کر صفا اور مروہ کے پہاڑوں پر نشرہ نقد لگئے، انکی
چوٹیوں پر چڑھ کے اور کعبہ کی جانب رخ کر کے کلمات توحید و تکبیر پڑھے، اور کال اللہ
اَکْبَرُ اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قَدیر کال اللہ لا اللہ
وحدہ لا یجزو عدۃ و نصیر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ کے ترانے دہرائے،

لے اس وقت اُن کا بالواد المقدس طویٰ کی شان اس فاضلہ الاربرینودار تھی،
لے اسی موقع کے متعلق بیجاہ بنی کی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو مخاطب کر کے کہا ہے: افرورض ہو کہ
تیری روشنی آئی اور خداؤہ کے جلال نے تجھ پر طالع کیا، اور کچھ تاریکی زمین پر چھا جائے گی اور تیری قوموں
لیکن خلاف تجھ پر طالع ہو گا۔ اور اس کا جلال تجھ پر بنود ہو گا۔ اور قومیں تیری روشنی میں اور شان میں
طالع کی تجلی میں طہیں گی۔ تم اپنی آنکھیں اٹھا کر چاروں طرف نگاہ کرو گے سب اچھے ہوتے ہیں
وے تجھ پاس آنے میں تیرے بیٹے دور سے آویں گے اور تیری بیٹیاں گود میں ٹھانی جاؤ گی، قوت تجھ کی
اور دشمن ہو گی، ہاں تیرا دل اچھے عا اور کشادہ ہو گا، کیونکہ سندر کی خدا دانی تیری طرف پھرے گی،
اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہو گی، اونٹ کثرت سے آئے تجھے چھاپیں گے، مریاں اور غنیمت
کے جو ان اونٹ۔ وے سب جو تبا کے ہیں۔ آویں گے۔ وے سونا اور بیان لادیں گے۔ اور خداوند کی رفیوں
کی بشارتیں سنائیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے ہجرت فرما جانا مکہ کے لئے داغ اور کعبہ کے لئے موجب حسرت تھا، ایس اب پوک
جاہ و جلال کے ساتھ توحید الفکر اور استحکام اور اشاعت کرتے ہوئے مکہ میں اصر ہونا اور کعبہ کا انوکھا
کرنا بیشک بیت اللہ کے لئے دو جہت حسرت کا باعث ہے، اول تو کچھ بڑے ہونے فرزند ان دین کا ماننا۔
دویم دین حق کا باشوکت ہونا۔ واضح ہو کہ ایمان حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام تھا جو تھوڑے ہی کی کے بھروسے
تھے۔ اور غنیفہ مران کے فرزند کا نام ہے۔ سب ان یقینان بھی حضرت ابراہیم کے پوتے ہیں۔ اور کتاب پر
باب اتامہ میں سب عرب میں آباد ہوئے۔ اور اس حج میں وہ تباں بھی حاضر ہوئے جن کے مورث علی
مریان وغینہ تبا ہیں۔ اس لئے بیشک کوئی وجہ میں حسرت سوجہ و نشان یا کیا تھا اب اس بوری ہوئی،
تلقہ اللہ تعالیٰ مددہ عربی کا تیرہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ ایک ہی سوا کوئی شریک
نہیں، لہذا اسی کا ہے اور تائش بھی اسی کے لئے شایان ہے۔ وہ سب چیزوں کی قوت رکھتا ہے۔

آٹھویں می ایچی کو قیام گاہ مکہ سے روانہ ہو کر منی ٹھہرے۔ ظہر عصر مغرب عشاء جمع کی نمازیں منی میں ادا فرمائیں۔

نہیں ذریعہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلوع آفتاب کے بعد وادی نمرہ آ کر اترے۔ اس وادی کے ایک جانب عرفات اور دوسری جانب مزدلفہ ہے۔ زون ڈھلنے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر عرفات میں تشریف لائے۔ تمام میدان سرتاسر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ہر ایک شخص تجزیہ و تحلیل بنجید و تقدیس میں مصروف تھا۔ اس وقت ایک لاکھ چالیس ہزار یا چوبیس ہزار کا مجمع احکام انبی کی تفصیل کے لئے ہر تن حاضر تھا۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر اور نقصوا پر سوار ہو کر خطبہ کا آغاز فرمایا۔

بیت المقدس صفحہ ۲۵۲ | خدا جس کے سوا عبادت کا کوئی ہی نمایاں نہیں ایک اسی نے اپنے بندہ کو پورا کیا۔ انسانی نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی۔ اسی نے خود تمام فوجوں کو شکست دی۔ ناظرین ان کلمات قدسی میں اللہ تعالیٰ کی شہادت و تقدیس بھی ہے۔ اور مادہ پرست لوگوں کو نصرت الہی بھی شکل معصوم دکھلائی گئی ہے۔ چند سال بعد بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکہ میں اکیلا تھا۔ پھر اس کی دعوت پر ایک ایک بندہ و آدمی اس کے ساتھ ملے گئے۔ وہ سب اسی کو صفائے امن اور ارقم صحابی کے گھر میں نئے بندہ کے جمع ہوا کرتے تھے۔ پھر کچھ روز یاد ہو گئے۔ وہ مکہ کی مخالفت کی کچھ پیش کو چلے گئے۔ کچھ رہ گئے۔ تو زندان خانوں میں ڈالے گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تین سال تک محصور رہے۔ آخر مکہ مسلمانوں کے لئے ناقابل سکوت ثابت ہوا۔ اور سب لوگ مکہ سے نکل بیٹھے گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جاننا رات کی تاریکی میں تھا۔ ایک ریت کے سوا اس ذات کوئی شہر ساتھ نہ تھا۔ دشمنوں کو ان کے بچ جانے کا بیج ہوا۔ ان کے امن قیام گاہ پر تو اس تک پہنچنے کے لئے بہتے آہستہ آہستہ تھک تو کا کر بیٹھ رہے۔ اب وہی جگہ ہے۔ وہی مکہ ہے۔ وہی عرب ہے۔ مکہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہے۔ توحید کے نعرے لگاتے اور فتح و نصرت ربانی کے ترانے سناتے جاتے ہیں۔ انھوں نے احد کا ایسی عداوتوں خاصہ کیا۔ جنگوں و فتنوں کے بعد اسی لانا فی کامیابی حاصل کرنا پڑی۔ وہ نصیب کا ہی جو تفسیر ہو سکتا ہے۔ یہی عیساہ ہیں۔ سلع زمین کے لئے اپنے دلوں کی ایک گیت گائیے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسے مکہ رہیے۔ (۲۵۱)۔

۱۰۔ تم میں نہ رہنا سراسر کی تلاش کرنا عیساہ ۱۰۔ ۱۰۔
۱۱۔ مکہ کا شہر کا شہادت یہ جملہ باب رکھا شہادت کے متعلق یہ درستی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مکہ کا شہر نہ تھا۔
دینا تا کہ اپنے بندوں کو منے باتیں جن کا صلہ ہونا ضروری تھا۔ دیکھا کہ اس سولہ برس کے مکہ شہادت جو جمع کے اس جنا سے جانے کے بعد ہوئی ہیں۔ زمانہ تا بعد جمع سے اتنی رکھتے ہیں۔ چنانچہ عیسائیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے۔

شرح باب ہذا:

باب ۱۰۔

رافق پھر چوتھے مکہ کی اور دیکھا کہ یہ ہر پہاڑی مکہ (الف) پر ہو مصلح مکہ شہادت میں لگاتار جو درود ہے جو تھا اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار

۱) بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بہوم حجتہ الوداع
 ۱۱ یا ایہا الناس انی لا اذانی وایا کلم
 ۱۲ یختتم فی هذا المجلس ابدًا ۱۳
 لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں فرم پھر کبھی
 اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوئے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۳

سیون یہ مقدس پہاڑ ملو ہوتی ہے یہاں پہاڑی ہو کر
 کی پہاڑی ملو ہے ایک لاکھ ۴۴ ہزار کی تعداد صحابہ پر
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے امادیش میں مذکور ہے
 (ب) یہ درس ترجمہ ہے سیماہم فی وجوہہم
 من اثر السجود کا

(ب) جن کے ماتھوں پر اس کے باپ کا نام لکھا تھا

(ج) اس میں عام آوازہ شہید و تہجد کا ذکر کیا گیا ہو کیونکہ
 بنی اسرائیل بربط و باجہ کے ساتھ اپنی دعائیں پڑھا
 کرتے تھے

۲۔ پھر میں آسمان پر ایک آواز مئی جو بہت پانیوں کے
 شور اور بڑے گرجنے کی آواز کی مانند تھی اور میں نے بربط
 نوازوں کی آواز جو اپنی بربط بجاتے تھے مئی

(د) نیا گیت زبان عربی ملو ہے جو اہل کتاب کے لٹچ
 نئی تھی گویا کائنات سے ظاہر ہو کر گانا ہو گا بلکہ نئی و ترجمہ ہو
 (ہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس خطبہ کے سننے کا
 شرف ایک لاکھ ۴۴ ہزار پر ہی کو ملا تھا

۳۔ درد اور بے تخت کے سامنے اور ان چاروں طرف
 اور بڑوں کے آگے گویا نیا گیت گارہے تھے
 (د) اور کوئی ان ایک لاکھ چالیس ہزار کے سوا جو زمین
 سے خریدے گئے تھے اس گیت کو سیکھ نہ سکا

(و) خریدے جانے کا ذکر قرآن مجید ہے ان اللہ اشترى
 من المؤمنين انفسهم

۴۔ یہ دے لوگ ہیں جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں
 پڑے کہ کنوارے ہیں

والذین ہم لہم وجہہم حافظون
 (ج) صحابہ کی یہ صفت قرآن مجید میں باریں الفاظ ہے واللہ

۵۔ اتے وہ ہیں جو بڑے کے پیچھے جاتے ہیں جہاں
 کہیں وہ جاتا ہے

۶۔ بربط بالفاظ الذین یبشرون النبی الامی
 (ج) یہ صفت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے والسابقین

۷۔ اے خدا اور بڑے کے لئے پہلے پہل حو کے آدمیوں
 میں سے مول لئے گئے ہیں

۸۔ اولون من المهاجرین والا نصاریز باریں لفظ
 حدیث اختارہم اللہ لہ رسولہ

۹۔ (د) اور ان کے منہ میں مکر بیان کیا کیونکہ وہ
 خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں

۱۰۔ (د) یہ صفت قرآن مجید میں باریں الفاظ بیان ہوئی ہے
 ان الذین یغفون احوالہم عند رسول اللہ

اولئک الذین استحق اللہ لہم مغفرتہم للتقوی
 لہم مغفرتہ واجر عظیم

(۲) اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ
حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي
بِلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا
وَسَلَقُونَكُمْ بِكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ

اَلَا فَلَ تَرْجِعُوا بَعْدِي ضِلَالًا لَا يَضُرُّ
بَعْضَكُمْ رِقَابُ بَعْضٍ

(۳) اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ نَجَسٌ
قَدْحِي مَوْضُوعٌ

وَدَعَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ
وَاَنَّ اَوَّلَ دِمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دِمُ
ابْنِ دُبِيَّةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مَسْرُوعًا فِي
بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلْتُهُ هَذَا

وَرَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَاَوَّلُ رِبَا
اَضَعُ رِبَانًا رِبَا عِمَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلَبِ
فَاَزَلَهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ

رَبِّهِمْ نَاتَقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ - فَاَنكَحُوا
اَخَذَ تَمِيمُ بْنُ بَاهَانَ اللَّهَ وَاسْتَحْلَلَهُمْ
فَرَوْحُونَ بِكَلِمَتِ اللَّهِ وَكَلِمَةُ ذِيهِتِ
اَلَا يُوْطِنُ فَرَوْشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُونَهُ
فَاَنْ فَعَلْنِ ذَٰلِكَ فَاَضْرَبُوْهُنَّ ضَرْبًا

لوگو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری
عزتیں ایک کسر پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ
تم آج کئے کی اس شہر کی اس مہینہ کی جس کے
لوگو تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے
اور وہ تم سے تمہاری اعمال کی بابت سوال فرمائے گا
خبردار! میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک کسر
کی گردنیں کاٹنے لگو
لوگو جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے
نیچے پا مال کرتا ہوں

جاہلیت کے تلوک تمام جھگڑے ملیا میٹ بناتا ہوں
پتلا خون جو میرے خاندان کا ہو یعنی ابنِ دبیہ بن الحارث
کا خون جو بنی سعد میں دھپتایا تھا اور ہڈیل
نے اسے رازِ الا تھا میں چھوڑتا ہوں
جاہلیت کے رماز کا تو ملیا میٹ کر دیا گیا چلا سو
بنو خاندان کا جو میں بنا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب
سودے وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا

لوگو اپنی بیویوں کے متعلق اللہ ڈرتے رہو خدا کے نام
کی مڑاری کو تم نے انکو بیوی بنایا اور خدا کے کلام
سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے تمہارا
حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہاری بستر کو غمی کرے کہ
اس کا آنا تم کو ناگوار ہی نہ آئے دیں لیکن اگر وہ ایسا کرے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ سرفراز ہوئے تو اسی جگہ اس آیت کا نزول ہوا:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔

لہٰذا صحیح بخاری میں عمر بن الخطاب اب پر صومکاشفات باب ۴۱ جس کے ایک سے پانچ درس تک کچھ صفحہ پر درج ہیں پچھٹا درس اب درج کیا جاتا ہے۔

۶۔ اور میں نے ایک اور فرشتہ کو بھیجا کہ اسی لئے جوئے و بھاد کہ آسمان کے بیچ بیچ اور باہا تاکہ زمین کے سینے والوں اور سب قوموں اور فرقوں اور اہل بان اور لوگوں کو خوشخبری سنائے۔

یاد رہی وہ دلیو ہو پر صاحب ایم سے نے جنہوں نے طابان علم الہیات و افادہ عامہ کلیسا کیلئے تفسیر کاشفات لکھی۔ اور ترجمان ناچ سو سانی پنجاب کے شہر میں اسے چھپوایا ہے۔ اس درس کی تحت میں صفحہ ۴۱ پر رکھا ہے

جسٹانوں کا ایک فرد فرشتہ کسی کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں سو ایک ابدی انجیل کی پیشگوئی کا شفا و فرقہ کہتا ہے کہ یہ انجیل جواب ہمارے افسوس میں موجود ہے۔ اس ابدی انجیل کے سامنے عہد عتیق کی طرح مسخ ہو جائے گی اور اس انجیل سے ہر ایک انجیل نکلے گی میں نام ابدی انجیل ہو گا۔ وہ لوگ لفظ ابدی پر زیادہ زور دیتے تھے۔ ان کا مطلب تو یہاں اہم تھا۔ ہو پر صاحب کی رائے کے اندراج کا صرف یہ مطلب ہو کہ عیسائیوں نے

انجیل ابدی کے لفظ سے کسی دوسری کتاب کا نازل ہونا سمجھا ہے۔ الحمد للہ وہ قرآن مجید ہے۔ اور چونکہ یہ اکملت یوم الحج کو نازل ہوئی تھی اسلئے یہ حنا حارے نے میدان حج کے مکاشفہ کے وقت ہی اس ابدی انجیل کو لکھا

آسمانوں کے بیچ بیچ فرشتہ کے اڑنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم ان تمام ملکوں میں جو منطق البروج کے میدان خطہ کی تحت میں واقع ہونگے یعنی دنیا کے آباد اور متہذ ملک ان میں قرآن مجید کی منادی جلد پہنچ جائیگی۔ اور جو مالکہ قطبین کے قریب ہیں ان میں منادی دیر میں پہنچے گی۔

۷۔ لفظ آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کی جانب ہی اشارہ نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ اس اشارہ ہزاروں سال چیز کے زمانہ کی جانب ہے۔ اس آج کا مطلب سمجھنے کے لئے عہد عتیق و عہد جدید کی کتابوں کو

ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچویں کتاب استنساہ ہے اس کا آخری باب ۳۳ و ۳۴ میں ہے اس طرح شروع ہوتا ہے: وہ برکت ہے جو موسیٰ مرد خدا نے اپنے منے سے لگے بنی اسرائیل کو بخشی۔ اور اس نے

کہا کہ خداوند تمہارے آباؤ اجداد پر رحمت سے ان پر طلوع ہوا۔ انہیں ان ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ اس ہزار قدوس میں

ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ ایک انجیل تھی۔ ان کے لئے تھی عیسائی علیہ السلام کا بھی اتفاق ہے کہ یہ آئندہ کے لئے پیشگوئی ہے اور مسلمان بھی یہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے ہمد کے آئے والوں کو

منتظر و متین بنا کر انہیں اس حد تک پہنچائے ہیں۔ عہد عتیق کی آخری کتاب ملائکہ نبی کی کتاب ہے۔ جو حضرت موسیٰ سے

اور میں نے تمہارے لئے اسلام کا دین ہونا پسند فرمایا ہے۔

بیت المقدس صفحہ ۲۵۴ ۱۰۵۴ سال بعد جوئی اس کتاب کے آخری باب کا شروع اس طرح ہوتا ہے۔ دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کریگا اور وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو ناں عیسٰی کا رسول جس سے تم خوش ہو رہے ہو وہ اپنی پہلی میں ناگاہاں آویگا۔ دیکھو وہ یقیناً آویگا۔ رب الانوار فرماتا ہے۔ ملاک باب ۳۰ اس سے مسلم ہوا کہ عید عتیق کی آخری کتاب بھی ہم کو منتظر بنا کر ختم ہو جاتی ہے۔ اب عید زماں شروع شروع ہوتا ہے۔ جسے انجیل بھی کہتے ہیں۔ انجیل کو دیکھو حضرت مسیح نے اپنے سب کے آخری وعظ میں جس کے بعد اپنی امت کو انہوں نے کوئی وعظ نہیں سنایا، یہ الفاظ بیان کئے تھے۔

۱۲۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں انہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے؛

۱۲۔ لیکن جب وہ یعنی نوح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگا۔ اس لئے کہ وہ اپنی نزدیک کا لیکن جو کچھ وہ سنے گا۔ سو لے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔

۱۳۔ وہ میری بزرگی کریگا۔ دیکھو انجیل یوحنا۔ ۱۶ باب۔

ان حوالت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ توراۃ داخیل ہم کو مکمل نیائی تکمیل کے انتظار میں جیوڑ کر علیحدہ ہو جاتا ہے اور صرف قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جو اس انتظار کا خاتمہ کرتی ہے اور آخری شاہی فرمان الیوم اکملت لکم دینکم کا اعلان فرماتا ہے۔ آج کا لفظ ہزاروں سال کے منتظرین کو بشارت سناتا ہے اور تکمیل کی خوشخبری سے مسرور بناتا ہے۔ مامان طبقات الارض اور فاضلان سائنس جب آفرینش عالم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے ہیں تو کہہ کرتے ہیں کہ موجودہ عالم موجودہ حالت پر ہزاروں تغییرات کے بعد اور ہزاروں سال کے بعد پہنچا ہے گویا عالم کی جو موجودہ حالت ایسی کس معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بزرگ و بڑا کوئی نقشہ بھی تاحہ و ہم و حال تصور و گمان میں نہیں آ سکتا۔ یہ ہزاروں سال کی ترتیب و تہذیب کا نتیجہ ہے۔

پہلی ہی طرح ہم نہایت وثوق کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کا لفظ الیوم رات، بھی بتلا رہا ہے۔ کہ انسانی نسل کے لئے پسندیدہ ترین مذہب کی یہ مکمل صورت بھی سینکڑوں شخص المقام سادہ محض لائق شرف و تکرار اور محض لاجال و محکم کے بعد ہزاروں سال گزر جانے پر جلوہ آ رہی ہے، اور اب اس کا حق ہے۔ کہ وہ سب جگہ اور ہر ایک قوم، ہر ایک نسل، ہر ایک ملک میں ہر ایک شخص کو ابدی بشارت پہنچائے۔ ارحم الراحمین کے رحم و رحمانیت اور غفوراً و ودود کی غفران و محبت کی خوشخبری ہر ایک شکستہ دل گناہگار اور عامی شاہ کا کونستے سب کے لئے سلامتی اور برکت کے لئے ان کے کھل دے، مسکے لئے ابدی سرور اور رفوان ربانی کا منزل مقرر اور ان اسباب فراہم ہو جانے پر اعلان کر دے۔ کہ آج مذہب کی تکمیل ہو گئی۔ آج نعمت الہی کے بھرپور طوفان فرزندان آدم کے حوائے کر دئے گئے؛

ناظرین! میں حضرت مسیح کی مندرجہ بالا بیانیگی کے متعلق بھی اس جگہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس پیشگوئی کی بابت پیشہ کنی فاضلہ علی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ان میں جو صاحب اس پیشگوئی کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یوم النحر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ شتر اپنے ماتھے سے اور ۳ شتر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

حاشیہ نمبر ۱۵۹ بابت تسلیم نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کا طور مسیح کے ۱۲ حواریوں پر پختی
کست کے دن جس کا ذکر اعمال کے دوسرے باب میں ہے، ہوا تھا۔ اُس روز روح القدس حواریوں پر اتاری
تھی وہ مختلف دلیاں پر لٹے لگ گئے تھے، ہر ایک کے سر پر آگ کے زبانے چمکتے ہوئے سب کو نظر آتے تھے،
میں نے جواب دیا کہ پینتی کرسٹ کے دن جو کچھ ہوا اسے سینٹ پطرس ہم تم سے پہلے بیان کر چکا ہے، ٹھیک
اسی وقت جب کہ روح القدس سب حواریوں پر اور پطرس پر موجود تھی، اعمال کے ۲ باب کی ۱۴ اور ۱۵ اور ۱۶ اور ۱۷
پڑھو، ۱۸ اتب پطرس نے اُن گیارھوں کے ساتھ کھڑے ہو کے اپنی آواز بلند کی اور اُن سے کہا۔ اے
یہودی مردو اور یہو سکے سب پہننے والو یہ جاؤ اور کان جو میری باتیں سنو۔ ۱۹ کہ بیے جیسا کہ تم سمجھتے ہو نشے
میں نہیں کیونکہ ابھی پر دن آیا ہے، ۲۰ بلکہ یہ وہ ہے جو ایل بنی کی معرفت فرمایا گیا، پس جب سینٹ پطرس
روح القدس کی مدد سے بتلا چکا کہ پینتی کرسٹ کا خلق یو ایل (یونہ) یا یونس بنی کی پیشگوئی سے ہے، اور
کی پیشگوئی سے نہیں، تو اب کسی پادری کا کوئی حق نہیں رہا کہ اسے مسیح کی پیشگوئی سے متعلق بتائے، دیسل
تو ہر دست بیرونی شہادت تھی، اب آمدنی شہادت بھی جو خود مسیح کے الفاظ سے ملتی ہے، پیش کی جاتی
ہے:

۱۱۱ انجیل یوحنا ۱۶ باب کے درس ۱۲ کا مطلب یہ ہو، کہ جو بائیس مسیح نے نہیں بتلائی تھیں، آنے والا روح
حق وہ بائیس بتلائیگا، مگر پینتی کرسٹ کے دن حواریوں پر کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوئی،
۱۲ درس ۱۳ میں ہے، کہ روح حق ستمہ کی خبریں دیکھا کر مینتی کرسٹ کے دن روح القدس آئے اور نہ
حواری نے کوئی پیشگوئی نہیں کی،

۱۳ درس ۱۴ میں ہے، کہ وہ روح حق مسیح کی زندگی کیگا، پینتی کرسٹ کے دن روح نے مسیح کی بابت
ایک حرف بھی نہیں کہا، صاف یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق
واضح اور روشن ہے، اور اسکی تھوڑی سی وضاحت یہ ہے۔

اول مسیح علیہ السلام نے ۱۲ درس میں فرمایا ہے، میری اور بائیس میں، کہ میں کونوں پر اب تم انکی برداشت
نہیں کر سکتے، ایسی بائیس جو مسیح علیہ السلام نے بیان نہیں کیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں،
ہے شماریں، یہ بائیس زیادہ ترا حسانیات کے متعلق ہیں، مثلاً تفکری ذات اللہ، تفکری صفات اللہ، تفکری فعال
اللہ، تفکری ایام اللہ، تفکری الوت وما بعدہ، توحید فی العبادۃ، توحید فی الاستعانت، تنزیہ الحق تقدیس رب
صلی اللہ علیہ وسلم، شہادت عقائد عن النفس، بقا با حق، وغیرہ۔ ان کے بعد احوال قبر احوال حشر، ابواب بحاکہ میں،
ان کے بعد ابواب صانع اور ابواب ارتقاات ہیں، وغیرہ وغیرہ، انجیل میں انکی بابت یا تو بیان ہی نہیں ہے
یا کسی قدر بیان ہے، تو انجیل اور تفسیر کے نقاب میں مد پوش ہے،

دوم مسیح علیہ السلام نے ۱۲ درس میں فرمایا جو تیسری چائی کی، وہ بتائیگا، اسی کے موافق قرآن مجید میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فرج کئے، یہ قربانی مٹے پر کی گئی تھی؛

بیت المقدس ۲۶۰ ہے والذی جاء بالقدر، محمد وہ ہے جو ساری سچائی لے کر آیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے
يُحْلِلُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (محمد دنیا کو شریعت اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے) یہ ظاہر ہے کہ جو معلم شریعت و حکمت
دین اور اللہ کی مکمل تعلیم دیتا ہو ساری صداقت اور کامل سچائی اسی کے پاس ہوگی۔

مسیح نے اسی رس میں فرمایا ہے، وہ اپنی نہ کیے گئے لیکن جو کچھ وہ نے گا، سو کیگا۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں
بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف انہی الفاظ سے فرمائی ہے مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ
عَلَيْهِ شَدِيدُ الْغَوَىٰ محمد اپنی خواہش سے کچھ بھی نہیں بولتا۔ جو کچھ وہ سناتا ہے۔ یہ وحی ہے جو اس کے
پاس بھیجی گئی اور کامل طاقتوں والے نے اُسے سکھلائی۔

مسیح صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴ برس میں کہا ہے یہ میری بزرگی کریگا۔ چنانچہ تمام قرآن کریم اور احادیث پاک کی
کتاب میں ان الفاظ سے ملو ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مسیح کی بزرگی کی بابت لکھے، بہت سے یہودی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آئے تھے جو کہتے تھے کہ ہم لوگ آپ پر ایمان لانے کو تیار ہیں، مگر ہم مسیح کو سچا نہیں
مان سکتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرمادیتے تھے، کہ جو کوئی مسیح پر ایمان نہیں لاتا، وہ مجھ پر بھی ایمان نہیں لاتا،
اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہر ایک مسلمان مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور عظمت کا دل سے قائل ہو، ان پر ایمان رکھتا
ہے، ان کو پانچ اولوالعزم رسولوں میں سے ایک جانتا ہے، اس طرح ہر ۱۴ برس کو ہر مسلمان دنیا پر مسیحؑ کی شہادت
ہر وقت ادا کر رہے ہیں۔ حالانکہ اسلام سے پہلے عیسائیوں کے پاس ایک بھی یہودی گواہ موجود نہ تھا، اور اب بھی
مسلمانوں کے گواہ کوئی انکی شہادت نہیں دیتا ہے جس کو مریم صدیقہ کی پاکیزگی، مسیحؑ کی ولادت فوق ازادندہ اور
مسیحؑ کے معجزات کی تائید ہوئی ہو، عیسائی صاحبان غور کریں کہ یہ میری بزرگی کریگا، کا نظریہ اس سترہ کر
اور کیا متغیر ہو سکتا ہے۔

۱۴ برس کا ایک فقرہ دیکھا۔ مسیح نے بتلایا کہ وہ تمہیں زندہ کی خبریں دیگا۔
جن عیسائی عالموں نے قرآن کا موثبات کا مطالعہ نہیں کیا، وہ کہا کرتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے کوئی پیشگوئی نہیں کی، جب میں یہ بات ان میں سے کسی کے منہ سے سنتا ہوں تو ادھر اگلے فوس
ہوتا ہے کہ اسکی معلومات ہماری کتابوں کی بابت کس قدر کم ہیں۔ وہم تعجب ہوتا ہے کہ جب انہیں خبر نہیں تو پھر
ایسا دعویٰ کرنے کی جرأت وہ کیوں کرتے ہیں، اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر اس جگہ غفلت رکھنے
لگوں تو بے شک خود ایک کتاب بن جائے، اسلئے میں انشاء اللہ تعالیٰ اسکی بابت کبھی غلطی نہ لکھو، اس جگہ
مختصر طور پر ذکر کرنا اسلئے ضروری ہے کہ درس ۱۳ کی تشریح اور حضرت مسیحؑ کے توفیق کی تعریف جو جوائے،

پہلی پیشگوئی، اہل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کے سخت دشمن تھے، انہوں نے اسلام اور
مسلمانوں کے یلہ امت کرنے میں ہر ایک ممکن کو شش پورے زور سے کی تھی، انکی ہدایت ایسی تھی کہ انکی
نہی کہ کوئی وجہ ایسا قیاس کرنے کی نہ پائی جاتی تھی، کہ یہی لوگ ایک دن اسلام کے خادم مسلمانوں میں سے بھائی

جو ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے قربان گاہ چلی آتی ہے۔ قربانی سے فارغ

بقیہ حانیہ صفحہ ۲۶۱ | بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کے فدائی ہو جائینگے، لیکن قرآن مجید سے پہلے سو یہ پیشگوئی مگر دینی تھی،
 دو تعلقوں بنا کہ بعد حین وہ اسلام کی صداقت کو کچھ عرصہ کے بعد ضرور جان لینگے، اس پیشگوئی کا ظہور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں ہی ہو گیا۔ اور سب اہل کسلسان ہو گئے تھے، جن میں قابل ذکر علیہ
 جیسے بھی تھے، جو جنگ احزاب میں مسلمانوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوا تھا۔ اور عمرو بن العاص جیسے بھی جو مسلمانوں
 کو قید کرانے کے لئے شاہ حبش کے پاس گیا تھا اور عثمان بن ابولطعمہ جیسے بھی جو بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کو عبادت
 کے لئے کعبہ کے اندر گھسنے نہ دیتا تھا، وغیرہ وغیرہ:

دوسری پیشگوئی عرب کے قائم الود جلیل ام ابیہ نے اسلام کے جھٹلانے پر اتفاق کر لیا تھا، بت پرست
 جو سب صابئی، یمنی، یسائی، یہودی، ارجے آپس میں سخت اختلاف رکھتے تھے تاہم وہ سب بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کے
 جھٹلانے، اسلام کو پامال کرنے پر متفق تھے۔ کوئی علامت ایسی نہ تھی کہ ایسے مختلف دعاوی مختلف خواہشات
 والے یہ نکر اسلام کی صداقت نہانے والے بن جاؤینگے، مگر قرآن مجید نے یہ پیشگوئی کر دی تھی سنہ ۵ھ
 ایسا تنافی الا فاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق، ہم ان کو جلد ہی اپنے نشانات ان کے
 گرد و پیش اور خود ان کے اندر بھی ایسے دکھلائیں گے کہ ان پر یہ بات، بخوبی روشن ہو جائیگی کہ اسلام
 سچا ہے۔ یہ پیشگوئی اپنی پوری طاقت سے ظہور میں آئی۔ اور بنی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی مبارک
 زندگی میں عرب کے ہر ایک نہ سب ہر ایک قبیلہ نے اسلام کی سچائی کو سمجھا دیکھا۔ جانا۔
 اور اس پر ایمان لایا:

تیسری پیشگوئی۔ ایرانی سلطنت روحی سلطنت کے متحجہ جنگ کر رہی تھی، رومیوں کو شکست ہوئی
 ایرانی آتش پرست تھے، رومی اہل کتاب عیسائی تھے، ماریا یوں کہ بت پرستان مکہ کو اور رومیوں کے مسلمانوں کی طعنا
 قطعاً ہمدردی تھی، جب عیسائی سلطنت کو شکست ہوئی، تو مکہ کے بت پرست خوب اچھلے کودے۔ اور اپنے لئے
 بھی فال لینے لگے، کہ ہم بھی مسلمانوں پر اسی طرح غالب ہو جائینگے، مسلمان نہایت دل شکستہ ہوئے۔ قرآن
 پاک نے پیشگوئی کی، غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم یتغلبون فی بضع سنین
 عیسائی اپنے ملک کی سرحد پر غلبہ ہو گئے ہیں، مگر وہ جلد چند سالوں کے اندر اپنے دشمنوں پر غالب آجائینگے،
 جہاں ایک انسانی عقل و تجربہ کا دخل تھا، جہاں تک موجودہ قرائن و نتیجہ نکالاجا سکتا تھا، پیشگوئی کا کسی یقین
 نہ تھا، تاہم کیونکہ عیسائیوں کو ایسی شکست ملی تھی، کہ چند سال کا قودہ پپ بھی نہ سکتے تھے، الیٰ بنی غلبت نہا
 شوخی سے قرآن کے جھٹلانے کے لئے اشتہار دیا کہ اگر پیشگوئی سچی مچلی تو میں ۳۳ شتر بارہا دیکھا، اور اگر غلط
 نے اظہار صداقت دین کیلئے اس کو شتر بارہا لگائی، نزول آیت سے آٹھویں سال تک دھجی ہوا، جو قرآن مجید
 بتلاتا تھا، ابو بکر صدیق نے شرط لی تھی، یہ وہ پیشگوئی ہے جس کی یہ سلطنتیہ و ایران کی تاریخوں کو بھی قوت
 یہ یاد کرنا چاہئے کہ زبان عرب میں لفظ یقین و کائیوں پر دولا جاتا ہے۔ ایک سو کنگ شمار اس میں شامل ہوتا ہے

ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں آئے اور طواف افاضہ ادا کیا:

جبکہ تاریخ صفحہ ۲۶۲ چوتھی پیشگوئی نبوہ کا بعد لائی ہوئی تھی کہ آٹھارہ سو کافروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چڑانے کھانے کے لئے کننا شروع کر دیا کہ محمد کا خدا اُس سے روٹھ گیا۔ مجھ کو اُسے چھوڑ دیا۔ اس واقعہ پر خدا کو حکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کیلئے اترنا اُس میں ایک پیشگوئی بھی کی گئی ہے۔ اور فرمایا گیا: ولا خیر لک من الاولیٰ آپ کا بھلا زمانہ پہلے زمانہ سے بہتر و اعلیٰ ہو گا۔ وحی کے متعلق اس پیشگوئی کا ظہور دیکھو۔ وہ مدنی سوتیس ہیں جن میں البقرہ آل عمران۔ ائمہ انعام بھی ہیں جو ان احکام و اسرار و فضائل تفصیل ان سورتوں پر فروغیت رکھی ہیں۔ جو کہیں جن میں صرف عقائد نہ دیے جالی حکام ہیں۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہم ترقی کرتے رہینگے۔ اور آپ کی کامیابی کا ظہور مسلسل ہونا رہیگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی اس پیشگوئی کی مصداق اور مصدق ہے یہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی نبی نہ کی کی بات ایسی صریح پیشگوئی دشمنوں کے سامنے عین معاوضہ و متبادل کے وقت سیکھتا جب تک کہ وہ مؤیدین اللہ نہ ہو جو کہ لفظ آخرہ اُس آئندہ زندگی کی نسبت بھی بولا جاتا ہے۔ جس کا نام یوم الحسام ہے ہو گا۔ اسلئے مسلمانوں کا ایمان اس پیشگوئی کی نسبت اسی سے چکے ترک ہے یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت شرف پورا ظہور اُس عالم میں جلال عالم پر ہو گا۔ اور جو کہ دنیاوی زندگی میں اس پیشگوئی کی صدا کا ظہور فقط بلفظ ہوتا رہا ہے اسلئے مسلمانوں کا مندرجہ بالا اعتقاد ایک صحیح و مضبوط بنیاد پر ہے۔

پانچویں پیشگوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کا انتقال ہو گیا تھا۔ دشمن خرمیاں مٹانے لگے کہ اب محمد کا نام لیا بھی نہ رہا تھا۔ انجیل نے اس بارہ میں پیشگوئی فرمائی: انا اھبطینک الکوفۃ فرمایا: انا اھبطینک الکوفۃ کا لیتا ہوا کا پتہ۔ اگر کوئی لفظ کثرت سے مبالغہ کا معنی ہے اس میں وہ جملہ علیات و انعامات ظاہری و باطنی بھی شامل ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے تھے یا جنت میں لینگے۔ جن میں سے ایک عوض کو شری بھی ہے۔ نیز امت محمدیہ کی وہ عظیم نشان و قدوم کی ماسی لفظ کے اندر شامل ہے جو دن میں بیسیوں بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر برکت بھیجتی رہے آپ کی صداقت کی شہادت دیتی نہ حضور کے نام نامی ماسم گرامی کی دنیا میں اشاعت کرتی ہے اور دنیا کا کوئی بر اعظم کوئی ملک کوئی صوبہ مسلمانوں سے خالی نہیں۔ اس کے بالمقابل ان شہنشاہ خدا کا نام ایسا ملیا یہٹ بڑا۔ کہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ یہ پیشگوئی آج بھی پوری صداقت کے ساتھ دنیا کے سامنے اپنا درجہ بھلا رہی ہے۔

چھٹی پیشگوئی مسلمان مکہ سے باہر کالے جلتے تھے۔ وہ بے خانماں و بے ساز و سامان تھے۔ تمام مکہ دشمن تھا۔ اور پھر معلوم ہوتا تھا کہ اب یہ لوگ جلد دنیا سے فنا ہو جائینگے۔ اُس وقت قرآن مجید نے اہل پیشگوئی اعلان کیا: وعدنا للذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ فذات میں روایاتوں۔ ایک عمل لالوں کو وعدہ کرتا ہے کہ انہیں انافض کا خلیفہ بنایا گیا۔ جیسا کہ خدا نے تم سے پہلے لوگوں کو دیا۔ ان کا خلیفہ بنایا۔ مسلمانوں سے پہلے جو قوم خدا کی برتری

قربانی اور طواف میں سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

قریبیہ صفحہ ۲۶۳ قدامت کمالی تھی وہ نبی ہر ائیل میں الارض وعدہ کی زمین ہے جس کی بابت ابراہیم و اسحق و یعقوب و موسی و داؤد علیہم السلام کے ساتھ خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنی تک فرزند ان ابراہیم کو دی گئی ہے کتاب پیدائش ۱۲ باب ۷ درس حضرت ابراہیم کے بعد اس وعدہ کا طوطا بنی اسرائیل کے ساتھ ہوتا رہا۔ ہزاروں سال تک وہی اس میں کے مالک حاکم رہے۔ قرآن مجید نے اس آیت میں بتلایا کہ اب وہ وعدہ پورا کی وہ سری شاخ یعنی مسلمانوں کے ساتھ پورا کیا جاویگا۔ اس پیشگوئی نے ہزاروں سال کی ہسٹری کو بدل دیا اور شام کا ملک ابو کبر و عثقی کی خلافت میں رہن کی خلافت کا اس آیت میں ذکر وعدہ ہوا ہے مسلمانوں کو مل گیا۔ آج تیرہ سو برس کی تاریخ اس پیشگوئی کی صداقت کو تسلیم کر رہی ہے۔ اور ہر ایک انکار کرنے والے کے لئے ایک یقین و روشن علامت موجود ہے کہ شام کا ملک کس کے پاس ہے اور خدا نے زمین و زمان اپنا ابدی و حتمی وعدہ اب کس قوم کے ساتھ پورا کر رہا ہے۔

ساتویں پیشگوئی خواص مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے مسلمانوں میں جن قبائل کے معاہدے تھے وہ مخالفین کی تعداد و طاقت کثرت و شوکت دیکھ کر مسلمانوں کی مدد کرنے سے ہٹ بیٹھے تھے۔ رب کریم نے نہر غیبی سے مسلمانوں کو دشمنوں کے حملہ سے بچایا۔ تب ہر قوم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور قصص خدا کی معافی کی درخواست پیش کی۔ ان کے لئے قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا استدعوا الی قوم و علیہا سبیل اللہ فالتواہم اویسلوہن اچھے نہیں کرنا۔ ایک زیادہ طاقتور قوم کے مقابلہ کے وقت بلایا جائیگا۔ ان سے جنگ ہوگی۔ باوہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اگر نہ اس وقت وہ دو گے تو یہ قصور معاف ہو جائیگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے بعد سلطنت ایران جنوی عرب پر اور سلطنت قسطنطنیہ شمالی عرب پر اپنی سابقہ حکومت کو بحال کرنے کی تدابیر اختیار کرنے لگی تھیں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قیام و حفاظت کے لئے ان طاقتوں کو کمزور کر دیا۔ ناصروں کے حملے پہلے سلطنت قسطنطنیہ کے ساتھ عراق و شام میں اور پھر سلطنت ایران کے فتح فارس و خراسان میں۔ ہزار آرمائی و جنگ جوئی کی نوبت آئی۔ ان لڑائیوں میں عرب کی وہ سب قومیں جو پہلے مخالفین کا نام پا چکی تھیں اور جنکی قصصی خدمت کی معافی کو قرآن نے آئینہ ابد پر قیام رکھا تھا شامل ہو گئی تھیں۔ اس آیت کے ساتھ اب یہ آیت بھی پڑھ لینی چاہئے وید کہ اللہ مغاۃ کثیرا و تاخذ و نہا فجعل لکم ہذہ... و اخیری لہ تقدرا و اعلموا انہذا احاط اللہ بجانہ تم مسلمانوں کے تجھت بڑی بڑی غیبتوں کا وعدہ کیا ہے ان میں سے یہ کہ غیبت ہو جو جلد ہی سہل گئی ہو پھر فرمایا اسکے سوا غیبتیں ہیں جن کے ماحصل کرنے کی تم مقرر شدہ نہیں مگر خدا نے ان پر احاطہ کر لیا ہے۔ ممالک بالائیں مسلمانوں کو فتوحات عظیمہ حاصل ہوئیں۔ قرآن کی پیشگوئی سچ ہو جو پوری ہوئی۔ زما متعصرین خدمت کو فی الواقع آزمائش کا دوسرا موقع ملا۔ ۲۴ مسلمانوں کا جبریل غفلتوں سے پالا پڑنے کا حقیقت وہ بڑی محسوس و زبردست تھیں۔ ۲۴ اس مقابلہ کا انجام دہی نکلا جو قرآن مجید نے بتلایا تھا جو سننے والے کو ہتایا۔ تھے اور مسلمانوں کو خوشامغلیہ مغائے کثیر ملے۔ جو محتجب سے ملے وہ تحقیق سے مسلمان ہو گئے۔

حج سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد وقتاً ثانیاً کی تنظیم حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام کے شش ہدی کا اجماع کفار کے مشرکانہ رسوم کا ابطال، توحید خالص کا اعلان، تعلیم اسلام کی اشاعت عامہ تھا چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس حج میں آخری تبلیغ فرمائی تھی اس لئے اس حج کا نام حجۃ البلاغ بھی ہے اور چونکہ اس حج میں آنحضرتؐ نے امت کے کلمات ترویج فرمائے تھے اس لئے اس کا نام حجۃ الوداع بھی ہے۔

آنحضرتؐ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم الشان کامیابی ایک لاکھ چالیس ہزار بارگاہ بندہ کے سامنے توحید کی تعلیم عمل اور ابلاغ و الوداع کے بعد مسرور و متوج مریض طیبہ کو روانہ ہوئے۔ راہ میں بریدہ لٹی نے علی مرتضیٰؑ کی نسبت کچھ شکایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

بقیہ ص ۲۶۵ ساتھ انجیل میں دی گئی ہے۔

باب ۶۰۔ قہار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہو گئی، بیٹھ کے ہند سے تیری خدمت میں پہنچاؤں، میری سفار کی واسطے میرے پہنچنے پر پہلے بادیئے اور میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا، میں ناخداؤں میں بیٹھ کر ایت، اوتید اور حضرت اسخیل کے بیٹوں کا نام ہے، دیکھو کتاب پیدائش ۲۵ باب ۱۳ اور انجیل قریش قیداری اولاد میں، اور دیگر ائمہ قبائل نبوت، زمینہ نابوٹ، نہایت یہ سب ایک ہی نام کے شجرے ہیں، کی اولاد ہیں، اس فقرہ میں خدا پاک نے بتلایا ہے کہ جو کچھ تمام قبائل اس وقت قربانی کر چکے۔ اس درس میں قربان گاہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مذبح بتلایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہ قربان گاہ ہے جہاں کی قربانی کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور اسی جگہ کو قدیم سے قربان گاہ مقبول الہی ہونے کا شرف حاصل ہے، اس کے بعد فقرہ یہ ہے کہ میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا، واضح ہو کہ شوکت کا گھر ترجمہ لفظ "بیت الحرام" کا ہے۔ اول اللہ پاک نے بھی کعبہ کا یہی نام قرآن مجید میں بتلایا ہے، جعل للہ المکعبۃ البیت المحرم قیاماً للذین اس ترجمہ اللہ کے کعبہ کو شوکت کا گھر بتلایا ہے تاکہ مخلوق آکر وہاں قیام کرے، قبائل عرب کے نام، منے کا پتہ، یعنی اور بیت اللہ کا ساتھ ساتھ ذکر یہ ایسی باتیں ہیں جو پیشگوئی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے ساتھ خاص کرتی ہیں، یسعیاہ کے ۶۰ باب کی ایک ۶۹ ورس ہم اسی مضمون کے شروع میں دیکھتے ہیں، اب شروع باب کو ملا کر پڑھو۔ درس ۵ میں میان یعقوب و سبائے نام بھی ہیں۔ اور یہ سب قبائل حج میں موجود تھے، درس ۵ میں سبائے کو تورا اور یوبان لئے کا ذکر ہے۔ سبائے ملک میں ہی کا نام ہے، کیونکہ سبائے ہی اسے آباؤ کیا تھا، جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا ہے، علی مرتضیٰؑ اس سال میں کے حاکم و مبلغ تھے۔ وہ حج کے لئے یمن سے سیہ سے مکہ کو آئے تھے اور ملک سبائے میں کا ذکر حصول انہوں نے اسی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا، یہ ایسی صاف پیشگوئی ہے کہ ہمارے پیشینہ صبا کی درست کوئی صحیح تاویل اس کی نہیں کر سکتے۔

تک پہنچائیں، شکایات کا تعلق حضرت علی مرتضیٰ کے چند افعال سے تھا، جو حکومت میں
میں جناب مرتضوی سے تقسیم غنیمت وغیرہ کے متعلق صادر ہوئے تھے۔

خطبہ غدیر وحیقت شکایتی بنیاد پر یہ نہ کا قصور لہم تھا، اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خم غدیر پر ایک فصیح خطبہ پڑھا، اور اس خطبہ میں اہل بیت و انوار علیہم کی شان
و منزلت کا اظہار فرمایا، اور علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کا ماتھے پر کرا کر فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَا
فَعَلِيٌّ مَوْلَاہُ، جس کا میں مولیٰ ہوں، علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔

اس خطبہ کے بعد غزوات و فوجوں نے علی مرتضیٰ کو اس شرف کی مبارکباد دی، اور بریدہ نے
بقیۃ عمر علی مرتضیٰ کی محبت متابعت کو پورا کیا، بالآخر یہ بزرگوار جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے۔
سالہ ہجری مقدس یہ وہ سال ہے جس میں خدا کے رسول نے حق رسالت ادا کرنے کے بعد اپنے بھیجے

والے کی جانب معاودت فرمائی، انتقال کو ۶ ماہ پہلے اس سورۃ کا نزول ہوا تھا
اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ
النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ
كَانَ تَوَابًا
جب خدا کی مدد اور فتح پہنچ گئی اور تو نے لوگوں کو
فوج در فوج دین الہی میں داخل ہوتے دیکھ لیا، تو
اب اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید و استغفار کر
کیونکہ وہی ہے جسکی طرف بازگشت ہے۔

اس سورۃ کے بعد چند بار خصوصاً جمعۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں خدا کے رسول نے اہم
کہدیا تھا، کہ میں بغیر قرب دنیا سے چلا جانے والا ہوں، آیت اَمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کے نزول کو
یہ مطلب بھی واضح ہو گیا تھا، کیونکہ نبی اللہ نے فرمایا تھا، کہ میں اسلئے مبعوث ہوا ہوں، کہ
مکرم اخلاق اور محاسن اعمال کی تکمیل کر جاؤں، اور یہ آیت ظاہر کرتی ہے، کہ وہ مقصد
پورا ہو چکا، تب نتیجہ بھی ہونا چاہئے، کہ کامیابی کی سمرت اور فیروز کی خورسندی کے ساتھ
آپ اس عالم سے سدھار جائیں، اور رفیق اعلیٰ کی فاقیت سے بہرہ ور کی کا حفظ و افراتھائیں۔
آخری رمضان میں ۶۲ یوم کا اعتکاف کیا تھا، حالانکہ ہر سال ۱۰ یوم کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

اور پیاری بیٹی فاطمہ سے اسکی وجہ بھی یہی بتلائی تھی کہ میری موت قریب ہو کر شروع ماہ صفر میں خدا کے نبیؐ نے سفر آخرت کی تیاری بھی شروع کر دی، ایک ماہ پیشتر جلد مہاجرین و انصار کو جمع فرمایا اور خطبہٴ اہل ان کو سنایا:-

لوگو! مرحبا، خدا کی سلامتی و حفاظت نصرت تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہیں نعمت دے، ہدایت اور توفیق عطا فرمائے، خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے، آفات سے بچائے، اور تم کو سلامت رکھے۔
 میں تم کو تقویٰ کی اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں، اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، اور تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں، اور تم کو عذاب الہی سے ڈراتا ہوں، اور خیال کرتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراتے رہو گے، تم کو لازم ہے کہ سرکشی، تکبر، بڑھ کھلنے کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں پھیلنے دو، آخرت کا گھڑا اسی کیلئے ہے جو دنیا میں بڑ بڑ نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے، ابھی عاقبت صرف متقین کی ہے، فرمایا، میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو حاصل ہونگی، مجھے یہ ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے، لیکن ڈر یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ، جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں!

آخر میں فرمایا، سلام تم سب پر، اور ان سب پر جو آج سے لے کے قیامت تک اسلام کی رسالت سے میری بیعت میں داخل ہوں!

چند روز کے بعد خدا کا نبیؐ کوہ احد پر تشریف لے گیا، اور شہداء احد کے گنج شہیدان پر الوداعی نماز پڑھی، پھر مدینہ کے گورستان میں سو گان بقیع پر دعا کیلئے آدھی ات تشریف لے گئے، اور دعا فرمائی، ہر دو جگہ اِنَّا بَکُمْ سَاحِقُونَ کا جملہ پڑھا، گویا ان کو خردہ تشریف آوری سنایا تھا، چند روز کے بعد ۲۹ ذی الحجہ صفر کو بیماری کا آغاز ہوا، سخت درد سر اور تپ شدید تھی!

ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ جو رومال خدا کے رسولؐ سے سر سے باندھ رکھا تھا، میں نے اسے ہاتھ لگایا، بدن سے سینک آتا تھا، بدن ایسا گرم تھا کہ میرے ہاتھ کو برداشت نہ ہوتی

لے سلم بن عقبہ بن عامر بالمعنی! لے سلم بن عقبہ بن عامر بمعنی بخاری کتاب المغازی! ۱۰

بسم اللہ

آخر فرمائی

اداکیا گیا پھر لوگوں نے اپنے اپنے حق میں ہند کے نبی کو دعا اور برکت حاصل کی۔
 بیماری کے ۴۷ دنوں میں سے گیارہ دن تک مسلمانوں کو اللہ کا رسول خود نماز پڑھاتا
 رہا، گیارہویں دن عشا کی نماز کے وقت مسجد میں جانے کی مین فہ آمادگی اور تیاری کی۔ او
 تینوں ہی دفعہ وضو کرتے ہوئے بیہوش ہو گئے، آخر فرمایا کہ ابو بکر نماز پڑھائے جب
 ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر کھڑے ہوئے تو ان پر اور صحابہ پر ایسی بخت
 طاری ہوئی کہ رونے کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان تک پہنچی، اس وقت
 طبیعت میں کچھ سکون ہوا، اسلئے پھر مسجد میں تشریف لے گئے، اور ابو بکر کے برابر بائیں
 ہاتھ بیٹھ کر نماز پڑھائی، اور نماز کے بعد پھر فرمایا۔

”مسلمانوں میں ہمیں خدا کے سپرد کرتا ہوں، خدا کی پناہ و نگہداشت اور نصرت کے حوالے
 کرتا ہوں، خدا تم پر میرا خلیفہ ہے، تمہارے تقویٰ اور حفظ طاعت سے وہ تمہاری نگرانی فرمائے گا
 بس میں اب دنیا سے علیحدہ ہونے والا اور اسے چھوڑ دینے والا ہوں۔“

گھر میں جو کچھ بھی تھا، وہ راہ خدا میں دے دیا گیا، اور سلاحت مسلمانوں کو بہ فرمائے۔
 جنات کی صبح کو انتقال ہوا ہے، اُس روز چراغ کا تیل حضرت عائشہؓ نے ایک پڑوسن کے
 عاریتاً منگوا یا تھا، اہلبیت نبویؐ کے پاس دنیا کا اتنا سامان بھی باقی نہ تھا، اور زہ نبویؐ
 ایک یودی کے پاس ۳۰ صاع چوہیں گر رکھی ہوئی تھی۔

آخری دن خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حجرہ مبارک کا پردہ ہٹایا، جو
 مسجد کی طرف پڑا ہوا تھا، دیکھا، صغیں درست ہیں مسلمان نماز میں، تھوڑی دیر
 تک اس پاک نظارہ کو جو حضور کی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا، ملاحظہ فرمایا، اسے دیکھنے سے چہرہ
 پر بشارت اور ہونٹھوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی۔

صحابہ کا شوق اور اضطراب کے یہ حال ہو گیا تھا کہ چہرہ مبارک کی طرف ہی متوجہ ہو جائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارہ سے انہیں تسکین دی۔ اور آگے بڑھے اور صبح کی نماز ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقتدی بن کر ادا فرمائی، اس نماز کے بعد پھر دنیا میں آنحضرتؐ پر دوسری فرض نماز کا وقت نہیں آیا۔

نزع کی حالت طاری ہوئی تو پانی کا ایک پیالہ سرمائے رکھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہاتھ ڈالتے۔ اور چہرہ پر پھر اچھالتے تھے، چہرہ مبارک کبھی سرخ، کبھی زرد، پڑ جاتا تھا، زبان سے فرما رہے تھے: لا الہ الا اللہ۔ ان للہوت سکرات، اسی حالت میں فاطمہؑ سے فرمایا: بیٹی یہی تو شکندہ لذات، قاطع آرزو کا، شہوات، مغربی جماعات، بیوہ گردانہ زوجات، تنہیم کنندہ بنین و بنات ہے، فاطمہ بول رہی ہیں: تو دست مبارک ان کے آسوا پاک کئے، فرمایا: نہیں، رو، نہیں، پھر حسن حسین علیہما السلام رسید اشباب اہل الخبت، کو بلایا، وہ مانا کا یہ حال دیکھ کر رونے لگے، آنحضرتؐ نے دونوں کو چومنا اور انکی احترام کے بارہ میں وصیت فرمائی، پھر رواج کو بلایا، اور نصاب فرمائیں، پھر علی مرتضیٰ کو بلایا، انہوں نے سر مبارک اپنی گود میں لے لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرتے تھے اور تعف مبارک علیؑ کے چہرہ انور پر پڑ رہا تھا، علیؑ سے فرمایا:

”لو نطی غلام کے بارہ میں خدا کو یاد رکھو، انہیں خوب کھلاؤ، خوب پہناؤ، ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو، فرمایا: علیؑ، خوب سبر و شکیبہ رہو“

حضرت علیؑ باہر چلے گئے، تو عائشہ طیبہؓ نے سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا، عبد الرحمن بن ابی بکر آئے، ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی، وہ مسواک بھی کی، اس کے بعد زبان مبارک سے نکلا: الصلوٰۃ، الصلوٰۃ، وما ملکت ایمانکم، نماز نماز، اور لو نطی غلام کے حقوق، پھر فرمایا: اللہم الرفیق الاصلی، اے خدا برترین رفیق، عایشہ صدیقہ کبریٰؓ ہیں، کہ پھر آنکھ کی پتلی

لحم بخاری عن ابن عمر بن مالک باب مرض النبی ص ۶۱۔ سے رسائل اسکان اردو مولانا بھرا العلوم۔

لحم بخاری عن عائشہؓ

لحم بخاری عن عائشہ ص ۶۱۔

جس نے ہمیشہ پیسے، استقامت، استقلال و نفس کے ساتھ محاربہ کیا،

جس نے منہیات کو ذرا بھی نہ کھا، التفات سے نہ دیکھا،

جسکے ضمیرِ نبوی کے امن پر مخالفین کے ایذا و ضرر کا ذرہ بھی غبار نہ بیٹھا

جس نے بزدل احسان کے دروازے پر باغ و آفتاب جہاں پر کبھی بھی بند نہ کئے،

آہ جس کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے،

جس کی پیشانی انور کو زخمی کیا گیا،

وہ جس نے کبھی دو دن برابر نان جو میں سیر ہو کر نہ کھائی،

راج دنیا سے رخصت ہو گیا،

خبروات و صحابہ سیرتِ حیران، دیوانہ و سرگردان بن گئے، کوئی جنگل نہ کھانکا

کوئی ششدر ہو کر جہاں تھا وہیں رہ گیا، عمر فاروق کا یہ حال تھا کہ انہیں یقین ہی نہ

آتا تھا کہ خدا کے رسولؐ نے امتثال فرمایا،

ابو بکر صدیقؓ نہ گھڑیں گئے، بلخ انور کو دیکھا، منہ سے منہ لگایا، پیشانی کو

چوما، اور پھر آنسو بہائے، زبان سے کہا، میرے پدر و مادر حضور پر نثار، واللہ انہما

آپ پر دو موتیں وارد نہ کرے گا، یہی ایک موت تھی، جو آپ پر لکھی ہوئی تھی، پھر چار برس

آخر وفات پر آیات کے اعلان کا خطبہ پڑھا، فرمایا،

اٰمابعد۔ فمن كان منكم يعبد محمداً جو کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا تھا وہ مسلمان ہے، کہتے

فان محمداً اقدم مات ومن كان منكم کہ گئے، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا

يعبد الله فان الله حي لا يموت وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ دائم و شیشہ نہ ہے، اللہ تعالیٰ

لا یموت، واضح ہو کہ مدت قیام نبویؐ بعالم نبوی۔ بائیس ہزار تین سو تیس دن چھ

گھنٹے ہے، اور مدت قیام یہ تبلیغ رسالت آٹھ ہزار ایک سو پچیس دن ہے، محمدؐ سلیمان،

۸۱۵۶ -

لے صحیح بخاری عن عائشہؓ،

قال الله وما محمد الا رسول قد خلت
من قبله الرسل - افان مات او
قتل انقلبتم على اعقابكم ومن
يتقلب على عقبيه فلن
يضر الله شيئا - وسيجزي الله
الشاكرين

فرمایا ہے محمد بھی تو ایک رسول ہیں، اُن سے پہلے بہت
رسول بھیجے ہو چکے ہیں، اگر آپ کو محمد نے وفات
پائی یا شہید ہوئے تو تم لوگ اُلٹے پائے بھاگے اگر
بالفرض کوئی شخص پیچھے بھی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کو
کیا ضرر پہنچا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو شکر گزار
اسلام کے ہے، لوگوں کو انکی جزا عطا فرمائے گا

علی رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے وقت یہ کہہ رہے تھے:-

بالی انت وامی لقد القطع بموتك
ما لم ينقطع بموت غيرك من
النبوّة والانباء واخبار السماء
خصصت حتى صرت مُسليماً
عمن سواك وعممت حتى صار
الناس فيك سواءً ولولا انك
امرت بالصبر ونهيت عن الجزع
لا نفذنا عليك ما المشئون
ولكان الداء ماطلاً والكمد
محالفاً وقللاً لك ولكنه ما عمالك
رده ولا يستطاع دفعه - بالی انت
واُمّی اذ کسرنا عند ربك وجعلنا
من بالک

میرے مادر و پدر آپ پر قربان، آپ کی موت سے وہ
چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی موت کو نہ لیتی تھی
یعنی نبوت اور اخبارِ غیب اور وحی اُن کے آسمانی کا
خاتمہ ہو گیا، آپ کی موت ایسا صدمہ عظیم ہے کہ اب
سب مصیبتوں پر دل سرد ہو گیا ہے، اور ایسا عالمِ دہ
ہے کہ سب لوگ اس میں یکساں ہیں، اگر اپنے صبر کیلئے
حکم دیا ہوتا، اور رونے دھونے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو
ہم آتشوں کو آپ پر بہا دیتے، پھر بھی یہ دردِ علاج
اور یہ غمِ زوال ہی ہوتا، اور پھر بھی اس مصیبت کے
مقابلہ میں یہ حالت کم ہوتی، اس غم کا علاج نہیں
اور یہ مصیبت جانے والی ہی نہیں، میرے مادر و پدر
قربان پر درد کا رکے ہاں ہمارا ذکر فرمانا اور ہم کو
اپنے دل سے بھول نہ جانا۔

وہ لفظ کی تقریر وقتِ نسل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا! پہلے کنبے والوں نے پھر
مردوں نے پھر عورتوں نے نماز پڑھی! اس نماز میں امام کوئی نہ تھا۔ حجرہ مبارک چونکہ
تنگ تھا! اس لئے دس دس شخص اندر جاتے تھے! جب وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آتے
اور دس اندر جاتے تھے! یہ سلسلہ لگاتار جاری رہا۔ اسی لئے تدفین مبارک شب چار
شعبہ کو (قریباً ۳ گھنٹہ بعد از انتقال) عمل میں آئی! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی جانی تھی:-

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِیْمًا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا بَلِّغْ وَسَلِّمْ صَلَوةَ اللّٰہِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ۔ وَالْمَلَائِکَةُ الْمُقَرَّبِیْنَ
وَالنَّبِیِّیْنَ وَالْقِدِّیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ وَمَا سَبَّحْتَكَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَامَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
الشَّاهِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیْ بِاَدْنٰکَ السَّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ

بَاب

(خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم)

جو واقعات لکھے جا چکے ہیں۔ اُن سے مختصر طور پر اُن مشکلات کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے
جن کا سامنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کے اظہار! اپنی تعلیم کی اشاعت! اور اُن تعلیم
کے قبول کرنے والوں کی حفاظت میں کرنا پڑا!

ایک ایسے ملک میں جہاں کوئی حکومت اور قانون نہ ہو۔ جہاں خونریزی اور قتل معمولی بات
ہو جہاں کے باشندے وحشت اور غارتگری میں درندوں کے مشابہ جمالت اور لای عقلی میں

انعام سے بدتر ہوں، ایک ایسے دعویٰ کا پیش کرنا جو تمام ملک کے نزدیک عجیب اور جملہ قبائل میں مخالفت کی قوری آگ لگا دینے والا ہو، کچھ آسان نہ تھا۔ پھر اُس دعوے کا ایسی بات میں سرسبز ہونا کہ کروڑوں اشخاص کی انتہائی مخالفت اُس کے لمبا میٹ کرنے پر دل سے جان سے زر سے مال سے سالہا سال متفق رہی ہو، بالکل ٹیبا ریبانی کاشتوت ہے۔

گزشتہ واقعات کے ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاق و محاسن صفات و محامد کی چمک ایسی نمایاں ہو، جیسے ریت میں گندن، اور ان واقعات ہی سے یہ پتہ لگتا ہے کہ غفلت کی دیچارگی اور قوت و سطوت کی متضاد حالتوں میں کیساں سادگی و غربت کے ساتھ زندگی پھر اگر والا صرف وہی ہو سکتا ہے جس کے دل پر موس آہستہ قبضہ کر لیا، اور اسوہ خلاق و نبوی ہی پاک کر دیا ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مبارک واقعات ہر ملک و ہر طبقہ کے فرد اور جماعتوں کیلئے بہترین نمونہ و مثال ہیں، اس باب کی تحت میں میں مختصر طور پر ان غرضت کے اخلاق کا جو حکمتی ریتی فاحسن تادیبی کامصدق ہیں ذکر کروں گا:

خلق محمدی ایسا لفظ ہے، کہ اب بہترین بزرگوں کے عادات و اخلاق، اطوار و شامل کے اظہار کے لئے مشبہ بہ بن گیا ہے:

میں اس جگہ کمالات نبوت اور خصوصیات نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں صرف وہ سادہ حالات لکھنے مقصود ہیں، جن کو کوئی سعادتمند ازلی اپنے لئے نمونہ بنا سکتا ہے، و لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ، تمہارے لئے رسول اللہ کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتی تھے، لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے، اور بخت نبوت کے زمانہ تک کسی عالم کی محبت بھی میسر نہ ہوئی تھی۔

تیر فانی، شہسوار سی، نیزہ بازی، سچ گوئی، قصیدہ خوانی، نسب اتنی اس نے ان کے ایسے فنون تھو جنہیں شریف خاندان کا ہر ایک نوجوان حصول شہرت اور عزت کیلئے ضرور سیکھ یا کرتا اور جن کے بغیر کوئی شخص ملک اور قوم میں کوئی عزت یا اقتدار حاصل نہ کر سکتا تھا، نبی صائم تھے

ان فنون میں سے کسی کو بھی (کتساباً) حاصل کیا تھا، اور نہ کسی پر اپنی لچسپی اظہار کیا تھا۔
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فریج پر و فیہ سر سید یو لکھتا ہے :
 آنحضرتؐ خندہ رو، طنسا، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکر خدا کرنے والے، تقویٰ
 سے دور یہودہ بن سو نفور، بہترین رائے، بہترین عقل والے تھے،
 انصاف کے معاملے میں قریب بعید آنحضرتؐ کے نزدیک برابر ہوتا تھا، اس کی سبب محبت
 فرمایا کرتے، غریب میں رکھ کر خوش ہوتے، کسی فقیر کو اس کی تکلیف دہی کی وجہ سے حق نہ سمجھا کرتے
 اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے برا نہ جانتے، اپنے پاس بیٹھے والوں کی تالیف مکتوب
 کرتے، جاہلوں کی حرکات پر سب فرمایا کرتے، کسی شخص سے خود غلو نہ ہوتے، جب تک کہ یہی
 نہ چلا جائے صحابہ سے کمال محبت فرمایا کرتے، سفہ زہدین پر بلا کسی مسند و فرش کے نشست
 فرمایا کرتے، اپنے جو نہ خود گناہ لیتے اپنے کپڑے کو خود ہونڈ لگا دیتے تھے، دشمن اور کافر سے
 بکشاہدہ پیشانی ملا کرتے تھے۔

حجۃ الاسلام غزالیؒ لکھتے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موشی کو چار خود ڈال دیتے، اونٹ کو بادھتے، گھر میں سفائی
 کر لیتے، بکری دوہ لیتے، نادوم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے، نادوم کو اس کے کام کاج میں مدد دیتے
 بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے، خود اسے اٹھا لاتے، ہر ادنیٰ و اعلیٰ خورد و بزرگ کو سلام پہنچ
 کر دیا کرتے، جو کوئی ساتھ ہو لیتا، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چلا کرتے، غلام و اتنا، بھٹی، ترکی
 میں ذرا نفادت نہ کرتے، رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے، کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت
 کے لئے کہتا، قبول فرما لیتے، جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا، اُسے بغیر کھاتے، رات کے کھانے
 میں سے صبح کیلئے، اور صبح کے کھانے میں سو شام کیلئے اُٹھا نہ رکھتے، نیک خواہ کریم طبع،
 کشادہ رو تھے، مگر ہنسنے نہ تھے۔

اندوہگین تھے! مگر ترش رو نہ تھے!
 متواضع جس میں وناٹ نہ تھی!
 باسیدت! جس میں درشتی نہ تھی!
 سخی تھے! مگر اسراف نہ تھا!
 ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے! کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے! سر مبارک کو جھکائے رکھتے تھے!
 حکیم لامہ شاد ولی اللہ لکھتے ہیں:-
 جو کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یکبارگی آجاتا وہ بیعت زدہ ہو جاتا!
 اور جو کوئی پاس آ بیٹھتا وہ فدائی بن جاتا!
 کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے! انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک
 خدمت کی! اس عرصہ میں انہیں کبھی اُن رہوئے (تاک نہ کہا! زبان مبارک پر کبھی کئی گندی
 بات یا گالی نہیں آتی تھی! کسی پر لعنت کیا کرتے! دوسرے کی اذیت و آزار پر نہایت صبر
 کیا کرتے! خلق خدا پر نہایت رحمت فرماتے! ہاتھ یا زبان مبارک سے کبھی کسی کو شرم نہ پہنچا
 کنبہ کی اصلاح! اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے! ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت
 سے آگاہ تھے! آسمانی بادشاہت کی جانب ہمیشہ نظر لگائے رکھتے تھے! ۳۰

صحیح بخاری میں ہے:-

آنحضرت مطہر کو بشارت پہنچاتے! عاصی کو ڈر سناتے! بیخود کی پناہ تھے! خدا کے بندہ
 و رسول جملہ کار و بار کو اللہ پر چھوڑ دینے والے! درشت خود! نہ سخت! نہ چمچ کرنے والے! بدی کا بدلہ
 دیتے! معافی مانگنے والے! کو معاف فرمایا کرتے! گناہ نگار کو بخش دیتے! ان کا کام
 کچی ہائے ذہاب کو درست کر دینا ہے! انکی تعلیم اندھوں کو آنکھیں! بہرہ کو کان! دینی! غافل

۱۔ کہ کیا ہے سعادت مصنفہ امام غزالیؒ ر المتوفی ۵۰۵ھ صفحہ ۲۸ مطبوعہ نول کشور ۱۸۸۲ء
 ۲۔ یقینہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کلام کا ترجمہ ہو فرماتے ہیں من راء ہذہ ہا ہومن خالطہ بحبہ عفتہ
 ۳۔ حجۃ الباقہ صفحہ ۳۸۵

دلوں کے پردے اٹھا دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک خبی ذراستہ جملہ اخلاقِ صالحہ سے متصف، سیکینہ، اُن کا لباس، نکوئی اُن کا شعار، تقویٰ اُن کا ضمیمہ، حکمت اُن کا کلام، عدل اُنکی سیرت ہو، اُنکی شریعت سرایا راستی، اُن کا بولت اسلام، ہدایت اُنکی رہ نام ہے، وہ فضائل کو اٹھا دینے والے، مگناموں کو رفعت بخشنے والے، مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت، نادانند ذوق کو غنائے بدل دینے والے ہیں۔

سکوت اور کلام : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خاموش رہا کرتے تھے۔ بلا ضرورت کبھی نہ بولتا نہ فرمایا کرتے۔ آنحضرت نہایت خیر میں کلام اور کمال فصیح تھے۔ کلام میں آورد و رانہ تھی۔ گفتگو ایسی دلاور و بڑی ہوتی تھی کہ سننے والے کے دل و روح پر قبضہ کر لیتی تھی۔ آنحضرت کا یہ وصف ایسا اسلمہ تھا کہ مخالف بھی اسکی شہادت دیتے تھے۔ اور جہاں دشمن اسی کا نام عروجا و رکھا کرتے۔

سکسہ سخن : ایسا مرتب ہوتا تھا جس میں لفظ معنائی کو فیصلہ نہ ہوتا۔ الفاظ تہی سے استفادہ فرمایا

[illegible]

کرنے کا اگر شے والا چاہے، تو الفاظ کا شمار کر سکتا تھا۔

ہنسنا رونا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھل کھلا کر ہنسا کرتے تھے، تبسم ہی آپ کا ہنسنا تھا۔
نماز تہجد میں بسا اوقات آنحضرت روپڑا کرتے۔
کبھی کسی مخلص کے مرنے پر آب دیدہ ہو جاتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم سلام اللہ علیہ دودھ پیتے میں گزر گئے تھے،
جب انہیں قبر میں کھا گیا تو حضور کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا۔

قد مع العین ویحزن القلب ولا نقول إلا ما یرضی ربنا وانا علیک یا ابراہیم لمحزونون !	آنکھوں میں نم ہے، دل میں غم ہے، پھر بھی ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسندیدہ ہے ابراہیم! ہم کو تیری وجہ سے رنج ہوا۔
---	---

ایک فطانی نواسی سانس توڑتی، روختر زینب اکو کو دین اٹھایا، اس وقت حضور کی آنکھوں
میں پانی بھرا، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا فرمایا یہ وہ رحمہ اللہ ہے
جو خدا اپنے بندوں کے دلوں میں بھروں، اور اللہ بھی اپنے بندوں پر رحم کرے گا جو
رحمہ اللہ ہیں۔ رخاری عن سامہ بن زید کتاب الایمان والندوة

ایک فطان مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سنایا، تبس جہ اس آیت پر پہنچے:-
فکیف اذا جئنا من کل امۃ یشہید
وجئناک علی ہولاء یشہدا
فرمایا بس، شہرہ ابن مسعود نے اکٹھا ٹھاڑ دیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے
پانی جاری تھا، رخاری عن ابن مسعود

غذا کے متعلق ہدایت رات کو بھوکا سونے سے منع فرماتے، اور ایسا کرنے کو بڑھاپے کا سبب
فرماتے، کھانا کھاتے ہی سو جانے سے منع فرمایا کرتے۔

لہ زاد المعاد، جلد ۱، صفحہ ۴۸، ۵۰ زاد المعاد، جلد ۲، صفحہ ۸۰، ۸۱ بحوالہ نعیم، ۱۰

تقلیل غذا کی غیبت لایا کرتے، فرمایا کرتے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کیلئے ایک تہائی پانی کے لئے، ایک تہائی حصہ خود معدہ کے لئے چھوڑ دینا چاہئے۔

پھلوں، ترکاریوں کا استعمال ان کی مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔

مرض و مریض متعدی امراض سے بچاؤ رکھتے، اور تندرستوں کو اس سے محتاط رہنے کا حکم دیا کرتے۔

بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرنے کا ارشاد فرماتے، اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔

طبیب نادان نادان طبیب کو طبابت سے منع کیا کرتے، اور اُسے مریض کے نقصان کا ذمہ

دار ٹھہراتے۔

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے نہی فرماتے، ارشاد فرماتے، اللہ نے حرام

چیزوں میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی۔

عیادت بیمار اصحاب سے جو کوئی بیمار ہو جاتا اسکی عیادت فرمایا کرتے، عیادت کے وقت

مریض کے قریب بیٹھ جاتے، بیمار کو تسلی دیتے، زلا باس طور پر یا لغو، انشاء اللہ فرمایا کرتے

مریض کو پوچھ لیتے کہ کس چیز کو دل چاہتا ہے، اگر وہ شے اس کے مضر نہ ہوئی، تو اسکی انتظام

کر دیا کرتے، ایک یہودی لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، اسکی عیادت کو

بھی تشریف لے گئے۔

علاج حالت مرض میں استعمال فرمایا، اور لوگوں کو علاج کرنا ارشاد فرماتے۔

۱۵۰ زاد - جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ زاد ۲ صفحہ ۲

۱۵۱ زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ زاد ۲ صفحہ ۲ صحیح مسلم عن جابر بن عبد اللہ صحیح بخاری تعلیقاً من حدیث ابی ہریرہ

صحیحین عن حدیث ابی ہریرہ۔ واضح ہو کہ ترمذی کی حدیث، "اخذ بید مجذوم" کی بابت ابن القیم کہتے ہیں کہ

اس کی صحت ثابت نہیں ہوتی۔ ابی ہریرہ کی حدیث لا عددی ولا طیرہ صحیح میں ہے۔ مگر خود ابی ہریرہ کو اس

حدیث کی بابت شکشا ہو گیا تھا، اور انہوں نے اس حدیث کی روایت کو ترک کر دیا تھا۔ افادات ابن القیم رحمہ اللہ

۱۵۲ زاد جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ زاد جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ زاد جلد ۲ صفحہ ۱۵۲

۱۵۳ زاد جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ زاد جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ زاد جلد ۲ صفحہ ۱۵۳

۱۵۴ زاد - جلد ۱ صفحہ ۱۵۴

یاعباد اللہ تلووا فان اللہ عزوجل
لیرضخ لہما لوضع لکشفاء غیر دایہ
واحید قالوا ما ہو۔ قال الھم

اے بندگان خدا دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض
کی شفا مقرر کی ہے بجز ایک مرض کے لوگوں نے
پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا کھوسٹ بڑھا پاؤ

خطبہ خوانی [زمین یا منبر پر کھڑے ہو کر؛ یا مشترکاً نہ پر سوار ہو کر خطبہ فرمایا کرتے؛ جس کا آغاز
تشریف سے اور اختتام بتغفار پر ہوا کرتا قرآن مجید اس خطبہ میں ضرور ہوتا اور قواعد اسلام کی
تعلیم اس خطبہ میں دی جاتی تھی۔

کان یخطب فی کل وقت بما تقتضیہ
حاجۃ المخاطبین و مصلحتہم
[خطبہ میں وہ باتیں ضرور بیان کی جاتی تھیں جنکی
سروست مسلمانوں کو ضرورت ہوتی اور وقت و
ضرورت کے اعتبار سے خطبہ میں سب کچھ بیان ہوا کرتا
راز۔ جلد ۱۔ صفحہ ۴۹]

ایسے خطبے جمع کئے ہیں پر موقوف دہوتے؛ بلکہ جب ضرورت اور موقع ہوتا؛ تب ہی لوگوں
کو کلام پاک سے مستفید فرمایا کرتے تھے؛

خطبہ کے وقت ہاتھ میں کبھی عصا ہوتا؛ کبھی کمان؛ ان پر نشانے تقریر میں ٹیک بھی لگا
یا کرتے تھے؛ خطبہ کے وقت تلوار کبھی ہاتھ میں نہ ہوتی تھی۔ نہ اس پر ٹیک لگا یا کرتے؛

علامہ ابن القیم کہتے ہیں "جاہلوں کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تلوار لیکر کھڑے
ہوا کرتے تھے مگر یہ اشارہ یہ تھا کہ دین بروز شیعہ قائم کیا گیا ہے۔ علامہ کہتے ہیں "جہاں کا یہ
قول غلط ہے۔" (۱) تلوار پر خطبہ میں ٹیک لگانا ثابت نہیں۔ (۲) خطبہ خوانی کا آغاز مدینہ میں
ہوا تھا؛ اور مدینہ بدریہ قرآن فتح ہوا تھا؛ نہ بدریہ تلوار؛ پھر علامہ موصوف یہ بھی بتلاتے
ہیں کہ دین تو وحی سے قائم ہوا ہے۔

مدتہ ہدیہ [صدقہ کی کوئی چیز ہرگز استعمال نہ کرتے؛ البتہ ہدیہ قبول فرماتے؛
مخلصین صحابہ نیز عیسائی اور یہودی جو چاہیں تحفہ بھیجتے؛ انہیں قبول فرماتے؛ ان کیلئے

لہ زار جلد ۲ صفحہ ۵۔ بحوالہ الامام احمد (۱) فی السنۃ ۴۰۰ھ لہ زار جلد ۱ صفحہ ۴۹۔

خود بھی تحفہ ارسال فرماتے؛ مگر مشرکین کے ہدایا لینے سے انکار فرماتے؛

مقتول تنی شاہ مصر کے بھیجے ہوئے چمبر حضورؐ نے سواری فرمائی؛ اور جنگ خنین کے دن وہی چمرا حضرت کی سواری میں تھا۔ لیکن عامر بن مالک کے بھیجے ہوئے گھوڑے کو قبول کرنے سے انکار فرما دیا؛ اور ارشاد کیا: کہ ہم مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتے؛

جو قیمتی تحائف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے اکثر اوقات انہیں آنحضرتؐ اپنے صحابہ پر تقسیم فرما دیا کرتے؛

اپنی تعریف اپنی ایسی تعریف جس کو کسی دوسرے نبی کی کمی نکلتی پسند نہ فرمایا کرتے؛ اور ارشاد کرتے؛

لا تخذوا بین الاہلبیاء (بخاری عن ابوسعید خدری) نبیوں کے ذاکر میں ایسی طرزا اختیار نہ کرو کہ ایک کی دوسرے کے مقابلہ میں کمی نکلتی ہو۔

ایک بیاہ میں تشریف لینگے؛ وہاں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اپنے بزرگوں کے تاریخی کارنامے گارہی تھیں؛ انہوں نے یہ بھی گایا: کہ ہمارے درمیان ایسا نبی ہے؛ جو کل رفوا کی بات مانج بتا دیتا ہے؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ نہ کہو؛ جو پہلے کسی تھیں؛ وہی کہے جاؤ۔

اطلا حقیقت یا خوش سیدنا ابراہیمؑ فرزند رسولؐ کا انتقال ہو گیا؛ اُس روز سورج گرہن بھی ہوا۔ عقیقہ بن ابی اصلاح لوگ کہنے لگے؛ کہ ابراہیمؑ کی موت کی وجہ سے سورج بھی گنہایا گیا؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے جمع میں خطبہ پڑھا؛ اور فرمایا؛ سورج؛ چاند؛ کسی کے مرنے یا جینے پر نہیں گنہایا کرتے؛

مصلحت عمار کا لحاظ! جب قریش نے اسلام سے پہلے کعبہ کی عمارت بنائی؛ تو انہوں نے کچھ تو عمارات ابراہیمؑ میں سے اندر کی جگہ باہر چھوڑ دی؛ پھر کرسی اتنی اونچی رکھی کہ زمینہ لگانا پڑے اور بیت اللہ میں دروازہ بھی صرف ایک ہی رکھا؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عایشہ

لے زاد جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ ملے صحیح بخاری عن یحییٰ بن عوف؛ صحیح بخاری عن یحییٰ بن عوف؛ صحیح بخاری عن یحییٰ بن عوف؛

طیبہ سے فرمایا کہ

لَوْلَا اَنْ تَوَكَّلَ حَدِيثٌ عَمْدًا هُمْ رَكْعَتَا
لَتَقَضَّتِ الْكُفَّةُ فَعَمَلَتْ لَهَا يَا بَابُ بَابُ
يَدْخُلُ النَّاسُ يَوْمَ بَابٍ بَيْعُ جَوْنٍ مَثَلُ
قریش کو مسلمان ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں
ورنہ میں اس عمارت کو گرا دیتا کہ گنبد میں دروازہ
رکعتا: ایک آنے کا ایک جانے کا۔

(۲) جب منافقین کے شرانگیز افعال و حرکات سے بڑھ گئے تو عمر فاروقؓ نے
عرض کیا کہ انہیں قتل کر دینا چاہئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں رہنبر لوگ
کہیں گے کہ محمد اپنے دوستوں کو قتل کرنے لگا۔

بشریت رسالت [نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احکام و اعمال کو چشمانِ سالت سے ظاہر ہوتے
ان افعال و اقوال سے جو بطور بشریت صادر ہوتے، ہمیشہ نمایاں طور پر علیہ علیہ دکھلانے
کی سعی فرماتے؛

اَلاَ ایک دفعہ فرمایا: میں بشر ہوں میرے سامنے جھگڑے آتے ہیں! بعض شخصوں سے
فریق سے اپنے مدعا کو بہتر طریق پر ادا کرنے والا ہوتا ہے جس کو گمان ہو جاتا ہے کہ وہ
سچا ہے، اور میں اُسی کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں۔ پس اگر کسی شخص کو کسی مسلمان کے حقد
میں سے اُس فیصلہ کے بموجب کچھ ملتا ہو تو وہ سمجھ لے کہ یہ ایک آگ کا ٹکڑہ ہے۔ اب
خواہ لے! خواہ چھوڑ دے!

(۲) بریرہ لونڈی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیث اُسکے شوہر کی سفارش کی؛
جس کو وہ بوجہ آزادی اُحریت علیہ ہو چکی تھی، بریرہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ حکم لے
ہے میں فرمایا: نہیں میں سفارش کرتا ہوں! وہ بولی مجھے منیث کی حاجت نہیں!

لے بخاری عن ابن زبیر عن عائشۃ، امام بخاری سے اس حدیث کا باب ان الفاظ میں لکھا ہے: باب من ترک
بعض الاختیار مخافة ان یقصر فہم بعض الناس: یہ باب کتاب العلم میں ہے؛
لے بخاری عن احمد: کتاب المظالم: لے بخاری عن ابن عباس کتاب المظالم۔

اہل مدینہ نہ کھجور کا بور مادہ کھجور پر ڈالا کرتے تھے، آنحضرتؐ نے فرمایا: اس کی کیا ضرورت ہے! اہل مدینہ نے پھل چھوڑ دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ پھل رختوں پر کم لگا، نوگوں نے اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی، فرمایا: دنیا کے کام تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو جب میں کوئی کام دین کا بتلایا کروں تو اس کی پیروی کیا کرو۔

بچوں پر شفقت [بچوں کے قربت گزار فرماتے، تو ان کو خود السلام علیکم کہا کرتے، ان کے سر پر لاکھ رکھتے، انہیں گود میں اٹھا لیتے،

بوڑھوں پر عنایت [فتح مکہ کے بعد ابو بکر صدیق اپنے بوڑھے ضعیف، فاقد البصر باپ کو آغوشِ صلۃ اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت اسلام کرنے کے لئے لائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے بوڑھے کو کیوں تکلیف دی! میں خود ان کے پاس چلا چلتا!

اربابِ فضل کی تدبیر و منزلت [سعد بن مساذ رضی اللہ عنہ کو جو خندق میں سخت زخمی ہو گئے تھے، یہودیوں نے بنو قریظہ نے اپنا حکم و منصب تسلیم کر کے بلایا تھا، جب وہ مسجد تک پہنچے تو اپنے اپنے صحابہ سے جو قبیلہ اوس کے تھے، فرمایا: قوموا الی سیدنا کہ (اپنے سردار کی پیشانی کو جاؤ) لوگ گئے۔ ان کو آگے بڑھ کر لے آئے،

(۲) حسان بن ثابتؓ اسلام کی تائید اور مخالفین کے جواب میں اشعار نظم کر کے لاتے تو ان کیلئے مسجد نبویؐ میں منبر رکھ دیا جاتا، جس پر چڑھ کر وہ اشعار پڑھا کرتے تھے،

خادم کے لئے دعا [انس بن مالکؓ نے دس سال تک منہ میں آنحضرتؐ کی خدمت کی اس عرصہ میں کبھی اُن سویہ نہ کہا، کہ یہ کام کیوں کیا، یہ کیوں نہ کیا، ایک روز اُن کے حق میں دُعا فرمائی اللھم اکثر مالہ و ولدہ و بارک لہ ما اعطیتہ الہی اسے مال بھی بہت دے، اور اولاد بھی بہت دے اور جو کچھ اسے عطا کیا جائے اس میں برکت بھی دے،

ادب و تواضع [رام مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے، (۲) جو کوئی مل جاتا، اسے سلام پہلے خود

لحد بخاری عن انس بن مالک لا ستیزان! ۲۷ عن انس بن مالک لا ستیزان!

کر دیتے؛ (۳) مصافحہ کے لئے خود پہلے ہاتھ پھیلا دیتے؛ (۴) صحابہ کو کنیت نام سے پکارتے
 عرب میں عزت سے بلانے کا یہی طریق ہے؛ (۵) کسی کی بات کبھی قطع نہ فرماتے؛ (۶) اگر نماز
 نفل میں ہوتے، اور کوئی شخص پاس آ بیٹھتا، تو نماز کو مختہ فرما دیتے؛ اور اُس کی ضرورت
 پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہوتے؛ (۷) اکثر متبسم رہتے؛ (۸) آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ایک ناکہ کا نام غضبنا تھا؛ کوئی جانور اس سے آگے نہیں بڑھ سکا تھا؛ ایک ایرانی
 اپنی سواری پر آیا، اور غضبنا سے آگے نکل گیا؛ مسلمانوں کو یہ بہت ہی شاق گزارا، بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا:-

ان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرفع
 شیئا من الدنیا الا وضعا ۛ
 دنیا میں خدا کی سنت یہی ہے کہ کسی کو اونچا اٹھا
 ہے، تو اسے نیچا بھی دکھاتا ہے۔

(۹) ایک شخص آیا، اُس نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا خیر المریتہ (برترین خلق) کہہ کر بلایا؛ بنی
 صلعم نے فرمایا: دو اک براہیم یہ شان تو براہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے؛

(۱۰) ایک شخص حاضر ہوا، وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدیت سے لرز گیا؛ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہون علیک۔ فانی لست بملک۔ انما انا
 ابن امراة من قریش۔ تا کل القلید
 کچھ پروانہ کرو؛ میں بادشاہ نہیں ہوں قریش کی ایک
 غریبے کا فرزند ہوں؛ جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی

مفت و رافت عایشہ صدیقہ کستی ہیں؛ کوئی شخص بھی اچھے خلق میں آنحضرت جیسانہ تھا، خواہ

کوئی صحابی بلاتا؛ ایسا گھر کا کوئی شخص بنی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواب میں ابلیک (بھائی) ہی فرمایا کرتے

(۱۱) عبادت نافلہ چھپ کر اور فرمایا کرتے تاکہ اُنت پر اُس قدر عبادت کا نشانہ نہ ہو

(۱۲) جب کسی معاملہ میں دو صورتیں سامنے آتیں؛ تو آسان صورت کو اختیار فرماتے؛

(۱۳) اللہ پاک کے ساتھ معاہدہ کیا؛ کہ جس کسی شخص کو میں گالی دوں؛ یا لعنت کروں

میں اخذ از شفاء منہوم؛ ۱۵ صحیح بخاری؛ ۱۵ صحیح بخاری؛ غرہ خشک گوشت کھایا کرتے تھے

میں شفاء منہوم؛ ۱۵ صحیح بخاری؛ ۱۵ صحیح بخاری؛ عایشہ رضی اللہ عنہا

وہ گالی اور لعنت اُس کے حق میں گناہوں کا کفارہ، حرمت و نجاست کا ذریعہ بنا دی جاتی ہے؛

(۵) فرمایا ایک دوسرے کی باتیں مجھے سنایا کرو میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے جاؤں تو سب کی طرف سے صاف سینہ جاؤں؛

(۶) وعظ و نصیحت کبھی کبھی فرمایا کرتے؛ تاکہ لوگ اکتا جائیں؛

(۷) ایک بار سوچ کر کہیں ہوا، نازک سو فیہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم جتنے تھے؛ اور دعائیں فرماتے تھے۔

۱۔ پروردگار تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو بہرہ دے گا

عذاب دیا جائیگا (۱) جب تک میں ان کے مہمانِ جود ہوں (۲)

جب تک استغفار کرتے رہیں۔ ابابو صدیق جود ہوں مابور

استغفار بھی کر رہے ہیں

ہر ایک نبی کیلئے ایک ایک مانتھی سوہ ماگتے رہے اور دعا

قبول ہوتی رہی؛ میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفا

روز قیامت کیلئے محفوظ رکھا ہے؛

عدل و رحم اگر وہ قصوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تو عدل فرماتے؛ اور اگر کسی شخص کا نفس مبارک

ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو رحم فرماتے؛

(۱) فاطمہ نام اپنے رشتے مکہ میں چوری کی؛ لوگوں نے اس لئے سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو بہت پیارے تھے؛ سفارش کرائی؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کیا تم عدوِ الہی میں شفا

کرتے ہو؟ سو؛ اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی یسار کرتی؛ تو میں حد جاری کرتا؛

(۲) سواد بن عمر کہتے ہیں؛ کہ وہ ایک روز آنحضرت کے سامنے درس کا نغمین کپڑا پہن کر گئے؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطِ خط فرمایا؛ اور چھڑی سے ان کے شکم میں چونکا بھی دیا؛ میں نے

کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو قصاص نہ لگانا؛ آنحضرت نے جھٹپٹا شکم پہن کر کہ میرے

لہ شفاء منہ؛ لہ شفاء منہ؛ لہ بخاری عن ابن مسعود لہ زاد جلد ۱ - صفحہ ۳۹:

لہ من الش بخاری کتاب الدعاء؛ لہ صحیح بخاری عن عائشہ کتاب الحدود؛

رب العزیز ان لا تقذ بهم

والافہم و ہم یستغفرون

و نحن نستغفرک

(۸) ہکل بنی دعوة یدعوہا

فاستجیب لہا فجعلت دعوتی

شفاعة لامتی یوم القیامة

عدل و رحم اگر وہ قصوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تو عدل فرماتے؛ اور اگر کسی شخص کا نفس مبارک

ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو رحم فرماتے؛

(۱) فاطمہ نام اپنے رشتے مکہ میں چوری کی؛ لوگوں نے اس لئے سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو بہت پیارے تھے؛ سفارش کرائی؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کیا تم عدوِ الہی میں شفا

کرتے ہو؟ سو؛ اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی یسار کرتی؛ تو میں حد جاری کرتا؛

(۲) سواد بن عمر کہتے ہیں؛ کہ وہ ایک روز آنحضرت کے سامنے درس کا نغمین کپڑا پہن کر گئے؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطِ خط فرمایا؛ اور چھڑی سے ان کے شکم میں چونکا بھی دیا؛ میں نے

کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو قصاص نہ لگانا؛ آنحضرت نے جھٹپٹا شکم پہن کر کہ میرے

لہ شفاء منہ؛ لہ شفاء منہ؛ لہ بخاری عن ابن مسعود لہ زاد جلد ۱ - صفحہ ۳۹:

لہ من الش بخاری کتاب الدعاء؛ لہ صحیح بخاری عن عائشہ کتاب الحدود؛

سامنے کر دیا۔

رحم بر اعدا (۱) مکہ میں سخت قحط پڑا یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور بڑیاں بھی کھانی شروع کر دیں۔ ابوسفیان بن حرب دُاُن دنوں دشمن غالی تھا، بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، عرض کیا: محمدؐ آپ تو لوگوں کو صلہ رحمی و حسن سلوک باقرابت داراں، کی تعلیم دیا کرتے ہیں، دیکھئے آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ خدا سے دعا کیجئے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی، اور خوب ہی بارش ہوئی۔

(۲) ثامر بن ثمال نے نجد سے مکہ کو جانے والا غلہ بند کر دیا، اس لئے کہ اہل مکہ آنحضرت کے دشمن ہیں، آنحضرت نے اُسے ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔

(۳) احدیبیہ کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ نماز صبح پڑھ رہے تھے، رشتہ رشتی آدمی چپکے سے کوہ تنعیم سے اُترے، تاکہ مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیا۔ یہ سب گرفتار ہو گئے، اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بلا کسی فدیہ یا سسر کے آزاد فرمادیا۔

جود کرم [۴] سائل کو کبھی رونا نہ فرمانے، زبان مبارک پر حرف اُٹھانے لاتے، اگر کچھ بھی دینے کو پائے ہو، تاکہ تو سائل سے غدر کرتے، گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے۔

(۵) ایک نے اگر سوال کیا، فرمایا: میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے، تم میرے نام پر قرض لے لو، میں پھر اُسے اتار دوں گا، عمر فاروقؓ نے کہا کہ خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی، کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں، بنی صلی اللہ علیہ وسلم چپ کر گئے، ایک انصاری نے پاس سے کہہ دیا: یا رسول اللہؐ خوب دیجئے، رب العرش مالک ہے، سنگدستی کا کیا ڈر ہے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار آشکارا ہو گئے۔

فرمایا: ہاں۔ مجھے یہی حکم ملا ہے۔

(۶) ایک سائل کو آدھا وستی غلہ قرض لیکر دلا دیا، قرض خواہ تقاضا کے لئے آیا

لے شافا غرضی یا من مغلہ بخاری عن ابن مسعود باب اذا تشفع للمذکور: شفعه شفاعة بغيره بخلاف الشفاعة

کی جانب حضور مخاطب ہوئے فرمایا: ابھی تو وعدہ میں گرنے کی باقی ہیں، پھر عمر سے فرمایا۔
اس کا قرض ادا کرو، بیش مسلح زیادہ بھی دینا، کیونکہ تم نے اسے دھکایا اور ڈورا بھی تھا۔
(۲) ایک اعرابی آیا، اس نے زور سے آنحضرت کی چادر کو جو موٹے کنارہ کی تھی جھٹکا دیا
وہ کنارہ آنحضرت کی گردن میں گڑ گیا، اور نشان پڑ گیا، اعرابی نے اب زبان سے یہ کہا۔
”تمہارے مال خدا جو تمہارے پاس ہے، جو نہ تیرا ہے، اور نہ میرا ہے، باپ کا ہے، اس میں سے
ایک بارشتر مجھے بھی دلاؤ۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا خاموشی کے بعد فرمایا، مال بیٹک کا ہے اور میں اس کا
غلام ہوں بالآخر حکم فرمایا کہ ایک بارشتر تجھ، اور ایک بارشتر کھجوریں، اُسے دی جاوے۔
(۳) طائف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عطا اور تبلیغ کے لئے تشریف لیگئے تھے، وہاں
کے باشندوں نے حضور پر کچھ پھینکا، آوازے لگائے، اتنے پتھر مارے کہ حضور لمبے سے ترتر
اور بیہوش ہو گئے، پھر بھی یہی فرمایا کہ میں ان لوگوں کی ہلاکت نہیں چاہتا، کیونکہ اگر ایسا
نہیں لاتے، تو امید ہے کہ انکی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔

عفو و رحم (۱) عایشہ طیبہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مبارک کی
بابت کسی سے انتقام نہیں لیا۔

(۲) جنگ احد میں کافروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت توڑے، سر پھوڑا، حضور
ایک غار میں بھی گئے تھے، صحابہ نے عرض کیا کہ انپر یہ دعا فرمائیے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: میں لعنت کرنے کیلئے نبی نہیں بنایا گیا، خدا نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ میں بلانے
کے لئے بھیجا ہے، رحمت بنا کر بھیجا ہے، اس کے بعد یہ دعا فرمائی: اے خدا میری قوم کو
ہدایت فرما، وہ مجھے، نہیں جانتے ہیں۔

لے شفاء عیاض صفحہ ۴۷، رواہ البیہقی اس کے بعد یہ مسلمان ہو گیا تھا، علیہ صحیحین عن انس و شفاء صفحہ ۴۷۔
لے صحیح بخاری، لے شفاء عیاض صفحہ ۴۷۔

نبی دعویت اور رحمت کے لئے ہے

(۳) ایک فرشتے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گئے تلوار شاخ سے آویزاں کر دی غورث بن الحرث آیا، تلوار نکال کر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو گستاخانہ جگایا، بولا، اب تم کو کون بچائے گا؟ فرمایا اللہ وہ چکر کھا کر گر پڑا، آنحضرت تلوار اٹھالی، فرمایا، اب تجھے کون بچا سکتا ہے، وہ حیران ہو گیا، فرمایا، جاؤ، میں بدلہ نہیں لیا کرتا!

(۴) ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کے نیزہ مارا، وہ بودج سے نیچے گر گئیں، اور حمل ساقط ہو گیا تھا، اور بالآخر یہی صدمہ ان کی موت کا باعث ہوا، ہمارے عفو کی التجا کی، اور اسے معاف فرمایا!

اٹھ، فرمایا، زمانہ جاہلیت سو لیکر جن باتوں پر قبائل میں ہمیں جنگ جمل چلا آتا ہے میں سب کو معذور کرتا ہوں، اور سب کے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعویٰ اور اپنے چچا کے رقوم قرضہ کو معاف کرتا ہوں!

صدق و امانت جانی دشمن بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوصاف کے قائل تھے، صادق و امین کہیں ہی سے آنحضرت کا خطاب پڑ گیا تھا، انہی اوصاف کی وجہ سے قبل از نبوت بھی لوگ اپنے مفادات کو انذصال کے لئے آنحضرت صلعم کے پاس لایا کرتے تھے!

(۲) ایک دوا بوجہل نے کہا، تمہارے میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا، لیکن تیری تعلیم میرا دل ہی نہیں ٹھہرتا!

(۳) شب بھرت کو کنارے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل مشورہ اور اتفاق کیا اور حضور نے پیارے بھائی علیؑ کو اسلئے پیچھے چھوڑا کہ انکی ہانتوں کو ادا کر کے آنا۔

عفت و ہمت آنحضرت فرماتے ہیں، ایام جاہلیت کی رسموں میں سو میں نے کبھی کسی میں بھی حصہ نہیں لیا، صرف دود و فساد راہ کیا تھا، کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود ہی بچا لیا، ابراہیمؑ

لے صبح بخیر، باب غزوہ ذات الرقاع، و شفاء و سفو، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱

کم عمر تھی، میں نے اُس چرواہے کو جس کے ساتھ میں کبیاں چراتا تھا، کہا اگر تم میری یا
 سنبھالے رکھو، تو میں مکہ آبادی کے اندر جاؤں، جیسے اور فوجان کہانیاں کہتے سنتے
 ہیں، میں بھی کہانیاں کہوں، سنوں، اس ارادہ سے میں شہر کو آیا، پہلے ہی گھر پہنچا تھا
 کہ وہاں دف و مزامیر بج رہے تھے، اُس گھر میں بیاہ تھا، میں انہیں دیکھنے لگا، نیند نے
 غلبہ کیا، میں سو گیا۔ جب سورج نکلا، تب مجھے کھلی ایک فوج بھڑکی ہی نیت سے آیا تھا،
 اسی طرح نیند آگئی اور وقت گزر گیا، ان دو واقعات کے سوا میں نے کبھی کرمات جاہلیت
 کا ارادہ بھی نہیں کیا۔

(۲) عہد نبوت سے پہلے کا ذکر ہے، زبیر بن عروہ بن النیل نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی
 دسترخوان پر گوشت بھی لایا، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنی لا اکل ما تذبحون علی الضایک
 ولا اکل الا ما ذکر اسم اللہ علیہ، میں وہ گوشت نہیں کھاتا جو بتوں یا استخوان کی قربانی
 کا ہو، میں تو صرف وہی گوشت کھایا کرتا ہوں جس پر قبیح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو،
 زہر [آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعایہ تھی: یا رب اجوع یومًا و اشبع یومًا فاما

الیوم الذی اجوع فیہ فاقصر الیک و ادعوك و اما الیوم الذی اشبع فیہ فاحمدک
 و اثنی علیک، الی ایک دن مجھ کو کارہوں، ایک دن کھانے کو ملے، بھوکہ میں تیرے
 سامنے گزار دیا کروں، تجھ سے مانگا کروں، اور کھا کر تیری حمد و ثنا کیا کروں۔

(۳) بعد لقمہ نکستی ہیں، ہاں ایک عینہ برابر ہمارے چولھے میں لگ وشن ہوئی،
 حضرت کا کنبہ پانی اور کھجور پر گزران کرتا۔

(۴) حضرت عاتکہ نکستی ہیں، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے، عینہ اگر تین دن تک برابر
 کیوں کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔

(۵) بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا، تو اُس وقت آنحضرت کی زہر ایک یہودی کے

لے شفاء صفحہ ۹۰، ۱۰۰ عن عبد اللہ بن عمار، کتاب البصیرۃ والذیابح، ۱۰۰ شفاء صفحہ ۹۲، ۱۰۰ بخاری عن
 عائشہ، ۱۰۰ بخاری عن عائشہ، کتاب الاطعمہ،

پاس نبوض نہ ہو رہی تھی۔

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کی آخری شب میں تھے کہ عائشہ صدیقہ نے پڑوسن سے چراغ کے لئے تیل منگوایا تھا۔

(۷) دعا فرمایا کرتے، اے الہی آل محمد کو صرف اتنا دے، جتنا بیٹ میں ال لیں، یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نزدیکی یہ تمام صورتیں اختیاری تھیں، لاچار یہ کچھ نہ تھی، اور اس زمانہ سے مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نہ تھا کہ کسی حلال شے کے استعمال یا اجتماع میں کوئی روک پیدا کریں، ایسے خیال سے صرف ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کا استعمال چھوڑ دیا تھا۔ اُس کی وجہ بھی یہ تھی کہ ایک بیوی نے شہد کی بو کو اپنی طبع کے خلاف بتایا تھا، اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادیا کہ یہاں تک کھینچ نہیں کرتی چاہئے۔

مصنف ضعیف و عورتوں کی اعانت، ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں ساتھ تھیں اور ان کی آرائش کا خیال تمام جسم کو چادر سے ڈھانپ کر اونٹ کی بچلی نشست پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہوا کرتی تھیں، جب وہ اونٹ پر سوار ہوتے لگتیں۔

یجلس عند بعیرہ۔ فیضع رکبتہ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ٹھنڈا عمامہ ہاتھ میں لے کر بیٹھے صفیہ اپنا پاؤں آنحضرت کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر چڑھ جایا کرتیں۔

(۸) ایک دفعہ ناقہ کا پاؤں پھسلا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین صفیہ دونوں گر پڑے، ابو طلحہ دوڑے دوڑے رسول اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنیک بالمرأۃ تم پہلے عورت کی خبر لو۔

(۹) ایک سفر میں اونٹوں کے کھادوں میں عورتیں سوار تھیں، سارباں جواوٹوں کی

لے بخاری عن عائشہ عن عن عائشہ بخاری، تھ یا ابراہیم البیہم، اصل اللہ لکھتی، رضاء ازواجک تھ عن انس صحیح بخاری باب ہل ینا فر یا بخاری، ہے عن انس صحیح بخاری، باب استقبال الغزاة،

نہا رکھ دیتے جاتا تھا، حدی خوانی کرتے لگا، حدی ایسی آواز سے شعر پڑھنے کو کہتے ہیں جس
اؤٹ تیر چلنے لگتے ہیں، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دیکھ کا بیچ کے شیشوں کو توڑ پھوڑ
نہ دینا، اس ارشاد میں عورتوں کو کا بیچ کے آلات سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیہی
ہے، نفاست و نزاکت کے علاوہ وجہ تشبیہ عورتوں کی ضعف خلقت ہے جس کی وجہ سے وہ
ہمیشہ آرام و آسائش کی مستحق ہیں۔

سیران جنگ کی خبر گیری | سیران جنگ کی خبر گیری مہمانوں کی طرح کی جاتی تھی، جنگ بدر
میں جو قیدی مدینہ منورہ میں چند روز تک مسلمانوں کے پاس اسیر رہے، ان میں سے ایک کا
بیان ہے۔ خدا مسلمانوں پر رحم کرے، وہ اپنے اہل و عیال و اچھا ہم کو کھلاتے تھے، اور
اپنے کنبے سے پہلے ہمارے آرام کی فکر کیا کرتے تھے۔

جب قیدی اسیر ہو کر آئے تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ان کے لباس کی فکر کیا کرتے
مردانہ ورز تھے | مردانہ ورز تھے، مردانہ ورزوں کا شوق دلایا کرتے، رکانہ عرب کا مشہور شہ زور پہلوان تھا
وہ اپنے بچھڑ جانے کو اسلام لانے کی شرط ٹھہراتا تھا، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین با
بچھاڑ دیا تھا۔

تیرنگنی | نشانہ بازی کا لوگوں کو شوق دلایا کرتے، نشانہ بازی کی مشق کیلئے لوگوں کو حصوں
میں بانٹ دیا کرتے تھے، ایک فتح فرمایا، تیر چلاؤ میں اُس پارٹی کی طرف ہونگاری سن کر
دوسری پارٹی نے تیر چلنے سے، انھوں کو روک لیا، سبب پوچھا گیا، انہوں نے کہا، جب اُس
پارٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں تو ہم اُسکے مقابل میں کیونکر تیرنگنی کر سکتے ہیں، بنی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیر چلاؤ، میں تم سب کے ساتھ ہوں، امر مولد اذا معکم کلکم
گھوڑوں کی دوڑ | گھوڑوں کی دوڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کرائی جاتی تھی، بنی دوڑ

۱۔ صحیح مسلم: ۷ عن جابر بناری باب الکسۃ للاسارے ۲۔ شفاء عیاض صفحہ ۴۳۔

۳۔ عن ابن الاکوع: صحیح بخاری: باب التمریص علی الری

۵۰ یا ۶۰ میل کی اور ہلکی دوڑ ایک میل کی ہوتی تھی۔

مروم شماری [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اکتبوا لی من تلفظ بالاسلام من الناس تمام کلمہ گو اشخاص کے نام میرے ملاحظہ کے لئے قلب بند کئے جائیں، اس حکم کی تعمیل ہوئی، اس وقت مسلمانوں کا شمار ڈیڑھ ہزار ہوا اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ کا شکر کیا خوشی منائی، مسلمان کہتے تھے اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں، اب ہمیں کیا ڈر رہا ہے، ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے، جب ہم میں سے کوئی اکیلا ہی ناز پڑھا کرتا تھا، اور اسے ہر طرف سے دشمنوں کا خوف لگا رہتا تھا۔

افسوس ہے کہ اس روایت سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ شمار کس سند میں ہوا تھا، صحیح بخاری کی دیگر روایات سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری مروم مسلم شماری تھی پہلی دفعہ کے شمار میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ دوسری دفعہ کے شمار میں ۱۰۰ اور ۷۰ کے درمیان تعداد تھی۔

تعلیمات رسالت [آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک۔ اعتقادات۔ عادات۔ معاملات۔ عبادات، بھلائیات، سبجیات، احسانیات کے متعلق ایک بحرِ ناپید کنار ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور اسلام کی برتری کا مدار اسی تعلیم پر ہے، میرا مقصود اس جگہ صرف نمونہ دکھانا ہے، انشاء اللہ اس کتاب کے حصہ سوم پر اس پر ذرا تفصیل سے تحریر کیا جائیگا۔

خدا کا حق بندوں پر [حق اللہ علی عبادہ ان ینہدوا، اللہ کا حق بندوں پر یہ ہو کہ بندے اُسی کی عبادت بندوں کا حق خدا پر [ولا یشرکوا بہ شیئاً کریں اور کسی چیز کو بھی اُس کا شریک نہ بنائیں۔ (۲) بندوں کا حق اللہ پر یہ ہو کہ جب اللہ کا حق ادا کریں تب وہ انہیں عذاب نہ دے۔ ان لا یعذب بہم

رحمت اللہ کا بیان [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا نے اس کتاب میں جو اُس کے پاس

لے عن ابن عمر صحیح بخاری باب السبق بین النیل، لے عن حذیفہ صحیح بخاری باب کتابہ الامام الناس کتاب

الشرادۃ) لے صحیح بخاری عن معاذ بن جبل، کتاب الرقاق،

عش پر ہے یہ لکھ رکھا ہے۔

إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي ۝

میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

خدمت الدین | ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں جہاد و شہادت

دین سے جنگ کرنا چاہتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ وہ بولا ہاں۔ فرمایا انہی کی خدمت میں جہاد و شہادہ کرنا شروع کر۔

نصرت باہمی | المؤمن للمؤمن كالبنيان

يشدُّ بعضُهُ بعضاً و شئتاك بين

اصابع۔ ۳۵

ایک مومن دوسرے مومن کیلئے ایسا ہے جیسے بنیاد

کی انہیں ایک دوسری کو قوت دیتی ہے پھر پھر

ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں

ڈال کر دکھایا یعنی مومن اس طرح ملے جلتے رہتے ہیں۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے

مسلمان بچے رہیں۔

مسلمان کون ہے | المسلم من سلم المسلمون

من لسانه و يده ۱۰ لکھ

ایمان کا کمال | لا يؤمن أحدكم

حتى يحب اخيه ما يحب

لنفسه ۱۱

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن جاتا جب تک کہ

وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے

جو کچھ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تین باتیں ہیں جس شخص میں یہ ہونگی وہ ایمانی

حلاوت چکھ لیگا۔

غیر نبی ایمان | ثلاث من كن فيه

وجد حلاوة الايمان

ان يكون الله ورسوله احب

اليه مما سواها ۱۲

۱۱ خدا اور خدا کے رسول کی محبت اُسے سب سے

بڑھ کر ہو۔

۱۲ اسی ایمانی کو ملے گی محبت کہتا ہو کوئی غرض شام نہ ہو

وان يحب المرء لا يحبه الا الله ۱۳

۱۳ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الخلق ۱۴ بخاری عن ابن عمر کتاب اللہ ۱۵ بخاری عن ابی موسی کتاب المظالم

۱۶ بخاری عن عبد اللہ بن عمر کتاب الایمان ۱۷ بخاری عن انس کتاب الایمان

وان يكره ان يعود في الكفر كما
يكره ان يقذف في النار

رس: کفر میں جا پڑنے کو ایسا برا جانتا ہوں جیسا
آگ میں گر جانے کو سمجھتا ہے۔

پسندیدہ اعمال لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے فرمایا۔

ادومہ وان اقل

جو عمل ہمیشہ کیا جائے: اگرچہ مقدار میں کم ہی ہو

پھر فرمایا۔

اكلفوا من العمل ما تطيقون

عمل (عبادۃ) اتنا ہی کیا کرو، جسے آسانی سے کر سکتے ہو۔

اعمالِ شقاوہ سے ممانعت

اعمال شاد سے ممانعت ابن مسلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ایک گھر میں رشتی لنگتی دیکھی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا: فلاں عورت نے لٹکا رکھی ہے رات کو عبادت کرتی ہوئی جب اڑ گئے لگتی ہے تو اس سے لٹک پڑتی ہے فرمایا: اسے کھول دو عبادت زانہ اس وقت تک کرو کہ نشاط طبع قائم رہے

(۲) نبی اسد کی ایک عورت کی بابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ہے کہ وہ تمام شب عبادت کیا کرتی ہے، فرمایا: ایسا نہ کرو اعمال بقدر طاقت ادا کرو۔
(۳) عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: میں نے سنا ہے

کہ تم راتوں کو برابر جاگتے اور دن کا برابر روزہ رکھا کرتے ہو، اے نبی اللہ کے کہا: اے فرمایا
 فلا تقفل صوم و افطرہ قم و نم فان
 لجسدك عليك حقًا و ان لعینك
 عليك حقًا و ان لزوجك عليك
 حقًا ۔ ۴۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴

محنت کی تعریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا پیٹ پیر لایا
 مانگنے کی برائی کرے۔ تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اس سے کہ وہ لوگوں سے مانگا کرے
 اور لوگ اسے دیدیا کریں!

کن ہوگوں پر رشک کرنا چاہئے فرمایا۔ قابل رشک شخص ہیں (۱۲) جسے خدا نے مال دیا
 اور اس مال کو جائزہ صرف کرنے کی توفیق بھی اُسے ملی ہو (۱۳) جسے خدا نے حکمت عطا
 کی ہو، وہ اُس پر خود غل کرتا ہو، اور دوسری کو اُس کی تعلیم دیتا ہو!

بہترین اخلاق کی تعلیم اسی دعا و دعا ربوا! راستہ نازی اختیار کرو یا اسی تحت کو بڑھاؤ، لوگوں کو
 والبشر و افانہ لا یدخل احدًا الجنة احدی طرف سے بشارت پہنچاؤ، عمل تو کسی کو حجت
 عملہ۔ ۳۵ میں نہیں لے جا سکتا۔

ایاکم والظن، فان الظن الکذب الحدیث ہی جھوٹ ہوتا ہے، بے بنیاد باتوں پر کان نہ لگاؤ،
 ولا تحسبوا ولا تجسسوا ولا یغضوا ولا تنادوا بذلک اللہ اخوانا ۳۵
 ایا کہم والظن، فان الظن الکذب الحدیث ہی جھوٹ ہوتا ہے، بے بنیاد باتوں پر کان نہ لگاؤ،
 ولا تحسبوا ولا تجسسوا ولا یغضوا ولا تنادوا بذلک اللہ اخوانا ۳۵

ہمسایہ اور مہمان کا حق من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جاره ومن کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یتکبر
 صبیفہ ۳۵

کلام اور غامضی من کان یومن باللہ جو کوئی شخص اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، اُسے

بے بخاری عن ابی ہریرہ باب کتب ابن علیہ رحمۃ اللہ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الفرائض
 کتاب الرقاق ۳۵ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الفرائض ۳۵ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الرقاق ۳۵

والیوم الآخر فلیقل خیرا ولیضمت

نجات کے لئے من یضمن لی مایین

رسول کی ضمانت الحبیۃ ومایین رجلیہ

ضمن له الجنة ۛ

میر و شکر کی تعلیم اذ انظر احدکم الی من

فقل علیہ فی المال والخلق فلینظر

الی من هو اسفل منه ۛ

پہلوان کون ہے لیس الشدید بالصرۃ

انما الشدید من یملأ نفسه

عند الغضب ۛ

سایبان سلام کا فرض یتل ولا تعسرا

ویشرا ولا تنفرا وتطاعا وعا ۛ

اثر محبت المرء مع من احب ۛ

قیہوں سکیں فکوا العافی واطعموا البائس

بیماروں کو روکنا وعودوا للمریض ۛ

لازم ہے بات کہنے تو اچھی کہے اور نہ خاموش ہی رہے

اگر کوئی شخص مجھ کو ضمانت دے اس چیز کی جو اس کے

جبر و کس درمیان ہے یعنی زبان اور اس چیز کی جو اس

کی ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی پردہ کا جسم تو میں اس

کے لئے جنت کا ضمانت دیتا ہوں ۛ

اگر ایسے شخص کو تمہاری نظر پڑے جو مال و دین میں

تم سے بڑا ہے تو ایسے شخص کو سبی دیکھو جو ان چیزوں

میں تم سے کمتر ہے ۛ

شہ نہ ورہ نہ یس ہر چند دوسروں کو پکارتا دیتا ہے نہ

خود زور تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو

تھام لیتا ہے ۛ

مذہب جبل اور ابو موسیٰ کو نبی صلعم نے پاکیزہ میں تعلیم

اسلام کی شراعت کیلئے مامور فرمایا تھا ارہ انکی بوقت

انہیں ارفقا و غربا با اوگوں کیلئے ساری چیزیں دلا دیں

سختی میں ڈالنا تو بھری اور بشارت انہیں سنانا

دین سے نفرت دلانا اور تم آپس میں مل جل کر رہنا

جیسے جس کے قہ محبت ہے وہ اس کے ساتھ ہوگا

اسیروں کو رسانی دلاؤ و تجو کوں کو کھانا کھلاؤ

بیماروں کی خبر گیری کرو ۛ

ۛ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الرقاق ۛ ۛ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الرقاق

ۛ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الرقاق ۛ ۛ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الرقاق

ۛ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الرقاق ۛ ۛ بخاری عن ابی ہریرہ کتاب الرقاق

(۱) بولے تو جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو خلاف کرے (۳) عہد کرے تو پورا نہ کرے
 (۴) جھگڑنے لگے تو نفس بجنے لگے

ساجد کون ہے؟ | والمہاجر من ہجر ما
 غنی اللہ عزوجل عنہ

تیا کے دل بے باقی کن لوگوں پر ہوگا؟ | (۱) بادشاہ عادل

(۲) وہ نوجوان جس نے جوانی میں عبادت الہی کی ہو

(۳) وہ شخص جسے تنہائی میں خدا یاد آئے اور اس کی آنکھیں پڑ جاتی ہوں

(۴) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو

(۵) وہ دونوں شخص جن کی محبت ثابت پر ہو

(۶) وہ شخص جسے کوئی حسد نہ اور اعلیٰ درجہ کی عورت اپنی جانب بلائے اور وہ

کہہ دے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں

(۷) وہ شخص جس نے غنی طور پر خیرات دینا ہو اس کے بائیں ہاتھ کو بھی بھر نہیں سکتے

کیا دیا

یہ ہیں سات شخص جنہیں خدا قیامت کے دن اپنے سایہ میں لے گا جس کی سیاحت ہوگا

بادشاہ کی اطاعت کا حکم | من کرہ من

بعیرہ شینا قلی صبر علیہ خاند

من خرج من طاعته السلطان

شبرا مات ممتہ جاھلۃ

(۲) انکم سترون بعدی افری

وامور انکونھا قالوا فاما مونا

لہ بخاری عن عبد اللہ بن عمر لہ بخاری عن عبد اللہ بن عمر لہ بخاری عن عبد اللہ بن عمر

لہ بخاری عن ابن عباس لہ بخاری عن ابن عباس

احسنکم قضاء ۱۵

والتغنى عن الغنى عن كثرة

العرض ولكن الغنى غنى النفس ۱۶

سأوة عامر لا فضل لعلی علی عجمی

ولا العجمی علی عمری ولا الابيض علی

اسود ولا الاسود علی الابيض الا

بالتقوى ۱۷

حم عامر من لا یرحم لا یرحم ۱۸

داروں کے لئے ورثہ ان تدع انت وراثت

یہوشے کی فضیلت اغیار غیل آمن ان

تدع ام عالتہ یتکفون الناس فی الدین ۱۹

عورت کی مثال اور اس المرأة کاذبة

سے گواہ کی ہدایت ان اقہ تہا کسرتھا

وان انتم کنت بہا سمحت ۲۰

بھا و فیہا عوج ۲۱

عورت کا درجہ گھٹا اس المرأتہ

آیا انفسرتے اسکے اوٹ سے بہتر اوٹ خرید کر

اُسے دیدیا اور لوگوں کو فرمایا ایک بزرگ شخص

جو قرض کو خوشحالوں کی داد کرتا ہے

درہنہ کی ضرورت کی اکثریت سے حاصل نہیں ہوتی

ہے یعنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے

عرب کے کسی باشندہ کو ٹیم کے کسی باشندہ پر اور عجم کے

کسی شخص کو عرب کے کسی شخص پر اور رنگ والے کو

کالے آدمی پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت

نہیں ہے فضیلت کا ذریعہ تو صرف خدا ترستی ہے

جو کوئی شخص دوسرے پر رحم نہیں کرتا اُس پر بھی

رحم نہیں کیا جائیگا

یہ بت رہے کہ تو اپنے وارث کو غنی چھوڑ کر مرے

برفبندہ تاسکے کہ وہ تیرا ست ہو اور لوگوں کے

سامنے سوال کے لئے ہاتھ پھیلاتا رہے

عورت کو ایسا سمجھو جیسے پہلی کی بی بی اس بی بی کو

اگر یہ بھارتنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے اور اگر

اُس کو کام لینا چاہو گے تو وہ ٹیڑھے پن میں

ہی کام دے گی

عورت اپنے شوہر کے گھر میں اور اولاد پر

۱۵ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری کتاب الاستقراض ۱۶ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری کتاب الرقاق ۱۷

۱۸ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری کتاب الرقاق ۱۹ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری کتاب الرقاق ۲۰ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری کتاب الرقاق ۲۱ عن ابی ہریرہ صحیح بخاری کتاب الرقاق

یہ کلام پاک دنیا کے ہر طبقہ پر موزوں ہے۔ دنیا کے ہر حصہ پر کروڑوں خواص ہر پانچ دند اس کے مختلف حصوں کو ضرور پڑھ لیتے ہیں۔

جبکہ اس کا ترول ہوا، اس کا طور ترقی پذیر رہا ہے۔ اس کے لیکر جب اسے ایکلی حد تک الکبریٰ اتم المؤمنین نے شہد غلط بہ غلط روز بروز اس کے ماننے والوں کی تعداد ترقی پذیر رہی ہے، کوئی ملک، کوئی موسم، کوئی رسم و رواج، کسی جگہ کے ماننے والوں یا انکار کرنے والوں کے موافق یا ناموافق حالات اس کی ترقی کیلئے روک نہیں بن سکے۔ مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے غلط کئے گئے، اس کی سچی تعلیم ہر غلط حاشیے چڑھائے گئے، لیکن کوئی مذہب بھی اس کی اشاعت کو روک نہ سکی اور اس کی وسعت پذیر ترقی کو محدود نہ کر سکی۔

جس بن بان میں پہلے پہل جلوہ گر ہوا، اسی میں اب تک ڈرگت رہی اور ایک عالم اس کی روشنی سے منور رہا، لیکن دنیا کی اور تمام مقدس کتابیں کیا تو راہ و زبور کیا انجیل اور اسکے خطوط کیا وید کیا فرہاد و پانڈاس و صفیہ، ماری ہیں، جس بن بان میں وہ مری تھیں آج دنیا پر اس بن کا اور اس زبان کے بولنے والوں کا نام و نشان بھی باقی نہیں۔ قرآن مجید ان سب اعترافات کو جو قرآن کے زمانہ نزول میں کئے گئے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو الزام لگائے گئے خود بیان کرتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید اپنے لئے خود ایک سچی تاریخ بن گیا ہے، جس میں تصویر کے ہر دور رخ دکھائے گئے ہیں، قرآن عظیم نے اس بارہ میں اپنی صداقت اور استحکام کے اعتماد پر جس جرأت سے کام لیا ہے، دنیا کی کسی اور کتاب سے اس کا طور نہیں ہوا۔

قرآن حکیم کی تعلیم ایسی برکت صداقت لئے ہوئی، کہ جن قوموں اور مذہبوں نے اسے علی الاعلان نہیں مانا، انہوں نے بھی اپنی کتابوں میں جو سینکڑوں سال اس سے پہلے کی ہیں، یا سینکڑوں سال بعد کی ہیں، اسی تعلیم کے موجود ہونے کا دعویٰ کیا، ہر صدق اللہ تعالیٰ

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ: میرے فقرہ کا مطلب آپ کو واضح ہو جائیگا۔ جب آپ یہودیت، عیسائیت، مہودیت، بودہیت اور ہندو مت کے شائق یا آریہ صہم کے حالات قبل از نزول قرآن مجید کو پڑھیں گے، اور پھر بعد از نزول قرآن پاک آپ ان مذاہب کی ترقیات تا زمانہ حال پر غور فرمائیں گے، اور ان ترقیات کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھتے جائیں گے کہ اس ملک میں اس انقلاب کے پیشتر قرآنی تعلیم کا رواج ہو چکا تھا یا نہیں!

اب خواہ کوئی قرآن کریم کے فیوض کو مانے جیسا کہ مشہور بانیان برہمن راج کا حال ہے یا جیسا کہ یونان کے کیتھو دکانے و فقہ کو الزام دیتے ہوئے، اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اسکے مسائل قرآن سے استخراج ہیں!

خواہ کوئی دمانے جیسا کہ بہت سے فرقوں کا حال ہے، مگر عملاً انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو لے لیا ہے لے لے ہیں، اور ہر ایک ترقی کنندہ قوم، علیٰ غم انف، مجبور ہے کہ اس کی تعلیم لیتی رہے، جہاں تک مجھے علم ہے، قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاقْمِمْتُ عَلَيْكُمْ يَقْمَتِي: کی بشارت سنا ہے!

میں نے آیات کے ساتھ صرف سادہ ترجمہ لکھ دیا ہے، اس کو زیادہ کچھ لکھنا اس کتاب کے موضوع سے باہر تھا، کیونکہ میں ایک سلیس اور آسان کتاب پیش کرنا چاہتا ہوں، جس کے پڑھ لینے کے بعد پڑھنے والا نبی کریم اور قرآن عظیم کی بابت کچھ تو معلوم کر سکے، جَعَانُوْثِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالْيَدِ الْاَيْمَنُ بِمُسْلِمَانِ بَرَاهِ مَهْرِيَانِيْ دَهْمِيْنِ: کہ قرآن مجید کس کے مسلمان تیار کرتا ہے۔

الآیات

(۱) اللہ کے نام سے شروع ہے۔ جو کمال رحمت والا اور دائمی رحم والا ہے۔	(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	(الف) ذات خداوندی کا مسرفان
خواس ہو عقل خدا کا ادراک نہیں کر سکتے۔	(۲) لَا تَدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ	

يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَالْغَامِ ع ۱۳

(۳) لیس کشتہ شئی وهو

السمیع البصیر (شوری ع ۱۲)

(۴) اللہ ولی الذین امنوا یخرجهم

من الظلمت الی النور (البقرہ

۵) اللہ لا الہ الا هو المحی القیوم

لا تأخذه سنة ولا نوم له ما فی

السموات وما فی الارض من ذا الذی

یشفع عنده الا باذنه یعلم ما بین

ایدیم وملخفهم ولا یحیطون بشئی

من علم الا بما شاء وسع کرسیه

السموات والارض ولا یؤده حفظها

وهو العلی العظیم (البقرہ

۶) کتب ربکم علی نفسه الرحمة

(۷) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ

یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَکُمْ وَاَحَدٌ

اب سے دین کی تعریف (۱) فطرۃ اللہ

الشی فطر الناس علیها لا تبدل الخلق

اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر

الناس لا یعلمون (روم ع ۴)

لیکن خدا کو ان سب کا اور اک ہے۔

کوئی چیز بھی خدا کی مثال نہیں اور وہ بندوں کی

التجاؤں کو مستثنیٰ اور ان کے حالات کو دیکھتا ہے۔

اللہ ایمان والوں کو محبت رکھتا ہے، انہیں تارکینوں

سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔

خدا ہے اسکے سوا کوئی بھی اتق عبادت نہیں غفلت

یا نیند کا اثر نہیں ہوتا اسی کا ہے جو کچھ بھی سمان و

زمین میں ہو، ایسا کون ہو، جو اسکے ذوق کے بیڑی

کے پاس شفاعت کر سکے، وہ خدا لوگوں کے اگلے پچھلے

جانتا ہے اور لوگ اسکے علم کا حاطہ نہیں کر سکتے اور تو

آتنا ہی جان سکتو ہیں جتنا چاہے اسکی کرسی آسمانوں

زمین کو گھیرے ہوئے ہو اے آسمانوں و زمین (دوئوں)

کا نظام رکھنا تمہکا نہیں دیتا وہ بڑی علی شان

اور عظمت والا ہے۔

تمہا سے پروردگار نے اپنی ذات پر حجت کو لکھ لیا ہے

وہ خدا ایک یکتا سب کا سید و قلب ہے کوئی اس کا فرزند

وہ کسی کا مرنہ نہیں اور کوئی بھی اس کے برابر کا نہیں

یہ خدا کی بنائی ہوئی شریعت ہے جس پر خدا نے

لوگوں کو پیدا کیا ہے خدا کی بناوٹ میں بدل

نہیں ہوتی یہی سید عالمین ہے لیکن اکثر لوگ

اسے نہیں جانتے۔

(۴) صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ

مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً (رقوع ۱۶)

۴۱۱ شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہا
مُوحّاو الذی اوحینا الیک وما وصّٰینا
بہا براہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموالذ

ولا تنفرقوا فیہ (شوری ع ۱۲)

(ج) بندہ کے اعمال سے
اللہ تعالیٰ کو کیا ملو گی

ینا لہا التقویٰ منکم رج ع ۵)

(د) شریعت مقصود (ا) مایرد اللہ یجعل ا
السان کی جمیل ہے لیکن حرج و مرج و لکن یرید لیطہرکم
و یتیم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون (مائود ع ۵)

(۴۲) الصلوة تضحی عن الفحشاء والمنکر
ولذا کر اللہ اکثر (عنکبوت ع ۵)

(۵) نبی کے فرائض (ا) اسلنا فیکم رسولاً

منکم یتلو علیکم آیاتنا و نزکیکم
و یعلمکم الکتاب والحکمہ و یعلّمکم
ما لم تکنوا تعلمون (رقوع ۱۸)

۴۱۲ یا مرہم بالمعرف و ینہم عن
المنکر و یحل لہم الطیبت و یحرم
علیہم الخبائث و یضع عنہم

اللہ کا رنگ چڑھانا ہے! ہاں شہر سے بڑھ کر اور
کون رنگ چڑھا سکتا ہے!

خدا نے تمہارے لئے دین کا وہ راستہ بنایا ہو جس کا حکم
نوح کو دیا گیا اور محمد پر اسکی وحی بھی اور ابراہیم
موسیٰ و عیسیٰ کو بھی اسی کا حکم دیا تھا کہ دین پر سید
چلو اور اس میں تفرق نہ ڈالو!

خدا کے ہاں قربانیوں کا گوشت یا اوپر گز نہیں
پہنچتا، خدا کے پاس تو تمہاری قربان برداری
پہنچتی ہے!

اللہ کا یہ ارادہ نہیں کہ تم پر تنگی ڈالے! اللہ کا ارادہ
تو یہ ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت پوری
پوری بھیجے! تاکہ شکر کیا کرو!

نماز خوش رہیجائی اور ممنوع کاموں سے روک دیتی ہے۔
اور اللہ کا ذکر تو اس کو بھی (فائدہ مند) بڑھ کر ہے!

جیسے تمہاری پاس رسول کو بھیجا جو تم ہی میں سے ہے
وہ تمہاری باتیں تم کو سناتا، اخلاق و ذیاسی اہم کو پاک
کرنا، کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ علوم سکھاتا
ہے جنہیں تم نہیں جانتے تھے!

نبی کو گوئی نیک بات کہ کر دیکھا حکم نہ تھا اور بُری باتوں
کے کرنے سے روکتا اور پاکیزہ چیزوں کو لوگوں کے
حلال ٹھہراتا اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام

اصرهم والاعلال التي كانت

عليهم (اعراف - ۱۹)

(۱) اعمال کی جزا و سزا دنیا میں (۲) لو ان اهل

بھٹی جاتی ہو اور روکے بغیر (۳) القرطی اصنوا

واتقوا الفتننا عليهم بركات من السماء

والارض ولكن كذبوا فاعذبناهم بما

كانوا يكسبون (اعراف - ۱۲)

(۲) طوطم اقاموا التوراة والا انجيل و

ما انزل اليهم من ربهم لا كانوا من فوقهم

ومن تحت ارجلهم (مائدہ - ۱۶)

(۳) وما اصابكم من مصيبة فبما كبت

اليدايكم وليفوعن كثير رشوى (۲)

(۴) فلا تعلم نفس ما اخفى لهم

من قررة اعين جزاء بما كانوا

يعملون (سجدہ - ۲)

(۵) سنن البصر تبدل بصر (۶) فلن تجد

لسنة الله تبدلا

(۲) ولن تجد لسنة الله تحويلا (نطردہ)

(۳) ما توے في خلق الرحمن من

تفاوت - فارجه البصر هل

تري من فطود ثم ارجع البصر

بوتجہ اُن سے دور کر دیتا۔ اور طوق اُن کے نکال

دیتا ہے؛

اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے

اور تقوی اختیار کرتے، تو ہم اُن پر زمین اور آسمان

کی برکتیں کھول دیتے، لیکن وہ تو حکم الہی کو جھٹلاتے

لگے۔ اسلئے ہم نے اُن پر اُن کے فعلوں کی وجہ

سے مواخذہ کیا۔

اگر وہ لوگوں کو قرآن و تحفیل اور تعلیم پر حیا نہ کر لیں گے

قائم ہوتے تو اپنے اور ہلادینے کے خوراک کھایا کرتے دینی

زمین آسمان کی برکتیں اُن کے ساتھ ہوتیں،

جو مصیبت نہیں پہنچی ہو وہ تمہارے ہاتھوں کی لائی ہو

ہو، اور خدا تو تمہاری بہت سی باتیں عاف کر دیتا ہے

کوئی شخص بھی نہیں جان سکتا کہ خدا نے اپنے بندوں کیلئے

دیکھا کیا چیزیں غیبہ متیا کر رکھی ہیں جن سے کئی

آنکھیں بند ہو جائیں گی، یہ بدلہ ان کے اعمال کا ہے

سنت الہی میں کچھ بھی تغیر و تبدل نہیں ہوتا

سنت الہی میں ایسا کچھ نہیں کی گنجائش نہیں؛

خدا کی فرمائش میں تجھے کچھ بھی نقص نظر نہیں آئے گا

ذرا آنکھ اٹھا کر تو دیکھ کیا تجھے کوئی شرکان

بھی دکھائی دیتا ہے، پھر آنکھ اٹھا کر دیکھ اور

کس تین بینقلب الیک البصفا سنا
وهو حسید: (ملک ع ۱)

الانسان لکی آتی کوشش ہی (۱) لیس للانسان
کامیابی کیلئے شمرتی ہو (۲) الاما سنے (انجم ع ۱)

(۳) دکان سحیکم مشکور (دہر ع ۱)
(۴) تلك امة قد خلت لہا ما کسبت
ولکم ما کسبتکم (بقرہ ع ۱۶)

صبر اور پھر گاری کا درجہ (۱) دان تصبر واو

تتقوا انان ذلک من عزم الامور

حکمت اور افش کا درجہ (۱) ومن یؤتی الحکمة

فقد اوتی خیرا کثیرا

صبر کا ثمرہ (۱) وجعلنا منہم ائمة

یہدون با مرنا لہا صبرا

(سجہ ع ۳)

قطع طع (۱) ولا تہدوا عینک الی ما

منعنا بہ الا واجا منہم

(۱) دنیاوی مزج میرا آخرت کو نہ بھولنا (۱) ولا تنس

نصیبک من الدنیا (قصص ع ۱۸)

تمہارے بچنا (۱) ولا تلتقوا بایدیکم الی تہلککم

انرا اور جھوٹا ایمان کی ضد ہیں (۱) انما یفتویٰ للکذبا

الذین لا یؤمنون بایات اللہ (افعل ع ۱۴)

بار بار دیکھتیریں نظر تنہک کرنا کام ہو کر
لوٹ آئے گی۔

انسان کو وہی مٹتا ہے جو اس نے سعی
کی ہے۔

تمہاری کوشش خوب کامیاب ہوئی۔
وہ امت گذر چکی ہو، جو کچھ اُس نے کیا تھا۔
اُسے لیکنا جو تم کماؤ گے وہ تمہیں ملے گا۔

اگر تم صبر کرو اور پربہر گاری رکھو تو یہ ایک
عالی جہتی کا کام ہے۔

اور جسے حکمت (حقیقی فلسفہ) دیا گیا اُسے نہایت
سعادت مندی حاصل ہوئی۔

جب نبی اسرائیل نے صبر اختیار کیا تو ہم نے اُن
میں ایسے مقتدائے قوم کئے جو ہمارے حکم کے مطابقت
اور لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔

کافروں کی مختلف قوموں کو جو ہم نے دنیاوی حظوظ کے
بہرہ مند کیا ہے تو اُس کی طرف انھیں اٹھا کر نہ دیکھو۔

اے قاریون تو دنیا کے گھنڈے میں آکر اپنے بہرہ
نجات کو فراموش نہ کرو۔

اپنے تنیں آپ ہلاکت میں نہ ڈالو۔

جھوٹا افترا وہی باندھتے ہیں جو خدا کی آیات
پر ایمان نہیں رکھتے۔

تقطع لهم چیزیں **قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي**

الفواحش ما ظهر منها وما بطن
والآثم والبغی بغير الحق وان نشرکوا
بالله ما العیذ بل به سلطانا وان
تقولوا علی الله ما لا تعلمون

(الاعراف - ع ۴)

خدا کی عبادت الہی بیتمہ ہے **صبغة الله**

من احسن من الله صبغة و غن له
عابدون (البقرہ - ع ۱۶)

توحید و انشاؤانی کی تحریف **والقلم وما یسطرون**

ارباب عقل و دانش کے **ان فی خلق السموات**
لئے الہی نشانات **والارض واختلف**

اللیل والنہار والغداک التي تجری

فی البحر بما ینفع الناس وما انزل

الله من السماء من ماء ناحیاء

الارض بعد موتها و بث فیها

من کل دابة و تصریف السویاح

والسحاب المسخر بین السماء والارض

آیات لقوم یعقلون (البقرہ - ع ۲۰)

قسم کھانے کی نعمت **ولا تقطع کل حلا**

صہلین (قلم ع ۱)

لعمركم سنا دیجئے کہ میری پروردگار نے حکم فرمایا

(۱) انجش کی سب قسموں کو کھلی بین بھیجیں (۲)

اور گناہ کو (۳) اور ناحق نجات کو (۴) اور خدا کے

ساتھ کسی کو شریک بنانے کو جس پر کوئی بھی

دلیل موجود نہیں (۵) اور خدا پر ایسی بات

جو لینے کو جسم نہیں جانتے

ہم نے خدا ہی کا رنگ اختیار کیا ہے کیا خدا سے

بڑھ کر بھی کوئی اچھا رنگ دینے والا ہے؟ اور ہم تو

اُسی کی عبادت کرتے ہیں!

میں قلم کی اور اس کے کلمے علم کی قسم کھاتا ہوں

زمین و آسمان کے پیدا کئے رات دن کے آئے

جلتے وہ کشتیاں اور جہاز جو لوگوں کی مفید شیا

تجارت لیکر دریاؤں و درمندیوں میں چلتے ہیں

آسمانوں کی طرف سے خدا کے پانی اتارنے اور مردہ

زمین کو سکھانے اور سر نو زندگی بخشنے زمین میں

ہر ایک قسم کے جانور پیدا کر کے پراکندہ کر کے مختلف

قسم کی ہوائیں بھرنے اور ان بادلوں میں جو آسمان

وزمین کے بیچ میں تابع حکم نظر آتے ہیں بیشک

عقل مندوں کیلئے خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں!

تو کسی ایسے دلیل کی بات مت مان جو بہت

قسمیں کھانے والا ہے!

۱۸) وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَرْضَةً لَا يَاسَأُكُمْ بِقُرْبِهِ
(۱۲۰) وَاحْفَظُوا إِلَیْهَا أَنْتُمْ وَآئِمَّتُهُ ۱۲۰

صلح کی دعوت یا ایہا الذین امنوا ادخلوا
فی السّلم کافّة ولا تتبعوا خطوات الشیطن
انہ لکم عدوّ مبین (البقرہ ۱۲۸)

اصلاح یا یہی کام کرو و تصلحوا بایں الناس ربّوہ
واصلحوا ذات بینکم (الافعال ۱۷)

عنورہ مگر کی تعلیم ولیعفوا ولیصفحوا
الاتحبون ان یغفر اللہ لکم والنور ۱۳

۸) سچی تعلیم کی صداقت سز دہم ایا ستا
خود بخود آشکارا ہو جائیگی فی الاقاق و فی

انفسہم حتی یتبین لہم الحق (۱۶) (م سجدہ ۱۶)

خدا کے نام کو اپنی قسموں کا ہدف نہ بناؤ۔
قسموں کی محمد اثرت کیا کرو۔

ایمان والو! دین اسلام میں (جو مبنی بر امن ہے)
بالکلیہ بہترین خصل جو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم
پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

لوگوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔
آپ کے سنار عا و جگہ روں کی اصلاح کر دیا کرو۔
لازم ہے کہ معافی دو اور دگر نہ کرو۔ کیا تم پسند
نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے؟

ہم اپنی قدرت کی نشانیاں جو اطراف عالم میں پھیلی
ہوئی ہیں اور خود انکی فیات و نفوس میں بھی جو
ہیں نہرو انہیں کھا دیئے۔ اور بالآخر ان کو معلوم
ہو جائیگا کہ یہ تعلیم بالکل سچی ہے۔

سلطنت کے اصول

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا
تقبہ بیان کیجئے جبکہ وہ ایک کھیت کے بارہ فیصلہ
ساور کر رہے تھے اچس میں ات کی وقت انکی قوم کے
گو سپند پر گئے تھے اور ہم انکے فیصلہ کرتے وقت
ماضی و ناظر تھے۔ سو اس معاملہ میں ہم نے حضرت
سلیمان علیہ السلام کو ایک خاص سمجھنایت کی اور

۱۸) ماکان عدالت کے لئے داؤد و سلیمان
علم کا ہونا ضروری ہے اذ یحکم ان فی

الحرف اذ نقشت فیہ غم القوم
و کنا الحکمہم شاہدین ففہمنا
سلیمان و کلاً اتینا حکماً و علماً
(انبیاء)

دونوں کو ہم نے عام طور پر حکومت اور علم
عطا کیا تھا۔

کسی سرزمین میں اصلاح ہو جانے کے بعد
شرابی نہ کرو۔

کتنے شہروں کو ہم نے ان کے ظلم کے باعث توڑ مروڑ
ڈالا اور انکی تباہی کے بعد ہم نے ایک دوسری
قوم انکی بجائے پیدا کر دی۔

ایسا نہیں کہتے اپروردگار آباد شہروں کو انکے
باشندوں کے نیکو کار ہونے کے باوجود ظلم
سے تباہ کر دے۔

جہاں تک ممکن ہو اپنی طاقت بڑھاؤ اور
گھوڑوں کو آمادہ پیکار رکھو جس سے
تم ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال سکو
جو خدا کے دشمن اور تمہارے بھی دشمن
ہیں۔

حکومت کے کاموں میں لوگوں سے
مشورہ کر لیا کرو۔

مسلمانوں کی حکومت: ابھی مشورہ پر ہے
اے سردارو! میری حکومت میں تم مجھے فتویٰ دینا
موجودگی کے بغیر مجھ کو کسی شے کا مفصلہ نہیں کرنا

۲۔ تفحص من کی لغتاً ولا تفسدوا فی الارض

بعد اصلاحها (اعراف ۳)

۳۔ ظلم باعث زوال ہے و کثر قصصنا من

قسیۃ کانت ظالمة و انشاء بعدھا
قوماً اخرین راہبہاء - ۲۷

تم نیکو کاری باعث قیام ہے و ما کان ربک

لیہلک القرۃ بظلم و اہلجہا

مصلحون - (ہود - ۱۰ ع)

۴۔ جنگ کے لئے تیار رہنا ہی واعدواہم

جنگ سے بچنے کی تدبیر ہے ما استطعتم

من قوۃ رباط الخیل ترہیون

بہ غدو اللہ وعدوکم۔

(انفال - آیت ۶۰)

۵۔ ارکان دولت کے و شاورہم

مشورہ پر کاروبار کرنا فی الامر

زال عمران - ۱۷ ع

۶۔ دامرہم شوری بینہم شوری ع ۲۷

۷۔ یا ایہا الملا ما فتونی فی اموری ما کنت

قاطعة امرأ حتی تشہدون رنل ع ۱۳

تعلیم و تعلم

اے محمدی اللہ علیہ وسلم میرا بن دوں گے بشارت لینا
دیکھئے جو علم حکمت کی افکار کو سنتے اور اسکی بہترین
صورت کو اختیار کر کے اسکی پیروی کرتے ہیں،
یہی ہیں وہ لوگ جنہیں خدا نے ہدایت بخشی اور
یہی لوگ کھڑے عقلمند ہیں۔

کیا تمہارے پاس کچھ علم ہے؟ پس اُسے ہمارے
لئے ظاہر کرو۔

(۱) اے علم حکمت کی باتوں کا سنتا، اُن پر بیشتر چمکاوی
نحو کرنا، بہترین صورت کو اختیار کرنا الذَّیْنَ
یَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ
وَإِذْ يَكَلِّمُ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَإِلَيْكَ حُجُّهُمْ
اولوا الالباب (زمزم ع ۱۲)

(۲) غیر توام و علم خدا کرنا (۱) اہل عند کہ من
علم فخر جودہ لنا العام - ع ۱۸

نظام تبلیغ دین

تم میں ایک ایسا گروہ ضرور ہونا چاہئے جو لوگوں کو
نیکی کی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے
اور بُرے کاموں سے منع کرے، ایسے ہی
لوگ کامیاب ہونگے۔

ہر ایک فرد قوم میں سے ایک گروہ اس غرض کیلئے
کیوں نہیں کھڑا ہوتا کہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں
اور جب فایز تحصیل ہوں تو اپنی قوم کی ہمدردی کرتے
انہیں خدا کی نافرمانی کی باتوں سے ڈرائیں جس کا نتیجہ
ہو گا کہ قوم بُری باتوں سے بچنے لگے گی۔

(۱) دین کی دعوت دینے والی
جملہ کچھ قیام ضروری ہے
وَيَا مَرْءُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ
وَإِلَيْكَ حُجُّهُمْ الْمَفْلُحُونَ (آل عمران ع ۱۱)

(۲) ہر ایک قوم کا مختصر اعیان
دین کی جماعت میں ہو سکتا ہے
طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا
قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَحْذَرُونَ (توبہ ع ۱۵)

تہذیب اخلاق

آرائش و زیور کے اندر پسندیدہ اور لڑائی پر پیکار
سے علمی و رہتی ہے۔

(۱) جنسِ اناث کی تعریف
وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ (نور ع ۲)

۲۔ مياں بیوی کی تعریف **هُنَّ لِمَا سُنَّكُمْ**
 دنتم لباس لھت (بقرہ - ع ۲۳)

لباس انسان کو گرمی سردی سے بچاتا، لباس انسان کے حسن و جمال کو ترقی دیتا
 لباس سے پہننے والے کی تہذیب و نمیز کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ لباس لباس پہننے والے
 کے عیوب کو چھپاتا ہے، اسی طرح زن و شوہر کے باہمی تعلقات ہونے پائیں، وہ گرم سرد
 زمانہ سے ایک دوسرے کا بچاؤ ہوں، ایک دوسرے کا حسن و جمال باہمی الفت سے ترقی
 کرے۔ عورت کو دیکھ کر اس کے شوہر کی تہذیب اور شوہر کو دیکھ کر عورت کی نمیز کا اندازہ
 کیا جاسکے، ایک دوسرے کے راز دار ہوں۔

خلقکم من انفسکم ازواجاً لتسکُنُوا
 ایہا و جمل بینکم مودۃ و رحمۃ
 (الرؤم - ع ۳)

۳۔ مياں بیوی کے حقوق (۱) الرجال
 قُوا لِمَنْ عَلَى النِّسَاءِ رِئَاءَ - ع ۱۶
 (۲) وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ
 وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ
 (بقرہ - ع ۲۸)

۴۔ کمال سچ کی محبت **وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ**
 کو ایمان کتے ہیں **حُبًّا لِلَّهِ** (بقرہ - ع ۲۰)

۵۔ بلندی درجات کا **يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا**
 سبب ایمان اور علم ہیں **بِمَنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا**
 العلم درجات (المجادلہ - ع ۲)

عورتوں کے شوہروں پر ویسے ہی حقوق ہیں
 جیسے شوہروں کے عورتوں پر ہیں۔ اور
 مردوں کو ان پر درجہ ہے۔

مومن خدا کی محبت میں زیادہ ثابت قدم
 ہیں۔

خدا تعالیٰ مومنوں کے اور ان لوگوں کے
 جنہیں علم سے بہرہ مند کیا گیا ہے۔ درجے
 اور رتبے بلند فرماتا ہے۔

برو بحر پر سلا کرے، بہترین

پاکیزہ اصل پر چلنے کی وجہ

انسان کی دیگر مخلوق پر فضیلت کے

درجہ انہم من الطیبات وفضلناہم

علیٰ کثیر من خلقنا تفضیل (بیہر شریعہ) ۱۱

انسان کا ارفع ہونا ہی

رد شرک کی دلیل ہے

فضلکم علی العالمین؛ اعراف ع ۱۶

انسان کو ہر ادنیٰ مٹی سے

سبق حاصل کرنا چاہئے

فأوری سواۃ اخی فادبہم من لئادمین

دیکھنے والے کے لئے ہر

چیز میں ایک نشان ہے

یترون علیہا وہم عنہا محضون؛

سیاحت کے ہم بڑھتا ہے

اور معلومات کا اضافہ ہوتا ہے

قلوب یعقلون بہا واذان یسمعون بہا

اندھا وہ ہے جس کا دل نہ سمجھے

الابصار لو لکن تعق القلوب الی

فی الصدور؛ (الحج - ۱۶)

حرام چیزیں دیکھیں لیکن حرام نہیں

یا ایہا النبا

ضرور پہنے انسان کو عورت می ہے اور خشکی تری

میں اُن کو سوار کر کے پھر ایا تھکی و تری میں

سفر کرنے کے وسائل سمجھائے، اور الوان نعمت

سے اُن کا رزق مقرر کیا؛ اور اپنی بہت سی

خلوقات پر اُن کو شرف بخشا؛

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمایا کہ کیا میں تمہارے

اور عبود ڈھونڈھ لاؤں؟ حالانکہ اُس نے تمہیں

تمام عالم پر فضیلت عنایت فرمائی ہے؛

لے کاش مجھ سے اتنا بھی تو نہ ہو سکا کہ اس کو

کی طرح اپنے بھائی کی مُردہ لاش کو خاک سے چھپا

دیتا، یہ سمجھ کر اُسے سخت مذمت ہوئی؛

زمین و آسمان میں قدرت کاملہ کی کئی نشانیاں

موجود ہیں؛ جن سے وہ یونہی منہ پھیر کر گزر

جاتے ہیں؛

انہوں نے اطراف عالم میں سیاحت کیوں کی

جس سے ان کو دل مانے و انا اور گوش ہا

شنوا حاصل ہوتے؛

حقیقت حال یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں

ہو جاتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں

جو سینوں میں پوشیدہ ہیں؛

لے سب لوگو! زمین میں جو پاکیزہ حلال شیا

خدا نے پیدا کی ہیں دکھاؤ پیر اور شیطان کے
نقش قدم پر نہ چلو۔

زمین کی سب پاکیزہ حلال اشیاء کھاؤ اور
اور شیطان کے نقش قدم پر نہ
چلو۔

جو شخص اس دنیا میں اندھا ہوگا تو وہ
آخرت میں زیادہ اندھا اور زیادہ
گمراہ ہوگا۔

آپ اپنے کو ذیسل نہ سمجھو اور رنجیدہ
نہ بنو تم ہی سب سے برتر ہو گے۔ اگر
تم ایماندار ہو۔

تمہارے

روئے زمین پر کوئی ایسا جادو یا اوڑنے والا
پرندہ نہیں ہے جسکی تمہاری ہی طرح قویں اور
جتنے نہ ہوں۔ ہم نے اپنی کتاب میں کہ جس
کا بیان ترک نہیں کیا پھر ان سب سے بڑا کافرا
ہی کی طرف اکٹھا ہو کر جانا ہے۔

خداوند ذات کبریا جس نے تمہارے نوامد و نافع
کے لئے زمین کی تمام اشیاء پیدا کی ہیں
ہر ایک شخص اپنی جبلت کے موافق عمل
کرتا ہے۔

کلو امانی الارض حلالاً طیباً ولا
تتبعوا خطوات الشیطن (۲-۱۷۸)

حلال طیب چیز کا
ترک تمہارا شیطان کا کام
تتبعوا خطوات الشیطن (۲-۱۷۸)

بشر و ہدایت اسی دنیا
میں حاصل ہو سکتی ہے
الاغی و هو فی
الآخرۃ اغی و اصل سبب

ایمان ہی کے ذریعے سے
ہر ایک اعلیٰ منزلت پا سکتے ہیں
الاعلون ان کنتم مومنین آل عمران ع ۵۴

۱۔ چرند و پرند میں ایک تمہارے کایا یا جاننا لو ازم (۱) و ما
یتابین کا بھی انہی جیسے اصول پر کار بند ہونا من اید
فی الارض ولا طائر یطیر یتحاجبہ الا ام
امثالکم۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم
الی ربهم یحشر من (۶-۱۳۸)

۲۔ موجودات عالم انسان
فائدے سے ملے ہیں
۳۔ گوشت اپنی اپنی مختلف حالتوں میں (۱) کل یعمل
مختلف کام انجام دیتے ہیں علی شاکلہ

وَاللَّهُ يَتَرَانِ اللَّهُ يَسْجُدُ لَهُ مِنْ فِي
السَّمَوَاتِ وَمِنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ
وَالْبَهَائِبُ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ
حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ (حج-۲۷)

کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ آسمان اور زمین کی
سب مخلوق رشلاً سورج چاند تارے
پہاڑ درخت حیوان اور انسان کا برا حقہ
خدا کا فرمانبردار ہے اور پھر بھی بہت ایسے
لوگ رہ جاتے ہیں جن پر عذاب کا ہونا
درست ٹھہرا۔

(۳) فَاِمَامٌ اعْطِيَ وَاتَّقَى وَصَدَّقَ
بِالْحَسَنِيِّ۔ فَتَنِيَسِرُهُ لِيَسِرَ سِرَّهُ
وَاِمَامٌ يَجْعَلُ وَاسْتَعْنَى وَكَذَّبَ
بِالْحَسَنِيِّ فَتَنِيَسِرُهُ لِيَعْسِرَ سِرَّهُ

جس شخص نے رضا کی راہ میں کچھ دیا اور پرہیزگاری
بھی کی اور خدا کے بہترین عہدوں کی تصدیق کی
اُس کو ہم نہایت فی کے تخت آسان طریقہ پر دینا
پر فطرت کے راستے پر جو مقتضائے الدین یسر
نہایت آسان طریقہ ہے چلائینگے لیکن یہ خلاف اسکے جس نے بخل مری کی اور اپنے تمہیں
رضا کی طاعت کے اے نیاز خیال کیا اور خدا کے بہترین عہدوں کو ٹھٹھایا تو اُس کیلئے ترک
معونہ و توفیق کر کے اور اپنی عنایت سے اسکو محروم کر کے وہی شوارطہ وجود حقیقت بہ سبب
خلاف فطرت صحیح ہوئی کہ نہایت شوارحی بعبادت ترک کرنے لطف عنایت کے آسان کر دیں گے

۴۔ رِیَاسَتِ دِنِ الْقِيَامِ وَرِاقَتِ الْاَمَامِ
لَمْ يَخْلُفْهُ حَقِيقَاتِ الْفُرُوقِ وَرِاقَتِ الْاَمَامِ
طَبَقَةُ الْاَسْنَانِ بَعْدَ الْاَمَامِ وَرِاقَتِ الْاَمَامِ
دَوَامِ اِتِّظَامِ كَلَمْ ذَمُّوا رِيقَتِ الْاَمَامِ

عداوت ذات کبر پا ہے جس تمہیں پڑے زمین پر
روایہ ثلاثہ کے مختلف قسام میں انواع تصرف کرنے
کیلئے اپنا غلیفہ بنایا یعنی اللع قیارت ظاہر کرنے
کیلئے تمہیں پنا جا رہے تصرف بنایا اور انتظام کے
لئے تمہاری مختلف درجے یا طبقہ قرار دئے جس سے
یغرض ہو کہ تمہیں اپنے عطا کردہ کمالات میں آزمائے
کہ تم ان بالقوہ کمالات کو مرضی طور میں کراپنے

وَرَفَعَ بَعْضُكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ
يَبْلُغُ كَمَفِي مَا اَبَاكَ اَنْ رَّبَّنَا سَلِيمٌ
اِنْ عَقَابَ اَبَاكَ لَخَفُورٌ حَمِيمٌ (انعام-۱۰۷)

تئیں خلیقۃ اللہ ثابت کرتے ہو یا اپنی فطری استعداد کو مسخ کر کے اسفل سافلین کا خطاب حاصل کرتے ہو ضرورتیں پر دروگاہ جلدی عذاب بھی دینے والا ہو اور وہ یقیناً بخشے والا نہ رہا یہ بھی بڑا

اور خدا نے ایک میزان قرار دی کہ تم اس میزان میں کسی طرح طفیلی یا رافڑ و کفریہ نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ معیار کو درست رکھو۔ اور میزان مقرر کردہ الہی میں کسی قسم کی تقصیر نہ کرو۔

تم لوگ اے امت محمدیہ! باقی لوگوں کیلئے ایک بہترین قوم منوہی پر لانے گئے ہو تم لوگوں کو مطابق شرع و فطرت کے حکم دیتے ہو یا ان کو منع کرتے ہو اور خدا کی ذات صفات پر یقین کامل رکھتے ہو۔

تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اور تم اپنے اموال جو اللہ نے تمہارے لئے قوام زندگی بنائے ہیں یہ تو قوفل کے ہاتھ میں مست دیا کرو۔

شیطان تمہیں تنگدستی کا خوف لاتا ہو اور اگر بلاہمت تمہیں بخل و اساک کا حکم دے گا یہ بڑا خدا اسکے خدا تمہیں اپنے فضل و بخشش کی امید دلاتا ہے اور خدا بہت فراخ رحمت والا (حقائق امور کو) جانتے والا ہے۔

جن کو جلی بخل اور لالچ سے خدا نے محفوظ رکھا وہی آخرت میں کامیاب ہونگے۔

۵۔ مساوات حقوق کا تاکید الہی حکم عدل کی تاکید

المیزان واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان (الرحمن ع ۱)

۶۔ بہترین فیصلہ ہے جو اللہ نے انسانی کا خیر خواہ اُخْرَحْتِ لِلنَّاسِ تَأْمُونٌ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ذَالِ عَمْرٰن - ع ۱۲

۷۔ اخوت کی بنیاد

۸۔ مال کی تحریف دولت ولا تولوا السفهاء قیام قومی کا سبب ہے اموالکم التي جعل اللہ لکم قیاماً رضاء ع ۱

۹۔ فقرہ گناہی کی بُرائی الشیطان یعدک الفقر دیار کو کم بالفحشاء واللہ یعدک مغفرہ منہ وفضلہ واللہ واسع علیم (بقرہ - ع ۳۷)

۱۰۔ اسراف کی بُرائی بخل کا ومن یوق شح نفسه فلوالہم الفلحون

۱۲۔ میان روی زمین کے بننے وَالَّذِينَ إِذَا
خَجِرَ سَفَّ نَمِينَ بَوَّافَقُوا الْحُسْرَى

وَلَمَّا يَفْتُرُوا وَاكَانَ بَيْنَ ذَلِث
قَوَامًا (الفقان ۷۵)

۱۳۔ بحری تجارت وَالْفُلُكُ الَّتِي تَجْرِي
مَحْصُورًا نَفْعَ غُلَبٍ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ
النَّاسَ (۲-۱۶۳)

اللہ کے ہاں ہست و ہست ہمیشہ بہت والی وَمَا عِنْدَ اللَّهِ
نَفْعِينَ كُنْ لُوكُلٍ كَلْتِیْ خَیْرٌ وَابْقَى
لِلَّذِينَ آمَنُوا (الشوری - ۷۴)

خدا سے مہربان خاص بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے
کہ جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ تو فضول خرچ
کرتے ہیں اور نہ تنگ دستی کرتے ہیں بلکہ (میان روی)
کر کے بیچ کا مستقیم راستہ اختیار کرتے ہیں۔
اور وہ کشتیاں اور جہاز بھی خدا کی قدرت کی نشانی
ہیں، جو لوگوں کی مفید اشیائے تجارت لیکر دیا
اور سمندر میں دیر با دیر چلی جاتی ہیں۔

بہتر اور باقی رہنے والا اجر ان لوگوں کے لئے ہے
(۱) جو ایمان لائے ہیں، اور اپنے رب پر توکل
رکھتے ہیں۔ (۲) جو لوگ بڑے بڑے گناہوں

پیشیا فی اور خش سے پرہیز کرتے ہیں۔ (۳) اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو درگزر کیا کرتے ہیں
(۴) اور جو اپنے پروردگار کے حکموں کو قبول کر لیتے ہیں، (۵) اور جو نماز کو قائم رکھتے ہیں،
(۶) اور جن کا کام باہمی دشواری پر ہے، (۷) اور جو اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے
خرچ کرتے ہیں، (۸) اور جو دوسرے کی طرف سے زیادتی رحلہ ہوئے پر صرف اپنا بدلہ
لیتے ہیں، اور بُرائی کا بدلہ ایسی ہی بُرائی ہے، (۹) ہاں جو دوسرے کی زیادتی معاف کئے
اور اس سے نیکی کرے تو اس کا ثواب اللہ کے اوپر ہے، اللہ تو ظلم کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا
(۱۰) (۱) تاہم جو کوئی (دوسرے سے) ظلم کا بدلہ لیتا ہے اس پر کچھ الزم نہیں، (۲) الزم تو ان لوگوں پر
ہے جو نسل انسان پر ظلم کرتے، اور ملک میں ناروا بغاوت پھیلاتے ہیں، ایسے لوگوں کے
لئے دردناک عذاب ہے، (۳) جو شخص (دوسرے کی زیادتی پر) صبر کرتا، اُسے معاف
کر دیتا ہے تو یہ بات بڑی بلند ہمت کی ہے۔ تمام شد

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

قصیده در ثنای صلی الله علیه و سلم

دلم ز سینه بود آن جمالِ نوری
 جمالِ معنی و زینِ کمانِ حُسنِ جلال
 محمد اسم و صیبِ اله و خواجهِ کل
 گزیده فقر که فرماںِ روایِ ملکِ ابد
 نبوتِ رست یحیی قصه آسمانِ پایه
 عرب بچاهِ جهالت فتاده بود
 میگردانند ز جامِ ولای تو نوشد
 به نزلِ عام تو ممانشست صد عالم
 در نجاتِ کشودی بر رویِ احمرو سود
 حدیثِ پاک تو آن جامعِ انکس که ازو
 جهان شنید ز فمِ تو آن کلامِ خدا
 بدان جناب که جبریل را نپروید

که حُسنِ ابره اشای و ست حیرانی
 مطاعِ خلق و ضیای جهانِ ظلمانی
 نویدِ رحمتِ پیمانِ عفو یزدانی
 بمشتِ خاک ندارد هوایِ سلطانی
 که هم تسم او آمدی و هم بانی
 بسر گرفت ز تو افسر همه دانی
 کجاست مائلِ ظلمات شاهِ یونانی
 عجب نتر آنکه به عالمِ نازلِ مسمانی
 گم که بست برایشان یهود و نصرانی
 رسد بغور چه یونانی و چه سوطانی
 که داده بود و خبر ز و کلیمِ عمرانی
 تراست رفتن از شوقِ حلقه حبیبانی

دلت گواہ بصدق نظارہ چشمت
 توئی کہ از تو تمدن روان مانده گرفت
 توئی کہ نام نہی نحر را مخ عقل
 توئی کہ صدق ہمہ شاں پدید کنی
 ز تو مہربان روشن تقووم مرواں
 فتوت تو امانت ادب قتالت لقب
 تو عنذر خواه شوی بہر قوم از رحمن
 تو قاتلان عجم و دخت انامانی عفو
 پئے ہلاک جفا پیشگان ضامنہ ہی
 ز عدل و رحم تو صد بہرہ یافتند اعدا
 و دشاہداند مرا خیر و جنین کہ تو
 بزور و کوشش افواج ہیچ نیست
 خدایکے و پیامش بسوی خلق یکے
 تو باب مسلم کشائی بر مئے دشمن دست

نگاہ پاک تو بینائے صنع رحمانی
 توئی کہ کندہ ز عالم بنای رہبانی
 توئی کہ ام خباثت شراب انوانی
 توئی کہ عظمت پیشینان خشانی
 ز تو معین محکم حقوق نسوانی
 ز شوکت تو موالی کنند سلطانی
 ز سنگ چوں شکند قوم روندانی
 پیاس خاطر ایمانی و مسلمانی
 کہ نسل شاں مگر آید بدین دیانی
 بحرب ہا کہ نمودند جمع خذلانی
 دہی بچود ہر آنچہ بفتح بستانی
 ترا کہ فتح مسبین شد بلاغ قلمانی
 تو خلق را بسوئے آں پیام سخوانی
 تو دوستی بدل دشمنان بیالانی

تیمی تو تسلی ست مریتا ملی را
تو عجب خوانده شدی موزدان ^{نسبت} دانا
تو آفتابی و از حمد سر بر آورده
فزون تر از تو کسی از حمد گفت ^ل جها
ترا محمد و احمد زین خواند و زما
مارؤف و حمی خدارؤف و حیم
تو حجتی و جهان آفرین مارحمان
سخن واجب ممکن از ادب ^ل باشه
ز ستاره و تشبیه بس بلندستی
چه خوش شبان تو صدیق گفت گو ^ل سفت
مبلغان تو دادند ای پیام خلیق
مبشیران تو دادند ای نوید بها
طفیل تست که بعد از هزار قرن ^ل ید
که دین یافت کمال تمام شدت

که بز مهر پدر هست خون ربانی
که بر ترست عبودیت از سلیمانی
تو ماه و بر فلک قمر نور افشانی
نه بر تر از تو کسی گفت حمد ربانی
حمید باشد و محمود ذات سبحانی
و گر چه سود که گویم سخن بنادانی
هزار شکر رسیدم بگنج پنهانی
طفیل تست همه کارگاه امکانی
بر پیشانی خود ایم بخونش میانی
که کرد روی تو بر دعوی تو بر ربانی
که نصیح خلق بود لازم مسلمان
که کار دین همه بشیر است آسانی
بگوش عالیشان شد نوید از زانی
گوید نوع بشر ارضائے قیانی

کجا ہٹائے تو آید ز انسی جانی
امید ہست کہ از لطف رونہ گزانی
دے کہ مرگ نماید بدر دورانی
جمال او بنمائی چو صبح نورانی
مراز تنگی گور و سوال بر مانی

صلوٰۃ بر تو خدا می فرشتگان خوند
گراز شے ست آلی مراد بر گاہت
دے کہ روح مجر و شود ز پیکر خاک
در این خاک کہ تنگست تار چو دل کن
بہار تازہ بحشم فرشتگان بخشی

سمی فارس صدقم عطا بفرمانی
یک از ہزار بن نیز صدق سلمان

اختر راجی شفاعت و غفران قاضی محمد سلیمان ایسمان
دلہ حاجی مولوی قاضی احمد شاہ مرحوم مغفور
منصور پوری
علاقہ ریاست پٹیالہ



